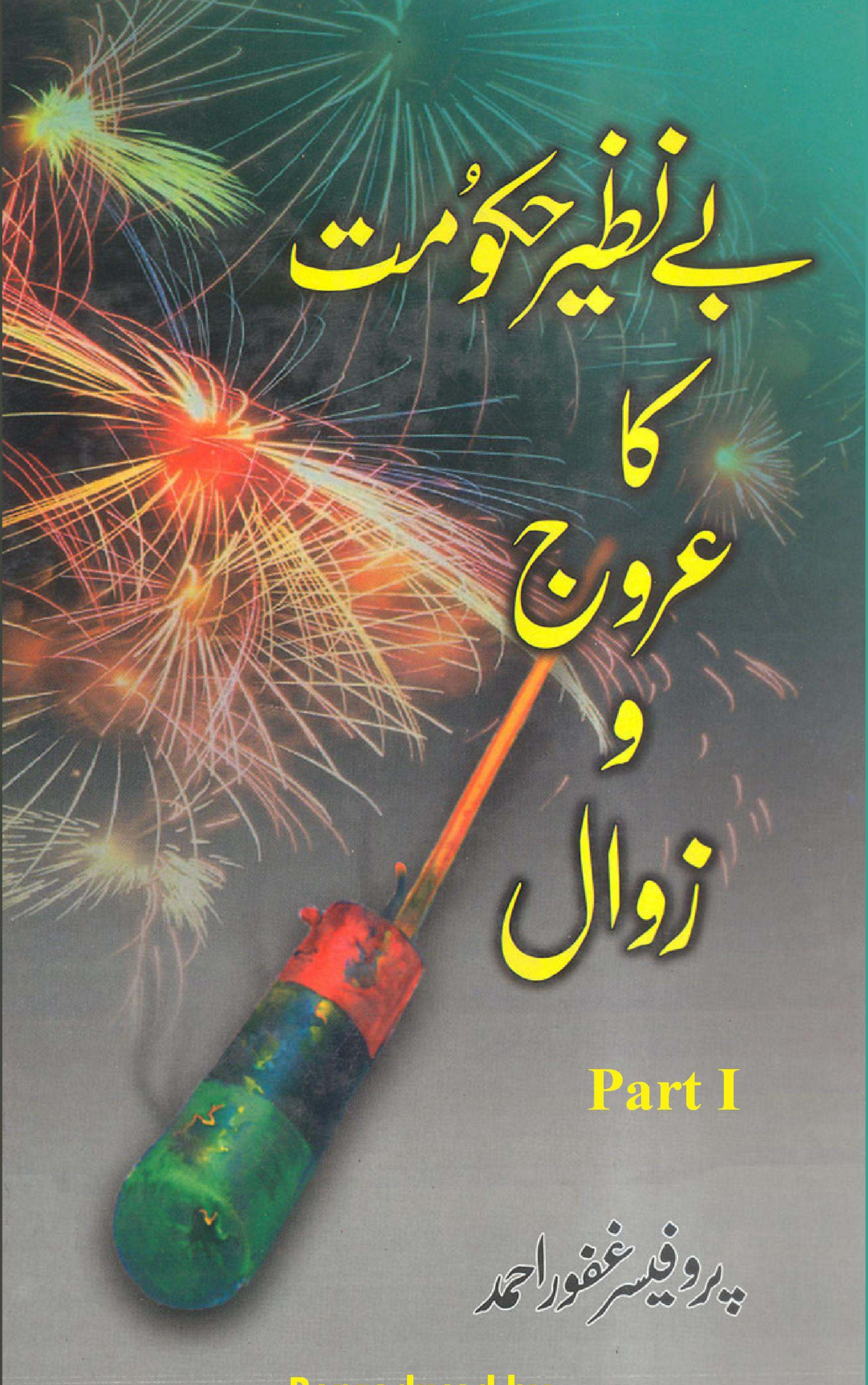

بے نظیر حکومت کا عروج و زوال

Part I

پروفیسر غفور احمد

Reproduced by:

Sani Hussain Panhwar

Member Sindh Council, PPP

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے نظیر حکومت کا عروج و زوال

بے نظیر حکومت کا
عروج و زوال

پروفیسر غفور احمد

القمر انٹرپرائزرز
رحمان مارکیٹ
اُردو بازار: لاہور

خوبصورت، معیاری کتابیں

القمر انٹرپرائزز

اہتمام: محمد سعید اللہ صدیقی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

اشاعت اول : 2001ء

تعداد : ایک ہزار

مطبع : زاہد بشیر پرنٹرز' لاہور

قیمت : 350 روپے

فہرست ابواب

ابتدائیہ

باب: ۱ ملکی سیاست ایک نئے مرحلے میں ـــــــ ۲۳

باب: ۲ سیاسی جماعتیں ـــــــ ۲۹

باب: ۳ احتساب قبل از انتخاب ـــــــ ۳۹

باب: ۴ انتخابی سرگرمیاں ـــــــ ۵۷

باب: ۵ فیصلہ کا دن ـــــــ ۹۹

باب: ۶ قائد ایوان کا خطاب ـــــــ ۱۲۳

باب: ۷ صدارتی انتخاب ـــــــ ۱۳۵

باب: ۸ بے نظیر کا ابتدائی دور حکومت ـــــــ ۱۵۱

باب: ۹ سرحد اسمبلی میں تحریک عدم اعتماد ـــــــ ۱۸۱

باب: ۱۰ ملک کی داخلی صورت حال ـــــــ ۲۰۳

باب: ۱۱ بے نظیر حکومت کی ناکامیوں کا آغاز ـــــــ ۲۱۵

باب: ۱۲ قومی اسمبلی میں بدنظمی ـــــــ ۲۸۳

باب: ۱۳ بدامنی اور ہنگامے ـــــــ ۲۹۳

باب: ۱۴ ایم کیو ایم اور حکومت کے درمیان رسہ کشی ـــــــ ۳۰۷

باب: ۱۵ سندھ میں گرینڈ آپریشن ـــــــ ۳۵۱

باب: ۱۶ ایم کیو ایم اعتراف جرم کرتی ہے ـــــــ ۳۷۵

باب: ۱۷ سندھ آتش فشاں کے دہانے پر ـــــــ ۴۰۵

باب: ۱۸ بے نظیر بھٹو زوال کی طرف ـــــــ ۵۲۷

باب: ۱۹ جماعت اسلامی دھرنا مہم اور حکومت ـــــــ ۶۰۱

باب: ۲۰ اور اسمبلی ٹوٹ گئی ـــــــ ۶۱۹

باب: ۲۱ بے نظیر حکومت عدالت میں ـــــــ ۶۳۵

(**نوٹ** : تفصیلی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

ابتدائیہ

طویل آزمائش، ابتلا اور قید و بند کی مصیبتیں جھیلنے کے بعد گیارہ سال میں پہلی مرتبہ جماعتی بنیادوں پر ہونے والے نومبر 1988ء کے انتخابات میں کامیابی حاصل کر کے بے نظیر بھٹو 2 دسمبر 1988ء کو ملک کی پہلی خاتون وزیراعظم بن گئیں۔ لیکن اقتدار میں آنے کے بعد وہ ایک مختلف شخصیت بن گئیں۔ عوامی بہبود کے امور پر توجہ دینے کے بجائے ہر ادارے سے محاذ آرائی شروع کر دی۔ ان کی حکومت بہت جلد غیر مقبول اور غیر متوازن ہو گئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس وقت کے صدر غلام اسحٰق خان نے بدعنوانی، کرپشن، اقرباء پروری، عدلیہ کی تضحیک، صوبائی خودمختاری میں بے جا مداخلت اور آئین و قانون کی خلاف ورزی کرنے کے سنگین الزامات لگا کر پیر 6 اگست 1990ء کو وزیراعظم بے نظیر اور ان کی کابینہ کو برطرف کر دیا اس وقت یہ خیال تھا کہ ان کی اس طرح برطرفی کے ساتھ بے نظیر کا سیاسی کیریئر بھی ختم ہو گیا اور اب وہ آئندہ کبھی بھی دوبارہ اقتدار میں نہیں آ سکتیں۔

بے نظیر حکومت کی قبل از وقت برطرفی کے بعد 24 اکتوبر 1990ء کو ہونے والے انتخابات میں اسلامی جمہوری اتحاد نے زبردست کامیابی حاصل کی جبکہ پیپلز پارٹی شکست سے دوچار ہوئی۔ بے نظیر کے سیاسی زوال کے بعد پاکستان مسلم لیگ کے صدر میاں محمد نواز شریف آئی جے آئی کے پلیٹ فارم سے ایک متفقہ، مقبول، مستحکم اور پرکشش قومی سیاسی رہنما کی حیثیت سے ابھرے۔ 6 نومبر 1990ء کو نواز شریف نے وزارت عظمٰی کے عہدہ کا حلف اٹھا لیا۔ ملک میں پہلی بار مرکز اور چاروں صوبوں میں اتحاد کی مضبوط حکومتیں قائم ہو گئیں۔ عوام خوش تھے کہ ایک مدت کے بعد نواز شریف کی صورت میں انہیں ایک بہتر حکمران میسر آیا ہے۔ لوگوں کو ان سے بڑی توقعات وابستہ تھیں۔

لیکن اقتدار میں آنے کے بعد وہ بھی اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکے۔ حقائق کو فراموش کر کے نتائج اور انجام سے بے خبر ہو کر نواز شریف سابقہ حکمرانوں کی آمرانہ روش پر چل

پڑے۔ وہ بھی اس دھن میں لگ گئے کہ مملکت کے کلی اختیارات صرف ان ہی کے ہاتھوں میں مرتکز ہوں۔ اسی لگن میں اپنی پارٹی کو نظر انداز اور اسلامی جمہوری اتحاد کو چلتا کر دیا۔ صوبائی حکومتوں سے اپنے تعلقات کو کشیدہ کر لیا اور صدر مملکت سے بھی شدید محاذ آرائی مول لے لی۔ عوام میں ان کی مقبولیت ناراضگی اور مایوسی میں تبدیل ہو گئی۔

نتیجہ ظاہر تھا۔ صدر غلام اسحٰق خان نے 18 اپریل 1993ء کو نواز شریف حکومت اور ان کی کابینہ کو یہ کہتے ہوئے برطرف کر دیا کہ ان کی حکومت سے ملک کی سلامتی اور یکجہتی کو خطرات لاحق ہو گئے تھے اور وہ ملک کو بدترین اقتصادی بحران سے نجات دلانے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔

لیکن 26 مئی 1993ء کو سپریم کورٹ نے قومی اسمبلی اور نواز شریف حکومت کو بحال کر دیا۔ اس طرح نواز شریف ایسے پہلے سربراہ حکومت بن گئے جو عدالتی حکم کی بنا پر اپنے عہدہ پر فائز ہوئے۔ اس منفرد اور زریں موقع کا فائدہ اٹھانے کے بجائے نواز شریف نے اسے بھی ضائع کر دیا۔ وہ اپنی سابقہ روش پر ہی قائم رہے۔ پنجاب اور سندھ کی صوبائی حکومتوں سے محاذ آرائی میں مزید شدت آ گئی۔ ایمل کانسی کی گرفتاری کے لئے بلوچستان کی صوبائی حکومت کو اعتماد میں لئے بغیر کوئٹہ شہر کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ صدر کے ساتھ بھی محاذ آرائی ترک نہیں کی حالانکہ ان کے عہدہ کی مدت ختم ہونے میں صرف چند ماہ ہی باقی تھے اور اس طرح صدر مملکت حکومت کے لئے کوئی خطرہ نہیں بن سکتے تھے۔

نواز شریف نے اپنے ساتھیوں اور حلیف جماعتوں سے تو محاذ آرائی مول لے لی۔ لیکن وہ اپنی حریف جماعت پیپلز پارٹی اور اس کی سربراہ سے بہتر تعلقات استوار کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ بدعنوان عناصر کا بے لاگ احتساب کرنے کا وعدہ بھلا بیٹھے۔ بے نظیر بھٹو کو خارجہ کمیٹی کا چیئرپرسن نامزد کر کے انہیں حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ عطا کر دیا۔ وہ صدر کے اختیارات میں کمی کرنے کے لئے آئینی ترمیم منظور کرانے میں پیپلز پارٹی کا تعاون طلب کرتے رہے۔ ایک مرتبہ پھر خلاف توقع بے نظیر بھٹو نے سیاسی میدان میں نمایاں مقام حاصل کر لیا۔ متحدہ اپوزیشن نے انہیں اپنا لیڈر بنا لیا۔ نواز شریف نے بے نظیر کو مذاکرات کرنے اور ورکنگ ڈنر کی دعوت دی لیکن بے نظیر نے ان کی دعوت مسترد کر کے فوری طور پر انتخابات کرانے کا مطالبہ کیا۔ نواز شریف حکومت کو گرانے کے لئے بے نظیر نے لانگ مارچ کرنے اور اسلام آباد کا گھیراؤ کرنے کی دھمکیاں دیں۔ ملک ایک مرتبہ پھر انتشار، بد نظمی اور افراتفری کا شکار ہو گیا۔ ان حالات میں فوج نے بے نظیر کو اپوزیشن لیڈر تسلیم کرتے ہوئے ان سے بات چیت کی۔ بری فوج کے سربراہ جنرل وحید کی صدر غلام اسحٰق خان اور وزیراعظم نواز شریف کے درمیان شٹل ڈپلومیسی کے نتیجہ میں نواز شریف نے 18 جولائی 1993ء کو قومی اسمبلی توڑنے کی ایڈوائس دے دی۔ صدر بھی اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ عالمی بینک کے سابق ڈائریکٹر معین قریشی کو نگراں وزیراعظم

بنانے پر نواز شریف اور بے نظیر دونوں نے اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔

معین قریشی امریکہ سے اسلام آباد پہنچ گئے اور 18 جولائی کو رات گئے انہوں نے نگراں وزیراعظم کی حیثیت سے حلف اٹھالیا۔ ملکی سیاست میں ایک نئے دور کا آغاز ہو گیا۔ معین قریشی نے اعلان کیا کہ قومی اسمبلی کے انتخابات 6 اکتوبر کو اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات 10 اکتوبر کو ہوں گے۔ تین سال مکمل ہونے سے قبل ہی ملک میں انتخابی سرگرمیاں پھر شروع ہو گئیں۔

پاکستان مسلم لیگ کے صدر میاں نواز شریف نے کامیاب انتخابی مہم چلانے کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے طوفانی دورے کر کے مسلم لیگ کے حق میں رائے عامہ ہموار کی ہر ممکن کوشش کی۔ ان کا کہنا تھا کہ میں نے ملک بچانے کے لئے اپنا اقتدار قربان کر دیا۔ ان کے جلسے، جلوسوں اور ریلیوں میں عوام بھرپور طور پر شرکت کرتے تھے۔ اہم افراد کی مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کرنے سے بھی انہیں تقویت ملی۔ عبدالحمید جتوئی اپنے ساتھیوں سمیت مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ پیرپگاڑا اور سپاہ صحابہ نے نواز شریف کی حمایت کا اعلان کیا لیکن اس سب کے باوجود اس وقت حالات اکتوبر 1990ء سے بہت مختلف تھے۔ پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ اور چٹھہ گروپ میں منقسم ہو چکی تھی۔ اسلامی جمہوری اتحاد توڑا جا چکا تھا اس طرح جماعت اسلامی جس نے سابقہ الیکشن میں مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا تھا اب علیحدہ ہو چکی تھی۔ مسلم لیگ کے بعض رہنماؤں نے انتخابی مہم کے دوران مسلم لیگ اور جماعت اسلامی کے ساتھ دوبارہ مفاہمت کرانے کی کوشش کی جو بار آور ثابت نہیں ہو سکی۔

بے نظیر بھٹو نے بھی پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم سے اپنی انتخابی مہم پورے زور و شور کے ساتھ چلائی۔ انہوں نے چٹھہ لیگ کے ساتھ سیاسی اتحاد کر لیا۔ عوام میں غیر معمولی پذیرائی حاصل ہونے سے اندازہ ہونے لگا کہ پیپلز پارٹی اور بے نظیر نے اپنا کھویا ہوا سیاسی مقام دوبارہ حاصل کر لیا ہے۔ بیگم نصرت بھٹو اور مرتضیٰ بھٹو کی مخالفت سے بھی بے نظیر کی حمایت پر کوئی منفی اثر نہیں پڑا۔ بے نظیر کا اصل ہدف نواز شریف تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ولی خاں، اجمل خٹک، جی ایم سید، اچکزئی اور الطاف حسین سے دوستی کرنے والے نواز شریف عوام دوست نہیں ہو سکتے۔ بے نظیر کو اپنی انتخابی کامیابی کا پختہ یقین تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ اکتوبر 1993ء کے الیکشن میں غریبوں، مزدوروں، محنت کشوں اور سچ کی فتح ہو گی۔

جماعت اسلامی ان انتخابات میں پاکستان اسلامک فرنٹ کے پلیٹ فارم میں حصہ لے رہی تھی۔ قاضی حسین احمد نے ملک بھر میں فرنٹ کے حق میں زبردست انتخابی مم چلائی۔ اپنی مسلسل کوشش اور انتھک جدوجہد سے انہوں نے تھوڑے عرصے میں فرنٹ کو پورے ملک میں متعارف کرا دیا۔ فرنٹ کے جلسے، جلوسوں اور ریلیوں میں عوام کی شرکت کسی طرح بھی مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی سے کم نہیں تھی۔ قاضی حسین احمد کا کہنا تھا کہ عوام نواز شریف اور بے نظیر دونوں کو مسترد کر چکے ہیں۔ آنے والا دور اسلامک فرنٹ کا ہے۔ کوشش کے باوجود فرنٹ اور

دوسری دینی جماعتوں کے درمیان کوئی مفاہمت نہیں ہو سکی۔ اثر و رسوخ رکھنے والے افراد نے بھی فرنٹ میں شمولیت اختیار کرنے سے گریز کیا۔ اس کے باوجود فرنٹ کی کامیاب انتخابی مہم اور عوام کی زبردست اور پرجوش شمولیت سے اندازہ ہوتا تھا کہ اسے انتخابات میں نمایاں کامیابی حاصل ہو سکے گی۔

ایم کیو ایم (الطاف) نے اپنے کارکنوں کی رہائی، مقدمات کی واپسی اور انتخابات میں ایک ہفتے کے التوا کے مطالبات منظور نہ ہونے پر انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ صدر وسیم سجاد، اعلیٰ فوجی حکام اور سیاسی رہنماؤں کی اپیلوں کے باوجود وہ اپنے فیصلے پر قائم رہے اور 16 اکتوبر کو قومی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ نہیں لیا لیکن پھر انہیں غلطی کا احساس ہوگیا اور بغیر کسی اپیل کے 10 اکتوبر کو صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لے لیا۔

دینی جماعتوں کے دو اتحادوں اسلامی جمہوری محاذ (نورانی، فضل الرحمٰن اتحاد) اور متحدہ دینی محاذ (سمیع الحق کی سربراہی میں 24 جماعتوں کا اتحاد) نے انتخابات میں حصہ لیا۔ جبکہ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے یہ کہتے ہوئے انتخابات سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کر دیا کہ دینی جماعتوں کے ووٹ تقسیم ہونے کا فائدہ پیپلز پارٹی کو پہنچے گا۔

6 اکتوبر 1993ء کو قومی اسمبلی کے انتخابات مکمل ہوگئے۔ صرف چالیس فیصد ووٹروں نے اپنے ووٹ کا حق استعمال کیا جبکہ 1990ء میں یہ شرح 45 فیصد تھی۔ چالیس جماعتوں نے الیکشن میں حصہ لیا۔ ان میں سے 26 جماعتیں کوئی ایک نشست بھی حاصل نہیں کر سکیں۔ پیپلز پارٹی 89 نشستیں حاصل کر کے سب سے بڑی پارٹی بن کر ابھری۔ اس کے مقابلہ میں مسلم لیگ 73 نشستوں پر کامیاب ہو سکی حالانکہ پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں اسے مجموعی طور پر تقریباً تین لاکھ سے زائد ووٹ ملے تھے۔ کوئی پارٹی ایوان میں واضح اکثریت حاصل نہیں کر سکی۔

پاکستان اسلامک فرنٹ نے قومی اسمبلی کے لئے 105 امیدوار کھڑے کئے تھے جن میں سے صرف تین کامیاب ہو سکے حالانکہ فرنٹ کی انتخابی مہم کامیاب جماعتوں کے ہم پلہ تھی۔ اس ناقابل یقین نتیجہ کی اصل وجہ یہ بن گئی کہ الیکشن کے آخری مراحل میں پیپلز پارٹی مخالف ووٹروں نے ووٹوں کو تقسیم ہونے سے بچانے کے لئے اپنا وزن مسلم لیگ کے پلڑے میں ڈال دیا۔ نواز شریف نے جماعت اسلامی کے ان بعض اہم افراد کا خصوصی شکریہ ادا کیا جنھوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ سیاسی جنگ میں مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ پھر بھی ووٹ تقسیم ہونے کی وجہ سے پیپلز پارٹی، مسلم لیگ کے مقابلہ میں دس نشستوں پر کامیاب ہوگئی۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ قوم نے مجبوراً چوروں اور ڈاکوؤں کو ووٹ دیا کیونکہ انہیں ہماری کامیابی کا یقین نہیں تھا۔ ہم نے انتخاب ہارا ہے میدان نہیں ہارا۔ فرنٹ صوبائی انتخابات میں حصہ لے گا۔

قومی اسمبلی کے انتخابات کے بعد دوسرا اہم مرحلہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کا تھا۔ پیپلز پارٹی کو مسلم لیگ پر صرف سولہ نشستوں کی برتری حاصل تھی اگر نواز شریف اس موقع پر

بھی حکمت سے کام لیتے ہوئے چٹھہ لیگ اور فرنٹ سے اپنی تلخیاں دور کر لیتے تو اے این پی اور آزاد ممبران کی حمایت کے ساتھ مسلم لیگ اور حلیف جماعتیں آسانی کے ساتھ ان عہدوں پر اپنے امیدواروں کو کامیاب کرا سکتی تھیں۔ لیکن نواز شریف اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔ بے نظیر نے دوڑ دھوپ کر کے مزید تیس ارکان کی حمایت حاصل کر لی۔ اس طرح پیپلز پارٹی کے امیدوار یوسف رضا گیلانی سپیکر اور ظفر علی شاہ ڈپٹی سپیکر منتخب کر لئے گئے۔ اس طرح بے نظیر کے لئے دوسری مرتبہ ملک کا وزیراعظم بننے کی راہ ہموار ہوگئی۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ تھا کہ قومی اسمبلی نے 121 ووٹ دے کر بے نظیر کو قائد ایوان منتخب کر لیا۔ سب سے پہلے بھارتی وزیراعظم نرسیما راؤ نے بے نظیر کو مبارکباد کا پیغام بھیجا۔ 27 اکتوبر کو وزیراعظم بے نظیر نے قومی اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کر لیا۔ انہیں 122 ووٹ ملے جبکہ ان کے مقابلہ میں نواز شریف کو 72 ووٹ ملے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم میدان خالی نہیں چھوڑیں گے اور بے نظیر کو من مانی کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

قومی اسمبلی میں میدان ہارنے کے بعد دوسرا اہم ترین معرکہ پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کا تھا۔ جہاں مسلم لیگ سب سے بڑی پارٹی ہے۔ پیپلز پارٹی کی 94 نشستوں کے مقابلہ میں اس کے پاس 106 نشستیں ہیں لیکن نواز شریف یہاں بھی شکست کھا گئے۔ پیپلز پارٹی کے امیدوار حنیف رامے 130 ووٹ لے کر سپیکر اور منظور موہل 131 ووٹ لے کر ڈپٹی سپیکر منتخب ہوگئے۔ مسلم لیگ کے امیدواروں کو 107 اور 105 ووٹ ملے۔

بے نظیر بھٹو نے پنجاب میں مسلم لیگ کو حکومت بنانے سے روکنے کے لئے چٹھہ لیگ کے میاں منظور وٹو کو صوبہ کا وزیراعلیٰ کرا لیا حالانکہ 240 کے ایوان میں اس کے ممبران کی تعداد صرف 18 یعنی 8 فیصد سے بھی کم ہے۔ بے نظیر ہر قیمت پر 1988ء کی اس صورتحال سے بچنا چاہتی تھیں جب مرکز میں وہ وزیراعظم تھیں اور پنجاب میں نواز شریف وزیراعلیٰ تھے، بے نظیر کی حکمت عملی کامیاب ہوگئی اور نواز شریف کو پھر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ گیا۔ اپنی اس ناکامی پر تو وہ قاضی حسین احمد کو ذمہ دار نہیں ٹھہرا سکتے۔

صوبہ سندھ میں پیپلز پارٹی نے سو کے ایوان میں 57 نشستیں لے کر واضح اکثریت حاصل کر لی ہے۔ پھر بھی شہری علاقوں کی 26 نشستیں ایم کیو ایم کے پاس ہیں۔ اس لئے پیپلز پارٹی نے ایم کیو ایم کو صوبائی حکومت میں شرکت کی دعوت دی۔ ایم کیو ایم نے قومی اسمبلی کی سندھ کے شہری علاقوں پر مشتمل 15 نشستوں پر دوبارہ الیکشن کرانے، صوبائی گورنر کی تقرری میں باہمی رضامندی، وفاق میں ایک وزارت، سندھ میں ڈپٹی سپیکر، بلدیات، محنت اور صحت کی وزارتیں مانگیں اور مطالبہ کیا کہ ان کے کارکنوں پر قائم مقدمات واپس لئے جائیں۔ حکومت نے صوبہ میں دو وزارتیں ایم کیو ایم کی پسند کی اور دو اپنی پسند کی دینے کی پیش کش کی۔ دونوں کے درمیان مذاکرات ناکام ہوگئے۔ ایم کیو ایم نے اپوزیشن میں بیٹھنے کا فیصلہ کر لیا اور مسلم لیگ کے

ساتھ مل کر متحدہ اپوزیشن تشکیل دینے کی کوشش شروع کر دی۔ ایم کیو ایم نے پھر سیاسی بصیرت اور ہوش مندی کا ثبوت دیا۔ اس کے طرز عمل سے یہ خدشہ لاحق ہوگیا کہ سندھ کے شہری علاقے امن و امان سے محروم ہو کر بدامنی کی آگ میں جلتے رہیں گے اور خود ایم کیو ایم بھی پہلے کی طرح مصائب کے دلدل میں پھنسی رہے گی۔

صرف صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کے امیدوار صابر شاہ اے این پی اور آزاد ممبران کے تعاون سے 48 ووٹ لے کر وزیراعلیٰ منتخب کر لئے گئے۔ ان کے مقابلہ میں پیپلز پارٹی کے آفتاب شیرپاؤ کو 29 ووٹ ملے۔ بلوچستان میں پیپلز پارٹی اور جمہوری وطن پارٹی کے امیدوار کو ہرا کر ذوالفقار مگسی وزیراعلیٰ بن گئے۔ ان کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے نہیں ہے۔

گزشتہ تین سال کے عرصے میں میاں نواز شریف کی قیادت میں پاکستان مسلم لیگ پورے ملک کی حکمرانی سے سمٹ کر صرف صوبہ سرحد تک محدود ہوگئی۔

اگلا اہم معرکہ صدارتی انتخاب کا تھا جسے پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین منتخب کرتے ہیں۔ ارکان کی تعداد کے لحاظ سے مسلم لیگی امیدوار کی کامیابی کے روشن امکانات تھے۔ اسی لئے مسلم لیگ کے امیدوار وسیم سجاد نے مہم کے دوران کہا کہ وہ یقینی طور پر کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ انہیں پیپلز پارٹی کے امیدوار فاروق لغاری کے مقابلہ میں 22 ووٹوں کی اکثریت حاصل ہوگئی ہے۔ بے نظیر اور آصف زرداری نے اپنے امیدوار کی کامیابی کے لئے رات دن ایک کر دیا۔ ان کی اور خود فاروق لغاری کی کوششوں کے نتیجہ میں ایم کیو ایم نے لغاری کی غیر مشروط حمایت کا اعلان کر دیا حالانکہ صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں مسلم لیگ نے اپنے امیدواروں کو ایم کیو ایم کے حق میں دستبردا کرا دیا تھا۔ نواز شریف کی ناقص حکمت عملی کی وجہ سے فاروق لغاری 274 ووٹ لے کر پاکستان کے صدر منتخب ہوگئے۔ وسیم سجاد صرف 168 ووٹ حاصل کر سکے۔ 18 مسلم لیگی ارکان پارلیمنٹ نے بھی لغاری کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کیا۔ نواز شریف نے بے نظیر پر ہارس ٹریڈنگ کا الزام عائد کیا۔ بے نظیر اس لحاظ سے بہت خوش اور مطمئن تھیں کہ ان کی پارٹی کے صدر حکومت کے کاموں میں کوئی مداخلت یا گرفت نہیں کریں گے۔ کامیابی حاصل کرنے کے بعد خود صدر لغاری نے بھی اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ وہ غیر مداخلت پسند صدر کا کردار ادا کریں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ صدر کو اسمبلی توڑنے کا اختیار نہیں ہونا چاہئے۔ صدر لغاری نے ذوالفقار علی بھٹو اور شاہنواز بھٹو کی قبروں پر فاتحہ خوانی کی۔

2 دسمبر کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ضمنی انتخابات میں پیپلز پارٹی کی مخلوط حکومت نے دھاندلی کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے۔ لاہور میں آٹھ صوبائی نشستوں میں سے چھ پر پیپلز پارٹی کامیاب قرار دی گئی۔ جبکہ مسلم لیگ کے حصے میں صرف ایک نشست آئی حالانکہ دو ماہ قبل اکتوبر کے الیکشن میں مسلم لیگ کو پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں تقریباً سولہ لاکھ ووٹوں اور بارہ

نشستوں کی برتری حاصل تھی۔ ایسا انتخابی شعبدہ تو کسی "بے نظیر" دھاندلی کے ذریعہ ہی رونما ہو سکتا ہے۔

ہر محاذ پر کامیابی حاصل کرنے کے بعد بے نظیر کے تیور بدلنا شروع ہو گئے۔ امریکہ کی حمایت حاصل کرنے کی خاطر وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ اپنا ایٹمی پروگرام منجمد رکھیں گے۔ گو 20 اکتوبر کو انہوں نے اپنے پہلے قومی خطاب میں کہا تھا کہ میری حکومت جوہری پروگرام کی حفاظت کرے گی۔ بے نظیر کے اس اعلان کے بعد کلنٹن انتظامیہ نے پاکستان کی امداد بحال کرنے کی سفارش کر دی۔ نواز شریف نے کہا کہ قوم بے نظیر کو ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ بے نظیر نے پوری قوم کو اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے۔

وزیراعظم بے نظیر کی مرضی کے خلاف 3 نومبر کو میر مرتضیٰ بھٹو کراچی پہنچ گئے۔ جہاز سے اترتے ہی انہیں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ 5 دسمبر کو پیپلزپارٹی کی مرکزی مجلس عاملہ نے بیگم نصرت بھٹو کو معزول کر کے بے نظیر کو پارٹی کا چیئرپرسن منتخب کر لیا۔ اس طرح بے نظیر نے ثابت کر دیا کہ وہ جماعتی اور ریاستی امور میں کسی کی شرکت برداشت نہیں کر سکتیں۔ بیگم بھٹو نے ایک پریس کانفرنس میں روتے ہوئے کہا کہ اب میری اور بے نظیر کی راہیں الگ ہو چکی ہیں۔ میں اب بھی پارٹی کی سربراہ ہوں، مرتضیٰ کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا گیا ہے۔

2 مارچ کو سینٹ کی نصف نشستوں کے انتخابات مکمل ہو گئے۔ کل 37 نشستوں میں سے پیپلزپارٹی ۱۹، مسلم لیگ 17 اور دیگر جماعتوں کے گیارہ امیدوار کامیاب ہو گئے۔ مسلم لیگ نے صوبہ سرحد میں جماعت اسلامی کو ایک نشست دینے کا وعدہ کیا تھا، جسے پورا نہیں کیا گیا۔

21 مارچ کو مسلم لیگ کے امیدوار وسیم سجاد جماعت اسلامی سمیت آٹھ جماعتوں کی تائید سے 48 ووٹ حاصل کر کے سینٹ کے چیئرمین منتخب ہو گئے۔ پیپلزپارٹی کے حمایت یافتہ امیدوار منظور گچلی 33 ووٹ لے کر ہار گئے۔ گچلی کا تعلق جمہوری وطن پارٹی سے ہے۔ اپنی جماعت کی اجازت کے بغیر پیپلزپارٹی کی ایما پر انہوں نے انتخاب میں حصہ لیا۔ یہ ہارس ٹریڈنگ کی بدترین صورت تھی۔ جمہوری وطن پارٹی نے ڈسپلن کی خلاف ورزی پر گچلی کو پارٹی سے خارج کر دیا۔

انتخابی مراحل کی تکمیل کے بعد وزیراعظم بے نظیر نے اپنی ترجیحات تبدیل کر لیں۔ اب ان کا اولین ہدف صوبہ سرحد میں مسلم لیگ اور اے این پی کی حکومت کو زیر کر کے اپنی حکومت قائم کرنا بن گیا۔ پیپلزپارٹی نے سرحد کی اسمبلی میں وزیراعلیٰ صابر شاہ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کر دی۔ وفاقی حکومت اسے کامیاب بنانے میں متحرک ہو گئی۔ 25 فروری کو صدر نے سرحد میں گورنر راج قائم کر دیا۔ اس دوران ممبران اسمبلی کی وفاداریاں تبدیل کرائی گئیں پھر گورنر راج کی مدت ختم ہونے پر صابر شاہ سے کہا گیا کہ وہ اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کریں۔ حکومت کی کامیاب ہارس ٹریڈنگ کے نتیجہ میں 24 اپریل 1994ء کو مسلم لیگ

اور اے این پی کے ممبران کی عدم موجودگی میں پیپلز پارٹی کے آفتاب شیرپاؤ 42 ووٹ لے کر وزیراعلیٰ منتخب کر لئے گئے جبکہ گزشتہ انتخابات میں اسے صرف 22 نشستیں ملی تھیں۔

یہ معرکہ سر کرنے کے بعد آصف زرداری نے بلوچستان پہنچ کر وہاں بھی مگسی حکومت کا تختہ الٹ کر اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے تگ و دو شروع کر دی۔ اپنے دورہ کے اختتام پر انہوں نے خوشخبری سنائی کہ صوبہ بلوچستان میں بھی جلد ہی پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ جبکہ اکتوبر 93ء کے الیکشن میں پیپلز پارٹی نے چالیس میں سے صرف تین نشستوں پر کامیابی حاصل کی تھی۔ صوبائی خودمختاری میں مداخلت اور خیانت کا ارتکاب کر کے حکومت نے خود اپنے زوال کی بنیاد ڈال دی۔

صوبہ سندھ میں اپنی مضبوط حکومت کے قیام کے باوجود پیپلز پارٹی امن و امان قائم کرنے میں مکمل طور پر ناکام ثابت ہوگئی۔ حکمران جماعت اور ایم کیو ایم کے درمیان ٹکراؤ اور اختلافات کے باعث سندھ فسادات، قتل و غارت گری، احتجاج، ہڑتالوں، گھیراؤ، گرفتاریوں، پولیس تحویل میں اموات اور ماورائے عدالت قتل کی وارداتوں کا گڑھ بن گیا۔ فوج بھی حالات کو سنبھالنے میں کامیاب نہیں ہوسکی۔ پیپلز پارٹی اور شہری آبادی نے ایم کیو ایم کی حمایت کی لیکن ان دونوں نے سندھ کو تباہی، بربادی اور خون خرابے کے تحفے دیئے۔ سندھ تعصبات کی آگ میں جلتا رہا، روشن اور آباد بستیاں تاریک اور ویران ہوگئیں پھر بھی وفاقی اور صوبائی حکومت نے حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے جبر، تشدد، طاقت کا استعمال اور غیرآئینی، غیر قانونی اور غیراخلاقی اقدامات کے ذریعے حالات کو قابو میں لانے کی ناکام کوشش کر کے ناقابل تلافی نقصان پہنچا دیا۔

جمہوری اقدار کی دعویدار وزیراعظم بے نظیر اپوزیشن سے متعلق ممبران پارلیمنٹ کو بھی برداشت کرنے کی روا دار نہیں تھی۔ مختلف الزامات میں ملوث کر کے اپوزیشن کے اہم رہنماؤں چودھری شجاعت، شیخ رشید، اور نواز کھوکھر وغیرہ کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ سینٹ کے چیئرمین وسیم سجاد اور قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی نے اجلاسوں کے موقعوں پر حکومت کو ہدایت دی کہ اسیر ممبران کو شرکت کے لئے لایا جائے۔ لیکن حکومت نے ان کی ہدایات پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اسیر ممبران اس مقصد کے لئے عدالتوں سے رجوع کریں۔ خود پیپلز پارٹی سے متعلق سپیکر یوسف رضا گیلانی اس درجہ زچ ہوگئے کہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر حکومت نے ان کی ہدایت پر عمل نہیں کیا تو وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں گے۔ وفاقی حکومت نے اس طرح سینٹ کے چیئرمین اور قومی اسمبلی کے سپیکر دونوں نے محاذ آرائی مول لے لی۔

پیپلز پارٹی مختلف اداروں کے درمیان توازن برقرار رکھنے اور شہریوں کو انصاف فراہم کرنے والے اہم ترین ادارے عدلیہ کو بھی آئینی آزادی اور خودمختاری دینے پر آمادہ نہیں

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

تھی۔ اس لئے جلد ہی حکومت اور عدلیہ کے درمیان بھی کشمکش کا آغاز ہوگیا۔ سپریم کورٹ کے عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے فیصلے کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے حکومت نے پیپلز پارٹی سے وابستہ افراد کو ہائی کورٹ میں ایڈیشنل جج مقرر کر دیا۔ عدلیہ سے رجوع کئے بغیر سرکاری افسران کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کے طور پر نامزد کر دیا۔ اپوزیشن نے احتجاج کیا کہ حکومت "جیالے" جج مقرر کر کے عدلیہ کو کٹھ پتلی بنانا چاہتی ہے۔ سپریم کورٹ نے 24 جنوری 95ء کو اپنے فیصلے میں حکومت کو دوبارہ تاکید کی کہ 23 مارچ 96ء تک عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دیا جائے۔ لیکن اس فیصلہ پر عمل کرنے کے بجائے جنوری 96ء میں سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس ناصر اسلم زاہد کا بطور سزا فیڈرل شریعت کورٹ میں تبادلہ کر دیا گیا۔ سپریم کورٹ میں مستقل ججوں کے بجائے ایڈہاک جج مقرر کئے تاکہ حکومت اپنی مرضی کے مطابق انہیں ہٹا بھی سکے۔ ان حالات میں سپریم کورٹ نے 20 مارچ 1996ء کو یہ تاریخی فیصلہ صادر کیا کہ ججوں کی تقرری کے بارے میں صدر مملکت چیف جسٹس کے مشورہ کا پابند ہے۔ صدر کے ترجمان نے کہا کہ یہ فیصلہ ملک اور قوم کے بہترین مفاد میں ہے جبکہ وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ عدالت عظمیٰ نے یہ فیصلہ غصہ میں کیا ہے۔ عدلیہ کو منی آئین بنانے کا حق نہیں۔ پیپلز پارٹی کے بعض ارکان نے اس فیصلہ پر اپنی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ متعلقہ ججوں کے خلاف بغاوت کا مقدمہ چلایا جائے۔ بے نظیر نے خود بھی عدلیہ پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ وہ ماضی میں ہر آمر کے ہاتھوں آئین کے خاتمے کو جائز قرار دیتی رہی ہے۔ صدر لغاری نے وزیراعظم بے نظیر کو بار بار مشورہ دیا کہ وہ عدلیہ سے محاذ آرائی مول نہ لیں اور اس کے فیصلہ پر عملدرآمد کریں۔ لیکن بے نظیر نے ان کے مشورہ کو قبول نہ کر کے عدلیہ اور صدر دونوں سے محاذ آرائی مول لے لی۔ صدر لغاری نے بے نظیر کے رویہ سے بددل ہو کر ججوں کی تقرری کے بارے میں ایک ریفرنس سپریم کورٹ میں 21 ستمبر 96ء کو داخل کر دیا جو صدر کی جانب سے حکومت کے ساتھ ان کی ناراضگی کا بھرپور اور واضح اظہار تھا۔

اپنے انتخابی وعدوں کی تکمیل اور عوامی بہبود کے امور پر توجہ مرکوز کرنے کے بجائے وزیراعظم بے نظیر اپنے اختیارات کو وسعت دینے کے لئے ہر ادارے کے خلاف صف آرا ہو رہی تھیں۔ افواج پاکستان بھی ان کی زد میں آ گئی۔ بغیر کسی ضرورت اور جواز کے بے نظیر نے 3 جنوری 95ء کو کہا کہ فوج کی حکمرانی کے دن ختم ہوگئے۔ اس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ بھارت کے ساتھ ہمارے تعلقات بحال ہو جائیں تو دفاعی اخراجات میں کمی کر کے وہ فنڈز عوام کی بہبود پر صرف کئے جائیں گے۔ یہ محاذ آرائی شروع کرتے وقت کم از کم بے نظیر کو تو فوج کی قوت کے بارے میں کوئی شبہ لاحق نہیں ہونا چاہئے تھا۔ بری فوج کے سربراہ جنرل وحید کی ریٹائرمنٹ کے بعد بے نظیر چاہتی تھیں کہ جنرل نصیر اختر کو آئندہ سربراہ مقرر کیا جائے جبکہ صدر لغاری کا اصرار تھا کہ سنیارٹی کے لحاظ سے جنرل جہانگیر کرامت کو یہ عہدہ دیا جائے۔ یہ

معاملہ صدر اور وزیراعظم کے درمیان اختلاف کا سبب بنا رہا۔ صدر اپنی بات منوانے میں کامیاب ہوگئے اور جنرل جہانگیر کرامت کو نیا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔ لندن کے ایک جریدے نے پاکستان کے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا کہ فوج بے نظیر سے خوش نہیں ہے۔ اس لئے قبل از وقت انتخابات کا امکان پیدا ہوگیا ہے۔

وزیراعظم بے نظیر کے دور حکومت میں عوام کوئی سکھ، چین اور امن حاصل کرنے کے بجائے کرپشن، لوٹ مار، بے روزگاری، بدامنی اور بدعنوانی کا شکار ہوگئے۔ حکومت عوام کی مشکلات اور مسائل سے لاعلم تھی۔ پیپلز پارٹی نے قومی اسمبلی میں جون 94ء میں اپنا پہلا بجٹ پیش کرتے ہوئے 28 ارب روپے کے نئے ٹیکس لگا دیئے۔ پورا ملک اس پر سراپا احتجاج بن گیا۔ نواز شریف اس موقع کے منتظر تھے، انہوں نے کہا کہ بے نظیر اور پاکستان ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ حکومت کے خاتمے کے لئے جہاد فرض ہوگیا ہے۔ انہوں نے سول نافرمانی کی تحریک چلانے اور اسلام آباد کی طرف مارچ کرنے کا اعلان کیا۔ نواز شریف کی قیادت میں پورے ملک میں احتجاجی جلسے، جلوسوں اور ریلیوں کا اہتمام کیا گیا جن میں بے نظیر حکومت کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں نے قومی اسمبلی میں بے نظیر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی کئی بار کوشش کی جو کامیاب نہ ہوسکی۔ حالانکہ قومی اسمبلی میں بے نظیر کو محض دس بارہ ممبران کی اکثریت حاصل تھی۔ قومی اسمبلی کے اندر اور باہر اپوزیشن کی تحریک بے نظیر کے لئے کوئی خطرہ ثابت نہیں ہوسکی۔ بے نظیر اپنی اصلاح کرنے کے بجائے آمرانہ ہتھکنڈوں میں زیادہ جری ہوگئیں۔

فاروق لغاری کو صدر منتخب کرانے میں بے نظیر بھٹو اور آصف زرداری نے انتھک دوڑ دھوپ کی تھی۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ فاروق لغاری ان کے ممنون احسان رہیں گے اور کسی حال میں بھی حکومت کی کوئی گرفت نہیں کریں گے اور نہ ہی حکومت کو برطرف کرنے کا اپنا آئینی حق استعمال کریں گے۔ صدر لغاری ابتدا میں حکومت کی تعریف کرتے رہے اور ہر موقع پر اس کا دفاع بھی کیا۔ لیکن بے نظیر حکومت نے ہر جائز حد کو پامال کر کے صدر لغاری کو بھی اپنا رویہ تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا۔ جون 1994ء میں پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل کے جواں سال بیٹے کے قتل کئے جانے پر پہلی مرتبہ صدر نے امن و امان کی بحالی میں حکومت کی ناکامی پر اپنی برہمی کا اظہار کیا لیکن اس کا نوٹس لینے کے بجائے آصف زرداری نے کہا کہ صدر ہمارے اپنے آدمی ہیں۔ ہمیں ان کی جانب سے کوئی خدشہ نہیں۔

بے نظیر بھٹو نے اپنے ساتھیوں اور حلیف جماعتوں کے ساتھ بھی تعلقات کشیدہ کر لئے۔ چٹھہ لیگ کے ساتھ ان کی مخالفت اس درجہ بڑھ گئی کہ حامد ناصر چٹھہ نے نواز شریف کے ساتھ اتحاد کرنے کا عندیہ دے دیا۔ نواز شریف کی یہ سیاسی غلطی تھی کہ انہوں نے اس پیشکش کا فائدہ نہیں اٹھایا ورنہ پنجاب میں پیپلز پارٹی کو حکومت سے خارج کیا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ

بے نظیر کے اہم ساتھیوں اور اہم رہنماؤں نوابزادہ نصراللہ خاں، جتوئی اور بلخ شیر مزاری نے بھی صدر لغاری سے ملاقات کر کے وزیراعظم کے رویہ کے بارے میں شکایات کیں۔

بے نظیر حکومت عوام میں تیزی کے ساتھ غیرمقبول ہونا شروع ہوگئی۔ اپوزیشن کی احتجاجی تحریک پورے ملک میں زور پکڑتی جا رہی تھی۔ فوج اور عدلیہ ان کے طرز عمل سے ناخوش تھی لیکن اس کے باوجود بے نظیر نے اپنی اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ ان پر مقتدر اداروں کو کمزور کر کے اپنی آمریت مسلط کرنے کی دھن سوار تھی۔ حد تو یہ ہے کہ صدر لغاری اور وزیراعظم کے درمیان بھی یگانگت اور ہم آہنگی کے بجائے اختلافات میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ پورا ملک افواہوں کی زد میں تھا لیکن بے نظیر نتائج سے بے خبر تھیں۔

نوبت یہاں تک پہنچی کہ جنوری 95ء کے آغاز میں صدر لغاری نے وزیراعظم بے نظیر کو پے در پے پانچ خطوط ارسال کئے جن میں حکومت کی کارکردگی پر عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا تھا۔ پھر صدر لغاری نے بدعنوانی میں ملوث بعض وفاقی وزراء اور اعلیٰ حکام کی ایک فہرست بھی وزیراعظم کے حوالے کر کے مطالبہ کیا کہ انہیں برطرف کیا جائے۔ جنوری کے اواخر میں صدر نے بالکل صاف طور پر کہا کہ جو حکومت عوام کو تعلیم، روٹی، کپڑا، مکان اور صحت کی سہولتیں فراہم نہ کر سکے اسے اقتدار میں رہنے کا حق نہیں۔ لیکن بے نظیر نے صدر سے اختلافات کرتے ہوئے کہا کہ عوام مطمئن اور ملک کے حالات تسلی بخش ہیں۔

سال گزشتہ پارلیمنٹ کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کے موقع پر صدر لغاری نے حکومت کی کارکردگی پر اپنے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اس کا دفاع کیا تھا لیکن اب اکتوبر 95ء میں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے حکومت پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کی معاشی، انتظامی، سیاسی اور داخلہ پالیسی ناکام ثابت ہو رہی ہے۔ عوام مہنگائی سے نالاں ہیں، بدعنوانی کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ قانون سازی کی رفتار سست ہے۔ اہم قومی اداروں کو اونے پونے داموں پر فروخت کیا جا رہا ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اپنے اخراجات پر کنٹرول کرے اور انسانی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔

لیکن وزیراعظم بے نظیر نے صدر کی تنقید کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا کہ ان کی حکومت چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ صدر لغاری ہمارے گروپ کے "بندے" ہیں۔ وہ ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔ صدر نے اس کے جواب میں کہا کہ میں صرف اللہ کا بندہ ہوں، عوام ناکام حکمرانوں کو کان سے پکڑ کر باہر نکال سکتے ہیں۔

اخبارات میں یہ خبریں آنے لگیں کہ ایوان صدر میں حکومت کی بدعنوانیوں کے دستاویزی ثبوت جمع کئے جا رہے ہیں۔ صدر لغاری اپنا آئینی حق استعمال کرتے ہوئے بے نظیر حکومت کی برطرفی کے لئے کسی مناسب موقع کی تلاش میں ہیں۔

بے نظیر بھٹو نے صدر کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر بنانے کی کوشش کرنے کے بجائے

نواز شریف اور اپوزیشن سے اپیل کی کہ وہ صدر کے اسمبلی توڑنے کے اختیار کو ختم کرنے کی خاطر آئین میں ترمیم منظور کرانے میں حکومت کا ساتھ دیں۔ ایسی ہی مضحکہ خیز کوشش نواز شریف نے بھی اپنے اقتدار کے آخری دنوں میں اس وقت کی اپوزیشن لیڈر بے نظیر سے بھی کی تھی۔

نواز شریف اور دوسرے تمام اپوزیشن لیڈروں اور جماعتوں نے صدر لغاری پر یہ زور دینا شروع کر دیا کہ وہ ملک و ملت کے وسیع تر مفاد میں اپنا آئینی حق استعمال کرتے ہوئے بے نظیر حکومت کو رخصت کر دیں۔

حکومت کی زمینی حقائق اور عوامی مصائب سے لاعلمی کا عالم یہ تھا کہ اس نے آئندہ سال کے لئے جون 95ء میں قومی اسمبلی میں پیش کئے جانے والے بجٹ میں 41 ارب روپے کے نئے ٹیکس لگا دیئے۔ اس نے جلتی پر تیل کا کام کیا، پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ 23 جون کو بجٹ کے خلاف ملک گیر پہیہ جام ہڑتال ہوئی۔ اپوزیشن نے بطور احتجاج قومی اسمبلی کے اجلاسوں کا بائیکاٹ کر دیا لیکن حکومت خودکشی پر تلی ہوئی تھی۔ اس نے عوام، تاجروں، صنعت کاروں، اپوزیشن جماعتوں اور ممبران اسمبلی کے احتجاج سے صرف نظر کرتے ہوئے اپوزیشن کی عدم موجودگی میں صرف ایک گھنٹے کے اندر بجٹ کو منظور کر کے اپنے زوال کو دعوت دے دی۔

بے نظیر حکومت کے غیر جمہوری، غیر آئینی اور ملکی سالمیت اور بقاء کے خلاف اقدامات نے جماعت اسلامی کو بھی حکومت مخالف تحریک چلانے پر مجبور کر دیا۔ قاضی حسین احمد کی اپیل پر جماعت اسلامی نے 24 جون 96ء کو حکومت کی رکاوٹوں کے باوجود راولپنڈی اور اسلام آباد میں زبردست احتجاجی مظاہرے کئے اور دھرنہ دیا، ملک گیر گرفتاریوں، رکاوٹوں، لاٹھی چارج، شیلنگ اور فائرنگ کے باوجود کامیاب ترین مظاہروں نے حکومت کی چولیں ہلا دی اور جماعت نے پورے ملک میں اپنی تنظیمی قوت کا لوہا منوا لیا۔

اس دوران یہ اشارے بھی ملنے لگے کہ امریکی انتظامیہ بھی بے نظیر حکومت سے مطمئن نہیں ہے۔ جولائی میں پاکستان میں متعین امریکی سفیر نے اسلام آباد میں نواز شریف سے ایک طویل ملاقات کر کے ملکی حالات پر تبادلہ خیال کیا جسے معنی خیز قرار دیا گیا۔ آئی ایم ایف نے 80 ملین ڈالر کا قرضہ روک لیا۔ ستمبر میں عالمی بینک کے نائب صدر شاہد برکی نے بینک کے صدر کو یہ پیغام ارسال کیا کہ وہ پاکستان کا اپنا مجوزہ دورہ منسوخ کر دیں کیونکہ بے نظیر حکومت ڈگمگا رہی ہے۔

صدر لغاری بے نظیر حکومت سے اس درجہ مایوس ہو چکے تھے کہ انہوں نے اگست 96ء میں سٹیٹ بینک کے گورنر کو براہ راست ہدایت دی کہ وہ مالیاتی ڈسپلن قائم کرنے کے لئے ٹھوس اقدامات کریں۔ اس کے علاوہ انہوں نے سینٹ کے چیئرمین اور قومی اسمبلی کے سپیکر کو بھی ہدایات جاری کیں کہ وہ ایک غیر جانبدار احتسابی کمیشن کے قیام کی تجویز ایوان میں پیش

کریں کیونکہ قوم کرپشن سے تنگ آ چکی ہے اور اس کا سدباب ضروری ہوگیا ہے۔ وزیراعظم نے اس کی سخت ترین مخالفت کی اور کہا کہ صدر کو ایسی ہدایات دینے کا کوئی آئینی حق حاصل نہیں ہے۔ انہوں نے سینٹ کے چیئرمین وسیم سجاد اور قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی سے کہا کہ وہ ایوان میں کسی ایسی تجویز کو زیر غور نہ لائیں لیکن دونوں نے وزیراعظم کے مشورہ کو رد کرتے ہوئے احتسابی کمیشن کے قیام کی تجویز ایوان میں پیش کر دی۔ صدر لغاری نے ان حالات میں پہلی مرتبہ بالکل صاف طور پر کہہ دیا کہ میں نے ضروری خیال کیا تو حکومت کی برطرفی کے اپنے حق کو استعمال کرنے سے گریز نہیں کروں گا۔

20 ستمبر کو کراچی میں میر مرتضیٰ بھٹو اپنے گھر کے سامنے پولیس کے ہاتھوں ہلاک ہوگئے۔ اس واقعہ سے ثابت ہوگیا کہ ریاستی امور پر بے نظیر کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی ہے۔ اور اب حالات ان کے قابو سے باہر ہو چکے ہیں۔

تبدیلی کا عمل تیز ہوگیا۔ ایوان صدر سیاسی ملاقاتوں کا مرکز بن گیا۔ فاٹا کے ارکان پارلیمنٹ نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے ان سے کہا کہ قوم بڑھتے ہوئے کرپشن سے تنگ آ چکی ہے۔ 26 ستمبر کو نواز شریف نے بھی صدر لغاری سے تین گھنٹے طویل ملاقات کر کے ملک کی نازک صورتحال پر تبادلہ خیال کیا حالانکہ اس سے قبل وہ صدر لغاری کی سخت ترین مخالفت کرتے رہے تھے۔ قاضی حسین احمد نے بھی صدر سے ملاقات کر کے اسمبلیاں توڑنے کا مطالبہ کیا۔ صدر نے اپنے عزم کا دوبارہ اظہار کیا کہ اگر ملکی مفادات کا تقاضا ہوا تو وہ اسمبلی توڑ دیں گے۔ آصف زرداری نے کہا کہ صدر اسمبلی توڑنے کا خیال ترک کر دیں آخر انہیں خود بھی یہیں سیاست کرنی ہے۔ وزیر داخلہ نصیربابر نے اس سے بھی آگے بڑھ کر کہا کہ اسمبلی توڑ کر صدر لغاری، ضیاء الحق اور غلام اسحٰق خاں کی فہرست میں شامل ہونے سے بچیں۔

صدر لغاری سے اپنے تعلقات بہتر بنانے کے بجائے ایک مرتبہ پھر وزیراعظم بے نظیر نے نواز شریف کے ساتھ سیاسی سمجھوتہ کرنے کی کوشش کی۔ بے نظیر نے نواز شریف کو پیغام ارسال کیا کہ حکومت مارچ 97ء میں الیکشن کرانے پر آمادہ ہے۔ وہ بات چیت کے ذریعے اس کی تفصیلات طے کر لیں۔ جواب ظاہر تھا نواز شریف نے یہ پیش کش مسترد کر دی اور کہا کہ آئندہ الیکشن 1997ء میں نہیں بلکہ 96ء میں ہوں گے۔

17 اکتوبر کو صدر لغاری نے وزیراعظم بے نظیر کے نام اپنے خط میں ان کی اس بارے میں توجہ مبذول کرائی کہ بعض وفاقی وزراء اور حکومتی ارکان آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انتظامی امور میں بے جا مداخلت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وزیراعظم انہیں ایسا کرنے سے روکیں۔ لیکن وزیراعظم نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ بی بی سی نے اپنی نشریات میں کہا کہ واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صدر اسمبلی توڑنے کا فیصلہ کر چکے ہیں اب انہیں مناسب موقع کا انتظار ہے۔

20 اکتوبر کو صدر کو اطلاع دیئے بغیر حکومت نے کرپشن کے خاتمے کے لئے آئین کا پندرھواں ترمیمی بل قومی اسمبلی کے سامنے پیش کر دیا۔ جبکہ اسے اس بل کی منظوری کے لئے پارلیمنٹ میں مطلوبہ اکثریت حاصل نہیں تھی۔ صدر کو مشتعل کرنے کا یہ حکومتی اقدام فہم و فراست سے عاری تھا۔ اپوزیشن نے اس بل کو ایک ڈھونگ قرار دیا۔ صدارتی ذرائع نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر حکومت خود کرپشن کی تمام حدود پار کر چکی ہے۔

قاضی حسین احمد نے اعلان کیا تھا کہ جماعت اسلامی 27 اکتوبر کو اسلام آباد میں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے پرامن دھرنا دے گی۔ لیکن حکومت نے پھر دھمکی دی کہ جماعت کے افراد کو اسلام آباد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ایوان صدر میں صدر لغاری کی موجودگی میں قاضی صاحب نے نصیر بابر کو یقین دہانی کرائی کہ یہ مظاہرہ بالکل پرامن ہو گا۔ اس کے باوجود نصیر بابر نے کہا کہ پارلیمنٹ کے سامنے کسی مظاہرہ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ صدر لغاری نے نصیر بابر سے کسی دوسرے مقام پر مظاہرہ کرنے کی اجازت دینے کی تجویز کی لیکن اس کو بھی رد کرتے ہوئے نصیر بابر نے کہا کہ مظاہرین اسلام آباد میں داخل نہیں ہو سکتے۔ حکومت نے اپنے اس غرور، کبر اور تمکنت کا یہ مظاہرہ ایک ایسے وقت کیا جب اس کا اپنا چل چلاؤ اور اسلام آباد سے رخصتی قریب ہی نظر آ رہی تھی۔ جماعت اسلامی نے ایک مرتبہ پھر اپنی تنظیمی صلاحیت کا لوہا منوا لیا۔ ملک گیر گرفتاریوں ریاستی تشدد، لاٹھی چارج، شیلنگ، فائرنگ اور چار کارکنوں کی شہادت کے باوجود جماعت کے کارکنان تمام رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے اسلام آباد میں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے دھرنا دینے میں کامیاب ہو گئے۔ حکومتی مشینری ان کے عزم اور جذبہ کے سامنے ڈھیر ہو گئی اور یہ مظاہرہ حکومت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہو گیا۔

اگست 90ء میں اپنی حکومت کی پہلی برطرفی کے بعد بے نظیر نے اعتراف کیا تھا کہ اپنے دور حکومت میں ان سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ فوج اور صدر کے ساتھ ہم نے افہام و تفہیم سے کام نہیں لیا۔ ہماری صفوں میں تجربہ کار افراد کی کمی اس کا سبب تھی۔ مجھے اگر دوبارہ اقتدار مل گیا تو میں ایسی غلطیوں کا اعادہ نہیں کروں گی۔ توقعات کے خلاف بے نظیر کو جلد ہی اکتوبر 93ء میں دوسری مرتبہ اقتدار پھر حاصل ہو گیا۔ لیکن اب تجربہ کار بے نظیر نے سابقہ غلطیوں کو زیادہ شدت کے ساتھ دہرایا۔ ہر ایک سے زبردست محاذ آرائی مول لے لی۔ اصلاح کے ہر مشورہ کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اپنی پارٹی کے صدر لغاری کو ان کے عہدہ کے شایان شان مقام دینے کے بجائے ہر کرپشن اور آئینی خلاف ورزی میں انہیں اپنی حکومت کے ڈھال کے طور استعمال کرنے کی کوشش کی۔ جب پانی سر سے اونچا ہو گیا تو 3 نومبر 96ء کو بہت تاخیر کے ساتھ بے نظیر نے اعتراف کیا انہوں نے فوج، عدلیہ اور صدر سب کی مخالفت مول لے لی۔ اس آخری گھڑی میں بے نظیر نے 3 نومبر ہی کو صدر لغاری کے ساتھ ایک طویل ملاقات کی جس میں دونوں کے درمیان کوئی مفاہمت نہیں ہو سکی اور جو بدمزگی پر ختم ہوئی۔

فیصلے کے لئے جس مناسب وقت کا انتظار تھا، وہ آگیا۔ 3 نومبر 1996ء کو دو بجے رات صدر فاروق لغاری نے بے نظیر حکومت برطرف کرکے قومی اسمبلی توڑ دی۔ اس طرح اسمبلی توڑنے کے لئے آئین کی آٹھویں ترمیم چوتھی مرتبہ استعمال کی گئی۔ یہ حکم صادر ہوتے ہی فوج تیزی کے ساتھ حرکت میں آگئی۔ اس نے وزیراعظم ہاؤس اور حساس مقامات کا کنٹرول سنبھال لیا۔ ملک معراج خالد نگراں وزیراعظم بنا دیئے گئے۔ معزول وزیر بے نظیر نے کہا کہ صدر لغاری نے ان سے وعدہ خلافی کی ہے۔ وہ امانت میں خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں لیکن صدر کے اس اقدام کا پورے ملک میں زبردست خیرمقدم کیا گیا۔ بے نظیر کے اقتدار کا جو سورج پوری آب و تاب کے ساتھ اکتوبر 93ء میں طلوع ہوا تھا، حکومت کی کوتاہیوں، بداعمالیوں اور کرپشن کے باعث تین سال چودہ دن بعد ندامت اور شرمندگی کے داغ سمیٹے ہوئے نومبر 96ء میں غروب ہوگیا۔ عروج و زوال کی اس داستان میں ان حکمرانوں کے لئے بڑا سامان عبرت ہے جو اقتدار میں آتے ہی حکومت کے نشہ میں چور ہو کر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں اور عبرت ناک انجام سے غافل ہو کر عدل و انصاف، خدا ترسی اور راستی کے بجائے ظلم، زیادتی، کرپشن اور آمریت کی راہ پر گامزن ہو جاتے ہیں۔

بے نظیر حکومت کی برطرفی کے بعد صدر لغاری اور نگراں وزیراعظم ملک معراج خالد نے بار بار حتمی وعدے کئے کہ آئندہ الیکشن سے قبل بدعنوان اور کرپٹ عناصر کا سختی کے ساتھ بے لاگ، بے رحمانہ اور شفاف احتساب کیا جائے گا۔ مجرموں کو عبرت ناک سزائیں دی جائیں گی، لوٹی ہوئی دولت کی پائی پائی وصول کی جائے گی۔ انتخابی قوانین اور قواعد میں ضروری ترامیم کی جائیں گی تاکہ پہلے کی طرح آئندہ الیکشن میں بھی اسی جیسے بدعنوان اور کرپٹ افراد ناجائز ذرائع، دولت اور اثر و رسوخ استعمال کرکے اسمبلیوں میں نہ پہنچ سکیں۔ عبوری مدت میں صدر لغاری بلاشرکت غیرے ملک کے حکمران تھے۔ ملک کو آئندہ کسی بحران سے محفوظ رکھنے کے لئے ان کا یہ فرض تھا کہ بے لاگ احتساب اور منصفانہ انتخابات کے اپنے وعدوں کی تکمیل میں وہ کسی کوتاہی کا ثبوت نہ دیں۔ کلی اختیارات کے حامل صدر لغاری کو یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ وعدہ خلافی اور کوتاہی سرزد ہونے پر ان کو بھی سابقہ حکمرانوں کی طرح کسی عبرت ناک انجام سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔ عوام کی تو یہ دلی تمنا اور خواہش ہے کہ آٹھ سال کی مدت میں ہونے والے اب یہ چوتھے انتخابات ملک کو سیاسی استحکام دے سکیں اور ان کے نتیجہ میں ایک خدا ترس، عوام دوست اور محب وطن حکومت قائم ہوسکے تاکہ پاکستان بحرانوں کی دلدل سے نکل کر اپنی منزل کی طرف گامزن ہوسکے۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو!

غفور احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب 1

ملکی سیاست ایک نئے مرحلے میں

جولائی 1993ء میں رُونما ہونے والی سیاسی تبدیلیاں سابقہ اندازوں اور توقعات کے برعکس تھیں۔ اکتوبر 1990ء کے الیکشن میں اسلامی جمہوری اتحاد نے بھاری اکثریت سے کامیاب ہو کر مرکز اور صوبوں میں اپنی مضبوط حکومتیں قائم کرلی تھیں۔ سینٹ میں بھی اسے اکثریت حاصل تھی۔ اتحاد کے صدر اور ملک کے وزیراعظم کی حیثیت سے نواز شریف ایک اہم سیاسی رہنما اور مقبول سربراہِ حکومت کی حیثیت سے اُبھرے تھے۔ آئینی لحاظ سے وہ نومبر 1995ء تک اقتدار میں رہنے کے حقدار تھے لیکن اغلب گمان یہ تھا کہ وہ آئندہ بھی انتخاب میں کامیابی حاصل کر کے اس عہدہ پر برقرار رہ سکیں گے۔ لیکن اپنے ناقص طرزِ عمل کے باعث وہ جلد ہی بحرانوں میں گھر گئے۔ اقتدار میں آکر اپنے انتخابی وعدوں کو فراموش کردیا۔ اتحاد کا شیرازہ بکھیر دیا۔ مسلم لیگ خود بھی دو حصّوں میں بٹ گئی۔ حلیف جماعتوں کے ساتھ ان کے تعلقات کشیدہ ہوگئے۔ صوبائی حکومتوں کو بھی اپنا باغی بنالیا۔ صدر مملکت کے ساتھ محاذ آرائی مول لے لی۔ حالات اس درجہ بگڑ گئے کہ تیس ماہ بعد ہی صدر نے 18 اپریل 94ء کو قومی اسمبلی توڑ کر نواز شریف حکومت کو برطرف کر دیا لیکن 35 دن بعد 26 مئی کو سپریم کورٹ نے صدارتی فرمان کو کالعدم قرار دے کر قومی اسمبلی اور وفاقی کابینہ کو بحال کر دیا۔ لیکن اس کامیابی کے بعد بھی نواز شریف کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ صدر اور صوبائی حکومتوں کے ساتھ ان کی محاذ آرائی جاری رہی جس کے نتیجے میں نواز شریف حکومت پھر اسلام آباد میں محصور ہو کر رہ گئی۔ متحدہ اپوزیشن نے اس صورتِ حال کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور دھمکی دی کہ اگر حکومت کو فوری

طور پر رخصت نہیں کیا گیا تو وہ اسلام آباد کی طرف مارچ کر کے دارالخلافہ کا محاصرہ کر لیں گے۔ پنجاب اور سندھ کی صوبائی حکومتوں نے اپوزیشن کے ساتھ تعاون کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس صورتِ حال میں بری فوج کے سربراہ جنرل عبدالوحید نے صدر غلام اسحٰق خاں، وزیراعظم نواز شریف اور اپوزیشن لیڈر بے نظیر بھٹو کے ساتھ شٹل ڈپلومیسی شروع کی۔ باہمی گفت و شنید کے نتیجے میں بحران پر قابو پانے کے لیے درج ذیل طریق کار پر اتفاق رائے ہو گیا:

(1) وزیراعظم نواز شریف صدر کو قومی اسمبلی توڑنے کی ہدایت دیں گے۔
(2) صدر غلام اسحٰق اور وزیراعظم دونوں اپنے عہدوں سے دستبردار ہو جائیں گے۔
(3) قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے نئے انتخابات کرائے جائیں گے۔
(4) سینٹ کے چیئرمین وسیم سجاد قائم مقام صدر کا عہدہ سنبھال لیں گے۔
(5) معین قریشی کو نگران وزیراعظم مقرر کیا جائے گا۔ اور
(6) چاروں صوبوں میں موجودہ گورنروں اور وزرائے اعلیٰ کی جگہ غیر سیاسی اور غیر جانبدار افراد کو مقرر کیا جائے گا۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق 18 جولائی 93ء کو نواز شریف نے صدر کو قومی اسمبلی توڑنے کی ہدایت دی۔ صدر نے اسی دن اسمبلی توڑ دی۔ 19 جولائی کو غلام اسحٰق خاں نے قومی اسمبلی کے اسپیکر کو تحریر کیا کہ ملکی بحران پر قابو پانے کے لیے میں رضاکارانہ طور پر اپنے عہدہ سے مستعفی ہو رہا ہوں۔ اپنی ریٹائرمنٹ سے قبل چار ماہ کی رخصت کے عرصے میں تنخواہ اور مراعات وصول کرنے کا حقدار ہوں۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ جب ملک کے دو اعلیٰ ترین عہدیدار صدر اور وزیراعظم ایک ہی دن اپنے عہدوں سے الگ ہوئے ہوں۔

غلام اسحٰق خاں نے کہا کہ میری تمام خدمات کو فراموش کر دیا گیا۔ میں نے کبھی کوئی دباؤ قبول نہیں کیا۔ بحران کے حل کے لیے میں نے آئین کے تحت ہر ممکن کوشش کی لیکن وہ بارآور ثابت نہ ہو سکیں۔ تاریخ خود تعین کرے گی کہ بحران کا ذمہ دار کون ہے۔ نواز شریف کو وزیراعظم بنا کر میں نے سب سے بڑی غلطی کی تھی، انہیں ہٹا کر اس کی تلافی کر دی۔

نواز شریف نے کہا کہ کرسی چھوڑنے کا فیصلہ کسی دباؤ یا مجبوری کا نتیجہ نہیں۔ میرا سینہ رازوں سے بھرا ہوا ہے، اگر آشکار کر دوں تو عوام سازشیوں پر یلغار کر دیں۔ غلام اسحٰق خاں نے صوبائی حکومتوں کو میرے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔ نواز شریف دشمنی میں انہوں نے قومی مفادات کو بھی داؤ پر لگا دیا۔

مسلم لیگی حلقے غیر مطمئن تھے۔ ان کا اصرار تھا کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد میاں صاحب کو قومی اسمبلی توڑنے سے انکار کر دینا چاہیے تھا۔ عبدالمجید ملک نے، جو صدر اور وزیراعظم کے درمیان رابطوں پر مامور تھے، مسلم لیگ کے ارکانِ اسمبلی کے سامنے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ یہ صورت حال اس لیے پیش آئی کہ 14 اپریل کو جب نواز شریف سخت دباؤ

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

میں تھے، وہ صدر کے پاس گئے۔ انہیں پانچ سال کے لیے دوبارہ صدر بنانے اور 8 ویں ترمیم کا معاملہ پس پشت ڈالنے کی تجویز پیش کی، لیکن غلام اسحٰق نے اسے مسترد کر دیا۔ ان حالات میں الیکشن کرانا ناگزیر ہوگیا تھا۔ ہماری حکمت عملی یہ تھی کہ الیکشن سے قبل مخالفین کی تعداد کم سے کم کی جائے۔ بے نظیر کو نواز شریف کے سامنے ون ٹو ون پوزیشن پر لایا جا سکے۔ چاروں صوبوں میں ہماری مخالف حکومتیں تھیں۔ یہ بساط اُلٹے جانے سے ہمارا تو صرف ایک آدمی (نواز شریف) گیا لیکن دوسری جانب صدر، چاروں صوبوں کے گورنر اور وزرائے اعلیٰ یعنی 9 افراد اقتدار سے محروم ہوئے۔ اب غلام اسحٰق، منظور وٹو اور چٹھہ کی پشت پر نہیں ہوں گے اور نہ ہی صدر کے اشاروں پر کام کرنے والی صوبائی حکومتیں ہوں گی۔ اس طرح ہمارے مخالفین کا الیکشن جیتنا آسان نہیں ہوگا۔ لیکن مجید ملک نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ جو 9 اہم افراد ابتداء میں نواز شریف کے زبردست حامی تھے، وہ آخر ان کے مخالف کیوں بن گئے۔ مسلم لیگی رہنماؤں کا اصرار تھا کہ ہمیں اپنی غلطیوں کا ادراک اور احساس کرنا چاہیے، ان کا کہنا تھا کہ اسلامی جمہوری اتحاد کی تشکیل نو کی جائے۔

قائم مقام صدر

19 جولائی کو وسیم سجاد قائم مقام صدر بن گئے۔ انہوں نے کہا کہ مسلح افواج نے بحران حل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے، اب قومی اسمبلی کے انتخابات 6 اکتوبر کو اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات 9 اکتوبر کو ہوں گے۔

نگران وزیراعظم

اسی روز معین قریشی نے نگران وزیراعظم کے عہدہ کا حلف اٹھا لیا۔ انہوں نے کہا کہ نگران کابینہ غیر سیاسی اور مختصر ہوگی۔ کابینہ کے ارکان انتخابات میں حصّہ نہیں لے سکیں گے۔ انتخابات ہماری اولین ترجیح ہیں۔ انتخابی اصلاحات پر سنجیدگی سے غور کیا جائے گا۔ فرقہ پرستی اور گروہ بندی سنگین ترین مسائل ہیں۔ معاشی صورت حال بہتر بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔

23 جولائی کو عبدالستار، نثار میمن، سیّد بابر علی، احمد فاروق، فتح خاں بندیال اور لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) محمد شفیق پر مشتمل چھ رکنی وفاقی کابینہ نے حلف اٹھا لیا۔ نثار میمن کا تعلق کراچی سے ہے۔ بابر علی، سیّدہ عابدہ حسین کے ماموں ہیں اور احمد فاروق، غلام فاروق کے صاحبزادے ہیں۔ کابینہ سے خطاب کرتے ہوئے معین قریشی نے کہا کہ ہم عوام کو اپنے نمائندے منتخب

کرنے کا حق دلا کر رہیں گے۔ یکم اگست کو وفاقی کابینہ میں تین مزید وزراء جسٹس عبدالشکور سلام، لیفٹیننٹ جنرل (ر) رحمدل بھٹی اور علی خاں جونیجو کا اضافہ ہوگیا۔ عمران خان کو بھی کابینہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ میں فی الوقت کینسر ہسپتال کی تعمیر پر اپنی توجہ مرکوز رکھنا چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد یعقوب کو اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ وہ بیس سال تک آئی۔ ایم۔ ایف واشنگٹن میں خدمات انجام دے چکے ہیں۔

صوبائی حکومتیں

صوبہ پنجاب

19 جولائی کو گورنر چوہدری الطاف حسین کے مستعفی ہونے کے بعد لیفٹیننٹ جنرل (ر) محمد اقبال نے پنجاب کے گورنر کی حیثیت سے اپنے عہدہ کا حلف اٹھالیا۔ اسی روز شیخ منظور الٰہی نے نگران وزیراعلیٰ کی حیثیت سے حلف اٹھالیا۔ 26 جولائی کو 8 رکنی نگران کابینہ نے حلف اٹھالیا۔ پنجاب اسمبلی پہلے ہی 28 جون کو وزیراعلیٰ کی ہدایت پر توڑی جا چکی تھی۔

صوبہ سندھ

وزیراعلیٰ سید مظفر حسین شاہ کی ہدایت پر صوبائی اسمبلی توڑ دی گئی۔ حکیم محمد سعید نے گورنر کی حیثیت سے اپنے عہدہ کا حلف اٹھالیا جبکہ ریٹائرڈ جسٹس سیّد علی مدد شاہ نے نگران وزیراعلیٰ کے عہدہ کا حلف اٹھالیا۔

صوبہ سرحد

میجر جنرل (ر) خورشید علی خاں نے گورنر کے عہدہ کا حلف اٹھایا اور پبلک سروس کمیشن صوبہ سرحد کے چیئرمین مفتی محمد عباس نے نگران وزیراعلیٰ کے عہدہ کا حلف اٹھایا۔

صوبہ بلوچستان

وزیراعلیٰ نواب ذوالفقار علی مگسی کی ہدایت پر بلوچستان اسمبلی بھی توڑ دی گئی۔ 19 جولائی کو بریگیڈیئر (ر) سردار عبدالرحیم درانی نے گورنر اور میر محمد نصیر مینگل نے نگران وزیراعلیٰ

کے عہدوں کے حلف اٹھائے۔ 29 جولائی کو بلوچستان کے تمام بلدیاتی اداروں کو معطل کر کے انہیں ڈپٹی کمشنر اور پولیٹیکل ایجنٹ کی نگرانی میں دے دیا گیا۔

مسلح افواج کا اجلاس

20 جولائی کو مسلح افواج کے سربراہوں کے اجلاس میں جنرل وحید کی شٹل ڈپلومیسی کی تعریف کی گئی۔ جنرل وحید نے کہا کہ فوج نے ملک کو ایک بڑے بحران سے بچا لیا۔ اجلاس کے بعد فوجی ترجمان نے کہا کہ منصفانہ انتخابات کرانے کے لیے فوج اپنا کردار ادا کرے گی۔ سندھ آپریشن انتخابات تک جاری رہے گا۔

بیرونی رد عمل

22 جولائی کو پاکستان میں امریکہ کے سفیر جان۔ سی۔ مانجو نے کہا کہ میرا ملک پاکستان کے سیاسی بحران کے حل پر خوش ہے۔ ہم پاکستان کے استحکام کے خواہاں ہیں۔ ہم انتخابات کے نتیجے میں بننے والی حکومت سے تعاون کریں گے۔ امریکہ پاکستان کے داخلی امور میں مداخلت پر یقین نہیں رکھتا۔

امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان نے بھی پاکستان میں سیاسی تبدیلیوں کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ ملک مارشل لاء کے خطرہ سے بچ گیا۔ ترجمان نے کہا کہ امید ہے کہ اکتوبر کے انتخابات منصفانہ ہوں گے۔ امریکی انتظامیہ نے عبوری حکومت کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ امریکہ نے خصوصی تعلیم، بہبود آبادی، صنعت اور ماحولیات کے اہم شعبوں میں امداد بحال کر دی۔ آئی۔ ایم۔ ایف بھی پاکستان کو 30 ارب کی امداد دینے پر رضامند ہو گیا۔

انتخابی مہم

قائم مقام صدر

قائم مقام صدر وسیم سجاد نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میرے کوئی سیاسی عزائم نہیں ہیں۔ میں غیر جانبدار رہوں گا۔ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات وقت پر ہوں گے اور انہیں ملتوی نہیں کیا جائے گا۔ انتخابات کو شفاف بنانے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کیے جائیں گے۔ امن و امان کو یقینی بنانے کے لیے فوج اپنا کردار ادا کرے گی۔

نگران وزیراعظم

معین قریشی نے کہا کہ ہماری کسی فریق سے دشمنی یا دوستی نہیں۔ ہم کسی کو شکایت کا کوئی موقع نہیں دیں گے اور نہ ہی کسی کو انتخابی نتائج تہہ و بالا کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

معین قریشی کی صدارت میں ہونے والی بین الصوبائی کانفرنس میں، جس میں چاروں صوبوں کے گورنروں اور وزرائے اعلیٰ نے شرکت کی، فیصلہ کیا گیا کہ شناختی کارڈ کی شرط برقرار رکھی جائے۔ تمام سیاسی جماعتوں کو ریڈیو اور ٹی-وی پر یکساں مواقع فراہم کیے جائیں۔ حکومت قطعی طور پر غیر جانبدار رہے۔ منصفانہ انتخابات کے لیے فوج کا تعاون حاصل کیا جائے۔ قومی اور صوبائی انتخابات ایک ہی دن کرانے کا فیصلہ الیکشن کمیشن پر چھوڑ دیا جائے۔ بلدیاتی ادارے توڑنے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

الیکشن کمیشن

قائم مقام صدر وسیم سجاد نے لاہور ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس ریاض احمد اور پشاور ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس بشیر خان جہانگیری کو الیکشن کمیشن کا رکن مقرر کر دیا۔ جنرل عبدالوحید نے چیف الیکشن کمشنر مسٹر جسٹس (ر) نعیم احمد کو انتخابات کو منصفانہ بنانے اور رائے دہندگان کو پُرامن ماحول میں حق رائے دہی کا موقع فراہم کرنے میں فوج کے تعاون کا یقین دلایا۔

روپے کی قدر میں کمی

22 جولائی کو نگران حکومت نے ڈالر کے مقابلہ میں روپے کی قیمت میں 9 فی صد کی ریکارڈ کمی کر دی۔ سیاسی جماعتوں نے اس پر شدید تنقید کی اور کہا کہ حکومت نے عالمی بینک کے دباؤ میں آ کر یہ قدم اٹھا کر اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے۔ وزیر خزانہ سید بابر علی نے کسی بیرونی دباؤ کی تردید کی۔ پاکستانی کرنسی کی قیمت میں کمی کے باوجود برآمدات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا لیکن درآمدات کے بڑھ جانے سے توازنِ ادائیگی مزید خراب ہوگیا۔

27 جولائی کو نگران وفاقی حکومت نے پیلی گاڑیوں اور ٹریکٹروں کی درآمد پر پابندی لگا دی۔ مالیاتی اداروں سے نادہندگان کی فہرستیں طلب کر لیں۔ سرکاری ذرائع نے کہا کہ ٹیکس چوروں اور قرضے معاف کرانے والوں کو نااہل قرار دیا جا سکتا ہے۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

باب 2

سیاسی جماعتیں

پاکستان مسلم لیگ

مسلم لیگ کے صدر نواز شریف نے 18 جولائی ہی سے اپنی انتخابی مہم کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ مخالفین نے سوچا کہ نواز شریف کو کمزور نہ کر سکے تو ملک کو کمزور کر دیا جائے۔ مجھے کام کرنے سے روک دیا گیا۔ ہر چیز اپنی جگہ درست تھی۔ عوام میں کوئی اضطراب نہیں تھا تو پھر بحران کیسا؟ اب میں فیصلہ کن تبدیلی کے لیے عوام کے پاس جا رہا ہوں۔ وہ مجھے دو تہائی اکثریت سے کامیاب کرائیں۔ پاکستان اور جمہوریت کے دشمنوں سے کھلی جنگ ہوگی۔ دھوکہ باز اور ابن الوقت افراد کے لیے ہماری صفوں میں کوئی جگہ نہیں۔

19 جولائی کو نواز شریف نے وزیراعظم ہاؤس میں معین قریشی سے ملاقات کر کے مختلف امور پر گفتگو کی۔ مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں نے تین نکاتی انتخابی حکمت عملی تیار کر لی۔ پہلے یہ کہ سابق صدر کو اصل ہدف بنایا جائے۔ دوسرے بے نظیر کی پالیسیوں پر نکتہ چینی کی جائے اور تیسرے یہ کہ دو تہائی اکثریت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ بھی طے پایا کہ مستقل مزاجی کے ساتھ ہماری حکومت کا ساتھ دینے والے سابق ممبرانِ اسمبلی کو پارٹی ٹکٹ دیئے جائیں۔

22 جولائی کو لاہور آمد پر نواز شریف کا زبردست استقبال کیا گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ کسی جماعت سے اتحاد کرنے کا فیصلہ مجلس عاملہ کرے گی۔

نواز شریف کا استقبال کرنے والے مسلم لیگی کارکنوں نے لاہور ایئرپورٹ پر مولانا شاہ احمد نورانی کو دیکھ کر ان کے خلاف نعرے لگائے اور ان کی کار پر پتھراؤ کیا۔ غلام حیدر وائیں قریب کھڑے یہ تماشا دیکھتے رہے۔ سیاسی رہنماؤں نے اس حملے کی مذمت کی۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ پہلے پیپلز پارٹی نے علماء کی پگڑی اچھالی تھی اب مسلم لیگ سے یہ کام لیا جا رہا ہے۔

نواز شریف نے ممتاز صحافی مشاہد حسین کو مسلم لیگ کا مرکزی سیکرٹری اطلاعات مقرر کر دیا۔ 24 جولائی کو مسلم لیگ نے انتخابات کے لیے امیدواروں سے درخواستیں طلب کر لیں اور انتخابی اتحاد کے لیے راجہ ظفرالحق کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کر دی۔ طے پایا کہ نواز شریف 14 اگست کو کراچی میں مزار قائداعظم سے انتخابی مہم کا باقاعدہ آغاز کریں گے۔

قاضی حسین احمد سے ملاقات

24 جولائی کو راجہ ظفرالحق نے جماعت کے مرکزی دفتر منصورہ، لاہور میں قاضی صاحب سے انتخابی اتحاد کے لیے مذاکرات کیے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ماضی میں ہمیں نواز شریف سے تعاون کا تلخ تجربہ ہوا ہے۔ انہوں نے اتحاد کے منشور پر عمل نہیں کیا۔ ملک دشمنوں، نظریہ پاکستان کے مخالفین اور علیحدگی پسندوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ وہ قابلِ اعتماد شخصیت نہیں۔ مذاکرات ناکام ہوگئے لیکن پھر بھی راجہ ظفرالحق نے کہا کہ بات چیت آئندہ بھی جاری رہے گی۔

25 جولائی کو نواز شریف نے کہا کہ ہم خیال جماعتوں سے مل کر انتخابات میں حصّہ لیں گے۔ الطاف حسین سے بات چیت مکمل ہوگئی ہے۔ سرحد میں عوامی نیشنل پارٹی، بلوچستان میں بلوچستان نیشنل موومنٹ اور پختون خواہ ملی عوامی پارٹی سے مفاہمت طے پا گئی ہے۔ جماعت اسلامی سے مذاکرات روک دیئے گئے ہیں۔ ہماری جیت دیوار پر لکھی نظر آ رہی ہے۔ میری جنگ اس پارٹی سے ہے جس نے ملک توڑا، نظام اور ادارے تباہ کر دیئے اور جو بیرونِ ملک سے ہدایات لیتی ہے۔ میں اس قابل نفرت پارٹی کو موت سے ہمکنار کر دوں گا۔ غلام اسحٰق کی سازش میں شریک ہو کر بے نظیر نے جمہوریت دشمنی کا کردار ادا کیا ہے۔ ہم پورے نظام میں تبدیلی چاہتے ہیں۔ دو تہائی اکثریت سے کامیابی حاصل کر کے صدر کے اسمبلی توڑنے کے اختیار کو ختم کر دیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ میں اپنی انتخابی مہم شروع کرنے سے قبل سعودی عرب کا دورہ کروں گا۔ شاہ فہد نے انہیں سعودی عرب کا دورہ کرنے کی دعوت دی ہے۔

26 جولائی کو نواز شریف کی صدارت میں ہونے والے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں طے پایا کہ کسی انتخابی اتحاد میں شامل ہونے کے بجائے مسلم لیگ اپنے منشور اور انتخابی نشان کے تحت الیکشن میں حصّہ لے۔ تاہم دوسری جماعتوں اور گروپوں کے ساتھ تعاون ہو سکتا ہے۔ حلیف جماعتوں کے ساتھ انتخابی تعاون بدستور قائم رہے گا۔

28 جولائی کو حامد ناصر چٹھہ کی صدارت میں ہونے والے مسلم لیگ (چٹھہ گروپ) کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں طے پایا کہ نواز گروپ سے اختلافات ختم کر کے مشترکہ امیدوار کھڑے کیے جائیں۔ اجلاس میں ظفراللہ جمالی کی سربراہی میں سینیٹر بشارت الٰہی، حاجی محمد جاوید اور شہاب الدین حسینی پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی گئی جو نواز شریف سے ملاقات کر کے

اختلافات کے خاتمے کے لیے باضابطہ گفت و شنید کرے گی- چٹھہ گروپ کے سیکرٹری جنرل اقبال احمد خاں نے کہا کہ مسلم لیگ کے اتحاد میں نواز شریف کی سوچ رُکاوٹ ہے-

29 جولائی کو وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہمارے ترقیاتی اقدامات کو آئی- ایم- ایف اور عالمی بینک نے بھی سراہا تھا- ہم اتحادوں کے چکر میں نہیں پڑیں گے- اس بارے میں ہمارا تجربہ اچھا نہیں- ہم خیال جماعتوں اور گروپوں سے ایڈ جسٹمنٹ ہو سکتی ہے- ہماری خدمات اور تاریخی اقدامات کے پیش نظر عوام ہمیں بھرپور مینڈیٹ دیں گے- 30 جولائی کو پیر پگارا اور نواز شریف کے درمیان اتحاد کے بارے میں بات چیت ہوئی-

پاکستان پیپلز پارٹی

6 اگست 1990ء کو جب صدر غلام اسحٰق خاں نے ایک طویل چارج شیٹ لگا کر قومی اسمبلی توڑ کر بے نظیر حکومت کو برطرف کیا اس وقت سیاسی مبصرین کا خیال تھا کہ اب پیپلز پارٹی اور بے نظیر کا سیاسی مستقبل تاریک ہوگیا ہے- 6 نومبر 90ء کو انہوں نے بھاری اکثریت حاصل کرنے کے بعد وزیراعظم کے عہدہ کا حلف اٹھایا- سیاسی حالات نواز شریف کے حق میں اور بے نظیر کے خلاف تھے لیکن نواز شریف اس منصب کا حق ادا کرنے میں ناکام رہے- عاجلانہ فیصلوں، بلامشورہ اقدامات اور ہر سو محاذ آرائی نے ان کو جلد ہی یک و تنہا کر دیا- بے نظیر بھٹو کو دوبارہ سیاسی میدان میں آنے کا موقع بہت جلد فراہم ہوگیا- انہوں نے اپنے سیاسی مخالفین غلام اسحٰق خاں اور نواز شریف کے باہمی اختلافات اور مرکز اور صوبوں کے درمیان کشیدہ تعلقات کا بھرپور فائدہ اٹھایا- وہ اپنی سیاسی حکمت عملی سے اقتدار کے جڑواں ستونوں صدر اور وزیراعظم کو ایک ساتھ گرانے میں جلد کامیاب ہوگئیں- بے نظیر ہاری بازی جیت گئیں- "گو بابا گو" کا مطالبہ بھی پورا ہوا اور ساتھ ہی نواز شریف حکومت بھی گئی- پیپلز پارٹی کے بددل اور مایوس کارکنوں کے حوصلے بلند ہوگئے- انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم چہروں کے بجائے نظام بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں- ہم انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد قومی مفاہمت کے نئے دور کا آغاز کریں گے-

18 جولائی کو بے نظیر نے ملک کے عوام کو خراج تحسین پیش کیا جنہوں نے کٹھن اور طویل مراحل میں ان کا ساتھ دے کر جعلی اسمبلیوں سے نجات حاصل کر لی- بے نظیر نے وسیع تر اتحاد کے لیے سیاسی جماعتوں سے رابطے شروع کر دیئے- وہ جنرل وحید سے بھی ملاقات کر چکی تھیں- 19 جولائی کو بے نظیر نے ایوانِ صدر میں قائم مقام صدر وسیم سجاد سے ملاقات کی- اسی روز امریکی ٹی-وی اور بی- بی- سی کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ برسراقتدار آ کر ہم ایٹمی مسئلہ پر امریکہ سے اپنے اختلافات دُور کر لیں گے-

20 جولائی کو سابق صدر غلام اسحٰق خاں نے بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی اور آئندہ صدارتی انتخابات کے حوالے سے انہیں اپنا وعدہ یاد دلایا۔ بے نظیر نے انہیں یقین دلایا کہ وہ اپنے وعدہ پر قائم ہیں اور وہی پیپلز پارٹی اور اے۔ این۔ پی کے مشترکہ صدارتی امیدوار ہوں گے۔ حیرت ہے کہ غلام اسحٰق خاں جیسے تجربہ کار شخص کو بے نظیر کے وعدوں پر یقین ہے۔ کیا یہ ساری اکھاڑ پچھاڑ محض اس لیے تھی کہ وہ کرسی صدارت پر دوبارہ بھی متمکن ہو سکیں۔

25 جولائی کو اپنی پارٹی کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف اب ماضی کا حصّہ بن چکے ہیں۔ آخری فتح روپے کی نہیں عوام کی ہوگی۔ اب ہم پھر اقتدار میں آئیں گے۔ ہمارا اصل مقابلہ علاقائی اور مذہبی جماعتوں سے ہوگا۔ ہم اسلام پر مولویوں کی اجارہ داری ختم کر دیں گے۔ پیپلز پارٹی صاف ستھری سیاسی قوتوں کے تعاون سے انتخابات میں حصّہ لے گی۔ غلام مصطفیٰ جتوئی نے کہا کہ سندھ میں ہماری جماعت این۔ پی۔ پی پیپلز پارٹی کے ساتھ مل کر مشترکہ امیدوار کھڑے کرے گی۔ اس وقت محب وطن جماعتوں کا اتحاد ضروری ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے معتدل گروپ سے اتحاد کی بات جاری ہے۔ ہم نظام تبدیل کرنے کے خواہاں ہیں، کرپٹ نظام دیانت دار افراد کو بھی کرپٹ کر دیتا ہے۔ ایسی آئینی تبدیلی کی ضرورت ہے کہ وزیراعظم اپنی مدت پوری کر سکے۔

خورشید قصوری کا استعفیٰ

27 جولائی کو پاکستان ڈیموکریٹک الائنس کے سیکرٹری جنرل میاں خورشید قصوری نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اتحاد برقرار رکھنے کی بڑی کوشش کی لیکن اندرونی اختلافات ختم کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ میرے استعفے کے بعد پی۔ ڈی۔ اے عملاً ٹوٹ گیا۔ اکتوبر 90ء کے انتخابات میں پیپلز پارٹی نے پی۔ ڈی۔ اے کے پلیٹ فارم سے حصّہ لیا تھا۔

27 جولائی کو بلاول ہاؤس میں مختلف وفود سے بات کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف نے آمریت کی گود میں جنم لیا، اب وہ اقتدار کو چھو بھی نہیں سکتے۔ آصف زرداری نے بھی کہا کہ نواز شریف کو دوبارہ اقتدار میں نہیں آنے دیا جائے گا۔ انہیں منشیات کے اسمگلروں کی حمایت حاصل ہے۔ مفرور ملزم ایوب آفریدی نے نواز شریف کی انتخابی مہم میں سرمائے کی فراہمی کا یقین دلایا ہے۔ حامد ناصر چٹھہ نے کہا کہ نواز شریف نے ملکی وسائل تو خود ہتھیا لیے اور مسائل قوم کے لیے چھوڑ دیئے۔ ہم سابقہ لُوٹ مار کا حساب لیں گے۔ چٹھہ بھی مسلم لیگ کے اتحاد سے مایوس ہو گئے۔

بے نظیر بھٹو نے نگران وزیراعظم پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ہی دن کرائے جائیں۔ شناختی کارڈ کی پابندی ختم کر

دی جائے۔ اسمگلنگ کی رقوم کے انتخابات میں استعمال پر پابندی لگائی جائے۔ بلدیاتی ادارے بھی توڑ دیئے جائیں۔

نواز شریف نے کہا کہ منشیات کی کمائی سے انتخابات لڑنے کی رسم بے نظیر نے ڈالی ہے۔ ہمارے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں۔ وہ ہم پر اس کا الزام لگا کر گندی انتخابی مہم چلا رہی ہیں۔ پیپلزپارٹی الیکشن سے فرار کی راہ تلاش کر رہی ہے۔ ہم اسے انتخابی دنگل میں شکست دیں گے۔ میں نگران حکومت سے مطمئن ہوں، اگر ایک ہی دن انتخابات کرانا ممکن ہو تو ہمیں اس پر اعتراض نہیں۔ حکومت پیپلزپارٹی کے جائز مطالبات تسلیم کرلے اور اسے الیکشن سے بھاگنے کا موقع نہ دے۔ انتخابی قوانین میں فی الحال کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ شناختی کارڈ کی پابندی برقرار رکھی جائے اور بلدیاتی ادارے نہ توڑے جائیں۔

جماعت اسلامی پاکستان

اکتوبر 93ء کے الیکشن کے بارے میں جماعت اسلامی نے فیصلہ کیا کہ وہ ان میں اپنے نام کے بجائے پاکستان اسلامک فرنٹ کے پلیٹ فارم سے حصّہ لے گی۔ 24 مئی کو ایک قومی کنونشن میں فرنٹ باقاعدہ طور پر تشکیل پا چکا تھا اور قاضی حسین احمد اس کے صدر منتخب ہوگئے تھے۔ فرنٹ کی تشکیل میں بنیادی خیال یہ تھا کہ جماعت سے باہر ملک میں ایک بڑی تعداد میں ایسے اہل، دیانت دار اور باحیثیت افراد موجود ہیں جو جماعت کو اچھا سمجھنے کے باوجود اس میں شرکت اختیار نہیں کرتے۔ ایسے افراد فرنٹ میں شرکت پر آمادہ ہو جائیں گے جہاں انہیں مناسب مقام اور منصب بھی مل سکے گا اور وہ اپنی شہرت، اثر و رسوخ اور فرنٹ کے تعاون سے الیکشن میں کامیابی بھی حاصل کر سکیں گے۔ فرنٹ ایک علیحدہ تنظیم ہونے کے باوجود جماعت کی نگرانی اور رہنمائی میں اپنے فرائض انجام دے گا۔ جماعتی حلقوں میں اس بارے میں پوری طرح یکسوئی نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی طویل بحث و تمحیص کے بعد مجلس عاملہ نے اپنے 24 مئی 93ء کے اجلاس میں اس کی منظوری دے دی۔ قاضی صاحب نے بتایا کہ نواز شریف کی طرف سے حال ہی میں چودھری شجاعت، چودھری نثار، راجہ ظفرالحق، اعجاز الحق، جاوید ہاشمی اور خاقان عباسی نے ان سے ملاقاتیں کی ہیں۔ ان کے علاوہ چٹھہ، منظور وٹو، ملک اللہ یار، نصراللہ دریشک بھی مل چکے ہیں۔ امیر جماعت نے کہا کہ لوگ فرنٹ کے ساتھ آئیں گے۔ اس پلیٹ فارم پر سب کو جمع کیا جا سکتا ہے۔

فرنٹ کی تشکیل کے وقت خیال تھا کہ سپریم کورٹ سے بحالی کے بعد نواز شریف حکومت اپنی آئینی مدت پوری کر سکے گی۔ آئندہ انتخابات کا مرحلہ اڑھائی سال بعد آئے گا لیکن

18 جولائی کو نواز شریف نے قومی اسمبلی توڑنے کی ہدایت دے دی اور اس طرح انتخابات فوراً ہی سر پر آ گئے اور فرنٹ کو تیاری کا پورا موقع نہیں مل سکا۔

19 جولائی کو جماعت کے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں آئندہ انتخابات میں فرنٹ کے پلیٹ فارم سے حصہ لینے کی توثیق کر دی۔ نائب امیر چودھری رحمت الٰہی کی نگرانی میں ایک الیکشن سیل قائم کر دیا گیا۔ اجلاس میں انتخابات کو منصفانہ بنانے کے لیے مناسب طریقہ انتخاب اختیار کرنے، آئین کی دفعات 62 اور 63 کی پابندی کرنے، شناختی کارڈ کو لازمی قرار دینے، آزاد امیدواری کے طریقے کو ختم کرنے، ممبران اسمبلی کو ترقیاتی فنڈ دینے پر پابندی عائد کرنے اور ہارس ٹریڈنگ کے سدباب کے لیے مناسب قانون سازی کرنے کے مطالبات پیش کیے۔

جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ نے اپنے 26 جولائی کے اجلاس میں اس عزم کا اظہار کیا کہ فرنٹ ملک بھر کے عوام کو اپنے پلیٹ فارم پر منظم کر کے قوم کو مخلص، دیانت دار اور متبادل قیادت فراہم کرے گا تاکہ رشوت خوروں، مفاد پرستوں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور موقع پرستوں سے نجات حاصل کی جا سکے۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر دونوں قومی مفادات کو نظر انداز کر چکے ہیں اور امریکہ کی خوشنودی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ نواز شریف نے دینی ووٹ لے کر ملک دشمنوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ وہ قابل اعتماد نہیں، نہ ہی ان میں پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنانے کی صلاحیت ہے، اس لیے ان کے ساتھ کسی تعاون کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہم محب وطن عوام اور دینی جماعتوں کو ساتھ لے کر فرنٹ کے پلیٹ فارم سے الیکشن لڑیں گے۔

27 جولائی کو بادشاہی مسجد لاہور میں فرنٹ کی تنظیمی کمیٹی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ فرنٹ کسی جماعت سے انتخابی اتحاد نہیں کرے گا۔ البتہ باہمی تعاون اور مفاہمت کے لیے مسلم لیگ سمیت تمام جماعتوں کے ساتھ مذاکرات کے دروازے کھلے ہیں۔ جے۔ یو۔ آئی، جے۔ یو۔ پی اور جمعیت اہلحدیث سے بات چیت مکمل ہو چکی ہے۔ ہم نواز شریف اور بے نظیر کو آزما چکے ہیں۔ انہیں مزید موقع نہیں دیا جا سکتا۔ ایٹمی پروگرام ملک کی اہم دفاعی ضرورت ہے۔ کشمیر پاکستان کے لیے موت و حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔ کمیٹی کے ارکان نے قاضی صاحب کی قیادت میں بادشاہی مسجد میں خصوصی دعا مانگی اور مفکر اسلام علامہ اقبال کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔

28 جولائی کو قاضی صاحب اور متحدہ دینی محاذ کے مرکزی رہنما قاضی عبداللطیف کے درمیان انتخابات میں باہمی تعاون کے سلسلے میں کامیاب مذاکرات ہوئے۔ طے پایا کہ دونوں پارٹیاں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گی۔

30 جولائی کو قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف کسی مشورے کے قائل نہیں۔ بے نظیر

کو اقتدار کے بغیر چین نہیں۔ یہ دونوں اب اقتدار میں نہیں آ سکتے۔ عوام دونوں سے تنگ ہو کر متبادل قیادت کے متلاشی ہیں۔ فرنٹ ہی متبادل قیادت ہے۔ قوم کو مایوسی کی دلدل سے نکالنے کا وقت آ گیا۔ ہم ایک ماہ میں قوم کو متحد کر کے خواہشات کو حقیقت میں بدل دیں گے۔

اسلامی جمہوری محاذ

21 جولائی کو مولانا نورانی نے کہا کہ اسلامی جمہوری محاذ آئندہ انتخابات میں دینی قوتوں سے اتحاد کرے گا۔ جماعت اسلامی اور جمعیت اہلحدیث نے بھی ہم سے رابطہ کیا ہے۔ ان سے مذاکرات جاری ہیں۔ نواز حکومت کے خاتمے سے ثابت ہوگیا کہ بحران حقیقی تھا۔ توقع ہے کہ فوج آئندہ بھی سیاسی استحکام کے لیے اپنا کردار ادا کرے گی۔ نواز شریف اور پیپلزپارٹی سے کسی خیر کی توقع نہیں۔ نواز شریف نے اسلام کے نام پر دھوکہ دیا لیکن محاذ کے دوسرے رہنما مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ہم کسی جماعت سے اتحاد نہیں کریں گے البتہ مختلف اتحادوں اور جماعتوں سے نشستوں کے سلسلے میں تعاون ہو سکتا ہے۔ ہم مولانا سمیع الحق کے ساتھ بھی مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ مولانا نیازی کو نواز شریف کا ساتھ چھوڑنا ہوگا۔

عوامی نیشنل پارٹی

21 جولائی کو پارٹی کے سربراہ اجمل خٹک نے کہا کہ نواز شریف دو تہائی اکثریت سے کامیاب ہو کر ایسے قومی رہنما کی حیثیت سے ابھریں گے جو حقیقی انقلاب کا داعی ہوگا۔ قاضی صاحب اسلام، پاکستان اور جمہوریت کے لیے نواز شریف کا ساتھ دیں۔

نیشنل پیپلزپارٹی

23 جولائی کو این۔ پی۔ پی کے سربراہ غلام مصطفیٰ جتوئی نے کہا کہ بلند بانگ دعوے کرنے والے نواز شریف نے اسمبلی توڑ دی اور ڈکٹیشن بھی لے لیا۔ میں ہاریوں میں زمین کی تقسیم کا حامی ہوں لیکن ڈرامہ بازی کا حامی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ لاکھوں جعلی شناختی کارڈ بنوائے جا چکے ہیں۔

میر مرتضیٰ بھٹو

26 جولائی کو اخباری اطلاعات کے مطابق میر مرتضیٰ بھٹو اپنی سولہ سالہ جلاوطنی ترک کر

کے پاکستان واپسی پر غور کر رہے ہیں۔ مرتضیٰ کو اپنی والدہ نصرت بھٹو کی حمایت حاصل ہے۔ سندھ کے دیہی علاقوں میں ممتاز بھٹو اور مرتضیٰ مل کر انتخابات لڑ سکتے ہیں۔ 1988ء کے انتخابات میں ٹکٹوں کی تقسیم کے معاملہ پر آصف زرداری اور مرتضیٰ کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے اور اب اس کشیدگی میں اس درجہ اضافہ ہوگیا ہے کہ مفاہمت کا کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ مرتضیٰ نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ وہ زرداری کے نامزد کردہ تمام امیدواروں کا مقابلہ کریں گے۔ زرداری نے اگر لیاری سے انتخاب لڑا تو مرتضیٰ خود ان کا مقابلہ کریں گے۔ ان کے حامیوں کا کہنا ہے کہ مرتضیٰ کو الیکشن میں حصہ لینے سے روکنے کے لیے پیپلزپارٹی فوج سے درخواست کر سکتی ہے کہ وہ وطن واپس نہ آسکیں۔ زرداری نے کہا کہ میر مرتضیٰ بھٹو کے انتخاب لڑنے کی باتیں مخالفین پھیلا رہے ہیں۔

عمران خان

فاتح ورلڈ کپ عمران خان کے بارے میں بھی یہ قیاس آرائی کی جا رہی تھی کہ وہ سیاست میں آنے کے لیے پر تول رہے ہیں لیکن 30 جولائی کو انہوں نے کہا کہ ان کا سیاست میں آنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ میرا نصب العین کینسر ہسپتال کی تعمیر ہے۔ بعض افراد مجھے زبردستی سیاست میں گھسیٹ کر اور میرے کاندھے پر بندوق رکھ کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ میں نواز شریف اور بے نظیر دونوں کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں حالانکہ اس سے قبل 24 جولائی کو ایوانِ صنعت و تجارت لاہور کی ایک تقریب میں انہوں نے لوگوں سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ بے نظیر دوغلی سیاست کر رہی ہیں۔ ان کی حکومت آصف زرداری کی وجہ سے ختم ہوئی۔

مہاجر قومی موومنٹ

20 جولائی کو سینیٹر اشتیاق اظہر کی قیادت میں ایم۔ کیو۔ ایم کی رابطہ کمیٹی کے پانچ رکنی وفد نے سندھ کے نگران وزیراعلیٰ سید مدد علی شاہ سے ملاقات کر کے کہا کہ ہم انتخابات میں حصہ لیں گے۔ ہم نے پہلے بھی ظلم و تشدد برداشت کیا ہے اور آئندہ دس سال بھی ظلم سہنے کی سکت رکھتے ہیں۔ 22 جولائی کو وفد نے قائم مقام صدر وسیم سجاد سے ملاقات کر کے انہیں سندھ کے شہری علاقوں کے مسائل سے آگاہ کیا۔ 24 جولائی کو وفد نے گورنر سندھ حکیم محمد سعید سے ملاقات کی۔ بعد میں گورنر نے وفد کے اعزاز میں ظہرانہ دیا۔ اشتیاق اظہر کی قیادت میں ایم کیو ایم کا ایک وفد لاہور کے لیے روانہ ہوگیا جہاں وہ نواز شریف سے ملاقات کر کے الطاف حسین کا ایک پیغام پہنچائے گا اور آئندہ انتخابات میں اتحاد کے لیے بات چیت کرے گا۔

بیرونی تجزیئے

"ٹائم" میگزین نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ پیپلز پارٹی کو 37 سے 39 فی صد تک ووٹ مل سکتے ہیں۔ بے نظیر کی پارٹی منظم ہے۔ نواز شریف کو اقتصادی پالیسیوں کے سبب مقبولیت حاصل ہے۔

"نیوز ویک" کے سیاسی تجزیہ نگاروں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ نواز شریف کی مسلم لیگ پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں زیادہ متحد نہیں۔ پیپلز پارٹی فتح سے ہمکنار ہو سکتی ہے اور بے نظیر ایک مرتبہ پھر ملک کی وزیراعظم بن سکتی ہیں، البتہ نواز شریف کی اقتصادی پالیسیوں نے انہیں تاجر برادری اور عام ووٹرز میں مقبول بنا دیا ہے۔

فاطمہ جناح کا صد سالہ جشنِ ولادت

31 جولائی کو لاہور میں جشنِ ولادت کے حوالے سے منعقد ہونے والی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے "نوائے وقت" کے مدیرِ اعلیٰ مجید نظامی نے کہا کہ فاطمہ جناح کے مقابلہ میں ایوب خاں کا ساتھ دینے والے آج تک شرمندہ ہیں۔ سابق صدر غلام اسحٰق خاں، سابق وزیراعظم نواز شریف اور سابق اپوزیشن لیڈر بے نظیر بھٹو نے قومی مفادات کو فراموش کر کے اقتدار کی جنگ لڑی۔ ان پر عدالت میں مقدمہ چلنا چاہیے۔ امریکہ سے در آمد نگران وزیراعظم ہمارے اعمال کی سزا ہے۔ یہ خطرناک وقت ہے۔ آئندہ الیکشن میں لوگ ان امیدواروں کو ووٹ دیں جو پاکستان کو بچا لیں۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

باب 3

احتساب قبل از انتخاب

یکم اگست 93ء کو لاہور ہائی کورٹ نے ایم۔ ڈی۔ طاہر ایڈووکیٹ کی یہ درخواست ابتدائی سماعت میں ہی رد کر دی کہ انتخابات نواز شریف اور بے نظیر کے احتساب کے بعد کرائے جائیں کیونکہ ان دو بڑی پارٹیوں کے احتساب کی خاطر قوم الیکشن میں چند ماہ کی تاخیر برداشت کر سکتی ہے۔ فاضل عدالت نے کہا کہ اس طرح انتخابات غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو جائیں گے جو ملک کے مفاد میں نہیں ہو گا۔

نگران حکومت

یکم اگست کو واشنگٹن سے واپس آ کر معین قریشی نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے یہ خوشخبری دی کہ عالمی بنک اور آئی۔ ایم۔ ایف سے پاکستان کو بہت جلدی بڑی امداد ملے گی۔ سیاسی کشیدگی سے ملک کو نقصان پہنچا ہے۔ بھاری قرضے ہڑپ کرنے والوں کے خلاف کارروائی ہو گی۔ کشمیر کے بارے میں پاکستان کے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

6 اگست کو معین قریشی نے امریکی سفیر جان۔ سی۔ مانجو سے ایک اہم ملاقات کی۔ کشمیر اور ایٹمی مسئلہ پر تبادلہ خیال کیا۔ امریکی سفیر نے کہا کہ اگر پاکستان اپنا ایٹمی پروگرام رول بیک کر دے تو پریسلر ترمیم ختم کر کے اُس کی امداد بحال کر دی جائے گی۔ امریکی سفیر نے یہ مطالبہ نگران وزیراعظم سے کیا جنہیں کوئی مینڈیٹ حاصل نہیں اور جن کا واحد کام ملک میں انتخابات کرانا ہے۔

7 اگست کو امریکی صدر بل کلنٹن نے معین قریشی کے نام اپنے پیغام میں اس بات پر اپنی

خوشی کا اظہار کیا کہ اختلافات سیاسی ڈھانچے کے اندر طے پا گئے ہیں اور کہا کہ اکتوبر کے انتخابات پاکستان میں جمہوریت کے مستقبل کے لیے نہایت اہم ثابت ہوں گے۔

وفاقی کابینہ کا اجلاس

9 اگست کو معین قریشی نے وفاقی کابینہ کے اجلاس میں کہا کہ بیرونی جارحیت سے بچاؤ کا واحد راستہ ایٹمی صلاحیت ہے۔ پریسلر ترمیم نے پاکستان کو کمزور کیا ہے، امریکہ اس پر نظر ثانی کرے۔ نگران حکومت مسئلہ کشمیر پر کوئی سودے بازی نہیں کرے گی۔ تحریک آزادی کو کچلا نہیں جا سکتا، کشمیر جلد آزاد ہو گا۔ مٹھی بھر افراد ملک کو لوٹ رہے ہیں۔ قومی خزانہ لوٹنے والوں اور ریونیو کی چوری میں ملوث افراد کے خلاف سخت اقدامات کئے جائیں۔

لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس عبدالمجید ٹوانہ نے اسلام آباد میں اپنے صوابدیدی کوٹے سے مختلف افراد کو پلاٹ دینے پر سابق وزرائے اعظم بے نظیر بھٹو، غلام مصطفیٰ جتوئی اور نواز شریف کو ہدایت دی کہ وہ ذاتی طور پر یا اپنے وکلاء کے ذریعے اس بارے میں تحریری وضاحت پیش کریں۔

سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ سابق وزیراعلیٰ سندھ مظفر شاہ نے سیاسی بنیادوں پر 261 پلاٹ الاٹ کئے۔ اپنی حکومت کے خاتمے سے دو دن قبل 17 جولائی 1993ء کو ایک ہی دن میں ایک سو سے زائد رہائشی پلاٹ الاٹ کئے۔ پانی اور بجلی کے وفاقی وزیر خورشید مار کر نے کہا کہ صرف کراچی میں ایک ارب روپے کی بجلی ہر سال چوری کر لی جاتی ہے۔ سابق وفاقی اور صوبائی وزراء اور سینٹ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے سینکڑوں سابق ارکان کے ذمے کروڑوں روپے کے ٹیلی فون بل واجب الادا ہیں۔

بلدیاتی ادارے

15 اگست کو پنجاب حکومت نے صوبے بھر کے بلدیاتی ادارے توڑ کر اُن میں سرکاری حکام کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا اور اُن کے تمام فنڈز منجمد کر دیئے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت کے اس غیر قانونی اور غیر آئینی اقدام سے اُس کی غیر جانبداری مشکوک ہو گئی۔ ہم برسر اقتدار آ کر 24 گھنٹے کے اندر بلدیاتی ادارے بحال کرا دیں گے۔ بلدیاتی اداروں کے بعض عہدیداران نے حکومت کے اس اقدام کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

قومی خطاب

19 اگست کو نگران وزیراعظم نے اپنے قومی خطاب میں اقتصادی اصلاحات کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ زرعی آمدنی پر ٹیکس لگا دیا جائے گا۔ گندم اور گھی کی قیمتوں میں اضافہ ہو گا۔ نجکاری کا عمل جاری رہے گا۔ ییلو کیب، تعمیر وطن پروگرام اور بھاری سرمائے دار منصوبے ختم کر دیئے گئے ہیں۔ وزارتوں اور محکموں کی تعداد میں کمی ہو گی۔ بعض سفارت خانے بند کر دیئے جائیں گے۔ اسٹیٹ بنک سرکاری دباؤ سے آزاد ہو گا۔ گریڈ ایک سے دس تک کے سرکاری اور نجی شعبہ کے ملازمین کی ماہانہ تنخواہوں میں سو روپے کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ کرپٹ افسران، ٹیکس نادہندگان، یوٹیلٹی بل نہ جمع کرانے والوں، صارفین کو دھوکہ دینے والوں اور منشیات کے اسمگلروں کو سزائیں دیں گے۔ آئی۔ ایم۔ ایف اور عالمی بنک سے امداد ملے گی۔ انتخابات مقررہ تاریخ پر ہوں گے۔

عالمی بنک نے معین قریشی کے اقتصادی پروگرام کی تعریف کی۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ ان فیصلوں میں نگران حکومت کو فوج کی حمایت حاصل ہے۔ بے نظیر نے اقتصادی پیکج کی حمایت کی۔ قاضی صاحب نے کہا کہ اس کے ذمہ دار نواز شریف اور بے نظیر ہیں۔ الیکشن ملتوی کئے گئے تو پھر تحریک چلائیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آئی۔ ایم۔ ایف کو ملک چلانے کا ٹھیکہ دے دیا گیا ہے۔ اقتصادی پیکج مکمل بجٹ ہے۔ اس سے افراط زر میں 20 فیصد سے زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ نگران حکومت اپنے اختیارات سے تجاوز کر رہی ہے۔

20 اگست کو حکومت نے پٹرولیم کی مصنوعات، بجلی اور گیس کے نرخوں میں 20 فیصد تک اضافہ کر دیا ہے۔ مختلف سیاسی رہنماؤں نے پٹرول کی قیمتوں میں اضافے کے خلاف ردعمل ظاہر کیا۔ کراچی میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ ٹرانسپورٹ بھی بند رہی۔ نگران حکومت کے خلاف یہ پہلا عوامی اجتماع تھا۔

21 اگست کو واشنگٹن میں عالمی بنک کے ترجمان نے کہا کہ معین قریشی کی اقتصادی اصلاحات سخت ہیں لیکن یہ ملک کے مفاد میں ضروری تھیں۔ بنک نے پاکستان کو 70 کروڑ ڈالر کا قرضہ دے دیا۔

21 اگست کو کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے معین قریشی نے کہا کہ میری اقتصادی پالیسیوں پر نواز شریف اور بے نظیر کو کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے۔ پاک امریکہ تعلقات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔

23 اگست کو معین قریشی نے ییلو کیب اسکیم میں گھپلوں کی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ یہ

گاڑیاں جعلی کاغذات پر حاصل کر کے بااثر افراد کے ہاتھوں فروخت کی گئی ہیں- بدعنوان بنک افسران بھی اس میں ملوث ہیں-

23 اگست کو وفاقی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ منشیات کے کاروبار میں ملوث افراد کو سزائے موت دی جائے- سرکاری طور پر بتایا گیا کہ حکومت نے منشیات کے دھندے میں ملوث افراد اور قرضے واپس نہ کرنے والی اہم شخصیات کی فہرستیں تیار کرلی ہیں- اُن کے خلاف علیحدہ علیحدہ تحقیقات ہو رہی ہیں- اُنہیں نہ صرف نااہل قرار دیا جائے گا بلکہ اُن کے تمام اثاثے بھی ضبط کر لیے جائیں گے- بعض منشیات فروشوں کو امریکہ کی ایجنسی کے حوالے کیا جانے کا امکان بھی ہے-

25 اگست کو وزیر خزانہ بابر علی نے کہا کہ سیاست دانوں اور تاجروں نے 62 ملین روپے کے قرضے واپس نہیں کئے یا پھر معاف کرا لیے- نادہندگان کی مکمل فہرست چند روز میں الیکشن کمیشن کو مہیا کر دیں گے- اُنہوں نے عوام کو اُن کے ناموں سے آگاہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ نادہندگان کی فہرستیں سیاسی جماعتوں کو بھی مہیا نہیں کی جائیں گی-

نادہندگان کی فہرست کا اجراء

27 اگست کو وفاقی حکومت نے مالیاتی اداروں کے حسابات کی رازداری کے قانون کو ختم کر کے ہزاروں قرض نادہندگان کی فہرست جاری کر دی- مارچ 1985ء کے بعد قرض معاف کرانے والوں اور جون 1993ء تک قرض واپس نہ کرنے والوں پر 40 ارب روپے واجب الادا ہیں- فہرست میں بے نظیر، نصرت بھٹو، چوہدری شجاعت، پرویز الٰہی، شہباز شریف، گوہر ایوب، الطاف حسین، لیاقت جتوئی، ظفر جمالی، عطا مری، پروین مری، نفیس صدیقی، سلمٰی احمد مرتضٰی پویا، اسلام الدین شیخ، اعجاز جتوئی، نصیر اے شیخ اور انور سیف اللہ کے نام شامل ہیں- 143 کوآپریٹو سوسائٹیز، پانچ بنکوں اور 8 مالیاتی داروں نے نادہندگان کی فہرستیں جاری نہیں کیں- قائم مقام صدر نے ایک آرڈی نینس جاری کیا جس کے مطابق نادہندگان کو 13 ستمبر تک قرض ادا کرنے کی مہلت دے دی گئی- قومی اسمبلی کے امیدواروں کی آخری فہرست 14 ستمبر کو جاری ہونی ہے- نواز شریف نے کہا کہ فہرست سے بے نظیر اور اُن کے ساتھیوں کے چہرے بے نقاب ہوگئے- اُنہوں نے فہرست میں اپنے ساتھیوں کے ناموں کی موجودگی کی کوئی وضاحت نہیں کی- بے نظیر نے کہا کہ میرا اور نصرت بھٹو کا نام سازش کے تحت فہرست میں شامل کیا گیا ہے- اشتیاق اظہر نے کہا کہ فہرست میں نام قائد تحریک کا نہیں بلکہ کسی اور الطاف حسین کا ہے-

سابق صدر

11 اگست کو سابق صدر غلام اسحٰق خان نے ایوان صدر خالی کر دیا اور وہ مستقل رہائش کے لیے پشاور روانہ ہوگئے۔ قائم مقام صدر وسیم سجاد اور اُن کی اہلیہ نے انہیں خدا حافظ کہا۔

18 اگست کو ایک روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے غلام اسحٰق خان نے کہا کہ صدر اور وزیراعظم کی اقتدار سے علیحدگی اور عام انتخابات کا فیصلہ فوج کے دباؤ میں آ کر نہیں کیا گیا۔ 8 ویں ترمیم میری ایجاد نہیں۔ یہ مجھے ورثے میں ملی تھیں۔ میں نہ تو اس ترمیم کی وجہ سے صدر بنا اور نہ ہی اس کے تحت میں نے کوئی مراعات لیں۔ لوٹوں کی سیاست نواز شریف کی ایجاد ہے۔ اُن کے دور میں بدعنوانی، اقربا پروری اور رشوت ستانی اپنے عروج پر تھیں۔ ان کے باعث عالمی برادری میں ملک کی ساکھ کو نقصان پہنچا۔ میرے دامادوں پر الزامات لگانے والے نواز شریف کے اپنے رشتہ دار منشیات کے کاروبار میں ملوث ہیں۔ ملک میں منافقت کی سیاست چل رہی ہے۔ قوم خوب جانتی ہے کہ پیپلز پارٹی سے سمجھوتے کس نے کیئے۔ آصف زرداری کی ضمانت منظور کرانے کے بعد اُسے لندن کس نے بھجوایا۔ بے نظیر کو خارجہ اُمور کی کمیٹی کی سربراہی کس نے سونپی۔ بچی کی پیدائش پر بے نظیر کو گلدستے کس نے ارسال کیئے۔ صدارتی اُمیدوار بننے کے بارے میں میری ابھی پیپلز پارٹی سے کوئی بات چیت نہیں ہوئی ہے انتخابات کے بعد ہی اس بارے میں کچھ کہا جا سکے گا۔ بے نظیر نے بھی کہا کہ سیاسی بحران کے دوران غلام اسحٰق خان سے صرف انتخابات پر مفاہمت ہوئی تھی۔

انتخابی مہم

پاکستان مسلم لیگ

یکم اگست کو وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہمارے دور میں تیزی کے ساتھ ترقی ہو رہی تھی۔ پیپلز پارٹی نے غلام اسحٰق کے ساتھ ساز باز کر کے جمہوریت کے پرخچے اڑا دیئے۔ اس طرح میرے ساتھ نہیں بلکہ پاکستان کے خلاف سازش کی۔ اس مرتبہ ہم اتحاد کے چکر میں نہیں پڑیں گے اور انشاء اللہ دو تہائی اکثریت سے کامیاب ہوں گے۔

اعجاز الحق کا اعلان

3 اگست کو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ضیاء الحق فاؤنڈیشن کے کارکنوں سے خطاب کرتے

ہوئے اعجاز الحق نے کہا کہ نواز گروپ دو تہائی اکثریت حاصل کرلے گا اگر بے نظیر وزیراعظم بن گئیں تو میں ملک چھوڑ دوں گا۔

مسلم لیگ سے علیحدگی

9 اگست کو پنجاب کے سابق وزیر خزانہ مخدوم شاہ محمود قریشی نے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں سمیت دکھی دل کے ساتھ مسلم لیگ سے علیحدہ ہو رہا ہوں۔ ہم نے ہر مرحلہ میں نیک نیتی، جرأت اور خلوص کے ساتھ نواز شریف کا ساتھ دیا۔ مجھے نظرانداز کرکے پارلیمانی بورڈ میں دوسرے لوگوں کو لیا گیا۔

10 اگست کو ایک عربی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی کوئی سیاسی جماعت نہیں بلکہ ایک خاندان کی اطاعت کی بنیاد پر قائم ایک گروہ ہے۔ اس خاندان سے اختلاف کرنے والے کو فوراً سزا دی جاتی ہے۔

اس دوران مسلم لیگ کے دوسری جماعتوں سے اتحاد اور اشتراک اور اتحاد کے لیے مذاکرات ہوتے رہے۔ صوبہ سرحد میں نواز گروپ کا اے۔این۔پی کے ساتھ انتخابی معاہدہ طے پا گیا۔ پشاور سے صوبائی اسمبلی کی تمام آٹھ نشستیں اے۔این۔پی کو دے دی گئیں۔ اجمل خٹک نے کہا کہ نواز شریف اور اُن کے اتحادی اسمبلی میں دو تہائی اکثریت حاصل کریں گے۔ ممتاز بھٹو کے ساتھ بھی مذاکرات نہ ہوئے۔ تحریک استقلال کے ساتھ انتخابی اتحاد کرنے پر اصولی اتفاق ہو گیا۔ شہباز شریف نے کہا کہ مسلم لیگ اصغر خان کے مقابلہ میں کوئی اُمیدوار کھڑا نہیں کرے گی۔ نواز شریف نے کہا کہ سندھ میں پیر پگاڑا کے تعاون سے الیکشن لڑیں گے۔ سندھ مسلم لیگ کے صدر غوث علی شاہ نے 11 اگست کو کہا کہ ایم۔کیو۔ایم کے دونوں گروپوں سے ہمارے مذاکرات جاری ہیں۔ جماعت اسلامی سمیت دوسری جماعتوں سے بھی مفاہمت کے دروازے کھلے ہیں۔ جماعت اسلامی کے بغیر بھی ہم اپنی انتخابی مہم موثر طور پر چلا سکتے ہیں۔ سیاست میں کوئی حرف آخر نہیں ہوتا۔

نواز شریف کی کراچی آمد

14 اگست کو جب نواز شریف کراچی پہنچے تو مسلم لیگ اور اُس کی آٹھ اتحادی جماعتوں کی اپیل پر ایئرپورٹ پر اُن کا شاندار استقبال کیا گیا۔ ایک بڑے جلوس کے ہمراہ وہ 9 گھنٹے میں ایئرپورٹ سے مزار قائد پہنچے۔ جلوس کے اختتام پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بے اصول سیاست دان بے نظیر نے غلام اسحٰق کے قدموں میں بیٹھ کر ہمارے

خلاف سازشیں کیں۔ میں نے غلام اسحٰق سے کہا کہ وہ صوبوں کو مرکز کے خلاف لڑانے کی سازشیں بند کر دیں۔ اُن کے اس سے انکار پر میں نے اُن سے سوال کیا کہ پھر بے نظیر کو لانگ مارچ کے لیے پنجاب حکومت سے دس کروڑ روپے کس نے دلوائے؟ بے نظیر کو نواز حکومت کے خاتمے کے لیے اسلام آباد پر چڑھائی کرنے کی دعوت کس نے دی؟ وزرائے اعلیٰ منظور وٹو، مظفر شاہ اور میر افضل کس کی شہ پر مرکز کے خلاف سازشیں کر رہے تھے۔ اُن کے سازشوں سے باز نہ آنے کی وجہ سے میں نے نئے انتخابات کرانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس طرح غلام اسحٰق اور دوسرے کرپٹ بیوروکریٹ جو ملک کی ترقی میں بڑی رکاوٹ تھے، اُن کو میں نے دور کر دیا۔ دوسری بڑی رکاوٹ پیپلز پارٹی کی ہے، وہ الیکشن کے ذریعے دور ہو جائے گی۔ میں قرآن و سنت کو ملک کا بالاتر قانون بنانا چاہتا تھا لیکن بعض اراکین اسمبلی اس میں رکاوٹ تھے۔

جنرل ضیاء الحق کی برسی

17 اگست کو فیصل مسجد اسلام آباد میں سابق صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور سانحہ بہاولپور کے دیگر شہداء کی پانچویں برسی منائی گئی۔ افغانستان کے وزیراعظم انجینئر گلبدین حکمت یار، آزاد کشمیر کے وزیراعظم سردار عبدالقیوم، اعجاز الحق اور ڈاکٹر انوار الحق نے شہداء کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اس موقع پر نواز شریف نے کہا کہ ضیاء الحق کے ادھورے مشن کو ہم پورا کریں گے۔ اعجاز الحق نے مطالبہ کیا کہ نگران حکومت جسٹس شفیع الرحمٰن کی رپورٹ شائع کرے۔

20 اگست کو پیر پگارا نے کہا کہ نواز گروپ نے ٹکٹوں کی تقسیم پر ہماری ڈیمانڈ پوری نہیں کی۔ اس لیے فنکشنل مسلم لیگ اور پاکستان مسلم لیگ میں انتخابی اتحاد ناکام ہوگیا۔

25 اگست کو نواز شریف نے کہا کہ ہم سیاست کے میدان سے بے نظیر کا بستر اس طرح گول کر دیں گے کہ وہ سیاست کا نام تک بھول جائیں گی۔ الذوالفقار پیپلز پارٹی کی ذیلی تنظیم ہے۔ 6 اکتوبر کا سورج سیاسی وفاداریاں تبدیل کرنے والوں کے لیے موت کا پیغام لے کر طلوع ہو گا۔

انتخابی منشور

25 اگست کو مسلم لیگ نے اپنا انتخابی منشور جاری کر دیا۔ منشور میں کہا گیا کہ پارلیمنٹ کی بالادستی کے خلاف تمام ترامیم ختم کر دی جائیں گی۔ ایٹمی پروگرام رول بیک نہیں کیا جائے گا۔ صنعتی انقلاب اور دفاعی پیداوار کو توسیع دی جائے گی۔ مظالم کا شکار خواتین کو قانونی امداد اور سماجی مشوروں کے لیے ادارے قائم کئے جائیں گے۔ محنت کشوں کی کم از کم تنخواہ تین ہزار

روپے ہو گی۔ پیلی بائیسکل اسکیم شروع کی جائے گی۔ ذہین طلبہ کے لیے امداد کے لیے بھی اسکیم جاری کی جائے گی۔

بی۔ بی۔ سی نے منشور پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس میں اسلامی نظام کے قیام پر زور نہیں دیا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے مسلم لیگ ایک سوشل ڈیمو کریٹک جماعت دکھائی دیتی ہے۔

اتحاد کے لیے مذاکرات

25 اگست کو مسلم لیگ کے رہنما راجہ ظفر الحق نے اسلام آباد میں قاضی احمد سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور مسلم لیگ اور پاکستان اسلامک فرنٹ کے درمیان انتخابی اتحاد کے لیے کوشش کا اعادہ کیا۔ لیکن یہ ملاقات کامیاب ثابت نہیں ہو سکی۔ 27 اگست کو غوث علی شاہ نے جماعت اسلامی کے نائب امیر مولانا جان محمد عباسی اور مجھ سے ملاقات کی۔ اُن کا کہنا تھا کہ وہ فرنٹ کے ساتھ مفاہمت کے بارے میں اب بھی پر اُمید ہیں۔

29 اگست کو لاہور میں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے درمیان تصادم میں 16 افراد زخمی ہو گئے۔ اُسی روز نواز شریف اپنے اہل خانہ کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب روانہ ہو گئے۔

پاکستان پیپلز پارٹی

یکم اگست کو اپنے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف اور اُن کے حواری عوام کے سیلاب کو نہیں روک سکتے۔ نواز شریف نے میرے مقابلہ میں الیکشن لڑا تو اُن کی ضمانت ضبط ہو جائے گی۔ مفاد پرستوں کی جڑیں کٹ چکی ہیں۔ ہم نے عوام کے حقوق کی حفاظت کرنا سیکھا ہے۔ ہم ایسا نظام لانا چاہتے ہیں جس میں سرکاری ملازمین اور پولیس اہلکار عوام کی تذلیل نہ کر سکیں۔ اہل افراد کو ٹکٹ دیئے جائیں گے۔ پیپلز پارٹی کسی جماعت سے انتخابی اتحاد نہیں کرے گی۔ سکرنڈ میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے آصف زرداری نے کہا کہ انتخابات میں عوام بڑے بڑے بت گرا کر پیپلز پارٹی کو کامیاب بنائیں گے۔ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں سے ہماری کھلی جنگ ہے۔

2 اگست کو بے نظیر نے کراچی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس شہر کی تباہی میں لسانی تنظیموں کا ہاتھ ہے۔ لسانی سیاست ترک نہ کی گئی تو مسائل میں مزید اضافہ ہو گا۔ سندھ کے شہری علاقوں میں لسانی گروہوں سے وابستہ افراد قومی سوچ رکھنے والی پارٹی میں

شمولیت اختیار کر لیں۔ غرض اور قرض کی سیاست نے ملک کو تباہ کیا ہے۔ سابق حکومت نے ملک کو اقتصادی بحران سے دوچار کیا۔ ییلو کیب اسکیم نے ملک کو چھ ارب روپے کا مقروض کر دیا۔ نواز شریف کو نہ تو اسلام سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی عوام سے کوئی ہمدردی۔ اُنہوں نے محنت کشوں سے روزگار چھین کر اُنہیں بے آسرا کر دیا۔ ہم اقتدار میں آ کر نئی آسامیاں پیدا کریں گے۔ اور عوام کی حکمرانی بحال کریں گے۔ ہم وسیع تر انتخابی اتحاد بنانا چاہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بارہ سو کروڑ والے اسلامک فرنٹ سے مل جائیں لیکن پھر بارہ کروڑ عوام بارہ سو کروڑ والوں کو شکست دیں گے۔

انتخابی تعاون

5 اگست کو پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنماؤں فاروق لغاری اور طارق رحیم نے لاہور میں قاضی حسین احمد سے ملاقات کر کے انتخابی تعاون کے لیے مذاکرات کئے لیکن یہ مذاکرات ناکام ہو گئے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے ساتھ اتحاد نہیں ہو سکتا۔ البتہ پیپلز پارٹی والے اسلامک فرنٹ میں شامل ہونا چاہیں تو ہمارے دروازے کھلے ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ پیپلز پارٹی دینی جماعتوں سے اپنی سیاست اور پروگرام کی قیمت پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرے گی، مگر ہم اُن کی مخالفت بھی نہیں کریں گے۔ بعض اُمور اور نشستوں پر ان سے مفاہمت کے امکانات روشن ہیں۔

مولانا کوثر نیازی کی شمولیت

8 اگست کو مولانا کوثر نیازی نے پیپلز پارٹی میں دوبارہ شمولیت اختیار کر لی اور کہا کہ میں پارٹی کا سپاہی بن کر بھٹو شہید کے مشن کو پورا کروں گا۔ بے نظیر بھٹو نے اُن کے اس فیصلے کو خوش آئند قرار دیا۔

مخدوم خلیق الزماں نے بھی بلاول ہاؤس میں آصف زرداری سے ملاقات کر کے دوبارہ پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کر دیا، اور پارٹی کی قیادت پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا۔

پیپلز پارٹی کے عہدیدار کا قتل

16 اگست کو لاہور میں پیپلز پارٹی کے صوبائی اسمبلی کی نشست کے اُمیدوار اور زونل صدر ملک ظفر علی کو دو موٹر سائیکل سواروں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اُن کے بھائی ملک شمس علی زخمی ہو گئے۔ ملک شمس علی نے ایف۔ آئی۔ آر درج کرائی کہ اُن کے بھائی کے قتل میں

نواز شریف اور اُن کے ساتھی بریگیڈیئر (ر) امتیاز علی ملوث ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ ملک ظفر کا قتل پیپلز پارٹی پر شب خون مارنے کے مترادف ہے۔ پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے لاہور میں مسلم لیگ کے دفاتر پر حملے کئے۔ نواز شریف نے ملک ظفر کے قتل پر اپنے گہرے دکھ کا اظہار کیا اور کہا: اُن کے قتل کو سیاسی رنگ دے کر انتخابات کے التواء کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ 18 اگست کو ملک ظفر کے قتل کا سراغ مل گیا جس کے بعد نواز شریف اور امتیاز علی کو قتل کے مقدمہ سے خارج کر دیا گیا۔

19 اگست کو بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ نواز شریف اور ضیاء الحق کے حامی بدامنی پھیلا کر انتخابات ملتوی کرانے کی سازش کر رہے ہیں۔

24 اگست کو بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف نجکاری کے ذریعے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔

بے نظیر نے اعتراف کیا کہ اُنھوں نے اپنے 20 ماہ کے دور حکومت میں ارکان اسمبلی، سیاسی کارکنوں اور اعلیٰ افسران کو 544 پلاٹ الاٹ کئے۔ 500 پلاٹ دینا میرا حق تھا۔ میں نے قانون کی خلاف ورزی نہیں کی۔

پاکستان اسلامک فرنٹ

یکم اگست کو قاضی حسین احمد نے ملتان میں کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر دونوں ہی نظام حکومت چلانے کے اہل نہیں۔ مڈ ٹرم الیکشن کا مقصد یہ ہے کہ ان دونوں کے بجائے ایک نئی قیادت سامنے لائی جائے اور یہ قیادت فرنٹ قوم کو فراہم کرے گا۔ قرآن و سنت کی بالادستی قائم کر کے فرنٹ ملک کو مضبوط اسلامی فلاحی مملکت بنائے گا۔ لاہور میں علماء اکیڈمی کی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ اربوں روپے کے قرضے ہڑپ کرنے والوں سے قوم کا پیسہ چھین کر مالی بحران ختم کریں گے۔ قرضوں پر سود ختم کر دیا جائے گا۔ قوم و ملک کو آزمائے ہوئے لوگوں سے بچانا ضروری ہے۔ سید منور حسن نے کہا کہ فرنٹ اور دینی جماعتوں کا اتحاد مراعات یافتہ طبقہ اور یہودی نواز حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے تشکیل دیا گیا ہے۔ غیر ملکی مہرے اب عوام کو مزید دھوکہ نہیں دے سکیں گے۔

اتحاد کے لیے مذاکرات

یکم اگست کو پشاور میں قاضی صاحب اور مولانا فضل الرحمٰن کے درمیان دو گھنٹے تک بات چیت ہوئی۔ قاضی صاحب کا موقف تھا کہ مذہبی جماعتیں انتخابات میں متحد ہو کر عوام کے

پاس جائیں لیکن یہ مذاکرات نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ اس بارے میں جماعت اسلامی نے بہت تاخیر کر دی۔

2 اگست کو پشاور میں ایک پُرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے فرنٹ کے معاشی پروگرام کا اعلان کر دیا۔ ملکی وسائل مراعات یافتہ طبقہ سے لے کر مظلوموں اور غریبوں میں تقسیم کرنا، کاشتکاروں کے مسائل ختم کرنا، تعلیم، پانی، صاف ستھرے ماحول اور ضروریات زندگی کی فراہمی کو یقینی بنانا، زرعی اصلاحات کو عملاً نافذ کرنا، ناجائز قابضین سے زمین لے کر حقداروں میں تقسیم کرنا، رشوت ستانی اور کرپشن کا خاتمہ، احتساب کے عمل کا موثر آغاز، بے روزگاروں کو روزگار دینا، سود کی لعنت کا خاتمہ، زرعی دواؤں اور کھاد کی قیمت میں کمی اور کچی آبادیوں کے مکینوں سہولتوں کی فراہمی پروگرام کے اہم نکات ہیں۔ بابا، بی بی اور بابو کے بغیر نظام لانا ہوگا۔ فرنٹ "نئی قیادت لاؤ، ملک بچاؤ" مہم شروع کرے گا۔ مقامی سطح پر نیک نام اُمیدواروں سے ایڈجسٹمنٹ ہو سکتی ہے۔

5 اگست کو قاضی صاحب نے سرگودھا میں کہا کہ ہم نے فرنٹ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ قوم ملک کو سازشوں سے بچانے کے لیے فرنٹ کا ساتھ دے۔ نواز شریف کا دور ترقی کا نہیں بلکہ تنزلی کا دور تھا۔ مسلم لیگ اور پیپلزپارٹی سے ہمارا اتحاد نہیں ہو سکتا۔

7 اگست کو قاضی صاحب نے سیالکوٹ میں کہا کہ نواز شریف نے اقتدار میں آکر اسلام کو خیرباد کہہ دیا۔ آئی۔ جے۔ آئی کے منشور پر عمل کرنے، اسلامی نظام نافذ کرنے اور سود کا خاتمہ کرنے کے اپنے وعدوں سے منحرف ہو گئے۔

9 اگست کو قاضی صاحب نے لاہور میں کہا کہ سابق حکمرانوں نے قومی مفادات کے لیے کچھ نہیں کیا۔ نواز شریف اور بے نظیر کے پاس کوئی پروگرام نہیں۔ نواز شریف نے اپنے سیاسی مستقبل سے مایوس ہو کر پنجاب کارڈ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہ ولی خاں، بزنجو اور الطاف گروپ کے اتحادی بن گئے ہیں جس سے علیحدگی پسندوں کو تقویت ملے گی۔ بے نظیر سیکولر نظریات کا پرچار کر کے اسلامی سزاؤں کو ظالمانہ قرار دے رہی ہیں۔ ہم نے ایسی حکمت عملی تیار کی ہے جس سے وقتی کے بجائے بحران کا مستقل خاتمہ ہو جائے گا۔ ہمارے کارکن یک سو ہیں۔ وہ بڑی اور چھوٹی برائی کے چکر سے نکل آئے ہیں۔

11 اگست کو قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف پیپلزپارٹی کے فطری حلیف ہیں۔ کشمیر، ایٹمی پروگرام اور امریکہ کی غلامی میں دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ ان سے نجات حاصل کرنے کے لیے قوم فرنٹ کا ساتھ دے۔

12 اگست کو اسلامک فرنٹ اور اسلامی جمہوری محاذ کے درمیان نشستوں کی تقسیم کے بارے میں مفاہمت کے لیے کراچی میں بات چیت کا پھر آغاز ہو گیا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

فرنٹ کا پہلا جلسہ عام

13 اگست کو نشتر پارک کراچی میں فرنٹ کے پہلے عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ کراچی پورے عالم اسلام کا دھڑکتا ہوا دل ہے۔ کراچی پُرامن اور خوشحال ہو گا تو ہمارے خطے میں خوشحالی آئے گی۔ ہم نے تحریکیں چلائیں ہیں۔ ہمیں ان کا تجربہ ہے۔ اپنی انتخابی مہم چلانے کے لیے دو مہینے کی مدت ہمارے لیے کافی ہے۔ اُنہوں نے لوگوں سے عہد لیا کہ وہ اسلامی انقلاب برپا کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر ایک مہینے میں اسلامی انقلاب برپا کریں گے۔ ہم 14 اگست 1993ء کو انگریز کی باقیات اور سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام سے نجات حاصل کر کے ایک نئے طریقے سے یوم آزادی منانا چاہتے ہیں۔ میں ظالمانہ نظام کو چیلنج کروں گا۔ پولیس اور انتظامیہ کا دماغ درست کر دیں گے۔ محنت کش آج سے پولیس کو بھتہ دینا بند کر دیں۔ کشمیریوں کی مدد پاکستان کا فرض ہے، دہشت گردی نہیں۔ نواز شریف اور بے نظیر نے اس معاملہ میں سرد مہری برتی۔ ہمارے نوجوان بارہ ہزار فٹ پہاڑیوں کی چوٹیاں عبور کر کے کشمیر میں شہید ہوئے ہیں۔ ہم امریکہ کے دباؤ میں آ کر ایٹمی پروگرام اور کشمیر سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ نواز شریف اور بے نظیر آمرانہ نظام چاہتے ہیں۔ اُنہیں برسر اقتدار لایا گیا تو قومی اسمبلی چھ ماہ سے زائد نہیں چل سکے گی۔ بے نظیر، آصف زرداری، نواز شریف، چوہدری شجاعت اور دیگر افراد نے اربوں روپے کے قرضے معاف کرا لیے۔ ہم اُن میں سے ایک ایک پائی وصول کریں گے۔ نواز شریف اپنی نااہلی کا اعتراف کرتے ہوئے آئندہ انتخابات میں اپنی کامیابی کا خواب دیکھنا چھوڑ دیں۔ اگر وہ واقعی پیپلز پارٹی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو اسلامک فرنٹ کی قیادت تلے آ جائیں۔ ہم اُنہیں خوش آمدید کہیں گے۔ متحدہ دینی محاذ سے ہمارا معاہدہ ہو گیا ہے۔ اس اتحاد میں ہم مولانا نورانی اور مولانا فضل الرحمٰن کو بھی ملائیں گے بشرطیکہ وہ پیپلز پارٹی کا ساتھ چھوڑ کر آئیں۔

قاضی حسین احمد کی گرفتاری

14 اگست کو قاضی صاحب ہزاروں افراد کے ہمراہ لاہور کے مضافاتی علاقے بھیسن میں سابق رکن صوبائی اسمبلی محمد اکرم بٹ اور اُس کے ساتھیوں کے مظالم کا نشانہ بننے کے بعد گاؤں بدر کے جانے والے بارہ خاندانوں کو اُن کے گھروں میں دوبارہ آباد کرانے کے لیے وہاں جانا چاہتے تھے کہ پولیس نے رکاوٹیں کھڑی کر کے جلوس کا راستہ روک دیا اور قاضی صاحب، لیاقت بلوچ، میاں محمد عثمان، پاسبان کے صدر محمد علی درانی میجر جنرل (ر) تجمل حسین ملک اور مولانا عبدالمالک سمیت تقریباً دو سو افراد کو گرفتار کر لیا۔ سات گھنٹے بعد اُنہیں رہا کر دیا گیا۔ رہائی

کے بعد قاضی صاحب ہزاروں افراد کے جلوس کے ہمراہ دوبارہ بھیسن گئے اور مظلوم خاندانوں کو اُن کے گھروں میں دوبارہ آباد کر دیا۔ فرط جذبات سے لوگ رو پڑے۔ اس موقع پر قاضی صاحب نے کہا کہ غریبوں اور مظلوموں کی حمایت کے لیے میں نے اپنا سر ہتھیلی پر رکھ لیا ہے۔ میری آرزو ہے کہ کسی ظالم کی گولی میرے سینے میں لگے اور میرے خون سے یہ ملک گل و گلزار ہو جائے اور اسلامی نقاب کا راستہ ہموار ہو۔ کراچی سے خیبر تک ظلم کے خاتمہ کا وقت قریب ہے۔ نگران وزیراعظم نے قاضی صاحب سے معذرت کی اور کہا کہ گرفتاری کا واقعہ نہ ہوتا تو اچھا تھا۔

22 اگست کو ٹنڈو بہاؤ الدین میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ امپورٹڈ وزیراعظم کو نواز شریف اور بے نظیر دونوں نے قبول کیا تھا۔ کل تک ولی ببرک اور ولی نجیب بھائی بھائی کے نعرے لگتے تھے اور آج ولی نواز بھائی بھائی کے نعرے لگ رہے ہیں۔ امریکہ پاکستان میں مستحکم حکومت کا قیام نہیں چاہتا۔ غریب آدمی کے لیے دو وقت کی روٹی کا حصول بھی مشکل بنا دیا گیا ہے۔ عوام نے فرنٹ کو کامیاب بنایا تو اہم اُنہیں ظلم کے خاتمے، باعزت روزگار اور کشمیر کی آزادی کے تحفے دیں گے۔ پاکستان میں الجزائر جیسے حالات نہیں۔ انتخابات کے بعد فوج ہمارا ساتھ دے گی۔

23 اگست کو اسلام آباد میں اعلان کیا گیا کہ اسلامک فرنٹ اور جمہوری محاذ کے درمیان طے پا گیا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف امیدوار کھڑے نہیں کریں گے۔ محاذ آرائی سے گریز کیا جائے گا۔ اسمبلی میں بھی تعاون جاری رہے گا۔

29 اگست کو قاضی صاحب نے مردان میں کہا کہ ہمارا دامن بدعنوانیوں سے پاک ہے۔ ہم نعرہ بازی کے بجائے عمل پر یقین رکھتے ہیں۔ قوم بے نظیر اور نواز شریف کے اقتدار کا عذاب جھیل چکی ہے۔ عوام قرضوں کی سیاست کرنے والوں کو ناکام بنا دیں گے۔ اسلامک فرنٹ ہی اب قوم کی امیدوں کو مرکز ہے۔ 29 اگست کو قاضی صاحب نے لاہور میں کہا کہ اگر حکومت نے 2 ستمبر تک اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ واپس نہ لیا تو 2 ستمبر سے ملک گیر احتجاج شروع کیا جائے گا۔

کور کمانڈر سے ملاقات

8 اگست کو سینیٹر اشتیاق اظہر کی قیادت میں ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک وفد نے کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل محمد نصیر اختر سے کور کمانڈر ہیڈکوارٹرز میں ملاقات کی۔ آپریشن کلین اپ شروع ہونے کے بعد گزشتہ ایک سال میں دونوں کے درمیان یہ پہلا براہ راست رابطہ تھا۔ وفد نے ملاقات کے دوران سندھ کی صورت حال پر اپنی تجاویز پیش کیں۔ عسکری ذرائع نے بتایا کہ

دونوں کے درمیان بداعتمادی کے خاتمے کی یہ ابتدائی کڑی ہے۔

سندھ کے نگران وزیر اعلیٰ علی مدد شاہ نے اسلام آباد میں جنرل وحید سے ملاقات کر کے آپریشن کلین اپ کے بارے میں بات چیت کی۔ اُنھوں نے نگران وزیراعظم سے بھی ملاقات کر کے درخواست کی کہ فوج کو سندھ سے واپس نہ بلایا جائے۔

15 اگست کو سینیٹر اشتیاق اظہر، آفتاب شیخ اور شعیب بخاری پر مشتمل ایم۔ کیو۔ ایم کے تین رکنی وفد نے جنرل نصیراختر سے دوسری مرتبہ ملاقات کر کے امن و امان برقرار رکھنے کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ اُسی دن وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ مجھے پاکستان واپس آنے کی اجازت ملنا چاہیئے۔ جبر، اسلحہ اور فوج کے ذریعے لوگوں کے نظریات تبدیل نہیں کیئے جا سکتے۔ ہم انتخابات میں بھرپور حصہ لیں گے۔ ابھی ہمارا کسی سے انتخابی اتحاد نہیں ہوا ہے۔

19 اگست کو حقیقی کے چیئرمین آفاق احمد نے کہا کہ نگران حکومت نے اہم آسامیوں سے مہاجروں کو ہٹا دیا ہے۔ جس کے خلاف ہم احتجاجی تحریک شروع کریں گے۔ ہم انتخابات میں حصہ لیں گے لیکن ہم الطاف حسین کے ساتھ نہیں مل سکتے۔

پہلا انتخابی جلسہ

20 اگست کو 14 ماہ بعد جناح گراؤنڈ میں، ایم۔ کیو۔ ایم نے اپنے پہلے انتخابی جلسہ میں اپنی بھرپور قوت کا مظاہرہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ طویل آپریشن کلین اپ کے باوجود اُس کی حمایت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ اس موقع پر اپنے ریکارڈ شدہ پیغام میں الطاف حسین نے کہا کہ ہم جمہوریت، قانون اور انصاف کی حکمرانی چاہتے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم امن پسند جماعت ہے۔ فوج کا ہم دل سے احترام کرتے ہیں۔ ہمارے خلاف آپریشن ختم کیا جائے۔ جلسہ میں مطالبہ کیا گیا کہ الطاف حسین سمیت تمام رہنماؤں اور کارکنوں پر قائم مقدمات واپس لیے جائیں۔ اسلحہ کے منسوخ لائسنس بحال کیئے جائیں، محصورین کو واپس لایا جائے اور ایم۔ کیو۔ ایم پر غیر اعلانیہ پابندی ختم کی جائے۔ سرکاری رپورٹوں کے مطابق الطاف حسین کے خلاف 35 سے زائد مقدمات درج ہیں۔ 28 اگست کو الطاف حسین نے کہا کہ پاکستان واپس جانے کے لیے میں اپنے ساتھیوں کے سگنل کا منتظر ہوں۔ اُن کا اصرار ہے کہ موجودہ حالات میں میرا واپس آنا مناسب نہیں۔ سندھ کے گورنر حکیم سعید نے کہا کہ الطاف حسین نے مجھے یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ الیکشن سے قبل پاکستان واپس نہیں آئیں گے تاکہ حالات خراب نہ ہوں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو انتخابات میں بھرپور حصہ لینا چاہیئے۔ اس کے لیے اُنہیں مناسب مواقع دیئے جائیں گے۔

نیشنل پیپلز پارٹی

22 اگست کو این۔ پی۔ پی کے سربراہ غلام مصطفیٰ جتوئی نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے ہم سے جو وعدے کیے تھے، اُن سے وہ اب مکر گئی ہے۔ اس لیے ہم پی۔ پی۔ پی کے ساتھ اپنا اتحاد ختم کر رہے ہیں۔ اب سندھ میں ہم اُس کے خلاف ون۔ ٹو۔ ون امیدوار کھڑے کریں گے۔ پیپلز پارٹی کا مقابلہ کرنے کے لیے نواز شریف کے ساتھ بھی اتحاد ہو سکتا ہے۔ ہم پیر پگارا سمیت انتخابی اتحاد کے لیے پیپلز پارٹی کے مخالف قوتوں سے رابطہ کریں گے۔ پیپلز پارٹی نے اپنا عہد پورا نہیں کیا۔ میں اپنے بیٹوں کو بھی وصیت کر جاؤں گا کہ پیپلز پارٹی پر کبھی اعتماد نہ کرنا۔

اسلامی جمہوری محاذ

7 اگست کو محاذ کے سربراہ مولانا نورانی نے کہا کہ انتخابات میں رحمانی اور شیطانی قوتوں کے درمیان مقابلہ ہوگا۔ مغربی اور استعماری قوتیں دینی جماعتوں کے اتحاد میں اپنا سازشی کردار ادا کر رہی ہے۔ 15 اگست کو جیوے پاکستان کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ عوام نواز شریف اور بے نظیر دونوں کو مسترد کر چکے ہیں۔ یہ دونوں امریکی نمائندے ہیں۔ نواز شریف نے کراچی اور حیدر آباد میں نفرت پیدا کی۔ اُن کا وقت ختم ہو چکا اب وہ دوبارہ برسر اقتدار نہیں آ سکتے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے مانسہرہ میں کہا کہ جمہوری محاذ موثر قوت بن کر ابھرے گا۔ دینی جماعتوں کو ایک دوسرے کے خلاف اُمیدوار کھڑے کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ روایتی چہرے دوبارہ منتخب ہوگئے تو بحران جاری رہے گا۔

فنکشنل مسلم لیگ

11 اگست کو پیر پگارا نے اخبار نویسوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ہم محض خانہ پری کے لیے الیکشن لڑ رہے ہیں۔ انتخابات سے مسائل کم نہیں ہوں گے بلکہ بڑھ جائیں گے۔ ماضی میں جیالوں کا ساتھ فرشتوں نے دیا تھا۔ اب سندھ میں وفاقی اور صوبائی حکومتیں اور الیکشن کمیشن پیپلز پارٹی کی حمایت کر رہے ہیں۔ آئندہ اُس مسلم لیگ کی حکومت ہوگی جس کا میں ممبر ہوں گا۔ 16 اگست کو نواز شریف نے سید غوث علی شاہ، عبدالستار لالیکا اور غلام حیدر وائیں کے ہمراہ پیر پگارا سے ملاقات کر کے انتخابی اتحاد کے بارے میں مذاکرات کیے۔ پیر پگارا نے کہا کہ ہماری کوشش ہوگی کہ پیپلز پارٹی سے ون ٹو ون مقابلہ ہوا۔ ملک میں پیپلز پارٹی کا کوئی مستقبل نہیں۔

مرزا اسلم بیگ کی سیاست میں آمد

21 اگست کو اسلام آباد میں ایک ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بری فوج کے سابق سربراہ مرزا اسلم بیگ نے عملی سیاست میں حصہ لینے کا باقاعدہ اعلان کرتے ہوئے کہا کہ میں نظریہ اور تحریک پاکستان کو بنیاد بنا کر ملک کی حقیقی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ اسلامی نظام کا نفاذ ناگزیر ہے۔ ہم انتخابات میں ہم خیال اُمیدواروں کی حمایت کریں گے۔ امریکہ سے بلاوجہ ٹکر لینا مناسب نہیں۔ دنیا کا کوئی ملک امریکہ کو چیلنج نہیں کر سکتا۔

میر مرتضٰی بھٹو کی واپسی

7 اگست کو پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بیگم نصرت بھٹو نے لندن سے کراچی پہنچنے پر کہا کہ مرتضٰی بھٹو پاکستان واپس آ کر صوبائی اسمبلی کی 14 نشستوں سے انتخاب لڑیں گے۔ اُن کی انتخابی مہم میں خود چلاؤں گی۔ بے نظیر اور مرتضٰی کو باہم لڑانے کی سازش کامیاب نہیں ہوگی۔ مرتضٰی اور زرداری دونوں میرے بیٹے ہیں۔ مرتضٰی پیپلز پارٹی کو مضبوط بنائیں گے۔ نواز شریف کو اپنی شکست کا یقین ہو چکا ہے۔

8 اگست کو نصرت بھٹو نے اسلام آباد میں کہا کہ میں مرتضٰی کی حامی ہوں۔ بے نظیر اپنے بھائی کی واپسی کے معاملہ کو ٹال رہی ہیں۔ اُن کے اس بیان سے سندھ کی سیاسی فضا میں ہلچل پیدا ہوگئی۔ آصف زرداری کے سندھ کا وزیراعلیٰ بننے کا منصوبہ ناکام ہوتا نظر آنے لگا۔ لاہور میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے مرتضٰی کے حق میں نعرے لگائے لیکن بیگم نصرت بھٹو نے کہا کہ مرتضٰی کا نام لے کر پارٹی میں انتشار پھیلانے والے اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

10 اگست کو مرتضٰی بھٹو نے دمشق سے فون پر اپنے ایک دوست سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ایک خاص مقام سے میرے خلاف پروپیگنڈہ کی مہم چلائی جا رہی ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں میں الیکشن میں حصہ نہ لوں۔ میں نے انتخابات میں بھرپور حصہ لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ایک روزنامہ کو انٹرویو دیتے ہوئے مرتضٰی نے کہا کہ پیپلز پارٹی انٹیلی جنس ایجنسیوں کے ہاتھوں میں یرغمال بن چکی ہے۔ وہ اپنے کام سے کام رکھے اور مجھے اپنی سیاست کرنے دے۔ میرا واپسی کا فیصلہ اٹل ہے۔ خواہ ایک اور بھٹو کو پھانسی لگ جائے۔ میرے دہشت گرد یا حریت پسند ہونے کا فیصلہ عوام کریں گے۔ بے نظیر سے میرے اختلافات ہیں، لیکن پیپلز پارٹی کو ہائی جیک کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ میر مرتضٰی کا پیپلز پارٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ ان سیاسی نظریات مختلف ہیں۔ وہ اگر پاکستان کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اسلحہ کی سیاست ترک کر کے پُرامن سیاست

کرنا ہوگی۔ وہ اگر بھائی کی حیثیت سے پاکستان آئیں گے تو مجھ سے زیادہ اور کس کو خوشی ہو سکتی ہے۔ اُنہیں اپنے اوپر لگائے الزمات کو دور کرنا ہوگا۔ میرا مقابلہ مرتضٰی سے نہیں بلکہ ضیاء کی باقیات سے ہے۔ الذوالفقار تنظیم کی تشکیل کے بعد ہمارے اور ان کے راستے جُدا ہو گئے ہیں۔ وہ اگر پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑنے کا فیصلہ کریں تو مجھے خوشی ہوگی۔ نصرت بھٹو نے کہا کہ مرتضٰی کا الذوالفقار تنظیم سے کوئی تعلق نہیں۔

15 اگست کو بیگم نصرت بھٹو نے اسلام آباد میں قائم مقام صدر وسیم سجاد اور جنرل وحید سے ملاقاتیں کر کے مرتضٰی کو عام معافی دینے کی استدعا کی۔ جنرل وحید نے کہا کہ فوج کا مرتضٰی کے خلاف مقدمات سے کوئی تعلق نہیں۔ وزیر اعظم فیصلے میں بااختیار ہیں۔ انہوں نے اس بارے میں نگران وزیر اعظم سے بھی بات کی۔ بیگم بھٹو نے کہا کہ مرتضٰی اپنی بہن کا دایاں بازو بننے کے لیے پاکستان آ رہا ہے۔ بہن بھائی کے درمیان اختلافات کی خبریں بے بنیاد ہیں۔

وائس آف امریکہ نے کہا کہ مرتضٰی کی واپسی بھٹو خاندان میں شکست و ریخت کی علامت ہے۔ اس بارے میں نصرت بھٹو اور بے نظیر میں شدید اختلافات ہیں۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ مرتضٰی کی واپسی کے لیے حکام سے مذاکرات چل رہے ہیں۔ اُن کو عام معافی دے دی جائے گی۔ بعض ذرائع نے کہا کہ زیادہ تر نشستوں پر پیپلز پارٹی اور میر مرتضٰی کے اُمیدوں کے درمیان براہ راست مقابلہ ہو گا۔

17 اگست کو عبدالحفیظ پیرزادہ نے کہا کہ میر مرتضٰی نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا۔ سزا غیر حاضری کی وجہ سے ملی۔ جس عدالت نے سزا دی ہے، وہ اُسے کالعدم بھی کر سکتی ہے۔ اُن کا مقدمہ لڑنے کے لیے مجھ سے کہا گیا تو میں انکار نہیں کروں گا۔ غلام مصطفٰی جتوئی نے کہا کہ مرتضٰی بھٹو عنقریب پاکستان آنے والے ہیں۔ ممتاز بھٹو نے کہا کہ مرتضٰی کی انتخابی مہم کے لیے میں خود کام کروں گا۔

21 اگست کو بیگم بھٹو نے لاڑکانہ میں مرتضٰی کا شناختی کارڈ وصول کر لیا۔ ووٹروں کی فہرست میں اُن کے نام کی درستگی کی درخواست دے دی گئی۔ المرتضٰی کو اُن کا مرکزی الیکشن آفس قرار دے دیا گیا۔ مرتضٰی کے کاغذات نامزدگی دستخطوں کے لیے دمشق روانہ کر دیئے گئے۔

22 اگست کو وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے مرتضٰی بھٹو نے کہا کہ میں پیپلز پارٹی کے غلط اصولوں کے خلاف ہوں۔ میں انتخابات سے قبل پاکستان جا کر قومی اور صوبائی اسمبلی کی متعدد نشستوں پر انتخابات میں حصہ لوں گا۔ ایک روزنامہ کو ٹیلی فون پر انٹرویو دیتے ہوئے مرتضٰی بھٹو نے کہا کہ بلاول ہاؤس سے میرے خلاف افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ بھٹو کی پارٹی کے اصل وارث عوام ہیں۔ اس پر کسی فرد واحد کی اجارہ داری نہیں ہونا چاہیے۔ شادی سے قبل آصف زرداری نے وعدہ کیا تھا کہ وہ پارٹی کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کریں

گے۔ سندھ کو بچانے کے لیے مسائل حل کرنا ہوں گے۔ پیسے کی گندی سیاست کا خاتمہ ضروری ہے۔

غنویٰ بھٹو کی آمد

27 اگست کو صبح مرتضیٰ کی اہلیہ غنویٰ بھٹو اپنے تین سالہ بیٹے ذوالفقار علی بھٹو جونیئر کے ہمراہ دمشق سے کراچی پہنچ گئیں۔ جہاں اُن کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ مرتضیٰ بھٹو نے قومی اسمبلی کی دو اور صوبائی اسمبلی کی چار نشستوں پر کاغذات نامزدگی داخل کرائے۔

29 اگست کو مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ اگر جام صادق، مصطفیٰ کھر اور پختون رہنماؤں کو معافی دی جا سکتی ہے تو مجھے کیوں نہیں دی جا سکتی۔ میں ہر حال میں پاکستان آؤں گا اور اپنی تمام نشستوں پر کامیاب ہو کر سندھ کا وزیرِاعلیٰ بنوں گا۔ سندھ کے گورنر حکیم سعید نے کہا کہ مرتضیٰ کو ابھی واپس نہیں آنا چاہیے۔ وہ واپس آئے تو اُنہیں مقدمات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

باب 4

انتخابی سرگرمیاں

الیکشن پروگرام

5 اگست کو اپنے چار روزہ اجلاس کے بعد الیکشن کمیشن نے انتخابی پروگرام کا اعلان کر دیا۔ کمیشن کے سیکرٹری نے اخباری نمائندوں کو اس کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ قومی اسمبلی کے لیے اخراجات کی مد دس لاکھ اور صوبائی اسمبلی کے لیے چھ لاکھ روپے ہوگی۔ پولنگ صبح ساڑھے سات بجے سے شام ساڑھے پانچ بجے تک ہوگی۔ پولنگ اسٹیشنوں پر گنتی کا کام مکمل ہونے کے فوراً بعد نتائج کا اعلان کر دیا جائے گا۔ جعلی ووٹروں کو موقع پر سزا سنائی جائے گی۔ الیکشن ڈیوٹی پر فوجی افسران کو سرسری سماعت کے اختیارات حاصل ہوں گے۔ انتخابات عدلیہ کرائے گی۔ فوج کی نگران ٹیمیں پولنگ اسٹیشنوں کی اچانک چیکنگ کریں گے۔ شناختی کارڈ کی پابندی برقرار رہے گی۔ فلور کراسنگ ختم کرنے کے لیے آرڈی نینس نافذ کیا جائے گا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ہی دن کرانے، متناسب نمائندگی اور ایک ہی حلقہ سے انتخاب لڑنے کی تجاویز منظور نہیں کی گئیں۔ انتخابی مہم کے دوران بینرز، جہازی پوسٹرز، عوامی مقامات اور عمارتوں پر پارٹی پرچم آویزاں کرنے پر پابندی ہوگی۔

قائم مقام صدر وسیم سجاد نے کہا کہ فوج نے انتخابات کو منصفانہ بنانے کے لیے ایک جامع پروگرام مرتب کر لیا ہے۔ ڈیڑھ لاکھ فوجی الیکشن کے دوران فرائض انجام دیں گے۔ انتخابات ایک دن کے لیے بھی ملتوی نہیں کئے جائیں گے۔

بری فوج کے سربراہ جنرل وحید نے کہا کہ انتخابات کے انعقاد کو قومی فریضہ سمجھتے ہوئے خوشگوار فضا میں یقینی بنایا جائے گا۔ ہم داخلی اور خارجی خطرات سے عوام کو مکمل تحفظ فراہم

کریں گے۔ آئندہ حکومت اپنی پانچ سالہ آئینی مدت پوری کرے گی اور کسی بھی مرحلہ پر آئندہ وہ کردار ادا نہیں کرنا پڑے گا جس کی ادائیگی جون میں ناگزیر ہوگئی تھی۔ فوج نے سفارش کی کہ اہم سیاسی اُمور میں سیاسی جماعتوں کو اعتقاد میں لیا جائے۔ مقدمات اور منشیات کی تجارت میں ملوث افراد کو انتخابات میں حصہ لینے سے روکا جائے۔ آزاد سیاسی سرگرمیوں کے لیے سندھ میں فوج بیرکوں میں واپس جانا شروع ہوگئی۔ لیکن حکومت نے وضاحت کی کہ آپریشن کلین اپ جاری رہے گا۔ سندھ میں سول آرمڈ فورسز ذمہ داریاں سنبھال لیں گی۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ الیکشن کمیشن کی تحقیقاتی ٹیموں نے اندرون سندھ 20 ہزار سے زائد جعلی ووٹوں کا اندراج منسوخ کرایا ہے۔

آرڈی نینس کا اجرا

19 اگست کو صدر وسیم سجاد نے ایک آرڈی نینس جاری کر دیا جس کے تحت قومی اسمبلی کے اُمیدواروں کے لیے انتخابی اخراجات کی زیادہ سے زیادہ حد دس لاکھ روپے اور صوبائی اسمبلیوں کے اُمیدواروں کے لیے چھ لاکھ روپے مقرر کی گئی۔ آئندہ انتخابات میں حصہ لینے والے تمام اُمیدواروں کو اس بات کا بھی پابند بنایا گیا کہ وہ اپنے کاغذات نامزدگی کے ساتھ ایک ایسا حلف نامہ بھی داخل کریں کہ وہ خود اُن کی اہلیہ یا خاوند، یا اُن کے زیرِ کفالت افراد یا کوئی ایسا کاروبار جس میں اُن کے اکثریتی حصص ہوں، کسی بنک، مالیاتی ادارے یا کوآپریٹو سوسائٹی کے نادہندگان نہیں ہیں۔ نیز اگر کوئی قرضے معاف کرائے گئے ہوں تو حلف نامہ میں ان کی تفصیلات بھی ظاہر کی جائیں۔

شناختی کارڈ

پیپلز پارٹی نے شناختی کارڈ کی شرط کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا تھا، لیکن 21 اگست کو شناختی کارڈ کی پابندی کے خلاف حکم امتناعی جاری کرنے کی درخواست عدالت نے مسترد کر دی۔

انتخابی عمل کا آغاز

الیکشن کمیشن نے اعلان کیا کہ قومی اسمبلی کے لیے کاغذات نامزدگی 23 اگست سے 29 اگست تک اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے 24 اگست سے 30 اگست تک وصول کئے جائیں گے۔ قومی اسمبلی کے انتخابات 6 اکتوبر اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات 9 اکتوبر کو ہوں گے۔ الیکشن کمیشن نے سیاسی جماعتوں کے سڑکوں، گلیوں اور چوکوں پر جلسے کرنے یا ریلیاں منعقد کرنے پر

پابندی عائد کر دی۔ کوئی اُمیدوار کسی دوسرے کو کافر یا غدار نہیں کہے گا۔ اور نہ ہی جنس کی بنیاد پر پروپیگنڈہ کیا جائے گا۔ اُمیدواروں کا آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کی شرائط پر پورا اترنا ضروری ہے۔ ان کی تلخیص درج ذیل ہے۔

صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے ایک صدارتی فرمان کے ذریعے 1985ء میں اس آرٹیکل میں ان شرائط کا اضافہ کر دیا:

وہ اچھے کریکٹر کا حامل ہو، امانت دار اور دیانت دار ہو۔ مصرفانہ زندگی بسر نہ کرتا ہوں۔ کسی اخلاقی جرم میں سزا یافتہ نہ ہو۔ جھوٹی گواہی دینے کا مرتکب نہ ہوا ہو اور یہ کہ وہ تشکیل پاکستان کے بعد ملکی سلامتی کے خلاف سرگرداں یا نظریہ پاکستان کی مخالفت کا مرتکب نہ ہوا ہو۔ ان عومی شرائط کے علاوہ مسلم امیدواروں کے لیے یہ بھی لازم ہو گا کہ وہ اسلامی احکام کی خلاف ورزی کی شہرت نہ رکھتا ہو۔ وہ اسلامی تعلیمات کا ضروری علم رکھتا ہو۔ اسلامی فرائض کا پابند ہو اور بڑے گناہوں سے اجتناب کرتا ہو۔

آرٹیکل63

اس آرٹیکل کے مطابق کوئی ایسا شخص پارلیمنٹ کا رکن منتخب ہونے یا منتخب ہونے کے بعد اپنی رکنیت بحال رکھنے کا اہل نہیں ہو گا۔ اگر کسی مجاز عدالت کی طرف سے اُسے فاتر العقل قرار دیا گیا ہو۔ وہ غیر برات یافتہ دیوالیہ ہو۔ وہ پاکستان کا شہری نہ رہے یا کسی بیرونی ریاست کی شہریت حاصل کر لے یا سرکاری ملازمت میں ہو۔ مذکورہ صدارتی فرمان کے ذریعے اس میں یہ اضافہ کیا گیا۔

وہ ایسے خیالات پھیلا رہا ہو یا ایسے کام کر رہا ہو جو پاکستان کے نظریہ سلامتی اور سالمیت کے خلاف ہوں۔ جو اچھے اخلاق، امن عامہ اور عدلیہ کی آزادی کے خلاف ہوں یا جو عدلیہ یا افواج پاکستان کی نیک نامی کو متاثر کرتے ہوں۔ جو ایسے جرم کا ارتکاب کر چکا ہو جو چیف الیکشن کمشنر کی رائے میں اخلاقی بے راہ روی کی تعریف میں آتا ہوں۔ جسے کم از کم دو سال کی سزا سنائی جا چکی ہو اور اُس کی رہائی پر پانچ سال کا عرصہ نہ بیت چکا ہو۔ جسے سرکاری ملازمت سے بدعنوانی کے باعث برطرف کیا گیا ہو اور برطرفی پر پانچ سال مکمل نہ ہوئے ہوں۔ جسے سرکاری ملازمت سے علیحدہ یا جبری طور پر ریٹائر کیا گیا ہو اور اُس کی علیحدگی یا برطرفی پر تین سال نہ گزرے ہوں۔

مسلمان نمائندوں کی اہلیت کے بارے میں اسلامی احکامات اور تعلیمات پر کاربند ہونے، فرائض کی پابندی کرنے اور کبیرہ گناہوں سے بچنے سے متعلق جو اضافے کئے گئے ہیں، نہ تو اُن کو معروف آئینی زبان میں درج کیا گیا ہے اور نہ ہی متعلقہ قوانین میں کوئی ایسی تبدیلی کی گئی جو

ان پر عملدرآمد کو یقینی بنا سکے۔ انہیں ریٹرننگ آفیسر کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا جہاں کسی نمائندے کو مطلوبہ معیار پر پورا نہ اُترنے کو ثابت کر کے نااہل قرار دلوانا تقریباً امرمحال ہے۔ ان اضافوں کا مقصد ان پر عمل کرانے کو یقینی بنانے سے زیادہ حکومت کی جانب سے ایک نیک خواہش کا اظہار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ 1985ء میں ان اضافوں کے بعد جتنے انتخابات ہوئے ہیں، آرٹیکل 62 اور 63 کی اضافی شرائط پر عمل نہیں ہوا۔

29 اگست کو صوبہ سرحد کی حکومت نے پارلیمنٹ کے سابق تین مجرمان حاجی ایوب آفریدی، حاجی نذر گل اور حاجی کریم سمیت بارہ افراد کو منشیات کے کاروبار میں ملوث ہونے کے باعث انتخابات میں حصہ لینے کا نااہل قرار دے دیا۔ امریکی حکومت نے آفریدی کو امریکہ روانہ کرنے کا مطالبہ کر دیا تاکہ اُن پر وہاں مقدمہ چلایا جا سکے۔ پیر 30 اگست کو انتخابات کا پہلا مرحلہ مکمل ہوگیا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے کاغذات نامزدگی داخل کرا دیئے گئے۔ ان کی جانچ پڑتال کے بعد اُمیدواروں کی آخری فہرستیں وسط ستمبر میں جاری کی جائیں گی۔

بدامنی کے واقعات

اگست کی پہلی تاریخ ہی کو مزار قائد کے قریب کار سواروں کی فائرنگ سے چار افراد ہلاک اور ایک پولیس افسر سمیت دو شدید زخمی ہوگئے۔ پولیس کی موجودگی میں جو کھڑی تماشا دیکھتی رہی، حملہ آور فرار ہوگئے۔ ہلاک شدگان کا تعلق حقیقی سے بتایا گیا ہے۔ 3 اگست کو لاہور ہائی کورٹ، ریلوے کے دفتر اور رینجرز کے ہیڈ کوارٹرز میں دس دس منٹ کے وقفے سے بموں کے دھماکے ہوئے۔ روسی ساخت کے بموں کو ریموٹ کنٹرول سے داغا گیا۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ بموں کے ان دھماکوں میں ایک پڑوسی ملک ملوث ہے۔ یہ بدامنی پھیلا کر اور بحران پیدا کر کے انتخابات کا التواء چاہتا ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف مایوس ہو کر یہ کارروائیاں کروا رہے ہیں کیونکہ اکتوبر کے الیکشن میں شکست اُن کا مقدر ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ الیکشن نہ ہو سکیں۔ نواز شریف نے کہا کہ عوام ملک اور جمہوریت کے دشمنوں کو اچھی طرح پہچان چکے ہیں۔ بموں کے دھماکے کرا کے وہ کھل کر سامنے آ گئے۔ انہیں عوام کے غیظ و غضب کا نشانہ بننا پڑے گا۔

31 اگست کو لاہور کے بارونق علاقے چوبرجی کے قریب عید میلاد النبی کے روز نماز فجر کے وقت جامع مسجد احسان میں نماز کی ادائیگی کے بعد دعا مانگتے ہوئے نمازیوں پر نامعلوم ملزمان نے کلاشنکوف سے اندھا دھند فائرنگ کر کے امام مسجد حافظ قاری محمد شیر اور جنرل ضیاء الحق کے بھانجے حاجی عبدالرزاق سمیت 9 نمازیوں کو شہید اور 20 کو زخمی کر دیا۔ دہشت گرد واردات کے بعد موٹر سائیکل پر فرار ہوگئے۔ اسی روز کراچی میں بھی جامع مسجد باب الرحمت، دفتر ختم

نبوت، جامعہ العلوم نبوری ٹاؤن اور سبیل والی مسجد پر بھی حملے کیے گئے۔

نگران وزیراعظم معین قریشی نے کہا کہ افراتفری پھیلانے، انتشار پیدا کرنے اور ریلوے نظام کو درہم برہم کرنے، نگران حکومت کے تعمیراتی اقدامات کو سبوتاژ کرنے کی غرض سے غیر ملکی ایجنٹ ملک میں داخل ہوگئے۔ تخریب کاروں اور دہشت گردوں سے آہنی ہاتھ سے نمٹا جائے گا۔ میں مجرموں کو عبرت ناک سزائیں دوں گا۔

ستمبر1993ء انتخابی مہم کی گہما گہمی کا مہینہ تھا۔ اس مہینہ کے وسط تک کاغذات نامزدگی کی جانچ پڑتال، ان کے منظور یا مسترد ہونے کے خلاف اپیلیں اور کاغذات نامزدگی واپس لینے کے مراحل سے گزر کر قومی اسمبلی کے لئے امیدواروں کی آخری فہرست 14 ستمبر کو اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے امیدواروں کی آخری فہرست 15 ستمبر کو شائع ہوگئی۔ انتخابات میں حصہ لینے والی جماعتیں اور افراد پوری طرح اپنی مہم میں سرگرم عمل ہوگئے۔

پاکستان مسلم لیگ

2 ستمبر لاہور میں جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بی بی بابا گٹھ جوڑ نے ملک کا خزانہ خالی کردیا۔ بڑے نادہندگان میں پیپلز پارٹی کی قیادت سرفہرست ہے۔ بے نظیر سب سے زیادہ بے اصول سیاست دان ہیں۔

3 ستمبر کو ایک سعودی روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہمارے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں کہ بے نظیر کے تعلقات یہودی لابی کے ساتھ ہیں۔ ہم پھر اقتدار میں آئیں گے۔ مسلم لیگ اپنا صدارتی امیدوار نامزد کرے گی۔ میں سب کچھ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کر رہا ہوں۔

صوبہ سندھ میں مہم

4 ستمبر کو نواز شریف نے دادو سے سندھ میں اپنی انتخابی مہم کا آغاز کیا۔ مونجو دڑو ایئر پورٹ پر ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ لوگ "میرا ساتھی، تیرا ساتھی نواز شریف" اور "امن کس نے بحال کیا، نواز شریف نے" کے نعرے لگا رہے تھے۔ دادو میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہمیں عوامی تائید حاصل ہے۔ ہم مرکز اور چاروں صوبوں میں اپنی حکومتیں بنائیں گے۔ بے نظیر حکومت کرنے کی اہل نہیں۔ عبدالحمید جتوئی نے اپنے آبائی گاؤں میں نواز شریف کے اعزاز میں ایک ظہرانہ دیا۔ اس موقع پر حمید جتوئی اپنے بیٹوں لیاقت جتوئی اور اعجاز جتوئی اور ساتھیوں سمیت مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔

خواتین یونیورسٹی

9 ستمبر کو کراچی میں خواتین کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہم کراچی میں خواتین یونیورسٹی اور گرلز کالج قائم کریں گے۔ روزگار، قرضوں اور ییلو کیب میں خواتین کا کوٹہ مقرر کیا جائے گا۔

10 ستمبر کو بدین اور سکھر میں نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے روٹی، کپڑا، مکان کا نعرہ لگا کر عوام کو گولی، کفن اور جیل کے تحفے دیئے۔ بے نظیر عوام کو بھیڑ بکریاں سمجھتی ہیں لیکن ان کی حفاظت کے لئے اب شیر میدان میں آگیا ہے۔ ہم بدین میں آئل ریفائنری قائم کریں گے۔ 90ء میں عوام نے بے نظیر کو اقتدار سے نکالا تھا۔ اور 6 اکتوبر کو ہم انہیں سیاست سے نکال دیں گے۔

دو تہائی اکثریت ہمیں ملی تو عوام جو کہیں گے ہم انہیں دیں گے۔ مجھے وزیراعظم بننے کا شوق نہیں۔ اگر دو تہائی اکثریت نہ ملی تو سوچوں گا کہ وزارت عظمیٰ کا منصب سنبھالوں یا نہیں۔ 11 ستمبر کو نواز شریف نے میرپور خاص میں کہا کہ ایم کیو ایم کو سیاسی عمل میں حصہ لینے کا پورا حق ملنا چاہئے۔ اے این پی اور اس کے قائدین محب وطن ہیں۔

بیگم عابدہ کی اپیل مسترد

عابدہ حسین اپریل 93ء تک امریکہ میں پاکستانی سفیر کے عہدہ پر کام کر رہی تھیں۔ جھنگ سے قومی اسمبلی کے لئے ان کے کاغذات نامزدگی ریٹرننگ آفیسر اور الیکشن ٹریبونل نے اس بنیاد پر مسترد کر دیئے تھے کہ سرکاری ملازمت کو ترک کئے ہوئے ابھی دو سال کا عرصہ مکمل نہیں ہوا ہے۔ بیگم عابدہ نے اس فیصلہ کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی جو لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ نے مسترد کر دی۔ مسلم لیگ نے جھنگ سے ان کی والدہ بیگم کشور عابدہ حسین کو پارٹی ٹکٹ جاری کر دیا۔

19 ستمبر کو نواز شریف نے مری میں کہا کہ پیپلز پارٹی کی فرعونیت کے خاتمہ کرنے کے لئے نواز شریف میدان میں اترا ہے۔ پیپلز پارٹی اقتدار میں آکر ساری روٹیاں خود کھا گئی۔ جن غریبوں کو اس کے دور حکومت میں بولنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ وہ آج 16,16 ایکڑ زمین کے مالک ہیں۔ تمام لوٹے بے نظیر کی پارٹی میں جا رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی پھل دار نہیں بلکہ ایک دیمک زدہ درخت ہے۔ یہ اس کے آخری الیکشن ہوں گے۔ اسے اپنے گھر کی لڑائیوں سے فرصت نہیں۔ 20 ستمبر کو بہاولپور میں کہا کہ بے نظیر آنکھیں کھول کر دیکھیں اب پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان نواز شریف کا ہے۔ عوام کا یہ جم غفیر اس بات کی دلیل ہے کہ عوام نے ہمارے حق میں

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

فیصلہ دے دیا ہے۔ فتح مسلم لیگ کی ہوگی۔ 21 ستمبر کو فورٹ عباس، ساہیوال اور چشتیاں میں جلوس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عوام اسلام کے نام پر ووٹ مانگنے والوں سے ہوشیار رہیں۔ یہودی لابی اسلامی ووٹ تقسیم کرنے کی سازش کر رہی ہے۔ قاضی حسین احمد اس جماعت کے امیر ہیں جس نے پاکستان بننے کی مخالفت کی۔ اب اسلامک فرنٹ پیپلز پارٹی سے مل کر ملک توڑنا چاہتا ہے۔

مسلم لیگ (جونیجو) گروپ

23 ستمبر کو چودھری شجاعت نے کہا کو جونیجو لیگ کے ساتھ ہمارا اصولی اختلاف ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے اتحاد کی کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ 24 ستمبر کو جونیجو گروپ کے سیکرٹری جنرل اقبال احمد خاں نے کہا کہ نواز شریف نے مسلم لیگ کو دشمنوں کے ہاتھوں فروخت کر کے جونیجو کو غم سے مار دیا۔ نواز شریف مسلم لیگ کو تباہ کرنے کے بجائے اے این پی، جئے سندھ یا ایم کیو ایم میں شامل ہو جائیں۔

26 ستمبر کو نواز شریف نے لاہور میں کہا کہ میں اسلام کے قلعہ کو مضبوط بنانے کی جنگ لڑ رہا ہوں۔ مسلم لیگ اقتدار میں آ کر اسلامی نظام نافذ کرے گی۔ علماء کرام ملک دشمنوں کے عزائم کو ناکام بنا دیں۔ اگر انتخابات میں ہمارے مخالفین کامیاب ہوگئے تو قاضی حسین احمد جیسی سوچ رکھنے والے علماء ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

26 ستمبر کو مجلس عمل علماء اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام لاہور میں منعقد ہونے والی علماء و مشائخ کانفرنس میں مسلم لیگ اور نواز شریف کی حمایت و تائید اور مسلم لیگی امیدواروں کا ساتھ دینے کا اعلان کیا گیا۔

27 ستمبر کو نواز شریف نے ایبٹ آباد میں کہا کہ بابا، بی گٹھ جوڑ نے میرے خلاف نہیں بلکہ ملک کے خلاف سازش کی تھی۔ ان کا جرم ناقابل معافی ہے۔ ہم غلام اسحاق خاں کے خلاف خصوصی عدالت میں سازش کا مقدمہ چلائیں گے۔

غلام حیدر وائیں کا قتل

بدھ 29 ستمبر کو سابق وزیراعلیٰ پنجاب، مسلم لیگ پنجاب کے صدر اور قومی اسمبلی کے امیدوار غلام حیدر وائیں کو میاں چنوں کے راستہ میں کلاشنکوف کا برسٹ مار کر قتل کر دیا گیا۔ وہ اپنی انتخابی مہم کے سلسلے میں اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ پجیرو جیپ میں سفر کر رہے تھے کہ صبح ساڑھے دس بجے ان کی گاڑی پر فائرنگ کی گئی۔ وائیں موقع پر جاں بحق ہو گئے جبکہ ان

کے تین ساتھی اور ڈرائیور زخمی ہوگئے۔ 30 ستمبر کو میونسپل سٹیڈیم میاں چنوں میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نواز شریف، شہباز شریف اور پرویز الٰہی، مرحوم کی چارپائی سے لگ کر روتے رہے۔ آہوں اور سسکیوں کے ساتھ انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ دائیں کا قتل سیاسی ہے۔ جمہوریت دشمنوں کا مکروہ چہرہ سامنے آگیا۔ قاضی حسین احمد، بے نظیر، ولی خاں، چٹھہ، نصرت بھٹو، جتوئی، ساجد نقوی، الطاف حسین، فضل الرحمان اور دوسرے رہنماؤں نے ان کے قتل پر اظہار تعزیت کیا۔

قائم مقام وزیراعظم معین قریشی نے کہا کہ وائیں کے قتل کا مقصد انتخابی مہم کو سبوتاژ کرنا ہے۔ قاتلوں کو گرفتار کرکے فوری سماعت کی عدالت میں مقدمہ چلا کر انہیں عبرت ناک سزا دی جائے گی۔ الیکشن ملتوی نہیں ہوں گے۔ معین قریشی نے اپنا سعودی عرب کا دورہ منسوخ کر دیا۔

قاضی جواب دیں

29 ستمبر کو روزنامہ "جنگ" لاہور کے صفحہ اول پر تین افراد کی جانب سے ایک بڑا اشتہار شائع کرایا گیا جس میں قاضی حسین پر نواز شریف سے اسلام کی خدمت کے لئے دس کروڑ روپے وصول کرنے اور مزید دس کروڑ طلب کرنے کا الزام لگایا گیا۔ اشتہار کی فوٹو کاپی مقابل کے صفحہ پر ہے۔ قاضی حسین نے مشتہرین پر دروغ گوئی اور ہتک عزت کا دعویٰ عدالت میں دائر کر دیا۔ نواز شریف نے اس اشتہار سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کیا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف کرائے کے آدمیوں سے مجھ پر الزامات لگوا رہے ہیں اگر ان کے پاس میرے خلاف کوئی ایک ثبوت بھی موجود ہے تو اسے پیش کریں۔

کراچی کا جلسہ عام

30 ستمبر کو نشتر پارک کراچی میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ملک دشمنوں کے سرپرست اعلیٰ غلام اسحاق کی چھٹی ہو چکی ہے۔ میں اقتدار میں آؤں یا نہ آؤں پاکستان کے دشمنوں کا مقابلہ کرتا رہوں گا۔ بھارتی ایجنٹوں کا دور ہمیشہ کے لئے ختم کر دوں گا۔ عوام ہمارے ساتھ ہیں۔ مجھے وزارت عظمیٰ کا نہیں ملک کی خدمت کا شوق ہے۔ پاکستان کی امداد بے نظیر نے بند کرائی تھی۔ انہوں نے ایٹمی پروگرام کا تحفظ بھی نہیں کیا۔ میں تمام محصورین کو پاکستان واپس لاؤں گا۔ لیاری کو پیرس بنا دیں گے۔ ییلو کارڈ سکیم شروع ہوگی۔ نواز شریف کی جلسہ گاہ میں آمد پر سینکڑوں کبوتر اور غبارے فضا میں چھوڑے گئے۔ جلسہ

قاضی حسین احمد

جواب دیں

کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف نے آپ سے نفاذ اسلام کے سلسلے میں مشورہ مانگا تو آپ نے کہا کہ دس کروڑ روپے کی رقم آپ کو دے دی جائے تاکہ اسلام کی خدمت کا فرض انجام دیں؟

کیا یہ درست ہے کہ نواز شریف نے آپ کو

100,000,000

روپے دے دیئے تھے؟

کیا یہ درست ہے کہ آپ نے اسلام کی خدمت کے نام پر دوبارہ بیس کروڑ روپے طلب کیے؟

کیا یہ درست ہے کہ آپ سے پہلے دیئے گئے دس کروڑ روپے کا حساب مانگا
گیا تو آپ اٹھ کر ان کے سامنے سے چلے گئے؟

پاکستان کے تمام وسائل کا قبضہ مانگنے سے پہلے

قوم سے ان 100,000,000 روپوں کا حساب دیں!

ان الزامات کو غلط ثابت کریں

یا

ملک کی جس عدالت میں چاہیں ہم پر مقدمہ چلائیں

محمد جمیل خان مدیر صوت الحق، توصیف احمد مجتبیٰ سیکرٹری نشرواشاعت
مولانا نیک محمد، سابق امیر جماعت اسلامی ماڈل ٹاؤن شپ

گاہ میں "شیر آگیا میدان میں، ہو جمالو" کے نعرے لگتے رہے۔

30 ستمبر کو "الیکشن آور" پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ 1947ء پاکستان بنانے کا وقت تھا تو آج پاکستان بچانے کا وقت ہے۔ ووٹ تقسیم ہوئے تو پاکستان بچانا مشکل ہو جائے گا۔ میں سیاست کو سازش سے پاک کرے اور سندھ کو بے نظیر کے قبضہ سے چھڑانے کے لئے میدان میں آیا ہوں۔ ڈھائی ہزار افراد سے نجات حاصل کرنا ہوگی۔ مسلم لیگ اقتدار میں آئے گی تو کراچی کے گھروں میں چراغ جلیں گے۔

نواز شریف نے رات و دن ایک کر کے اپنی انتخابی مہم چلائی۔ لیکن اب بھی ماضی کی غلطیوں کی اصلاح کرنے کے لئے ان کی جانب سے کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا گیا۔ انہوں نے اس بات پر سنجیدگی کے ساتھ غور نہیں کیا کہ وہ کیا وجوہات تھیں جن کے باعث نومبر 90 میں دو تہائی کی اکثریت سے کامیابی حاصل کر کے مرکز اور صوبوں میں مضبوط حکومتیں قائم کرنے کے بعد وہ جولائی 93ء میں قومی اسمبلی توڑنے کی ایڈوائس دینے پر مجبور ہوگئے۔ مسلم لیگ کو متحد رکھنے، اسے فعال بنانے اور منظم کرنے کے بجائے آخر کن حالات میں وہ پھر دھڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ اسلامی جمہوری اتحاد جس کے پلیٹ فارم سے وہ بر سر اقتدار آئے تھے، اس کا شیرازہ بکھیر کر اور اسلامی ووٹروں کو تقسیم کر کے انہوں نے کیا حاصل کیا۔ نومبر 90ء میں بر سر اقتدار آنے کے بعد انہوں نے یہ اعلان کرنا کیوں ضروری خیال کیا کہ وہ انتہا پرست اور قدامت پسند نہیں جبکہ اب وہ پھر اپنی الیکشن مہم میں اسلام کے شیدائی ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ ٹکٹوں کی تقسیم کے مسئلہ پر مسلم لیگی حلقوں میں عدم اطمینان پایا جاتا ہے۔ نواز شریف کا یہ طرز عمل پیپلز پارٹی کو جو ان کے مطابق ہمیشہ کے لئے اپنی سیاسی موت مر چکی ہے۔ پھر ایک نئی زندگی فراہم کرنے کا سبب بن رہا ہے۔

پاکستان پیپلز پارٹی

یکم ستمبر کو بے نظیر بھٹو نے اسلام آباد میں اپنے منشور کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہماری پارٹی اقتدار میں آکر "ضلعی حکومت" کا نظام متعارف کرائے گی جس سے عوامی مسائل کے حل میں مدد ملے گی۔ نئے سوشل کنٹریکٹ کے نفاذ سے ملک میں جاگیرداری کا مکمل صفایا ہو جائے گا۔ زیر سماعت مقدمات کو جلد نمٹایا جائے گا۔ صدر، وزیراعظم اور پارلیمنٹ کے درمیان اختیارات کی تقسیم نو کی جائے گی۔ صدر سے اسمبلی توڑنے کا اختیار واپس لیا جائے گا۔ وفاق، صوبوں اور بلدیاتی اداروں کے درمیان اختیارات کا نیا توازن تخلیق کیا جائے گا۔ لسٹ سسٹم متعارف کرایا جائے گا۔ فلور کراسنگ پر اسمبلی کی رکنیت ختم کر دی جائے گی۔ ووٹ ڈالنے کے لئے شناختی کارڈ کی پابندی ختم کر دی جائے گی۔ سینٹ اور اسمبلیوں کی مدت کم کر کے چار سال

کر دی جائے گی۔ گورنروں کی تقرری وزیراعظم اور قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کے مشورہ سے کی جائے گی۔ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں اور گورنروں کی تقرری کے سلسلے میں صدر کا مشورہ لازمی نہیں ہوگا۔ ہر رکن اسمبلی کو اپنے اثاثوں کے گوشوارے پیش کرنا لازمی ہوں گے۔

5 ستمبر کو عمر کوٹ میں ایک بڑے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ سندھ ہمارا قلعہ ہے۔ ایک سو نواز شریف مل کر بھی اسے فتح نہیں کرسکتے۔ 6 اکتوبر کو لوٹوں پر تیروں کی بارش ہوگی۔ لوٹے اور لٹیرے تباہ ہو جائیں گے۔ ہم ٹھٹھہ میں بندرگاہیں بنائیں گے، کسانوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ عدالتیں قائم کی جائیں گے، ہمارا مقابلہ ضیاء کی باقیات سے ہے۔ صنعت کار، جاگیردار اور زمیندار پیپلز پارٹی کو شکست دینے کے لئے نواز شریف سے مل گئے ہیں۔ پیپلز پارٹی کو ختم کرنے کا دعویٰ کرنے والے دن میں خواب دیکھ رہے ہیں۔ کوئی قوت ہمیں اقتدار میں آنے سے نہیں روک سکتی۔

کراچی کا جلسہ عام

10 ستمبر کو نشتر پارک میں ایک بڑے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ کراچی میں صنعتکاروں کو اغوا کر کے ان سے تاوان وصول کیا گیا۔ اسی شہر میں میجر کلیم کو اغوا کیا گیا۔ اسے وضو کرنے اور نماز پڑھنے کی اجازت بھی نہیں دی گئی۔ یہاں دہشت گردوں کے ہاتھوں کوئی بھی محفوظ نہ تھا۔ پہلے لوگ روزگار کے لئے کراچی آتے تھے اب جان بچانے کے لئے کراچی سے باہر جا رہے ہیں۔ کراچی ویران ہوچکا ہے۔ یہاں خون کی ہولی کھیلی گئی، کئی لوگوں کو ایم کیو ایم سے جذباتی لگاؤ ہے لیکن دو بار ووٹ دینے سے اس نے کراچی اور حیدر آباد کو کیا دیا۔ نواز شریف اور الطاف حسین نے اس شہر کو کچھ نہیں دیا۔ کراچی یتیم اور بیمار ہوچکا ہے۔ یہ شہر ایم کیو ایم، جماعت اسلامی یا نواز شریف کا نہیں پیپلز پارٹی کا ہے۔ کراچی زندہ رہے گا۔ ہم اس کی خوشیاں لوٹائیں گے، ہم سیاسی حل کے لئے اقدامات کریں گے۔ عوام ہمیں ووٹ دے کر قائد کے شہر منی پاکستان کو بچائیں، ہمارے نوجوانوں کو وفاقی سوچ رکھنے کی پاداش میں زندہ جلایا گیا، ہماری کامیابی مصیبتوں کی شکست ہوگی۔ میں کسی سے ڈرنے والی نہیں۔ بی بی عائشہ اور بی بی خدیجہ کی کنیز ہیں۔ پیپلز پارٹی کی کامیابی کا فیصلہ عرش پر ہوچکا ہے۔ ہم دو تہائی اکثریت حاصل کریں گے۔ پنجاب میں بھی نواز شریف کے خلاف حکومت قائم ہوگی۔ جلسہ "چاروں صوبوں کی زنجیر، بے نظیر، بے نظیر" کے پرجوش نعروں سے گونجتا رہا۔

جلسہ شروع ہونے سے قبل میر مرتضیٰ کے حامیوں نے ڈیڑھ گھنٹے تک سٹیج پر قبضہ جمائے رکھا۔ پولیس نے صورتحال پر قابو پایا۔ بے نظیر کی تقریر کے دوران کچھ لوگ میر مرتضیٰ کی ایک بڑی تصویر لے کر سٹیج کے سامنے آ گئے۔ بے نظیر نے اپنی تقریر روک کر کہا کہ یہ

تصویر سامنے سے ہٹاؤ۔ یہ تصویر ہماری نہیں ہے۔ آپ لوگ اپنا علیحدہ جلسہ کریں لیکن لوگ آپ کو نہیں ملیں گے۔

پیر آف مانکی شریف کی حمایت

13 ستمبر کو جمعیت مشائخ اسلام کے صدر پیر آف مانکی شریف نے پیپلز پارٹی کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلامک فرنٹ اور متحدہ دینی محاذ محض ووٹ حاصل کرنے کے لئے اسلام کا نام استعمال کر رہے ہیں۔

پیپلز پارٹی کی پہلی کامیابی

13 ستمبر کو پیپلز پارٹی کے امیدوار مخدوم محمد امین فہیم قومی اسمبلی کے حلقہ 167 سے بلا مقابلہ کامیاب قرار دے دیئے گئے۔ ان کے مقابلے میں مسلم لیگ (نواز) کے امیدوار سید شہاب دین شاہ حسینی، پیپلز پارٹی کے متبادل امیدوار میریار محمد اور ایم کیو ایم (الطاف حسین) کے امیدوار محمد انور اور محمد طفیل راجپوت اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے کر مقابلہ سے دستبردار ہو گئے۔ پیپلز پارٹی نے اسے اپنی تاریخی کامیابی قرار دیا۔

سندھ اسمبلی کے دو امیدوار مخدوم محمد امین فہیم اور نادر مگسی بھی بلامقابلہ کامیاب ہو گئے۔

15 ستمبر کو بے نظیر نے کہا کہ بیت المال کو ذاتی مصارف کے لئے استعمال کرنے والے اللہ کے بھی مجرم ہیں۔ نواز شریف پیپلز پارٹی کی کامیابی سے خوفزدہ ہیں۔ ہم سیاست کے نام پر تجارت کرنے والوں کا محاسبہ کریں گے۔ 17 ستمبر کو کراچی میں کہا کہ ہم اسلام کو چند افراد کے حصار سے نکالنا چاہتے ہیں۔ ہم غریب عوام کا مقدر تبدیل کر دیں گے اور ایسی تبدیلیاں لائیں گے کہ وزیراعظم اپنی آئینی مدت پوری کر سکے۔

19 ستمبر کو مولانا کوثر نیازی نے پشاور میں کہا کہ 6 اکتوبر کو بھٹو کی پھانسی کا انتقام لیا جائے گا۔ نواز شریف کریانہ کی دکان چلا سکتے ہیں، ملک نہیں چلا سکتے۔ نواز شریف کے روپ میں مغل شہزادہ حکومت کرتا رہا ہے۔ بھارت اور اسرائیل کی انٹیلی جنس ایجنسیاں "را" اور "خاد" وہ کام نہ کر سکیں جو نواز شریف نے کر دکھایا۔

جتوئی اور ممتاز بھٹو کی رائے

24 ستمبر کو غلام مصطفیٰ جتوئی نے سکھر میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ پیپلز

پارٹی ناقابل اعتماد ہے۔ مطلب نکلتے ہی اپنے ساتھیوں سے آنکھیں پھیرلیتی ہے اور عوام کو بھی دھوکہ دیتی ہے۔ پیپلز پارٹی کے ووٹ بنک پر اب نواز شریف نے قبضہ کر لیا ہے۔ سندھ کے عوام پیپلز پارٹی کے ساتھ نہیں رہے۔ آصف زرداری نے جواب میں کہا کہ پیپلز پارٹی کی حمایت کے بغیر جتوئی قومی اسمبلی تو کجا بلدیہ کے کونسلر کا انتخاب بھی نہیں جیت سکتے۔ بے نظیر نے کہا کہ جتوئی کو اپنی نیت کا پھل مل گیا۔ ہم انہیں بارہ نشستیں دے رہے تھے۔ انہوں نے میرا استقبال بھی نہیں کیا۔

ممتاز بھٹو نے لاڑکانہ میں کہا کہ پیپلز پارٹی کے پاس نہ تو ملک چلانے کی صلاحیت ہے اور نہ ہی اپوزیشن کا کردار ادا کرنے کی اہلیت۔ بے نظیر کو اپنے آبائی حلقہ میں بھی شکست نظر آ رہی ہے۔

24 ستمبر کو بے نظیر نے سانگھڑ میں کہا کہ نواز شریف دور حکومت میں پاکستان پر دہشت گردی کا الزام لگنے سے ہم نے بچایا۔ جی ایم سید، ولی خاں اور حمیدہ کھوڑو کا ساتھ دینے والے ملک کے دوست کس طرح ہو سکتے ہیں۔ نواز شریف کی اکثریت کا بھرم پنجاب میں بھی کھل جائے گا۔ ہمیں کم از کم سو اور نواز شریف کو زیادہ سے زیادہ پچیس نشستیں ملیں گی۔ آئندہ حکومت ہم بنائیں گے اور اقتدار میں آ کر منشیات کا داغ دھو ڈالیں گے۔

پیپلز پارٹی چٹھہ لیگ اتحاد

25 ستمبر کو پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (جونیجو) نے ساتھ کر پاکستان ڈیمو کریٹک فرنٹ کے نام سے ایک نیا اتحاد قائم کر لیا۔ دونوں پارٹیوں کے درمیان تحریری معاہدہ طے پا گیا۔ دونوں جماعتیں اپنے اپنے انتخابی نشانات پر الیکشن لڑیں گی۔ ایک دوسرے کے امیدوار کی مکمل حمایت کریں گی، حکومت سازی اور دیگر معاملات کا فیصلہ مشترکہ طور پر کیا جائے گا۔ بے نظیر نے کہا کہ پیپلز پارٹی اور چٹھہ لیگ کا اتحاد نواز شریف کو عبرت ناک شکست دے گا۔

25 ستمبر کو بے نظیر نے چنیوٹ کے جلسے میں کہا کہ نواز شریف کے حساب اور شکست کا دن قریب آ رہا ہے۔ تیرہ سال تک انہوں نے صرف اقتدار کی سیاست لڑی ہے۔ نواز شریف کو بیت المال اور مال غنیمت کا فرق معلوم نہیں۔ انہوں نے یتیموں، بیواؤں اور مزدوروں کی رقوم ہڑپ کیں، غریب ہاریوں کو اصلاحات کے نام پر دھوکہ دیا، قوم نے ہمارے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ عوام شیر کی کھال میں گیدڑ کو تیر مار مار کر بھگا دیں گے اور تیر کے نشان پر مہر لگا کر ملک لوٹنے والوں کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دیں گے۔ 26 ستمبر کو بھلوال میں کہا کہ نواز شریف نے سمگلروں اور منشیات فروشوں سے بارہ ارب روپے اکٹھے کئے ہیں۔

چیف الیکشن کمشنر سے تحریری شکایت

26 ستمبر کو پیپلز پارٹی کے ترجمان شفقت محمود نے چیف الیکشن کمشنر کے نام ایک مراسلہ ارسال کیا جس میں کہا گیا کہ نواز شریف نے چنیوٹ کی قومی اسمبلی کے حلقہ کے لئے شیخ قیصر نامی امیدوار کو تین کروڑ روپے کے عوض پارٹی ٹکٹ دیا ہے۔ اس معاملہ کی فوری تحقیقات کرائی جائے۔ ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شفقت محمود نے کہا کہ حکومت کے خاتمے والے دن اجمل خٹک کو 78 پلاٹ دیئے گئے۔

27 ستمبر کو بے نظیر نے گوجرانوالہ کے جلسہ عام میں کہا کہ نواز شریف ایک تاجر ہیں۔ وہ ملک کی سالمیت اور ہر مسئلہ کو دولت کی ترازو میں تولنے کے عادی ہیں اور سیاست کی ابجد سے بھی واقف نہیں۔ مسلم لیگی امیدواروں کی بڑی تعداد انگریزی میں اپنا نام بھی نہیں لکھ سکتی وہ قوم کی نمائندگی کس طرح کریں گے۔

لیاقت باغ کا جلسہ عام

30 ستمبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں ایک بہت بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ وہ کیا لڑائی لڑیں گے جن کے سر پر ولی خان کی ٹوپی، بغل میں جی ایم سید اور گلے میں اچکزئی کی چادر ہے۔ سارے ملک دشمن نواز شریف کے ساتھ ہیں۔ وہ بیت المال اور خزانہ سب کچھ کھا گئے۔ اب ان کا سورج غروب ہو گا اور فتح کا تاج عوام کے سر پر رکھا جائے گا۔

30 ستمبر کو بے نظیر نے قائم مقام صدر وسیم سجاد، قائم مقام وزیراعظم معین قریشی اور امریکی سفیر سے اہم ملاقاتیں کیں۔

پاکستان اسلامک فرنٹ

2 ستمبر کو وزیراعظم کے اقتصادی پیکج اور مہنگائی کے خلاف اسلامک فرنٹ کی اپیل پر ملک بھر میں ہڑتال ہوئی۔ جلسے، جلوس اور مظاہرے ہوئے۔ کاروباری مراکز، تعلیمی ادارے اور ٹرانسپورٹ بند رہی۔ شہری زندگی مفلوج ہو گئی۔ راولپنڈی، لاہور اور فیصل آباد میں پولیس نے مظاہرین پر لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے شیل پھینکے، سینکڑوں افراد زخمی ہو گئے، بڑی تعداد میں مظاہرین اور فرنٹ کے رہنماؤں کو گرفتار کر لیا گیا۔

قاضی صاحب نے کہا کہ کامیاب ہڑتال نے ثابت کر دیا ہے کہ قوم بیدار ہو چکی ہے۔ انہوں نے ہڑتال کو کامیاب بنانے میں تاجروں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم انکم ٹیکس کے ظالمانہ

نظام کو ختم کر دیں گے۔ مہنگائی کا خاتمہ کر دیں گے۔ محروم لوگوں کے لئے خزانہ کا منہ کھول دیں گے۔ نواز شریف اور بے نظیر دونوں کا خیال ہے کہ عزت اور دولت امریکہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب مراکش، تاجکستان اور قازقستان اٹھ کھڑے ہوں گے۔ 6 اکتوبر کو ظلم اور عدل کے درمیان مقابلہ ہوگا۔ عوام ظلم کے علمبرداروں کو مسترد کر دیں گے۔

پیپلز پارٹی کے رہنما قائم علی شاہ نے کہا کہ ہڑتال عام آدمی کے دل کی آواز ہے۔ مہنگائی کی انتہا ہو گئی۔ وائس آف امریکہ نے بھی ہڑتال کو کامیاب قرار دیا۔ وزیراعظم معین قریشی نے کہا کہ یہ وقت محاذ آرائی اور ہڑتال کا نہیں۔

6 ستمبر کو موچی دروازہ لاہور میں ایک بہت بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ ہم نے ایک مہینہ میں ثابت کر دیا کہ عوام نواز شریف اور بے نظیر دونوں کو مسترد کر چکے ہیں۔ آئندہ پندرہ دنوں میں سب کو معلوم ہو جائے گا کہ اب اصل سیاسی قوت اسلامک فرنٹ ہے۔ ہم ملکی دفاع کو ناقابل تسخیر بنا دیں گے۔ عوام اگر پاکستان کو فلاحی مملکت بنانا چاہتے ہیں تو انہیں ہمارے ساتھ شامل ہونا ہوگا۔ انتخابات میں اصل مقابلہ اسلامی تحریک اور یہودی لابی کے درمیان ہوگا۔ اسرائیل کو تسلیم کیا گیا تو ہم جان پر کھیل جائیں گے۔

7 ستمبر کو سکھر میں دفاع پاکستان ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نواز شریف کی مخالفت میں پیپلز پارٹی کی کامیابی کا پروپیگنڈا دینی قوتوں کو مخمصہ میں ڈالنے کا حربہ ہے۔ نواز شریف اور بے نظیر ایک ہی کھوٹے سکے کے دو رخ ہیں۔ ان سے اتحاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہم ماضی کی غلطی نہیں دہرائیں گے۔ اسلامک فرنٹ ہی واحد قوت ہے جو پاکستان اور اس کے عوام کو منزل مقصود تک پہنچا سکتا ہے۔ ملک لوٹنے والوں کو عوام اپنے ووٹ سے مار بھگائیں گے۔ قرضوں اور پلاٹوں کے ذریعے عوام کو لوٹنے والوں کو جیل میں ڈال کر ایک ایک پیسہ وصول کیا جائے گا۔ بحران سے نکلنے کے لئے لٹیروں اور لوٹوں کی ناؤ کو ڈبو دینا ضروری ہے۔ ہم قومی خزانہ لوٹنے والوں کو دوبارہ اقتدار میں نہیں آنے دیں گے۔ فرنٹ مہنگائی، رشوت، بے روزگاری اور ظلم و زیادتی کا خاتمہ کرے گا۔

شہباز شریف کی ملاقات

11 ستمبر کو میاں شہباز شریف نے جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد سے ملاقات کر کے مسلم لیگ اور اسلامک فرنٹ کے درمیان مفاہمت کے بارے میں بات چیت کی۔
13 ستمبر کو لاہور میں مسلم لیگ کے میاں محمد اظہر اور شہباز شریف اور فرنٹ کے رانا اللہ داد خاں اور احسان اللہ وقاص کے درمیان مذاکرات ہوئے لیکن اتفاق رائے نہ ہونے کے باعث یہ دور بھی ناکام ہو گیا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

نوید فتح کانفرنس

11 ستمبر کو راولا کوٹ میں نوید فتح کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ بھارت کا غرور خاک میں مل چکا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں جہاد مکمل فتح تک جاری رہے گا۔

13 ستمبر کو قاضی صاحب نے سمبڑیال اور ڈسکہ میں کہا کہ نواز شریف سے کسی بھی صورت میں کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ تیروں اور شیروں کا دور ختم ہو گیا۔ ہم قوم کو وی آئی پی ڈاکوؤں سے نجات دلائیں گے۔

14 ستمبر کو قاضی صاحب نے گوجرانوالہ میں کہا کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے ایک دوسرے کی مخالفت کر رہے ہیں۔ آخر کار ان دونوں کا گٹھ جوڑ ہو جائے گا۔ نواز شریف نے بے نظیر اور بیگم نصرت بھٹو کے مقابلے میں اپنا کوئی امیدوار کھڑا نہیں کیا جبکہ اسلامک فرنٹ پیپلز پارٹی کے خلاف الیکشن لڑ رہا ہے، فرنٹ عوام کے دل کی آواز ہے۔

کراچی میں استقبال

16 ستمبر کو لاہور سے کراچی آنے پر قاضی صاحب کا ایئر پورٹ پر فقید المثال استقبال کیا گیا۔ استقبال کرنے والوں میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان سب شامل تھے۔ فضا "اللہ اکبر، آجا قاضی، چھا جا قاضی، جیت جا قاضی" کے نعروں سے گونج اٹھی۔ انہوں نے ایئر پورٹ پر استقبال کے لئے آنے والی خواتین سے مختصر خطاب کیا۔ قاضی صاحب ایک فلوٹ پر سوار ہوئے جسے خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ جلوس کے شرکاء کاروں، ٹرکوں، موٹر سائیکلوں اور سائیکلوں پر سوار تھے۔ گدھا گاڑیوں کی بھی ایک بڑی تعداد جلوس میں شامل تھی۔ کچھ لوگ اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار تھے۔ ایک چھوٹے طیارے کے ذریعے قاضی صاحب اور استقبالی ہجوم پر پھولوں کی منوں پتیاں نچھاور کی گئیں۔ شرکاء نے نماز مغرب شارع فیصل پر ادا کی۔

جلوس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ فرنٹ برسر اقتدار آ کر چاروں گورنر ہاؤسوں کو خواتین یونیورسٹی میں تبدیل کر دے گا۔ نواز شریف اور بے نظیر دونوں ایک استاد اور آقا کے شاگرد ہیں۔ دونوں سرمایہ دارانہ نظام کے نقیب ہیں، دونوں میں امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔

ٹی وی پر تقریر

17 ستمبر کو پاکستان ٹیلی ویژن کے "الیکشن آور" پروگرام میں اظہار خیال کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ ملک کو اہل اور دیانت دار قیادت دینے کے لئے غریب اور متوسط طبقے کو حکمران دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس کو میوزیم اور افسران کے بنگلوں کو مراکز صحت میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ چور اور ڈاکو جنگلوں میں نہیں بلکہ اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھے ہیں۔ کیا عوام پھر ان ہی لوگوں کو ووٹ دیں گے جنہوں نے بحران پیدا کیا ہے۔

18 ستمبر کو ساہیوال میں جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر دونوں سامراجی قوتوں کی کاسہ لیسی کر رہے ہیں۔

20 ستمبر کو مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خاں، لیہ اور فتح پور میں بڑے عوامی جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ صرف تین خاندانوں نواز شریف، شجاعت اور منشاء نے گٹھ جوڑ کر کے قوم کا 130 ارب روپیہ لوٹا ہے۔ عوام قومی خزانہ لوٹنے والوں کو مسترد کر دیں اور لٹیروں کو اقتدار میں دوبارہ نہ آنے دیں۔ سرمایہ داری اور جاگیرداری سے نجات حاصل کرنے کے لئے نواز شریف کو شکست دی جائے۔ فرنٹ نے سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کو پاکستان کی سرزمین سے ہمیشہ کے لئے رخصت کرنے کا انتظام کر لیا ہے۔ مسلم لیگ یا پیپلز پارٹی کسی کو اکثریت حاصل نہیں ہوگی۔ مسئلہ کشمیر پر ہم امریکہ کو ثالث نہیں بننے دیں گے۔ 21 ستمبر کو میانوالی، بھکر، خوشاب اور لاہور میں کہا کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ نواز شریف اور بے نظیر صیہونی اور برہمنی سامراج کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئے ہیں۔ انہوں نے بیت المقدس پر اسرائیل کے ناجائز قبضے کو تسلیم کر کے اب کشمیر کا سودا کرنے کا بھی فیصلہ کر لیا ہے۔ عوام اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ ان دونوں جماعتوں نے اپنے دور حکومت میں جمہوری اداروں کو نقصان پہنچایا۔ دونوں نے عدلیہ کی توہین کی۔ ان سے جمہوریت کے استحکام کی توقع رکھنا خود کو دھوکہ دینا ہے۔ دونوں قومی دولت لوٹنے کی ایک بار پھر تیاری کر رہے ہیں۔ غریب عوام پر انصاف کے دروازے کھولنے کے لئے ہم میدان میں آ گئے ہیں۔ مجسم برائیوں سے کسی سطح پر تعاون نہیں ہو سکتا۔

21 ستمبر کو سید منور حسن نے لاہور میں کہا کہ 6 اکتوبر کو کاغذی شیر چڑیا گھر کی زینت بن جائے گا۔ نواز شریف تو خود سرحدی گاندھی کے بیٹے کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں جنہوں نے آج تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا۔ ہمارا دامن نواز شریف اور بے نظیر کے برعکس بالکل بے داغ ہے اور ہماری حب الوطنی سے پورا عالم واقف ہے۔ 23 ستمبر کو قاضی صاحب نے فیصل آباد میں کہا کہ دینی قوتوں نے لادینی قوتوں کا راستہ روکنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون

کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ پشاور میں کہا کہ عظیم اسلامی انقلاب کے لئے اسلامک فرنٹ میدان میں آ گیا ہے۔ جنگل کے ڈاکو کا علاج ہو سکتا ہے لیکن اسمبلی کے ڈاکو کا نہیں۔ شیر درندگی کی، تیر سفاکی اور فرنٹ کا انتخابی نشان "کار" خوشحالی کی علامت ہے۔

حکومت، ایم کیو ایم مذاکرات

11 ستمبر کو اسلام آباد میں حکومت اور ایم کیو ایم کے مابین ہونے والے مذاکرات ناکام ہو گئے۔ حکومت نے الطاف حسین کے خلاف مقدمات واپس لینے سے انکار کردیا۔ البتہ حکومت نے عندیہ دیا کہ اگر ایم کیو ایم خود کو قومی سطح پر منظم کرے تو اس کی سیاسی سرگرمیوں میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔ الطاف حسین نے لندن سے اپنے بیان میں کہا کہ اگر حق پرستوں کو انتخابات میں حصہ لینے سے روکا گیا تو عوام الیکشن کے نتائج مسترد کر دیں گے۔

الطاف حسین کا خطاب

17 ستمبر کو جناح گراؤنڈ عزیز آباد میں ایک بڑے جلسے سے فون کے ذریعے اپنے مواصلاتی خطاب میں الطاف حسین نے کہا کہ ہمارا پاکستان کے علاوہ کوئی دوسرا ٹھکانہ نہیں۔ ہم فوج کا احترام کرتے ہیں اور مہاجر عوام فوج کے شانہ بشانہ ملک کا دفاع کریں گے۔ ہم چند خاندانوں کی نہیں اسلام اور انصاف کی حکمرانی چاہتے ہیں۔ پندرہ ماہ سے ہمارے رہنماؤں، کارکنوں اور ہمدردوں پر جو ظلم ڈھائے گئے ہیں اگر ہم حق پر نہ ہوتے تو ریاستی طاقت ہمیں کبھی کا ختم کرچکی ہوتی۔ لیکن حق پر ہونے کی وجہ سے ہم پہلے سے زیادہ مضبوط ہوئے ہیں۔ ایم کیو ایم سندھ سے نکل کر اب پنجاب، سرحد اور بلوچستان تک پہنچ گئی ہے۔ میں بدلہ لینے کے بجائے اب معاف کرنے کی بات کرتا ہوں۔ میں انہیں معاف کرتا ہوں جنھوں نے اپنی وفاداریاں تبدیل کیں، ہمارے کارکنوں کے گھر لوٹے، ساتھیوں کو شہید کیا، زخمی کیا اور معذور بنایا۔ حکومت ایم کیو ایم کے ایک جماعت کی حیثیت سے انتخابات میں حصہ لینے میں رکاوٹ نہ ڈالے۔

اس موقع پر سینیٹر اشتیاق اظہر نے کہا کہ دہشت گردی کے واقعات میں آج ہی ہمارے 293 کارکنان حقیقی کے ہاتھوں زخمی ہوئے ہیں۔ جبکہ حقیقی کا کہنا تھا کہ ان کے کارکنوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

آفاق کی پریس کانفرنس

22 ستمبر کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آفاق احمد نے کہا کہ اگر حکومت

نے اپنی جانبدارانہ پالیسی تبدیل نہ کی تو ہم انتخابات کا بائیکاٹ کر کے اس کے پسندیدہ دہشت گردوں کے لئے میدان کھلا چھوڑ دیں گے۔ سنجیدہ عناصر بتائیں کہ کیا الطاف گروپ نے مہاجروں کے مسائل حل کئے ہیں۔

24 ستمبر کو کراچی، حیدر آباد اور میرپور خاص میں الطاف حسین نے ٹیلی فون پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مہاجروں کو تقسیم کرنے کی ہر سازش ناکام بنا دی جائے گی۔ حق پرستی کی تحریک کو ظلم سے نہیں روکا جا سکتا۔ ایم کیو ایم کے رہنماؤں کے خلاف مقدمات واپس لئے جائیں۔ محصورین کی واپسی کے مطالبہ سے ہم دستبردار نہیں ہوسکتے۔

اسی روز بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے انکشاف کیا کہ گزشتہ تین ماہ میں ہمارے اور فوج کے درمیان مذاکرات کے کئی دور ہوچکے ہیں۔ فوج نے اپنے رویہ میں مثبت تبدیلی پیدا کی ہے۔ پہلے ہمارے اور فوج کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہو پاتا تھا۔ ایم کیو ایم غیر مشروط طور پر قومی دھارے میں شامل ہو رہی ہے۔

26 ستمبر کو الطاف اور آفاق گروپ کے درمیان مسلح محاذ آرائی ہوئی۔ متحدہ کے علاقوں میں کراچی، کورنگی، لانڈھی، لیاقت آباد اور لائنز ایریا میں رات گئے تک فائرنگ کا سلسلہ چلتا رہا۔ حقیقی کا ایک کارکن ہلاک ہوگیا۔ آفاق احمد نے کہا کہ حقیقی کو مہاجروں کے حق میں آواز بلند کرنے کی سزا دی جا رہی ہے۔ لانڈھی کے ایسے علاقے میں جو حقیقی کے زیر اثر ہے، الطاف گروپ کے انتخابی دفتر کے افتتاح کے موقع پر نامعلوم افراد نے فائرنگ کی جس سے بھگدڑ مچ گئی۔ چھتوں سے بھی فائرنگ کی گئی۔ الطاف گروپ کے امیدواروں نے اپنی مشترکہ پریس کانفرنس میں حق پرست امیدواروں و تحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ انتظامیہ اپنے تمام دعوؤں کے باوجود یہ تحفظ فراہم کرنے میں ناکام رہی ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ اگر دہشت گردوں کے منہ کو لگام نہ دی گئی تو منصفانہ انتخابات کے تمام دعوے جھوٹے ثابت ہو جائیں گے۔ فوج حقیقی کے دہشت گردوں کو لگام دے۔ میں جابر حکمرانوں کے سامنے سر نہیں جھکا سکتا۔ مجھے نہ تو کرسی کی خواہش ہے اور نہ ہی میں صدر یا وزیراعظم بننا چاہتا ہوں۔ میں ڈاکوؤں اور لٹیروں کا خاتمہ چاہتا ہوں۔ ہم پر مظالم کے باوجود میری اپیل کی وجہ سے قوم نے کسی رد عمل کا مظاہرہ نہیں کیا ہے۔

27 ستمبر کو الٰہی بخش کالونی میں الطاف گروپ کا ایک جلسہ فوج کی حفاظت میں ہوا۔ فوج نے اس جلسہ کی خاطر سٹیڈیم خالی کرایا۔ کراچی میں مختلف مقامات پر انتخابی جلسوں سے ٹیلی فون پر خطاب کرتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ اگر ہمیں چھ ماہ کے لئے اقتدار مل جائے تو سکولوں اور ہسپتالوں کا جال بچھا دیں گے۔ دھونس اور دھاندلی کے ذریعے حکومت نہیں کی جا سکتی۔

اسلامی جمہوری محاذ

جمعیت علماء پاکستان (نورانی گروپ) اور جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمان گروپ) پر مشتمل محاذ جو اپریل 92 میں تشکیل پایا تھا، انتخابی میدان میں سرگرم عمل ہو گیا۔ محاذ کے سربراہ شاہ احمد نورانی نے 3 ستمبر کو ڈیرہ اسماعیل خاں میں کہا کہ امریکہ پاکستان میں دینی قوتوں کے اتحاد کو ناکام بنانا چاہتا ہے۔ لیکن ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ دینی جماعتوں کے امیدوار ایک دوسرے کا مقابلہ نہیں کریں گے۔ مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ پوری قوم متحد ہو کر امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کا مقابلہ کرے۔ سابقہ حکومت شریعت کی بالادستی سے انکار کی وجہ سے اپنے منطقی انجام کو پہنچی۔ 21 ستمبر کو مولانا نورانی نے کراچی میں کہا کہ دینی جماعتوں کے ووٹ تقسیم کرنے کی سازش کامیاب نہیں ہو گی۔ پیپلز پارٹی نے روٹی، کپڑا، مکان اور نواز شریف نے اسلام کے نام پر دھوکہ دیا۔ دھوکہ دینے والے اور ملکی معیشت کو تباہ کرنے والے عوام کی نمائندگی کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ نواز شریف اور بے نظیر دونوں نے ملک کی دولت کو لوٹا ہے۔ عوام نے جمہوریت اور حقوق کا نعرہ لگانے والوں کا اصل روپ دیکھ لیا۔

مشترکہ جلسہ

24 ستمبر کو اسلامی جمہوری محاذ اور اسلامک فرنٹ کا ایک مشترکہ جلسہ نشتر پارک کراچی میں منعقد ہوا جس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نورانی نے کہا کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔ ہم صلیبی قوتوں کو اس میں دراڑیں ڈالنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ ملک کو امریکہ کے پاس گروی رکھ دیا گیا ہے۔ دفاع اور معیشت بھی امریکہ کے سپرد کی جا رہی ہے۔ عوام کا فیصلہ پاکستان کو ناقابل تسخیر بنا سکتا ہے۔ محمود غزنوی کا جذبہ رکھنے والوں کو برسر اقتدار لایا جائے۔ مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ امریکہ نے اسلامی تحریکوں کو روکنے کی کوشش کی تو ہم اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ دنیا کا مستقبل اسلام کے علاوہ کسی دوسرے نظام سے وابستہ نہیں۔ شاہ فرید الحق نے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر سے کسی خیر کی توقع نہیں۔ معین قریشی کو نگران وزیراعظم بنا کر پاکستانیوں پر عدم اعتماد کیا گیا۔ حافظ حسین احمد نے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر پھر دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ فرنٹ کے سید منور حسن نے کہا کہ شہر کراچی اسلام کے نام پر پھر متحد ہو رہا ہے۔ دینی قوتیں یکجا ہو گئی ہیں۔ عوام ایٹم بم بنانے والوں کو ووٹ دیں گے۔

نشتر پارک کا یہ جلسہ اسلامی جمہوری محاذ کا سب سے بڑا جلسہ تھا۔ دو بڑی دینی جماعتوں کے قائدین نے تو اوپری سطح پر اتفاق رائے کر کے ایک انتخابی محاذ تشکیل دے لیا لیکن اس کے باوجود نچلی سطح پر ان دونوں جماعتوں کے حامیوں کے درمیان برسہا برس کے شدید اختلاف دور

ہونے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ یہ جلسہ بھی اس اختلاف کا مظہر تھا۔ جے یو پی کے حامی مولانا نورانی کے حق میں اور جے یو آئی سے وابستہ افراد مولانا فضل الرحمان کے حق میں نعرے بلند کرتے رہے۔

انتخاب سے دستبرداری

جے یو پی (نورانی) کے مرکزی رہنما جنرل (ر) کے ایم اظہر نے قومی اسمبلی کے حلقہ قصور سے اپنی دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ سمگلروں، رسہ گیروں اور منشیات فروشوں کی موجودگی میں الیکشن کا پورا عمل لاحاصل ہے۔ عوام کو ایسے انتخابات سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکے گا۔

پاکستان عوامی تحریک کے چیئرمین ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بھی ایک پریس کانفرنس میں الیکشن سے اپنی لاتعلقی کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ طریقہ انتخاب ناقص ہے۔ دینی جماعتوں کے درمیان اتحاد نہ ہونے کی وجہ سے ووٹ تقسیم ہو جائیں گے جس کا فائدہ بے نظیر کو پہنچے گا۔

فنکشنل مسلم لیگ

12 ستمبر کو پارٹی کے سربراہ پیر پگاڑا نے کہا کہ پاکستان میں اسلامی انقلاب ضرور آئے گا۔ جو جتنا زیادہ سزا یافتہ ہے، پیپلزپارٹی میں اس کا رتبہ اتنا ہی بلند ہے۔

نئی سیاسی جماعت

12 ستمبر کو فوج کے سابق سربراہ جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ نے کراچی میں میٹ دی پریس سے خطاب کرتے ہوئے اپنی نئی سیاسی جماعت کا اعلان کر دیا۔ اور کہا کہ پارٹی کا مقصد عوام کے بنیادی حقوق حاصل کرنا ہوگا۔ اسلم بیگ نے کہا کہ وہ سندھ میں رہنے والی مختلف قومیتوں کے درمیان اختلاف دور کرانے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے ایم کیو ایم سے کہا کہ وہ قومی دھارے میں شامل ہو کر سیاست کرے۔

میر مرتضیٰ بھٹو

3 ستمبر کو ٹیلی فون پر ایک پاکستانی روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے مرتضیٰ نے کہا کہ میں

عنقریب واپس آ کر اپنی دھرتی پر مقدمات کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بیگم نصرت بھٹو کو پارٹی کے امور سے بے دخل کرایا گیا ہے۔ میری واپسی بے نظیر کے خلاف اعلان جنگ نہیں ہے۔ میں ان کی قیادت میں اپنے والد کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے تیار ہوں۔ نواز شریف، جتوئی اور الطاف حسین سب مل کر بھی پیپلز پارٹی کو شکست نہیں دے سکتے۔ شاہنواز کے قتل میں اسرائیلی ایجنسی "موساد" ملوث تھی۔ بے نظیر نہیں چاہتیں کہ میں پاکستان واپس آؤں۔ بے نظیر نے کہا کہ مرتضیٰ واپس آئیں لیکن ہم ان کے لئے کوئی نشست خالی نہیں کر سکتے۔

منشور کا اجراء

3 ستمبر کو سبک مجید نے کراچی میں مرتضیٰ بھٹو کا انتخابی منشور جاری کر دیا جس میں کہا گیا کہ عوام کے بنیادی حقوق روٹی، کپڑا، مکان اور مفت طبی امداد کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا اور پاکستان میں حقیقی جمہوری معاشرہ تشکیل دیا جائے گا۔ تشدد اور نا انصافی کے خاتمے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے، ٹیکس چوری کو جرم قرار دیا جائے گا، آٹھویں ترمیم سمیت آئین سے تمام غیر جمہوری شقوں کو ختم کر دیا جائے گا۔

سندھ کا وزیر اعلیٰ

7 ستمبر کو بیگم بھٹو نے ٹھٹھہ میں کہا کہ میری خواہش ہے کہ مرتضیٰ کو سندھ کا وزیر اعلیٰ بنایا جائے۔ یہ فیصلہ کرنے کے لئے میں نے قائم علی شاہ کو پارٹی کا اجلاس بلانے کی ہدایت کی ہے۔ میں بے نظیر اور مرتضیٰ میں مفاہمت کرانے کی کوشش کر رہی ہوں لیکن ابھی تک بہن بھائی کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہو سکا ہے۔

7 ستمبر کو وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ مرتضیٰ کبھی بھی سندھ کے وزیر اعلیٰ نہیں بن سکتے۔ نہ انہوں نے ہم سے ٹکٹ مانگا اور نہ ہی ہم نے انہیں ٹکٹ دیا۔ پیپلز پارٹی مرتضیٰ کے لئے نشستیں خالی نہیں چھوڑے گی۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو پھر کوئی اور ہی حکومت بنا لے گا۔ پیپلز پارٹی نہ کسی کی وراثت ہے اور نہ ہی اسے بھرے ہوئے پستولوں سے ہائی جیک کیا جا سکتا ہے۔ مرتضیٰ نے نواز شریف یا پیر پگاڑا کے خلاف نہیں بلکہ پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں کاغذات نامزدگی داخل کرائے ہیں۔ وہ میرے بھائی ہیں لیکن سیاست الگ چیز ہے۔ میں اصولوں اور غریبوں کی سیاست کرتی ہوں۔ میں بلیک میل نہیں ہوں گی۔ پیپلز پارٹی کے اصل وارث عوام ہیں۔ فوجی عدالتوں نے مرتضیٰ کو چودہ، چودہ سال کی سزائیں دی تھیں۔

ہم نے اپنے دور حکومت میں یہ سزائیں معاف کیں ورنہ انہیں جیل جانا پڑتا۔ سندھ کو فتح کرنے کے نواز شریف کے خواب کبھی پورے نہیں ہوں گے۔

میر مرتضیٰ نے کہا کہ سیاست میں آنے کے بعد میں نے کبھی گولی کی زبان استعمال نہیں۔ پیپلز پارٹی کا اپنا حال یہ ہے کہ وہ ہاریوں میں زمین تقسیم کرنے کی بات تو کرتی ہے لیکن ٹکٹ زمینداروں کو دیتی ہے۔ آصف زرداری میرے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کر کے مجھے ذلیل کرتے ہیں اور خود بھی ذلیل ہوتے ہیں۔ مرتضیٰ نے فون پر بات کرتے ہوئے کہا کہ میرے والد کی موت پر جشن منانے والوں کے ہاتھوں میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ ہیں۔ مجھے لڑائی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ حالانکہ میں اپنی بہن کا خیرخواہ ہوں اور انہیں وزیراعظم دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں سندھ کا وزیراعلیٰ بننا نہیں چاہتا۔ ماضی میں سندھ کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ میری ترجیحات میں سندھ کے مسائل کے حل کو اولیت حاصل ہے۔

13 ستمبر کو بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے بیگم بھٹو نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے مرتضیٰ کو دہشت گرد قرار دیا اس لئے اس نے پارٹی ٹکٹ کے لئے درخواست نہیں دی۔ پیپلز پارٹی مرتضیٰ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اسے سب سے بڑا چیلنج خود بھٹو خاندان کے اندر سے درپیش ہے۔ لیاری میں خواتین کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بیگم بھٹو نے کہا کہ میر مرتضیٰ بھٹو شہید کے اصل وارث ہیں۔ لیاری نے ہر مشکل وقت میں بھٹو خاندان کا ساتھ دیا ہے۔ اگر وزارت اعلیٰ مرتضیٰ کو دے دی جائے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ مجھے توقع ہے کہ بہن بھائی کے درمیان مفاہمت ہو جائے گی۔

15 ستمبر کو بیگم بھٹو نے لاڑکانہ میں کہا کہ قائم علی شاہ بے نظیر کے کان بھر رہا ہے۔ وہ میری بات سننے پر آمادہ نہیں، پارٹی کے لئے قربانی دینے والے کارکنوں کو پہلے بھی نہ وزارتیں دی گئیں اور نہ ہی ٹکٹ دیئے گئے۔ میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ بے نظیر کو ووٹ دو لیکن مرتضیٰ کا بھی حق ہے۔ وہ کیوں نہ جیتے۔ مرتضیٰ سے مفاہمت کے بغیر بے نظیر سندھ میں حکومت نہیں بنا سکتیں۔ اگر مرتضیٰ 17 نشستوں پر کھڑا رہا تو پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں بن سکے گی۔ بے نظیر اگر مرتضیٰ کو وزیراعلیٰ بنانے پر رضامند ہو جائیں تو وہ صرف دو نشستوں سے انتخاب لڑے گا۔

انتخابی مہم کا آغاز

18 ستمبر کو بیگم بھٹو نے لیاری میں ایک بڑے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے اپنے بیٹے میر مرتضیٰ کی انتخابی مہم کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے چالیس پونڈ وزنی کیک کاٹا اور پیپلز پارٹی کے امیدواروں سے کہا کہ وہ مرتضیٰ کے حق میں دستبردار ہو جائیں ورنہ ان کا برا حشر ہوگا۔ بیگم بھٹو نے گھارو میں کہا کہ مرتضیٰ کو پاکستان آنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ وہ مظلوم طبقے کے

مسائل سے پوری طرح واقف ہیں۔

غنویٰ بھٹو جو اپنے بیٹے کے ہمراہ 4 ستمبر کو کراچی سے دمشق کے لئے روانہ ہوئی تھیں۔ 17 ستمبر کو ذوالفقار علی بھٹو جونیئر اور فاطمہ بھٹو کے ہمراہ واپس پہنچ گئیں۔ وہ بھی صوبہ سندھ میں اپنے شوہر کی انتخابی مہم میں حصہ لیں گی۔

18 ستمبر کو کراچی میں انسداد دہشت گردی کی عدالت نے پولیس کی درخواست پر مرتضیٰ بھٹو کے خلاف ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ وزیر اطلاعات نثار میمن نے کہا کہ مرتضیٰ کے خلاف ملک میں مقدمات درج ہیں اس لئے وطن واپس آنے پر انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔

23 ستمبر کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بیگم بھٹو نے کہا کہ صوبائی صدر قائم علی شاہ نے پیپلز پارٹی کو بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ مرتضیٰ کے انتخابی کیمپوں کو درہم برہم کیا گیا لیکن دباؤ کے باوجود مرتضیٰ لیاری، بدین، خیرپور اور شکارپور کی نشستوں سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ قائم علی شاہ نے اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کو بے بنیاد قرار دیا۔ آصف زرداری نے کہا کہ بیگم بھٹو کا مرتضیٰ کی جانب جھکاؤ خطرناک ہے۔

25 ستمبر کو بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے مرتضیٰ نے کہا کہ میں ہزار بار مرنے کو تیار ہوں لیکن سرنڈر نہیں کر سکتا۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کی پالیسیوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پارٹی کی چیئرپرسن بیگم نصرت بھٹو کی اپیل پر میں نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو 23 کے بجائے صرف نو نشستوں پر انتخاب لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ مسلم لیگی مرتضیٰ پر آس لگائے بیٹھے ہیں لیکن وہ میرے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکے گا۔

نگران وزیراعظم کا خطاب

2 ستمبر کو معین قریشی نے سینٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک لوٹنے والوں کا احتساب ہوگا۔ بجلی، گیس، ٹیلی فون اور دوسری خدمات کے بلوں کے نادہندگان کے خلاف بھی کارروائی ہوگی۔ امریکہ نے منشیات کے سمگلروں کے نام ہمیں فراہم کر دیئے ہیں۔ جرم ثابت ہونے پر ہم انہیں امریکہ کے حوالے کر دیں گے۔ اگر نگران حکومت اقتصادی پیکج نہ دیتی تو ملک دیوالیہ ہو جاتا۔ عوامی احتجاج اور مشکلات کو نظر انداز کرتے ہوئے نگران حکومت نے بجلی کی شرح میں مزید 20 فیصد اضافہ کر دیا۔

اخبارات کے ایڈیٹروں سے خطاب کرتے ہوئے معین قریشی نے کہا کہ وسائل سے بڑھ کر زندگی گزارنے والے انکم ٹیکس ملازمین کا محاسبہ کیا جائے گا۔ سٹیٹ بینک کو خود مختار ادارہ بنا

دیا جائے گا۔ قائد حزب اختلاف کو وزیراعظم کے بعد دوسرا درجہ حاصل ہوگا۔ 3 ستمبر کو نگران حکومت نے متعلقہ قانون میں ترمیم کر کے سابق وزرائے اعظم کو وفاقی وزیر کے مساوی درجہ دے دیا۔ اس ترمیم کے نتیجے میں نواز شریف، بے نظیر، جتوئی اور بلخ شیر مزاری کو فوری طور پر وفاقی وزیر کا درجہ حاصل ہو گیا۔ انہیں سرکاری عملہ، ٹیلی فون اور سکیورٹی کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

3 ستمبر کو نگران حکومت نے مالیاتی اداروں کے سربراہان اور الیکشن کمیشن کو ہدایات جاری کر دیں کہ قرضے واپس نہ کرنے والوں کے اثاثے نیلام کر دیئے جائیں اور نادہندگان کو الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت نہ دی جائے۔ الیکشن کمیشن نے قرض نادہندگان کے بارے میں مستقل پالیسی کا خاکہ تیار کر لیا۔

9 ستمبر کو بیس پاکستانی بینکوں اور مالیاتی اداروں نے ایسے 18 بلین روپے کے قرضوں کی فہرست جاری کردی جو ڈوبے ہوئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق جون 93ء کے دوران نادہندگان کی تعداد میں ایک ہزار افراد کا مزید اضافہ ہوا۔ پاکستان بینکنگ کونسل کی جانب سے جاری کی جانے والی فہرست کے مطابق 86 ارب روپے سے زائد کے قرضے سیاستدانوں، تاجروں اور صنعتکاروں پر واجب الادا ہیں۔ گوہر ایوب اور ان کی بیگم پر 7 کروڑ 88 لاکھ، جتوئی پر 7 کروڑ 27 لاکھ، حاکم علی اور آصف علی زرداری پر ایک کروڑ 70 لاکھ روپے سے زائد رقوم واجب الوصول ہیں۔ سینٹرل بورڈ آف ریونیو کے ایک ممبر نے کہا کہ جن افراد نے بھاری قرضے لے کر انہیں معاف کرا لیا ہے ان سے قرضوں کی رقوم کے ساتھ ان پر انکم ٹیکس بھی وصول کیا جائے گا۔ ٹیکس چوروں کی فہرستیں بھی تیار ہیں۔ انہیں قانون کے شکنجہ میں جکڑا جائے گا۔ ان کے بینک اکاؤنٹس منجمد کر دیئے جائیں گے اور ان کی املاک فروخت کر دی جائیں گی۔

لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ

14 ستمبر کو لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس عبدالمجید ٹوانہ نے وفاقی بیت المال کے فنڈز کی تقسیم کے معاملے میں تحقیقات کر کے میاں نواز شریف، غلام حیدر وائیں، اور میاں منظور وٹو کے خلاف سرکاری رقوم کے ناجائز استعمال کے تحت ایک ریفرنس نگران وزیراعظم کو بھجوا دیا۔ فاضل عدالت نے اپنا فیصلہ اور اصل ریکارڈ معین قریشی کو ارسال کرتے ہوئے کہا کہ عدالت یہ معاملہ عوامی مفاد میں مناسب کارروائی کے لئے بھجوا رہی ہے۔

معین قریشی کے بیانات

14 ستمبر کو لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے معین قریشی نے کہا کہ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ اس سے بالا تر کوئی بھی نہیں۔ اگر کسی سابق صدر یا وزیراعظم کے خلاف مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے کا کوئی ثبوت ملا تو اسے بھی گرفتار کر لیا جائے گا۔ قرضہ واپس نہ کرنے والوں کے اثاثے ضبط کر لئے جائیں گے۔ منشیات کا کالا دھن سفید نہیں کیا جائے گا، کالا باغ ڈیم ضرور بننا چاہئے، اسرائیل کو تسلیم کرنے کے بارے میں عالم اسلام متفقہ موقف اختیار کرے۔ کوئی بڑے سے بڑا واقعہ بھی انتخابات ملتوی نہیں کرا سکتا۔

کاغذات نامزدگی مسترد

14 ستمبر کو قرضے واپس نہ کرنے کی بنیاد پر ریٹرننگ افسران نے غلام مصطفیٰ جتوئی اور ان کے بیٹوں سابق وفاقی وزیر غلام مرتضیٰ جتوئی، سابق صوبائی وزیر مسرور احمد جتوئی اور سعید احمد جتوئی کے کاغذات نامزدگی مسترد کر دیئے۔ ان کے علاوہ عطا محمد مری، طارق قربان، اعجاز جتوئی اور لیاقت جتوئی کے کاغذات بھی مسترد ہوگئے۔ لیکن بعد میں سپریم کورٹ نے مصطفیٰ جتوئی، اعجاز جتوئی اور لیاقت جتوئی کو الیکشن لڑنے کی اجازت دے دی۔

منشیات کے بارے میں تحقیقات

امریکی سینٹ کی امور خارجہ کی ذیلی کمیٹی برائے انسداد منشیات کے سربراہ سینیٹر جان کیری نے پاکستان میں منشیات فروشوں کے سیاسی اثر و رسوخ کے بارے میں تحقیقات کا آغاز کر دیا۔ یہ فیصلہ ان اطلاعات کے بعد کیا گیا کہ سابق وزیراعظم نواز شریف کے بعض قریبی رشتہ داروں سمیت بااثر لوگ منشیات کی تجارت میں ملوث رہے ہیں لیکن امریکی دفتر خارجہ ان بااثر افراد کے بارے میں حقائق چھپاتا رہا ہے اور سی آئی اے کی فراہم کردہ معلومات کے باوجود نواز شریف حکومت کو منشیات کے خلاف کوششوں میں رکاوٹ بننے والی حکومت قرار نہیں دیا گیا۔ اب سینیٹر جان کیری، پریسلر ترمیم کی طرح ایک ایسی ترمیم لانا چاہتے ہیں جو ان ممالک اور حکومتوں کے خلاف استعمال کی جائے گی جن کی اہم شخصیات منشیات کے کاروبار سے منسلک ہوں۔

منشیات کے مطلوبہ، سمگلروں کی گرفتاری کے لئے متعلقہ ادارے حرکت میں آ گئے۔ سمگلروں کے ٹھکانوں کا محاصرہ کر لیا گیا۔ پشاور میں دو سابق ارکان قومی اسمبلی اور آئندہ الیکشن کے امیدوار حاجی قدر گل اور حاجی ابراہیم کو ان کی رہائش گاہ سے گرفتار کر لیا گیا۔ ان پر

منشیات کے کاروبار میں ملوث ہونے کا الزام ہے۔ معین قریشی نے کہا کہ اگر منشیات کی لعنت کا خاتمہ نہ کیا گیا تو ہر کنبہ اس کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ اس کاروبار میں ملوث افراد کی گرفتاری میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔

قرض نادہندگان

17 ستمبر کو سرکاری ذرائع نے بتایا کہ 180 ارب روپے کے قرضوں کے نادہندگان کی فہرست عالمی بینک اور آئی ایم ایف کو فراہم کر دی گئی ہے۔ احتساب کے لئے ایک ایسا علیحدہ خودمختار سیل قائم کیا جائے گا جو بینک کے حکام کے خلاف بھی کارروائی کرنے کا حق رکھتا ہو۔

19 ستمبر کو لاہور ہائی کورٹ نے حکم دیا کہ فرضی ناموں پر الاٹ کئے گئے پلاٹوں کو منسوخ کر کے انہیں نیلام کے ذریعے فروخت کیا جائے۔ جن افراد کو کوڑیوں کے بھاؤ پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں ان سے مارکیٹ بھاؤ کے حساب سے بقایا رقم وصول کی جائے۔

سابق صدر کے لئے مراعات

20 ستمبر کو قانون میں ترمیم کر کے سابق صدر غلام اسحاق خاں کے لئے ماہانہ پنشن دس ہزار روپے، کرایہ مکان بارہ ہزار روپے، ٹیلی فون کے لئے ایک ہزار روپے، کتابوں کی خرید کے لئے ایک لاکھ روپے اور اہلیہ اور زیر کفالت بچوں کے لئے سرکاری خرچ پر علاج کی مراعات کا اعلان کیا گیا۔ وزیر اطلاعات نثار میمن نے کہا کہ سابق صدر کا احترام کیا جانا چاہئے۔ ان کے لئے رکھی گئی رقم نہایت قلیل ہے۔

27 ستمبر کو حکومت نے ایک آرڈیننس جاری کر دیا جس کے تحت منشیات کا کاروبار کرنے والوں کو سزائے موت دی جائے گی۔ اس کاروبار سے حاصل ہونے والے اثاثے بھی ضبط کئے جا سکیں گے۔ اس جرم کی کم سے کم سزا دو سال سے بڑھا کر عمر قید میں تبدیل کر دی گئی۔

ایٹمی پروگرام

23 ستمبر کو معین قریشی نے کہا کہ پاکستان نے اپنا ایٹمی پروگرام روک دیا ہے۔ اس لئے پریسلر ترمیم ختم ہو جائے گی اور پاکستان کے لئے امریکی امداد بحال ہو جائے گی۔ قاضی حسین احمد نے ان کی بروقت گرفت کرتے ہوئے کہا کہ معین قریشی پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر ہاتھ ڈالنے سے باز رہیں۔ پاکستان امریکہ کی طفیلی ریاست نہیں ہے کہ اس کے فیصلے امریکہ کے

دوست نگران وزیراعظم کریں۔ اتنے اہم مسئلہ پر نواز شریف اور بے نظیر نے اپنے کسی رد عمل کا اظہار کرنے کے بجائے چپ سادھ لی کیونکہ وہ اگر اس کے خلاف کچھ کہتے تو امریکہ ناراض ہوتا اور حق میں بات کرتے تو عوام ناراض ہوتے، اس لئے خاموش رہنے ہی میں عافیت تھی۔

انتخابی نتائج سے متعلق تجزیے

امریکی جریدے "نیوز ویک" نے "تیر بمقابلہ شیر" کے عنوان سے انتخابات کے بارے میں 27 ستمبر کو ایک رپورٹ شائع کی جس میں لکھا گیا کہ معین قریشی کی اصلاحات سے بے نظیر کو فائدہ اور نواز شریف کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ بے نظیر کئی اعتبار سے نواز شریف کے مقابلہ میں بہتر پوزیشن میں ہیں۔ اول یہ کہ فوجی طاقت بے نظیر کے ساتھ معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ تین سال قبل فوج ہی نے انہیں اقتدار سے الگ کیا تھا۔ دوسرے نواز شریف کو اسلامی جمہوری اتحاد کی حمایت بھی حاصل نہیں جو پچھلے انتخابات میں ان کے ساتھ تھا۔ اب یہ ان کے خلاف ہے۔ تیسرے یہ کہ پچھلے انتخابات کی طرح نواز شریف کو بائیسکل کا نشان نہیں دیا گیا جو پورے ملک میں معروف ہوگیا تھا۔ اس کے بجائے اب انہیں شیر کا نشان ملا ہے۔ پاکستان کی دو تہائی ان پڑھ آبادی کے پیش نظر نشان کی تبدیلی انتخابی نتائج پر برا اثر ڈال سکتی ہے۔

بی بی سی نے 28 ستمبر کو اپنی رپورٹ میں کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر میں برابر کا مقابلہ ہے۔ پاکستان میں سیاست دانوں کی ساکھ اچھی نہیں۔ پیپلز پارٹی نے 1970ء میں سوشلزم کا نعرہ بلند کیا تھا۔ 1980ء میں وہ جمہوریت کی علمبردار بن کر سامنے آئی۔ وہ جب برسراقتدار آئی تو اس پر نااہلی اور اقربا پروری کے الزامات عائد کئے گئے۔ صدر اسحاق اور نواز شریف کی کشمکش میں بے نظیر نے صدر کا ساتھ دیا حالانکہ صدر اسحاق نے ہی ان کی حکومت کو برطرف کیا تھا۔ دوسری جانب نواز شریف جنرل ضیاء کے پروردہ سیاست دان ہیں۔ 1990ء میں وہ اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ کی حیثیت سے وزیراعظم بن سکے تھے۔ آئی جے آئی کو آئی ایس آئی کی حمایت حاصل تھی لیکن اس مرتبہ نواز شریف کو کسی اتحاد کی حمایت حاصل نہیں ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا رائے دہندگان اس کے باوجود انہیں دوبارہ وزیراعظم بننے کا موقع فراہم کریں گے یا نہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ الیکشن قریب آنے کے باوجود لوگوں میں جوش و خروش کی کمی ہے۔

"فار ایسٹرن ریویو" نے اپنے تجزیہ میں لکھا کہ آئندہ انتخابات میں کوئی پارٹی واضح اکثریت حاصل نہیں کر سکے گی۔ مسند اقتدار کے لئے جن جماعتوں کے درمیان مقابلہ ہے ان میں سے ایک بے نظیر کی قیادت میں پیپلز پارٹی ہے۔ اور دوسری نواز شریف کی قیادت میں مسلم لیگ ہے۔ پیپلز پارٹی پر ہمیشہ سے بھٹو خاندان حاوی رہا ہے۔ لیکن اس بار وہ دو کیمپوں میں

تقسیم ہو گئی ہے۔ بے نظیر اور مرتضٰی بھٹو کی باہمی محاذ آرائی سے پیپلز پارٹی کو سندھ میں نقصان ہو گا۔ دوسری جانب مسلم لیگ بھی دو دھڑوں میں بٹ گئی ہے۔ مسلم لیگ کی انتخابی مہم میں پیپلز پارٹی پر 1971ء میں پاکستان توڑنے اور 1977ء میں مارشل لاء کے نفاذ کا ذمہ دار قرار دیا جا رہا ہے۔ جبکہ پیپلز پارٹی کی جانب سے مسلم لیگ اور نواز شریف کی حکومت پر بدعنوانی کے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ جماعت اسلامی نے بعض مذہبی جماعتوں کے اشتراک سے پاکستان اسلامک فرنٹ کے نام سے ایک نیا اتحاد قائم کر لیا ہے۔ فرنٹ اپنی انتخابی مہم میں دونوں بڑی جماعتوں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کو تند و تیز تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے۔ دونوں پر ملک لوٹنے اور امریکہ کا پٹھو ہونے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ اسلامک فرنٹ کی اس مہم سے بالواسطہ طور پر پیپلز پارٹی کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔

سعودی عرب کے کثیر الاشاعت انگریزی روزنامے "عرب نیوز" نے پاکستان کی صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ اگر مسلم لیگ (نواز گروپ) اور اسلامک فرنٹ کے درمیان اتحاد قائم نہ ہوا تو پاکستان میں پیپلز پارٹی ایک مرتبہ پھر اقتدار میں آ جائے گی۔ نواز شریف کی شکست کا سبب قاضی حسین احمد ہوں گے۔ نواز شریف پنجاب کی حد تک کامیابی حاصل کر لیں گے لیکن باقی صوبوں سندھ، سرحد اور بلوچستان میں انہیں سخت صورتحال کا سامنا کرنا پڑے گا۔

"سعودی گزٹ" نے اپنے تبصرہ میں لکھا ہے کہ پاکستان کے عام انتخابات میں حصہ لینے والی دونوں بڑی پارٹیوں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی میں اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں کہ دونوں میں روایتی حکمران طبقوں یعنی بڑے جاگیرداروں، زمینداروں اور صنعت کاروں کا غلبہ ہے۔ دونوں میں سے کسی ایک کو بھی اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں۔

انتخابی مہم کے آخری چار دن

6 اکتوبر 93ء کو قومی اسمبلی کے انتخابات کے لئے 4 اکتوبر رات بارہ بجے تک انتخابی مہم چلانے کی اجازت تھی۔ اس دوران شریک جماعتوں نے اپنی قوت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

جلسوں کے علاوہ مسلم لیگ کی انتخابی مہم پاکستان کے تمام روزناموں میں صفحہ اول پر شائع ہونے والے بڑے اشتہاروں کے ذریعے بھی جاری تھی۔ اخباری اشتہارات کا مضمون تھا:

"بدھ 6 اکتوبر فیصلے کا دن۔ آپ ووٹ نہیں دیں گے بلکہ مستقبل کا فیصلہ کریں گے کہ:

خواتین کی عزت و آبرو کی حفاظت یا ریپ کے ملزم کے سرپرست کی صدارت؟

مقبوضہ کشمیر کی عزت و آبرو کی حفاظت یا ان کی قربانیوں کا سودا؟

قبلہ اول کی یہودیوں سے آزادی یا اس سے امت کی محرومی!

ملک میں امن و امان یا ماں، بیٹی، بیٹے اور داماد میں اقتدار کے لئے خانہ جنگی؟
اپنا فیصلہ سنائیں... اپنا ووٹ استعمال کریں!
انتخابی نشان... شیر"

سپاہ صحابہ کی حمایت

4 اکتوبر کو سپاہ صحابہ کے مرکزی رہنما مولانا ضیاء الرحمان فاروقی، مولانا ضیاء القاسمی اور قاری محمد حنیف نے اپنے مشترکہ بیان میں نواز شریف کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے نفاذ، جہاد کشمیر کی کامیابی اور ایٹمی پروگرام کی تکمیل کے لئے مسلم لیگ کی حمایت ضروری ہے۔

نواز شریف کا کھلا خط

4 اکتوبر کو ملک کے مختلف روزناموں میں نواز شریف نے تحریک اسلامی کے کارکنوں کے نام ایک خط شائع کرایا جس کی فوٹو کاپی درج ہے۔ اس خط کا مقصد یہ تھا کہ جماعت اسلامی سے متعلق افراد مسلم لیگ کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کریں۔

آخری جلسہ

4 اکتوبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں ایک بہت جلسے سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ کل عوام کا سیلاب تیروں، کاروں اور مافیا کو بہالے جائے گا۔ ہم اقتدار میں آکر عوام کی تقدیر بدل دیں گے اور پورے ملک میں ترقی کے چراغ روشن کریں گے۔ پاکستان توڑنے والی سرکس پارٹی نامراد اور ناکام ہوگی۔ شکست ڈگڈگی بجانے والوں کا مقدر بن چکی ہے۔ بے نظیر صرف جلاؤ اور گھیراؤ کی سیاست کرتی ہیں۔ انہیں بیس سے زیادہ نشستیں نہیں ملیں گی۔ یہودیوں کی سازش کے تحت ووٹ تقسیم کئے جارہے ہیں۔ بے نظیر اور قاضی حسین احمد امریکہ کے اشارہ پر سارا ڈرامہ کر رہے ہیں۔ عوام مسلم لیگ کو بھاری اکثریت سے کامیاب بنا کر اس سازشی ٹولے کی ہمیشہ کے لئے چھٹی کر دیں جلسہ گاہ میں آمد پر نواز شریف کا زبردست اور پرجوش استقبال کیا گیا۔ استقبالی ہجوم میں مرد اور خواتین نعرے لگا رہے تھے:

"دیکھ دیکھ رب کی شان... شیر کو ملا شیر کا نشان"

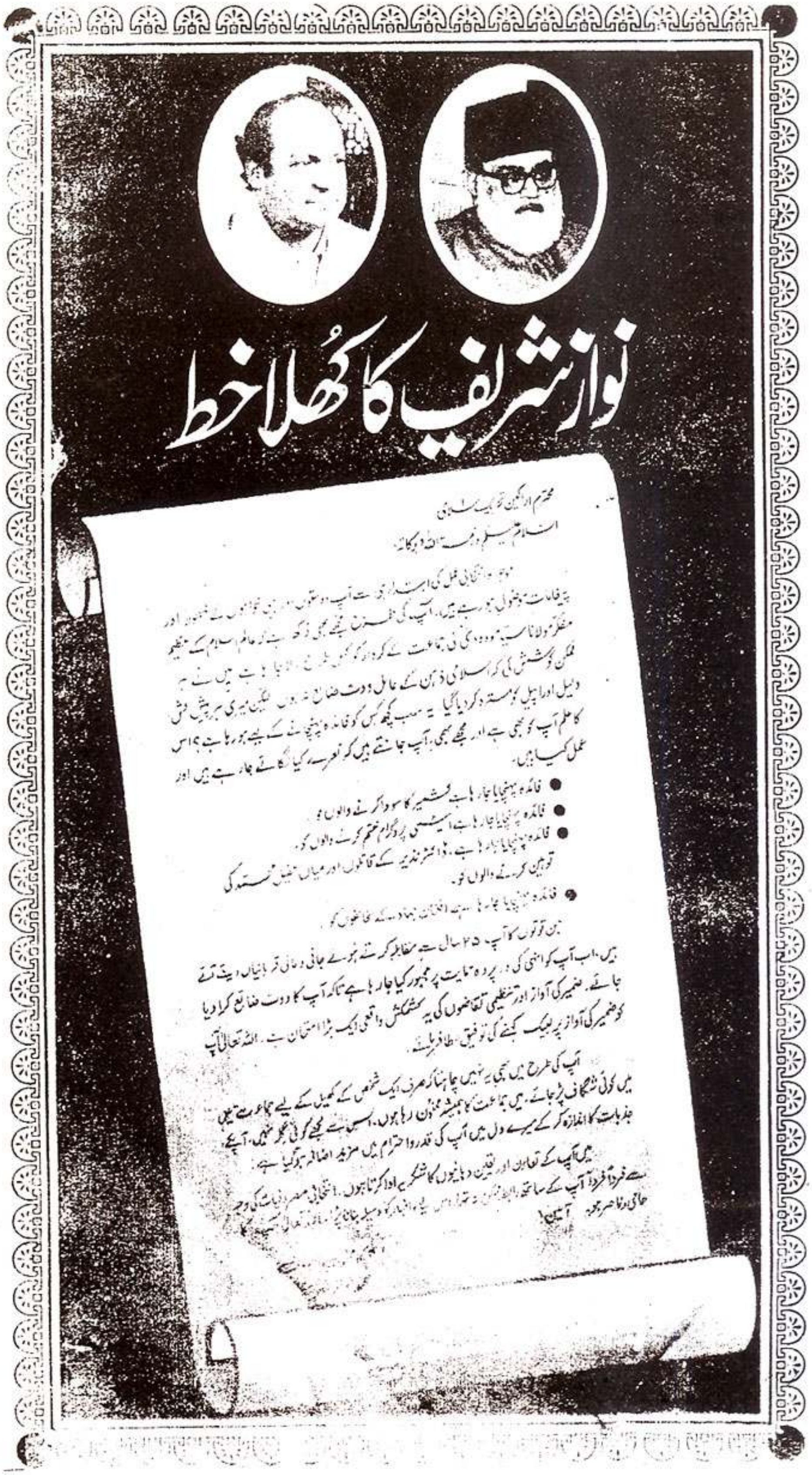

نواز شریف کا کھلا خط

محترم اراکین تحریک اسلامی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

پیغامات موصول ہو رہے ہیں۔ آپ کی نظر میں مجھے بھی ذکر ہے کہ عالم اسلام کے عظیم مفکر مولانا سید مودودی کی جماعت کے ... کوشش کی کہ اسلامی ذہن کے حامل ووٹ ضائع نہ ہوں لیکن میری ہر پیش کش، دلیل اور اپیل کو مسترد کر دیا گیا۔ یہ سب کچھ کس کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہو رہا ہے؟ اس کا علم آپ کو بھی ہے اور مجھے بھی۔ آپ جانتے ہیں کہ نعرے کیا لگائے جا رہے ہیں اور عمل کیا ہے۔

- فائدہ پہنچایا جا رہا ہے کشمیر کا سودا کرنے والوں کو
- فائدہ پہنچایا جا رہا ہے ایٹمی پروگرام ختم کرنے والوں کو
- فائدہ پہنچایا جا رہا ہے ڈاکٹر نذیر کے قاتلوں اور میاں طفیل محمد کی توہین کرنے والوں کو
- فائدہ پہنچایا جا رہا ہے ... کو

جن قوتوں کا آپ ۲۵ سال سے مقابلہ کرتے ہوئے جانی و مالی قربانیاں دیتے آئے ہیں، اب آپ کو انہی کی ... حمایت پر مجبور کیا جا رہا ہے تاکہ آپ کا ووٹ ضائع کرا دیا جائے۔ ضمیر کی آواز اور تنظیمی تقاضوں کی یہ کشمکش واقعی ایک بڑا امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ضمیر کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کی طرح میں بھی یہ نہیں چاہتا کہ صرف ایک شخص کے کھیل کے لیے جماعت میں کوئی شگاف پڑ جائے۔ میں جماعت کا ہمیشہ ممنون رہا ہوں۔ اس لئے مجھے کوئی گلہ نہیں۔ آپ کے جذبات کا اندازہ کر کے میرے دل میں آپ کی قدر و احترام میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

میں آپ کے تعاون اور ... کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ... فرداً فرداً آپ کے ساتھ ... اللہ تعالیٰ ... حامی و ناصر ہو۔ آمین!

پیر پگاڑا کی پیش گوئی

4 اکتوبر کو پیر پگاڑا نے خیرپور میں کہا کہ نواز شریف پھر ملک کے وزیراعظم ہوں گے۔ انہیں ہماری آشیرباد حاصل ہے۔ پیپلزپارٹی شیر کے سامنے آکر حواس باختہ ہو گئی ہے۔ غنڈوں بدمعاشوں اور لٹیروں کو ہمیشہ کے لئے سیاست سے باہر کر دیں گے۔ پیپلزپارٹی کی حکومت کسی صوبے میں بھی نہیں بن سکے گی۔

نواز شریف نے انتخابی مہم کے دوران 159 جلسوں سے خطاب کیا۔

پریس کانفرنس

5 اکتوبر کو کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہمیں اپنی فتح صاف نظر آ رہی ہے۔ دو تہائی اکثریت حاصل کر کے ہم اپنی مضبوط اور مستحکم حکومت بنائیں گے۔ سندھ میں بھی ہم پیپلزپارٹی کو حیران کرنے والے نتائج حاصل کریں گے۔ عوام نے پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ کو کامیاب بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ آئندہ حکومت کی تشکیل کے لئے ہم نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ ماہرین کی کمیٹیاں قائم کر دی گئی ہیں۔ ہم اصولوں پر قائم سیاست کو پروان چڑھائیں گے۔ اپنے ادھورے کام مکمل کریں گے اور نئی اصلاحات نافذ کریں گے۔ ہماری کابینہ مختصر ہو گی۔

6 اکتوبر کو مسلم لیگ نے روزناموں میں یہ بڑا اشتہار شائع کرایا:

"صرف شیر پر مہر لگائیں ... اپنا ووٹ پہلے دیں اور ناشتہ بعد میں کریں۔"

پاکستان پیپلزپارٹی

یکم اکتوبر کو پاکستان ٹیلی ویژن کے پروگرام "الیکشن آور" میں بے نظیر نے کہا کہ ہم کسی کے مخالف نہیں۔ صحیح قیادت اور صحیح نظام چاہتے ہیں۔ لوٹوں کی سیاست کا دور ختم ہو چکا۔ ہم استحصال سے پاک معاشرہ کا قیام چاہتے ہیں۔ "آپ کے دروازے پر حکومت" کا انقلابی نعرہ ہم نے دیا ہے۔ خالی پیٹ پاکستان مضبوط نہیں ہو سکتا۔ ہم مہنگائی اور بے روزگاری کو ختم کر کے معیشت کو مضبوط بنائیں گے۔ ہماری معیشت تباہ ہو چکی ہے اور عام شہری مجبور ہے۔ ہم موٹروے اور ییلو ٹیکسی جیسے فضول منصوبوں پر اخراجات کرنا نہیں چاہتے۔ ہم عدلیہ کو آزاد بنائیں گے۔ آٹھویں ترمیم ختم ہونا چاہئے لیکن تمام اختیارات بھی صرف وزیراعظم کے ہاتھوں میں نہ ہوں۔ کچھ اختیارات صدر اور کچھ قائد حزب اختلاف کے پاس ہوں۔ بیرونی دنیا پاکستان پر الزامات لگا رہی ہے۔ امریکہ کے ساتھ تلخیوں کو ختم کر کے اسے پریسلر ترمیم ختم کرنے پر

آمادہ کرنا چاہئے۔

2 اکتوبر کو کراچی کے مختلف علاقوں کا دورہ کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ اب کوئی خفیہ ہاتھ یا کوئی بابا نواز شریف کا ساتھ نہیں دے گا۔ 3 اکتوبر کو شیخوپورہ میں کہا کہ مسلم لیگ کے نزدیک مسلمان صرف وہ ہے جو بیت المال کا پیسہ کھاتا ہو۔ نواز لیگ پر ڈرگ مافیا کا قبضہ ہے۔ پاکستان بنانے والی مسلم لیگ اب پیپلز پارٹی میں تبدیل ہو چکی ہے۔ ہم پاکستان کو قبضہ گروپ سے آزاد کرائیں گے۔

4 اکتوبر کو اپنے آخری انتخابی جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے لاہور میں کہا کہ 6 اکتوبر کو انصاف، سچ، غریبوں، مزدوروں اور محنت کشوں کی فتح ہوگی۔ عوام نے پیپلز پارٹی کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ عوام لانگ مارچ میں ہمارا ساتھ نہ دیتے تو ظلم کے نظام کا خاتمہ نہ ہوتا۔ ضیا باقیات کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ عوام نواز شریف گروپ کو سیاسی میدان سے نکال باہر کریں گے۔

5 اکتوبر کو غیر ملکی صحافیوں سے بات کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف نوشتہ دیوار پڑھ لیں۔ فتح ہمارا مقدر ہو چکی ہے۔ میں با آسانی نواز شریف کو شکست سے دوچار کر سکتی ہوں۔ وہ مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ پیپلز پارٹی انتخابات میں واضح اکثریت حاصل کرے گی۔ ہم پاکستان کو اس کا کھویا ہوا مقام واپس دلائیں گے۔ ہم نے صرف وہی وعدے کئے ہیں جنہیں ہم پورا کر سکتے ہیں۔ امریکہ کے ساتھ تعلقات میں حائل رکاوٹیں دور کرنا ہوں گی۔ اسی دوران امریکہ سے شائع ہونے والے ایک جریدے "نیویارکر" میں کہا گیا کہ 1988ء میں امریکی سفیر رابرٹ اوکلے کے ایماء پر اس وقت کے صدر غلام اسحاق خاں نے بے نظیر کو وزیراعظم کے عہدہ کے لئے نامزد کیا تھا۔ بے نظیر نے 121 جلسوں سے خطاب کیا۔

اخباری اشتہار

6 اکتوبر کو پیپلز پارٹی نے ملک کے روزناموں میں یہ اشتہار شائع کرایا:

"آج تیر کا دن ہے... بے نظیر کا دن ہے"

"آج ہر تیر نشانہ پر لگنا چاہئے"

پاکستان اسلامک فرنٹ

یکم اکتوبر کو مالاکنڈ میں ایک بہت بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ نواز شریف ہمارے خلاف کروڑوں روپے خورد برد کرنے کے الزامات اس لئے لگا

رہے ہیں کیونکہ فرنٹ ان کو سیاست سے ناک آؤٹ کرنے کے لئے میدان میں آ گیا ہے۔ ہم خدا کے حکم سے میدان میں اترے ہیں اور خدا کے حکم ہی سے فتح کا جھنڈا اگاڑ دیں گے۔ ہم غریبوں، مزدوروں اور بیواؤں کی حکومت قائم کریں گے جس میں نہ کسی پر ظلم ہوگا اور نہ رشوت ہوگی۔ مسائل کا واحد اسلامی نظام کے نفاذ میں مضمر ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اسمبلیوں میں اسلام پسند نمائندوں کی اکثریت ہو۔ یہ اعزاز انشاء اللہ اب اسلامک فرنٹ کو حاصل ہوگا۔ فیصلے کی اس گھڑی میں عوام نے دانش مندی سے کام لیا تو اندھیرے دور ہو جائیں گے اور ملک کی تقدیر بدل جائے گی۔ انصاف کا بول بالا ہوگا۔ نواز شریف اور بے نظیر دونوں بڑے سکینڈلوں میں ملوث رہے ہیں۔ عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر دونوں کے ہاتھ سیاہ ہو چکے ہیں۔ دونوں کے نظریات میں کوئی فرق نہیں اسی لئے معین قریشی نے انہیں مخلوط حکومت بنانے کا مشورہ دیا۔ فرنٹ کی صورت میں ایک انقلابی قوت سامنے آ گئی ہے۔ عوام ایٹمی پروگرام پر سودے بازی کرنے والوں کو ووٹ نہیں دیں گے۔ اس انتخاب کے نتائج سب کو حیران کر دیں گے۔ 2 اکتوبر کو مختلف ریلیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم عوام کی طاقت سے جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ سیاست کا خاتمہ کر دیں گے۔ پیپلز پارٹی نے قوم اور ملک کو تباہی کے کنارے تک پہنچا دیا ہے۔

اسلامک فرنٹ نے ملک کے روزناموں میں یہ اشتہار شائع کرائے:

"آزمائے ہوئے کو مت آزمائیں، ماضی کے دونوں حکمرانوں کو آپ دیکھ چکے ہیں۔

ایک قرآن کے حکم کو وحشیانہ کہنے والی، دوسرا اسلام کا نعرہ لگا کر اس سے پھرنے والا جس کا دستور قرآن و سنت کی بالادستی کے ذکر تک سے خالی، دونوں کے ساتھی قرضوں کی رقوم ہڑپ کرنے والے، آپ کا خزانہ لوٹنے والے، پلاٹ اور پرمٹ کے بھوکے، لوٹے اور لٹیرے کمیشن اور کرپشن کے فن کار۔

الحمدللہ قاضی حسین احمد اور ان کے ساتھی بے داغ اور بے کردار۔"

3 اکتوبر کو گوجر خاں میں ایک بہت بڑے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ اقتدار کے حصول کے لئے نواز شریف اور بے نظیر کی نظریں امریکہ بہادر پر لگی ہوئی ہیں۔ لیکن اب قوم کی قسمت کا فیصلہ ان دونوں کو نہیں کرنا ہے۔ فرنٹ کی صورت میں انقلابی قوت سامنے آ گئی ہے۔ ہمارا بھروسہ صرف اللہ اور اس کے رسول پر ہے۔ ظالموں سے انتقام لینے کے لئے عوام فرنٹ کو مضبوط کریں۔ میں ظالموں کے گریبانوں میں ہاتھ ڈال کر مظلوم اور پسے ہوئے عوام کے حقوق ان سے اگلواؤں گا۔ صدیوں کے ظلم کا حساب لوں گا، ظلم کے خاتمے کے لئے ہم نے نواز شریف کا ساتھ دیا لیکن انہوں نے اپنا کوئی وعدہ پورا نہیں کیا۔ میں نے الزام تراشی پر نواز شریف کے خلاف ایک ارب روپے ہرجانے کا دعویٰ کیا ہے یہ رقم عوام میں تقسیم کر دیں گے۔ بے نظیر جس اسلام کی بات کرتی ہیں اس میں شراب اور سود حلال ہے۔

بغل میں چھری منہ میں رام رام

جناب نواز شریف!

ہم نے اسلامی جمہوری اتحاد بنایا.......... ناراض جونیجو کو ساتھ ملایا

پورے پاکستان میں جتوایا.......... نہ وزارتیں مانگیں نہ مشاورتیں

ہم خاموش رہے

ہم دیکھتے رہے

- تمہارے مہربانوں کے ہاتھوں کراچی میں ہمارے لاشے تڑپتے رہے۔
- جہاد افغانستان کے دشمن تمہاری گود میں پلتے رہے۔
- امریکہ کے اشارے پر کشمیریوں کے کیمپ اکھڑتے رہے۔
- قرآن و سنت کی بالادستی کے وعدے ٹوٹتے رہے۔
- تمہارے وزیر مائیکل جیکسن اور میڈونا کے لئے مچلتے رہے۔
- آپ نے "بڑی برائی" کو محب وطن ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا اور امور خارجہ کمیٹی کے سر پر بٹھایا۔ زرداری کو چوبیس گھنٹے میں لانڈھی جیل سے لندن پہنچایا۔
- تم نے سود کے خلاف شریعت کورٹ کے فیصلے کو چیلنج کر کے خدا اور رسولؐ سے بغاوت کی تو ہم نے تم سے بغاوت کی۔
- تم نے آئی جے آئی کے منشور سے بے وفائی کی اور آئی جے آئی کی حکومت کو اپنی بادشاہت میں بدلا۔
- بڑے اہتمام سے بنیاد پرست مسلمان ہونے سے برأت کا اعلان کیا۔
- سرحد، بلوچستان اور سندھ میں نسل پرستوں اور علیحدگی پسندوں سے دوستی کی پینگیں بڑھاتے ہو اور پھر بھی اسلام دوستوں سے ووٹ مانگتے ہو۔
- قوم نے بڑی برائی اور دیگر برائیوں کے سدباب کے لئے تمہیں جو زبردست مینڈیٹ دیا تھا تم اس میں بری طرح ناکام رہے۔ اس کھلی ناکامی کے بعد اب کس منہ سے دوبارہ مینڈیٹ مانگتے ہو۔
- اس سب کے باوجود ہم نے کہا کہ تم منشور سے بے وفائی کی غلطی کا کھلا اعتراف کرو۔ قرآن و سنت کی بالادستی قائم کرنے کا اعلان کرو۔ سپریم کورٹ سے سود جاری رکھنے والی اپیل واپس لو۔ نسل پرستوں اور علیحدگی پسندوں سے برأت کرو تو ہم تم سے بات کر سکتے ہیں۔ لیکن تم نے یہ بھی نہ کیا۔
- لہٰذا اب جماعت کے تمام کارکن مجلس شوریٰ کے فیصلہ پر یکسو اور متحد ہیں۔
- مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جا سکتا۔
- **یاد رکھو..... پاکستان کے عوام 6 اکتوبر کو ہر پولنگ سٹیشن میں کار پر مہر لگا کر جھوٹ، منافقت، کرپشن اور امریکی اثر و رسوخ کے خلاف نفرت کا اظہار کریں گے۔ جیت کے سفر کا آغاز کریں گے۔**

کارکنان ○ جماعت اسلامی پاکستان

4 اکتوبر کو کراچی میں مختلف مقامات پر جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ کراچی کے عوام پر ہمیشہ ظلم کیا گیا ہے۔ انہیں محبت دی جائے تو وہ اس سے بڑھ کر محبت دیں گے۔ غریب اور مظلوم عوام اسلامک فرنٹ کے پرچم تلے متحد ہو گئے ہیں۔ انہوں نے فرنٹ کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ قوم چوروں، لٹیروں اور لوٹوں سے حساب لے گی۔ نواز شریف اور بے نظیراب عوام کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ معین قریشی نے ایٹمی پروگرام ختم کرنے اور مقبوضہ کشمیر کی تقسیم کی بات کی لیکن ان دونوں نے چپ سادھے رکھی۔ 6 اکتوبر کا سورج مظلوموں کے لئے مسرت کا پیغام لے کر طلوع ہو گا۔ اس روز ہم اسلامی نظام کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔

نواز شریف کے کھلے خط کا جواب

5 اکتوبر کو کارکنان جماعت اسلامی کی جانب سے ملک کے روزناموں میں نواز شریف کے کھلے خط کے جواب میں اشتہار شائع کرایا گیا اس کی فوٹو کاپی درج ہے۔

5 اکتوبر کو قاضی صاحب نے قوم سے اپیل کی کہ وہ الیکشن کا دن جہاد سمجھ کر گزاریں۔ ایسے بے غرض اور مخلص نمائندوں کو منتخب کریں۔ جو ملک کو بحران سے نکال سکتے ہوں۔ نواز شریف اور بے نظیر دونوں نے ملک کو بحران میں دھکیلا تھا۔ انہیں دوبارہ منتخب کیا گیا تو ملک پھر ایک نئے بحران سے دوچار ہو سکتا ہے۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں اقتدار میں آتے ہی کرپشن، پلاٹ، پرمٹ اور پیسے کی سیاست شروع کر دیتے ہیں اور امریکہ کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں۔ دونوں جماعتوں میں خود غرض، سرمایہ دار، قرضہ خور، ٹیکس چور اور وفاداریاں تبدیل کرنے والے موجود ہیں۔ اسلامک فرنٹ نے پورے ملک میں بے غرض اور مخلص نمائندوں کو متعارف کرایا ہے۔ عوام پولنگ بوتھ پر ہر خوف اور دباؤ سے آزاد ہو کر خدا اور ضمیر کی آواز کو ملحوظ رکھ کر اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کرتے ہوئے محب وطن اور باکردار لوگوں کو ایوانوں میں بھیجیں۔

قاضی صاحب نے 119 مقامات پر جلسوں سے خطاب کیا۔

6 اکتوبر کو اسلامک فرنٹ نے اپنے اخباری اشتہارات میں کہا کہ:

”کار پر مہر لگائیں ... لٹیروں سے جان چھڑائیں۔“

اس انتخابی مہم میں نواز شریف، قاضی حسین احمد اور بے نظیر بھٹو روزانہ 18 سے 20 گھنٹے تک مصروف رہے۔ بی بی سی نے بھی اپنی نشریات میں کہا کہ ان تینوں نے پوری قوت کے ساتھ اپنی انتخابی مہم چلائی۔

ایم کیو ایم

یکم اکتوبر کو الطاف حسین نے الیکشن کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔

اپنے ایک نوجوان کارکن کوکب منیر کے قتل کی واردات کے بعد ایم کیو ایم نے مطالبہ کیا کہ کور کمانڈر جنرل نصیر اختر فوری طور پر ایم کیو ایم کے مرکزی دفتر نائن زیرو کا دورہ کریں اور پورے پروٹوکول کے ساتھ آ کر ہمارے شہداء کے لئے فاتحہ خوانی کریں لیکن کور کمانڈر نے یہ کہتے ہوئے اس درخواست کو رد کر دیا کہ وہ ایک سپاہی ہیں اور یونیفارم میں کسی جماعت کے دفتر کا دورہ نہیں کر سکتے۔ تاہم مقامی کمانڈر غمزدہ خاندان سے اظہار تعزیت کر سکتے ہیں۔

فوجی ذرائع نے بتایا کہ جنرل عبدالوحید نے ایم کیو ایم کے دونوں دھڑوں سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کر کے انہیں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے انتخابی جلسوں کو بھرپور تحفظ فراہم کریں گے۔ اس وقت الطاف گروپ نے کہا تھا کہ وہ انتخابات میں بھرپور حصہ لے گا لیکن اس ملاقات کے 72 گھنٹے بعد ایم کیو ایم نے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ اس سے قبل 4 جنوری 1993ء کو بھی ایف آئی اے کے ہیڈ کوارٹرز میں الطاف گروپ اور آفاق گروپ کے درمیان بقائے باہمی کے لئے ایک تحریری معاہدہ طے پا گیا تھا۔ لیکن نہ فریقین نے اس کی پابندی کی اور نہ ہی حکومت نے اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا۔

الیکشن کمیشن نے ایم کیو ایم سے کہا کہ وہ بائیکاٹ کے فیصلہ پر نظر ثانی کرے۔ کمیشن نے حکومت سندھ کو ہدایت دی کہ وہ جائز شکایات کا ازالہ کرے اور دو دن کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرے۔ سندھ کے نگران وزیراعلیٰ علی مدد شاہ نے کہا کہ ایم کیو ایم کو انتخابات میں حصہ لینے کے لئے ہر ممکن سہولت فراہم کی جائے گی۔ وہ بائیکاٹ کے فیصلہ پر نظر ثانی کرے۔ انتخابات کے التواء کا کوئی امکان نہیں۔ گورنر سندھ حکیم سعید نے کہا کہ میں ایم کیو ایم کو بائیکاٹ ختم کرنے پر رضامند کرنے کی کوشش کروں گا۔ ان کے بیشتر انتخابی دفاتر کھلوا دیئے گئے ہیں۔ ان سے یہ نہیں کہا گیا کہ وہ کچھ نشستیں مخالفین کو دے دیں۔ حکومت کسی دباؤ میں نہیں آئے گی۔ وفاقی حکومت نے کہا کہ انتخابات کے التواء کے سوا ایم کیو ایم کے تمام جائز مطالبات منظور کئے جا سکتے ہیں۔

نواز شریف نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ایم کیو ایم کی جائز مشکلات کا ازالہ کیا جائے۔ انہوں نے الطاف حسین سے بھی اپیل کی کہ وہ عوام کو اپنے نمائندے منتخب کرنے کی آزادی سے محروم نہ کریں۔ بے نظیر نے کہا کہ 1985ء میں ہم نے الیکشن بائیکاٹ کر کے غلطی کی تھی۔ ایم کیو ایم ہمارے تجربہ سے سبق حاصل کرے اور الیکشن میں حصہ لے۔ کسی کو ہٹانے یا لانے کا مطالبہ درست نہیں۔ ایم کیو ایم کے بائیکاٹ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کراچی کے عوام ہمارے ساتھ ہیں۔ پیپلز پارٹی کے اقبال حیدر نے کہا کہ اپنی مرضی کا ماحول نہ دیکھ کر ایم کیو ایم

والے بھاگ گئے۔

حقیقی کے چیئرمین آفاق احمد نے کہا کہ حقیقی مہاجروں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ ہم نے کبھی فرار کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ مہاجروں کے خلاف سازشیں کرنے والوں کو ناکام بنا دیا جائے گا۔ ووٹروں کو تحفظ فراہم کیاجائے گا۔

3 اکتوبر کو وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے کہاکہ سندھ کے انتخابات جانبدارانہ ہوں گے۔ یقین دہانی کے باوجود حکومت نے حالات ٹھیک نہیں کرائے۔ بائیکاٹ کا فیصلہ بہت سوچ بچار کے بعد کیا گیا ہے۔ عوام الیکشن کا بھرپور بائیکاٹ کریں گے۔ "گلف نیوز" نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بائیکاٹ کا فیصلہ ایک فاش غلطی اور جلد بازی میں کھیلا گیا ایک جوا ہے جس سے ایم کیو ایم کو نقصان پہنچے گا۔

4 اکتوبر کو کراچی ہیڈ کوارٹرز میں افسران سے خطاب کرتے ہوئے جنرل وحید نے کہاکہ انتخابی عمل کو سبوتاژ کرنے کی کوئی سازش یا تحریک برداشت نہیں کی جائے گی۔ ایم کیو ایم کا طرز عمل افسوسناک ہے۔ اس موقع پر کور کمانڈر جنرل نصیر نے کہاکہ اپنی مشکلات کے ازالے کے لئے ایم کیو ایم ہم سے رابطہ کرے۔

4 اکتوبر کو راولپنڈی میں ایک فوجی ترجمان نے کہاکہ نہ تو ایم کیو ایم کو انتخابی مہم چلانے سے روکا گیا ہے اور نہ ہی اسے چند نشستوں تک محدود کرنے کی بات کی گئی ہے۔ حکومت نے ایم کیو ایم کے امیدواروں کو ہرممکن حفاظتی اقدامات فراہم کئے تاکہ انتخابات میں ان کی شمولیت کو یقینی بنایا جاسکے۔ اگر کسی حلقہ میں انہیں زیادہ اضافی حفاظتی اقدامات درکار ہوتے تو حکومت وہ بھی فراہم کرنے پر آمادہ تھی۔ 4 اکتوبر کو وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہاکہ ایم کیو ایم کو انتخابات کا بائیکاٹ نہیں کرنا چاہئے۔

عدالت عالیہ کا فیصلہ

حکومت سندھ نے مئی میں ضابطہ فوجداری 54 کے تحت ایم کیو ایم کے ڈاکٹر عمران فاروق، صفدر باقری، خالد مرتضیٰ، اسامہ قادری، انیس احمد قائم خانی اور اسلم شہزاد سمیت بارہ افراد کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے پر سات لاکھ اور تین لاکھ روپے کے انعام کا اعلان کیا تھا۔

ایم کیو ایم نے سروں کی قیمت مقرر کرنے کے اس اعلان کو سندھ ہائیکورٹ میں چیلنج کر دیا۔ 5 اکتوبر کو عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے اس اعلان کو کالعدم قرار دے کر حکومت سندھ کو حکم دیا کہ وہ بارہ افراد کو فی کس پانچ پانچ ہزار روپے معاوضہ ادا کرے۔

5 اکتوبر کو سرکاری ترجمان نے بتایا کہ 5 اکتوبر کو رات گئے تک الطاف گروپ کو بائیکاٹ ختم کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے کوششیں جاری رہیں۔ صدر وسیم سجاد اور فوج کے اعلیٰ حکام

نے اس ضمن میں ایم کیو ایم کے رہنماؤں سے رابطے کئے۔ لیکن ایم کیو ایم کے اس اصرار پر قائم رہنے کے باعث کہ انتخابات سات روز کے لئے ملتوی کئے جائیں اور حقیقی کے تمام سرکردہ لیڈر فوری طور پر گرفتار کئے جائیں۔ یہ کوششیں کامیاب نہ ہوسکیں۔

الیکشن کمیشن کی وضاحت

5 اکتوبر کو الیکشن کمیشن نے سیاسی پارٹیوں، رہنماؤں، امیدواروں اور ووٹروں کی توجہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 171 (ج) کی جانب مبذول کرائی جس کے تحت کسی کو بالواسطہ یا بلاواسطہ، زبانی یا تحریری طور پر انتخابات کے بائیکاٹ کی ترغیب دینے، اس پر اکسانے، آمادہ کرنے یا روکنے کے مرتکب شخص کو تین سال تک کی قید یا پانچ لاکھ روپے تک کے جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

حقیقی کے سربراہ آفاق احمد نے کہا کہ حکومت اور انتظامیہ دہشت گردوں کو تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔ ہم ووٹروں کو روکنے کی ہر کوشش ناکام بنا دیں گے۔ عوام نے الطاف حسین کو مسترد کر دیا ہے۔ انہوں نے ووٹروں سے اپیل کی کہ وہ قوم کی بقاء کے لئے اپنا ووٹ ضرور استعمال کریں۔

الیکشن سے ٹھیک ایک دن قبل 5 اکتوبر کو کراچی میں جلاؤ اور گھیراؤ شروع ہوگیا، جگہ جگہ فائرنگ کی گئی، مسلح افراد اچانک سڑکوں پر نمودار ہوگئے۔ انہوں نے آتش گیر مادہ پھینک کر چھ گاڑیاں نذر آتش کردیں۔ الطاف گروپ کے حامی علاقوں گلبہار، ناظم آباد، پاک کالونی، شمالی ناظم آباد اور لیاقت آباد میں فائرنگ شروع ہوگئی۔ پتھراؤ کر کے ٹریفک معطل کر دیا گیا۔ فائرنگ سے ایک نوجوان ہلاک ہوگیا۔ لیاقت آباد میں پولیس دین پر حملہ سے چھ پولیس کانسٹیبل زخمی ہوگئے۔ حیدر آباد میں بھی فائرنگ کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے دو افراد ہلاک ہوگئے۔

الطاف حسین نے کہا تھا کہ ان کا اجتماع پُرامن ہوگا اور حکومت کا کہنا تھا کہ کسی کو قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ لیکن دونوں ہی اپنے وعدوں کے ایفا میں ناکام رہے۔ انتخابات سے ایک دن پہلے جلاؤ، گھیراؤ اور فائرنگ کا مقصد لوگوں کو خوفزدہ کرنا تھا کہ وہ ووٹ ڈالنے کے لئے اپنے گھروں سے نکلنے کی غلطی نہ کریں ورنہ خمیازہ بھگتنے کے لئے تیار رہیں۔

اسلامی جمہوری محاذ

محاذ کے رہنما مولانا نورانی نے حیدر آباد میں کہا کہ پاکستان کی تقدیر نظام مصطفیٰ سے وابستہ ہے۔ غیر ملکی ایجنٹ مشرقی پاکستان کی تاریخ دہرانا چاہتے ہیں۔ آزمائے ہوئے کو آزمانا گھاٹے کا سودا ہو گا۔ کفر کی قوتیں پھر متحد ہو گئی ہیں۔ آئندہ انتخابات میں متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والی قیادت کو منتخب کیا جائے۔

متحدہ دینی محاذ

محاذ کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کراچی میں کہا کہ ہماری جنگ باطل نظریات اور لادینی قوتوں کے خلاف ہے۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ نے غریب عوام کے مسائل حل نہیں کئے۔ مسلم لیگ نے دینی جماعتوں کی حمایت سے اقتدار میں آکر اسلام کے خلاف بغارت کی۔ کشمیر کا سودا کرنے کے لئے امریکہ نواز شریف یا بے نظیر کو لانا چاہتا ہے۔

میر مرتضیٰ بھٹو

4 اکتوبر کو بدین میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے بیگم نصرت بھٹو نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے مارشل لاء کا ساتھ دینے والوں کو ٹکٹ دیئے ہیں۔ کارکنوں کی قربانیوں کا سودا کر کے چوروں اور لٹیروں کو ٹکٹ دیئے گئے ہیں۔ میں پارٹی کے اس طرز عمل پر شرمسار ہوں اور معافی کی خواستگار ہوں۔ آغا سراج درانی اور ڈاکٹر ذوالفقار مرزا نے پارٹی کے نام پر کروڑوں روپے کے پلاٹ حاصل کر کے شہید بھٹو کی پارٹی کو بدنام کیا۔ عوام بھٹو کے وارث مرتضیٰ کو کامیاب بنائیں۔ میری زندگی تھوڑی رہ گئی ہے۔ میں بھٹو کی نشانی عوام کے حوالے کرنا چاہتی ہوں۔ راؤ رشید نے کہا کہ بے نظیر کی امریکی سفیر سے ملاقات پر کسی کو حیرت نہیں ہونی چاہئے۔ وہ جب بھی مشکلات میں گھر جاتی ہیں تو امریکہ اور غیر ملکی قوتوں سے مدد مانگتی ہیں۔ انہیں اپنی شکست صاف نظر آ رہی ہے۔

تحریک استقلال

3 اکتوبر کو "الیکشن آور" پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے پارٹی کے سربراہ اصغر خاں نے کہا کہ عوام کا جمہوریت پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے۔ صنعتی انقلاب کے بغیر خوش حالی ممکن نہیں۔ زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے فاضل زمینیں کسانوں میں تقسیم کر دی جائیں۔ صدر،

وزیراعظم، وزرائے اعلیٰ اور سرکاری افسران کا احتساب ہونا چاہیئے۔ تحریک استقلال صوبائی خودمختاری کے حق میں ہے۔ متناسب نمائندگی کا نظام اپنایا جائے۔

فلور کراسنگ

فلور کراسنگ کے آرڈیننس کی چار ماہ کی مدت ختم ہونے کے بعد قائم مقام صدر وسیم سجاد نے اس کی تجدید پر اپنے دستخط ثبت کرنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ اب یہ کام پارلیمنٹ پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ اسے باقی رکھتی ہے یا اس میں کوئی ترمیم کرتی ہے۔

شناختی کارڈ

لاہور ہائی کورٹ نے پیپلز پارٹی کے عارف اقبال بھٹی اور یوسف صلاح الدین کی رٹ درخواستیں مسترد کرتے ہوئے ووٹروں کے لئے شناختی کارڈ کی پابندی کو جائز قرار دے دیا۔

وزیراعظم کا خصوصی طیارہ

معین قریشی نے نواز شریف کے دور حکومت میں وزیراعظم کے لئے خریدے گئے بوئنگ طیارے 737 کو پھر پی آئی اے کے حوالے کر دیا۔ اس سے قبل 20 مئی 1993ء کو نگران وزیراعظم کا عہدہ سنبھالنے کے بعد بلخ شیر مزاری نے اسے یہ کہہ کر ایئر لائن کے حوالے کر دیا تھا کہ یہ ایک سفید ہاتھی ہے۔ لیکن سپریم کورٹ سے اپنی حکومت کی بحالی کے بعد نواز شریف نے یہ طیارہ دوبارہ واپس لے لیا۔

قائم مقام صدر کا خطاب

5 اکتوبر کو ریڈیو اور ٹی۔ وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے صدر وسیم سجاد نے کہا کہ نہ تو ہم کسی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں اور نہ ہی کسی سے عناد۔ ہم عوامی مینڈیٹ کا کسی ذہنی تحفظ کے بغیر مکمل احترام کریں گے۔ عوام اپنی رائے کا بھرپور اظہار کریں اور بھاری تعداد میں ووٹ ڈالیں۔ کسی لالچ یا دباؤ میں آئے بغیر اپنے ضمیر کی آواز پر فیصلہ کریں۔ اسی پر قوم کے مستقبل کا دارومدار ہے۔ حکومت نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔

5 اکتوبر کو نگران وزیراعظم معین قریشی نے اپنے قومی خطاب میں کہا کہ مجھے انتخابات کے لیے بلایا گیا تھا۔ میری اولین ترجیح یہی ہے اور وقت مل جاتا تو ملک کے لیے مزید کام کرنا

چاہتا تھا- میں کہیں جا نہیں رہا- ملک کو میری ضرورت پڑی تو انکار نہیں کروں گا- جب تک مستحکم حکومت قائم نہیں ہوگی، ہمارے ہاتھ میں کچھ نہیں ہوگا- مخلوط حکومت کی تجویز سنجیدہ نہیں تھی- لیڈر شپ اچھی ہو تو ہمارا ملک بھی سنگا پور اور کوریا بن سکتا ہے، مسئلہ کشمیر حل ہوگا- اس بارے میں بھارت کی اپروچ بہت خراب ہے- نادہندگان کی فہرستوں کی اشاعت جاری رہنی چاہئے- اُنھوں نے وضاحت کی کہ نہ وہ صدارتی اُمیدوار ہیں اور نہ ہی ریفرنڈم کرانا چاہتے ہیں-

چیف الیکشن کمشنر جسٹس نعیم نے کہا کہ منصفانہ اور آزادانہ انتخابات کے لیے ہر ممکن اقدام کیا-

سروے رپورٹ

14 اکتوبر کو شائع ہونے والی ایک نجی ادارے کی سروے رپورٹ کے مطابق مسلم لیگ قومی اسمبلی میں اکثریت حاصل کر کے اپنی حکومت بنا لے گی- ادارے کا سروے کے مطابق مسلم لیگ کو 98 اور پیپلز پارٹی کو 73 اور اسلامک فرنٹ اور دیگر جماعتوں کو مجموعی طور پر 20 نشستیں ملنے کی توقع ہے-

پاکستانی تجزیہ نگار قومی اخبارات میں شائع ہونے والے اپنے کالموں میں مسلسل نواز شریف کو یہ مشورہ دے رہے تھے کہ وہ حقیقت پسندی سے کام لیں اور قاضی صاحب کو اعتماد میں لے کر اُن کی جائز شکایات کا ازالہ کریں- ان کا کہنا تھا کہ اسلامک فرنٹ کو بھی ایسی کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی- جس کی وہ توقع کر رہا ہے- چند نشستیں ملنے کی صورت میں فرنٹ کبھی بھی پیپلز پارٹی کے ساتھ مخلوط حکومت میں شرکت پر آمادہ نہیں ہوگا- اس لیے نواز شریف اور فرنٹ کے درمیان مفاہمت نہ ہونے کی صورت میں فرنٹ بھی گھاٹے میں رہے گا- اور مسلم لیگ کو بھی تھوک کے بھاؤ نقصان پہنچے گا-

باب 5

فیصلہ کا دن

انتخابی گہما گہمی کے بعد آخر کار بدھ 6 اکتوبر قومی اسمبلی کے لیے انتخابات کا دن نمودار ہوگیا- آج پولنگ صبح سات بجے سے شروع ہو کر شام ساڑھے پانچ بجے تک جاری رہے گی- بدھ کے دن ہماری قومی تاریخ میں اہم واقعات رونما ہوتے رہے ہیں- ان تمام تاریخوں میں بدھ ہی کا دن تھا- جب 7 مارچ 1977ء کو قومی اسمبلی کے انتخابات ہوئے- جب 5 جولائی 77ء کو بھٹو کی حکومت کا تختہ اُلٹا گیا- جب 4 اپریل 79ء کو مسٹر بھٹو کو پھانسی دی گئی- جب 19 دسمبر کو جنرل ضیاء الحق نے ریفرنڈم کرایا- جب 25 فروری 85ء کو غیر جماعتی انتخابات کرائے گئے- جب 29 مئی 88ء جونیجو حکومت کی برطرفی عمل میں آئی- جب 17 اگست کو جنرل ضیاء کے طیارے کو حادثہ پیش آیا- جب 16 نومبر 88ء کو انتخابات ہوئے- جب اگست 90ء کو بے نظیر بھٹو کی حکومت ختم کی گئی اور جب 24 نومبر 90ء میں قومی اسمبلی کے لیے انتخابات ہوئے-

قومی اسمبلی

قومی اسمبلی درج ذیل تفصیل کے مطابق 217 ارکان پر مشتمل ہے:

وفاقی دارالخلافہ	1
وفاقی قبائلی علاقے	8
پنجاب	115
سندھ	46
سرحد	26

بلوچستان	11
کل مسلم نشستیں	207
اقلیتوں کے لیے نشستیں	10
کل تعداد	217

کل آبادی اور ووٹرز کی تعداد

1981ء کی مردم شماری کے مطابق22 اگست 1993ء کو ووٹرز کی

	آبادی	تعداد
وفاقی دارالحکومت	3,40,286	2,16,834
وفاقی قبائلی علاقے	21,98,547	35,552
پنجاب	472,92,441	308,99,314
سندھ	190,28,666	120,11,935
سرحد	110,61,328	63,85,908
بلوچستان	43,32,376	27,76,478
	842,53,644	523,26,021

کل آبادی کے 62 فیصد افراد رجسٹرڈ ووٹرز ہیں جن کی 59 فیصد تعداد پنجاب میں آباد ہے۔ قبائلی علاقوں میں دو فیصد سے بھی کم آبادی کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔

مسلم اور غیر مسلم ووٹرز

مسلم ووٹرز		508,35,060
غیر مسلم ووٹرز		
عیسائی	7,07,076	
ہندو	7,68,588	
سکھ، بودھ، پارسی	9,209	
قادیانی	5088	14,89,961
		523,26,021

غیر مسلم ووٹرز کل تعداد کا ڈھائی فیصد ہیں۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

مرداور خواتین ووٹرز

مرد ووٹرز	285,14,081
خواتین ووٹرز	238,11,940
	523,26,021

خواتین کل ووٹرز کا 46 فیصد ہیں۔

قومی اسمبلی کے لیے انتخابات

6 اکتوبر کو قومی اسمبلی کی 201 کی مسلم نشستوں کے لیے انتخابات ہوئے۔ کیونکہ ایک نشست پر مخدوم امین فہیم بلامقابلہ کامیاب قرار پا چکے تھے۔ ایک اُمیدوار غلام حیدر وائیں کو قتل کرایا گیا اور چار اُمیدوار محمد حنیف خاں، مومن خاں آفریدی، چوہدری نذیر احمد اور محمد اسمٰعیل انتقال کر گئے۔ ان پانچ نشستوں پر ضمنی انتخابات ہوئے۔

الیکشن کمیشن نے 50 جماعتوں کو انتخابی نشانات الاٹ کئے تھے۔ ان میں سے دس جماعتوں نے نشان لینے کے بعد بھی الیکشن میں حصہ نہیں لیا۔ صرف 14 جماعتیں قومی اسمبلی میں نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

ایم کیو ایم نے انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ 6 اکتوبر کو صبح سویرے ہی سے اُس کے حامی علاقوں گل بہار، ناظم آباد، لیاقت آباد وغیرہ میں فائرنگ شروع ہوگئی۔ متعدد مقامات پر اسلامک فرنٹ کے کیمپ نذر آتش کر دیئے گئے۔ اُس کے زیراثر علاقوں میں سناٹا چھایا رہا۔ دکانیں بند رہیں، سڑکوں پر گاڑیاں بھی غائب تھیں۔ اکثر لوگوں نے گھروں میں بند رہنے ہی میں عافیت سمجھی۔ البتہ ملحقہ گوٹھوں میں ووٹنگ معمول کے مطابق ہوئی۔ الطاف حسین نے کہا کہ انتخابات کا بائیکاٹ ایم۔ کیو۔ ایم پر اعتماد کا ثبوت ہے۔ اُنہوں نے مہاجر عوام کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ 9 اکتوبر کو صوبائی اسمبلی کے انتخاب کا بھی بائیکاٹ کیا جائے گا۔ اُنہوں نے سندھ میں دوبارہ انتخابات کرانے کا مطالبہ کیا۔

صدر وسیم سجاد نے کہا کہ انتخابات کے بائیکاٹ کا فیصلہ جمہوری روایات کے منافی ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو ان میں حصہ لینے پر آمادہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی تھی۔ اب وہ کھلے دل سے انتخابی نتائج تسلیم کر لیں۔ معین قریشی نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم نے بائیکاٹ ختم نہ کرنے کا فیصلہ پہلے ہی سے کر رکھا تھا۔ پولنگ کی شرح کم ہونے کی صورت میں دوبارہ پولنگ نہیں کرائی جائے گی۔ اکثریت حاصل کرنے والی جماعت کو اقتدار منتقل کر دیں گے۔

6 اکتوبر کی شام کو بی۔ بی۔ سی، وائس آف امریکہ اور وائس آف جرمنی نے کہا کہ

پورے ملک میں پولنگ کی شرح کم رہی ہے۔

الیکشن کے اختتام پر نواز شریف نے کہا کہ مسلم لیگ اکثریت حاصل کر کے مرکز میں حکومت بنائے گی۔ عوام نے بے نظیر اور غلام اسحٰق دونوں کو مسترد کر دیا۔ شیر نے میدان مار لیا اور تیر کا وار خالی گیا۔ کراچی سے بھی ہمیں کامیابی کی خوشخبری مل رہی ہے۔ یہ سب اللہ کی شان اور اُس کا کرم ہے۔ جمہوریت کے استحکام کے لیے ہم آئین میں ترمیم کریں گے۔ نواز شریف اور اُن کے ساتھیوں کی کامیابی پر لاہور کے شہریوں نے زبردست جشن منایا۔

بے نظیر نے کہا کہ پیپلز پارٹی انتخاب جیت چکی ہے۔ ہمارے اقتدار میں آنے کا راستہ کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ پارٹی کے ایک ترجمان نے رات گئے کہا کہ ہم 95 نشستیں جیت چکے ہیں۔ پشاور میں پیپلز پارٹی کی فتح کی خوشی میں نکلنے والے ایک جلوس پر نامعلوم افراد کی فائرنگ سے دو کم سن لڑکے ہلاک اور ایک شخص شدید زخمی ہوگیا۔ ان انتخابات میں پیپلز پارٹی نے اپنے نام سے حصہ لیا جبکہ اکتوبر 90ء کے پچھلے الیکشن میں وہ پی۔ ڈی۔ اے میں شامل تھی۔

قومی اسمبلی کے انتخابی نتائج ایک نظر میں

نمبر شمار	پارٹی کا نام	کل اُمیدوار	کامیاب اُمیدوار	ملنے والے ووٹوں کی کل تعداد	تعداد کا فیصد
1۔	عوامی نیشنل پارٹی	17	3	3,35,094	1.64فیصد
2۔	بلوچستان نیشنل موومنٹ (حئی گروپ)	5	1	47,648	0.23فیصد
3۔	بلوچستان نیشنل موومنٹ (مینگل گروپ)	6	1	45,228	0.22فیصد
4۔	اسلامی جمہوری محاذ	52	4	4,83,007	2.36فیصد
5۔	جمہوری وطن پارٹی	4	2	54,607	0.27فیصد
6۔	متحدہ دینی محاذ	35	2	2,16,937	1.32فیصد
7۔	نیشنل ڈیمو کریٹک الائنس	8	1	64,713	0.32فیصد
8۔	نیشنل پیپلز پارٹی	3	1	48,932	0.24فیصد
9۔	پاکستان اسلامک فرنٹ	105	3	6,81,157	3.33فیصد
10۔	پختون خواہ ملی عوامی پارٹی	6	3	97,541	0.48فیصد
11۔	پختون خواہ قومی پارٹی	2	1	54144	0.26فیصد

12-	پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	18	6	7,81,652	3.24فیصد
13-	پاکستان مسلم لیگ (نواز)	176	73	81,23,244	39.72فیصد
14-	پاکستان پیپلز پارٹی	170	89	28,19,624	38.24فیصد
15-	مختلف جماعتیں	104	—	1,07,979	0.53فیصد
16-	آزاد اُمیدوار	740	16	14,88,193	7.28فیصد
		1,451	206	204,49,700	100.00فیصد

ایک نشست پر مخدوم امین فہیم بلامقابلہ کامیاب ہو چکے تھے۔ بقیہ 206 نشستوں کے لیے 506,55,611 رجسٹرڈ ووٹرز میں سے صرف 40.3 فیصد نے ڈالے جبکہ 1990ء کے الیکشن میں یہ شرح 45.46 فیصد تھی۔ پیپلز پارٹی کے اُمیدوار سردار فاروق احمد خان لغاری نے سب سے زیادہ یعنی 95943 ووٹ حاصل کئے جبکہ آزاد اُمیدوار ملک سعید احمد سب سے کم یعنی 5997 ووٹ لے کر کامیاب ہوگئے۔ 15 خواتین نے انتخاب میں حصہ لیا، اُن میں سے 4 کامیاب ہوگئیں۔ 81 اُمیدوار پہلی مرتبہ قومی اسمبلی کے رُکن منتخب ہوئے۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا جبکہ 1990ء میں وہ قومی اسمبلی کی 15 نشستوں پر کامیابی حاصل کر کے ملک کی تیسری بڑی پارٹی بن گئی تھی۔ ان انتخابات میں اُن کے بائیکاٹ کی وجہ سے تھرپارکر حیدر آباد اور کراچی کی ان 15 نشستوں میں سے سات پر مسلم لیگ (نواز) سات پر پیپلز پارٹی۔ ایک پر اسلامک فرنٹ نے کامیابی حاصل کر لی۔ ایم۔ کیو۔ ایم (حقیقی) نے بارہ نشستوں پر اپنے اُمیدوار کھڑے کئے تھے لیکن بہت تھوڑے ووٹ حاصل کر کے وہ سب کے سب ہار گئے۔ الطاف گروپ کا یہ کہنا لوگوں کے دلوں میں راسخ ہوگیا تھا کہ حقیقی کو ایجنسیوں کی حمایت حاصل ہے اس لیے الطاف گروپ کے بائیکاٹ کے باوجود حقیقی کو مہاجر حلقوں میں کوئی پذیرائی حاصل نہیں ہو سکی۔

پاکستان مسلم لیگ کے 9 نمائندے محمد نواز شریف، نوابزادہ صلاح الدین، شیخ رشید احمد، چوہدری نثار علی خان، ملک عبدالمجید، چوہدری انور علی چیمہ، ملک محمد نعیم خاں، راؤ خضر حیات اور عبدالستار لالیکا اور پیپلز پارٹی کے چار نمائندے سید یوسف رضا گیلانی، سید احمد عالم انور، سردار حاجی نور محمد خان اور ظفر علی شاہ قومی اسمبلی کے 85ء، 88ء، 90ء اور 93ء میں ہونے والے الیکشن میں ہر مرتبہ کامیاب ہوتے رہے ہیں۔

نواز شریف کی یہ پیش گوئی بڑی حد تک درست ثابت ہوئی کہ اکتوبر 93ء کے انتخابی نتائج حیران کن ہوں گے۔ اُن کی کابینہ کے نصف سے زائد ارکان الیکشن ہار گئے۔ زاہد سرفراز، الٰہی بخش سومرو، سید غوث علی شاہ، چوہدری شجاعت، مولانا عبدالستار خان نیازی، حاجی بلور کے علاوہ اجمل خٹک، حاجی حنیف طیب، الحاج شمیم الدین، اعتزاز حسن، نادر پرویز اور مرتضیٰ بھٹو جیسے اُمیدوار بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔

پیپلز پارٹی نے مجموعی طور پر مسلم لیگ سے تین لاکھ ووٹ کم حاصل کئے لیکن پھر بھی

نشستوں کے لحاظ سے اُسے مسلم لیگ پر 16 کی برتری حاصل ہوگئی۔ پیپلز پارٹی نے 89 جبکہ مسلم لیگ نے 73 نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔ 1990ء کے الیکشن میں مسلم لیگ نے اسلامی جمہوری اتحاد کے پلیٹ فام سے حصہ لیا تھا۔ اتحاد کو 106 نشستوں پر کامیابی ہوئی تھی۔ جبکہ پی۔ ڈی۔ اے جس کا اہم عنصر پیپلز پارٹی تھی۔ صرف 44 نشستوں پر کامیاب ہو سکا تھا۔ اس مرتبہ پیپلز پارٹی نے پی۔ ڈی۔ اے سے علیحدگی اختیار کرلی اور اپنے نام سے الیکشن میں حصہ لیا۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کو قومی اسمبلی کی 78 فیصد نشستیں مل گئیں۔ اسلامی جمہوری محاذ، متحدہ دینی محاذ اور اسلامک فرنٹ نے 92 نشستوں پر انتخاب لڑا جن میں سے انہیں صرف 9 نشستیں مل سکیں۔

مولانا نورانی نے کہا کہ ہم انتخابات کے نتائج خوش دلی کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں اور ہم آئندہ بھی انتخابات میں حصہ لیتے رہیں گے۔ قاضی حسین احمد نے بھی کہا کہ ہم الیکشن کے نتائج کھلے دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ اُنھوں نے انتھک جدوجہد کرنے پر کارکنوں کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ ہم صوبائی انتخابات میں بھی پوری قوت کے ساتھ حصہ لیں گے۔ ہمارا کوئی اُمیدوار کسی کے حق میں دستبردار نہیں ہوگا۔ ہم اپنے اصول اور مبنی برحق موقف پر قائم ہیں۔ مسلم لیگ یا پیپلز پارٹی سے کوئی سمجھوتہ یا اتحاد نہیں کریں گے۔ یہ دنوں جماعتیں امریکہ کی آلہ کار ہیں۔ ہم امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر نہیں چلنے دیں گے۔ دونوں نے شناختی کارڈ خریدے، بے پناہ دولت کا استعمال کیا۔ انتخابات جیتنے کے لیے تمام ناجائز حربے استعمال کئے۔ علاقائی تعصبات کو ہوا دے کر امریکی اور یہودی لابی کے ذریعے پاکستان کا آئین توڑنے کی سازش کی جارہی ہے۔ اب گاؤں گاؤں اور شہر شہر اسلامک فرنٹ کے دفاتر قائم کئے جائیں گے۔ اگلا انتخاب فرنٹ جیتے گا۔

قاضی صاحب نے تو ہمت نہیں ہاری لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلامک فرنٹ کے انتخابی نتائج اندرون ملک اور بیرون ملک جماعت اسلامی سے وابستہ افراد کے لیے خلاف توقع بھی تھے اور باعث تشویش بھی۔ جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس منعقدہ 22 اور 23 مئی 93ء میں طویل بحث و تمحیص کے بعد پاکستان اسلامک فرنٹ کے قیام کی تجویز منظور کر لی تھی۔ فرنٹ کے حق میں اہم دلائل یہ تھے کہ اگر جماعت کسی اتحاد میں شامل ہوتی ہے تو پھر اُسے خراب کردار کے حامل ایسے امیدواروں کی حمایت پر بھی مجبور ہونا پڑتا ہے جو اس کے اہل نہیں ہوتے اور اس کے باوجود جماعت کے حصہ میں صرف آٹھ یا دس نشستیں ہی آتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ ملک میں بڑی تعداد میں ایسے باصلاحیت اور قابل قبول افراد موجود ہیں جو جماعت اسلامی میں تو شامل نہیں ہوتے لیکن فرنٹ میں شمولیت اختیار کرنے میں اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہیں۔ فرنٹ مُسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے درمیان ووٹروں کی تقسیم میں تبدیلی پیدا کر سکتا ہے اور اس طرح ہمارے لیے کام کرنے کے راستے کھل جائیں گے۔

فرنٹ کی تشکیل کے چند ماہ بعد ہی انتخابات کا مرحلہ آگیا۔ مرکزی شوریٰ کے فیصلے کے مطابق جماعت نے ان میں فرنٹ کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا۔ فرنٹ کے قیام کے بعد کسی قابل

ذکر شخص نے اُس میں شمولیت اختیار نہیں کی۔ اس عملاً جماعت اسلامی سے متعلق افراد نے ہی فرنٹ کے نمائندوں کی حیثیت سے الیکشن میں حصہ لیا۔ قاضی صاحب نے انتخابی مہم کامیابی کے ساتھ چلانے کا حق ادا کر دیا۔ بلاشبہ فرنٹ کے جلسے، جلوس ریلیاں اور مظاہرے مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے ہم پلہ اور بعض مقامات پر اُن سے بہتر تھے۔ اس بھرپور عوامی حمایت کے پیش نظر قاضی صاحب کو فرنٹ کی کامیابی پر پورا یقین تھا انُ کا کہنا تھا کہ لوگ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں کو مسترد کر چکے ہیں اور فرنٹ کو اُن کی تائید حاصل ہو گئی ہے۔ اسی اعتماد اور یقین کی وجہ سے اُنھوں نے مسلم لیگ کی جانب سے مفاہمت کے لیے کی جانے والی کوششوں کو قبول نہیں کیا حالانکہ مرکزی شوریٰ نے طے کیا تھا کہ جماعت اسلامی کسی اتحاد میں تو شریک نہیں ہو گی البتہ مقامی حالات کے مطابق تمام جماعتوں بشمول پیپلز پارٹی سے نشستوں پر مفاہمت کی جا سکتی ہے۔ کامیاب جلسے اور جلوسوں کی بنا پر فرنٹ کی کامیابی کا اندازہ حقائق پر نہیں، بلکہ خوش فہمی پر مبنی تھا۔ فرنٹ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے درمیان ووٹروں کی تقسیم میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکا اور نہ ہی ملکی سیاست پر قابض چند سو خاندانوں کے فولادی خول میں کوئی دراڑ ڈال سکا۔ مختلف سروے، رپورٹوں اور مبصرین کے تجزیوں سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اصل مقابلہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے درمیان ہے اور فرنٹ کی کامیابی کے امکانات معدوم ہیں۔ اس وجہ سے انتخابات سے کچھ دن قبل دینی جذبات رکھنے والے ووٹروں میں یہ خیال راسخ ہو گیا کہ مسلم لیگ اور دینی جماعتوں کے درمیان ووٹوں کی تقسیم کا اصل فائدہ پیپلز پارٹی کو پہنچے گا۔ اس لیے وہ مسلم لیگ کی حمایت میں یک سو ہو گئے اور اُنھوں نے اپنا پورا وزن نواز شریف کے پلڑے میں ڈال دیا۔ ووٹروں کا یہ رجحان نمایاں تھا۔ مہم کے آخری دنوں میں ایک انتخابی جلسہ میں شرکت سے واپسی پر پنجاب کے امیر حافظ محمد ادریس نے مجھ سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ ہمیں نمایاں کامیابی حاصل ہو جائے لیکن یہ خدشہ بھی ساتھ ہی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پنجاب سے ہم کوئی ایک نشست بھی نہ لے سکیں۔

6 اکتوبر کو اسلامک فرنٹ ایک ایسی زبردست شکست سے دوچار ہو گیا جس کی توقع ہمارے مخالفین کو بھی نہیں تھی۔ فرنٹ کے صرف تین اُمیدوار کامیاب ہو سکے۔ وہ صوبہ سرحد سے اور ایک کراچی سے۔ چترال کی نشست سے فرنٹ کی اُمیدوار مولانا عبدالرحیم پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں صرف 510 ووٹوں کی اکثریت سے جیتے۔ دیر سے صاحبزادہ فتح اللہ پیپلز پارٹی کے نمائندہ پر 8101 ووٹوں کی نمایاں برتری حاصل کر کے کامیاب ہوئے۔ کراچی سے مظفر احمد ہاشمی، ایم کیو ایم کے بائیکاٹ کے باعث 235 ووٹ لے کر کامیاب ہو گئے۔ 1990ء کے الیکشن اسی حلقے سے ایم۔ کیو۔ ایم کا اُمیدوار ایک لاکھ سے زائد ووٹ لے کر کامیاب ہوا تھا۔ قاضی صاحب دو حلقوں سے کھڑے ہوئے تھے لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔ اس سے قبل جماعت اسلامی کے کسی امیر نے خود انتخابات میں حصہ نہیں لیا تھا۔

ووٹروں کا یہ خدشہ بھی درست ثابت ہوا کہ ووٹوں کی تقسیم کا اصل فائدہ پیپلز پارٹی کو پہنچے گا۔ صوبہ پنجاب میں دس ایسی نشستیں تھیں جن میں مسلم لیگ اور فرنٹ کے درمیان ووٹوں کی تقسیم کی وجہ سے پیپلز پارٹی کامیاب ہوگئی۔ اگر مسلم لیگ یہ نشستیں نہ ہارتی تو قومی اسمبلی میں اُس کے ممبران کی تعداد 73 سے بڑھ کر 83 اور پیپلز پارٹی کے ممبران کی تعداد 89 سے گھٹ کر 79 رہ جاتی۔ ان نشستوں کے اعداد و شمار ذیل میں درج ہیں۔

نمبر شمار	قومی اسمبلی کا حلقہ	پیپلز پارٹی کے ووٹ	مسلم لیگ کے ووٹ	پیپلز پارٹی کی برتری	فرنٹ کے ووٹ
1-	میانوالی فیصل آباد	63,548	60,959	2,589	3,025
2-	فیصل آباد VI	45,457	45,298	159	4,851
3-	جھنگ II	50,271	49,152	1,119	6,665
4-	گجرات I	79,772	74,918	4,854	7,228
5-	گجرات II	80,759	77,365	3,394	4,141
6-	گجرات۔جہلم	78,743	77,379	1,364	8,077
7-	منڈی بہاؤالدین	47,887	47,296	591	3420
8-	لاہور IX	38,433	38,361	72	11,107
9-	شیخوپورہ II	61,465	56,909	4,556	7,062
10-	لیہ II	51,162	46,480	4,682	3,296

ان کے علاوہ صوبہ سرحد میں بھی اے۔ این۔ پی اور فرنٹ کے درمیان ووٹوں کی تقسیم سے ان پانچ نشستوں پر پیپلز پارٹی کامیاب ہوگئی۔

نمبر شمار	قومی اسمبلی کا حلقہ	پیپلز پارٹی کے ووٹ	اے۔ این۔ پی کے ووٹ	پی۔ پی کی برتری	فرنٹ کے ووٹ
1-	پشاور I	40,343	35,755	4,588	9,725
2-	پشاور II	27,345	20,804	6,541	12,486
3-	نوشہرہ	36,111	30,020	6,096	15,896
4-	مردان I	38,525	24,881	13,644	18,094
5-	مردان II	33,119	32,709	410	18,767

مرکز میں حکومت سازی

قومی اسمبلی میں کوئی پارٹی بھی واضح اکثریت حاصل نہیں کر سکی تھی۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں ہی کو حکومت بنانے کے لیے دوسری جماعتوں کی حمایت درکار تھی۔ اس ضمن میں

نواز شریف نے پیرپگارا، اکبر بگٹی، محمود اچکزئی اور اختر مینگل سے رابطے قائم کئے۔ ان رابطوں کے بعد نواز شریف نے کہا کہ حکومت ہم بنائیں گے۔ اُنہوں نے صدر وسیم سجاد اور جنرل وحید سے بھی ملاقاتیں کیں اور کہا کہ پیپلز پارٹی کو معمولی اکثریت رکھنے کی بنا پر حکومتی سطح پر کسی قسم کی امداد نہیں ملنی چاہئے۔ اُنہیں یقین دلایا گیا کہ جس جماعت کو اکثریت حاصل ہوگئی اُسے ہی حکومت بنانے کا حق ہوگا۔ مسلم لیگ (جونیجو) کے سربراہ چٹھہ نے کہا کہ نواز شریف کی موجودگی میں مسلم لیگ (ن) سے اتحاد نہیں ہو سکتا۔ 18 اکتوبر کو لاہور میں نواز شریف کو مکمل سرکاری پروٹوکول دیا گیا۔

بے نظیر نے بھی مخلوط حکومت بنانے کے لیے دوسری جماعتوں اور رہنماؤں سے رابطے شروع کر دیئے اور کہا کہ ہمیں اقتدار میں آنے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ اُنہوں نے داتا دربار میں دعا مانگی اور علامہ اقبال کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ غیر ملکی صحافیوں سے بات کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ہم نواز شریف کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت نہیں بنائیں گے۔ نواز شریف کو اپوزیشن میں بیٹھنا ہوگا۔ اگر ہماری حکومت نہیں بننے دی گئی تو پھر کوئی دوسرا بھی حکومت نہیں بنا سکے گا۔ قانونی طور پر ہمیں حکومت بنانے سے نہیں روکا جا سکتا۔ مرکز اور صوبوں میں اتحادیوں کے ساتھ مل کر حکومتیں بنانے کی بات چیت چل رہی ہے۔ ہم آٹھویں ترمیم اور جداگانہ انتخابات کے خاتمے کے لیے اسمبلی میں بل پیش کریں گے۔

نگران وزیراعظم معین قریشی نے کہا کہ مرکز میں مخلوط حکومت قائم ہوگی جو اپنی پانچ سالہ مدت پوری کرے گی۔ قوم کو ایک موثر اور مضبوط حکومت کی ضرورت ہے۔ انتخابات صاف اور شفاف ہوئے ہیں۔

امریکی جریدے ''نیوز ویک'' نے لکھا ہے کہ انتخابات میں کوئی پارٹی اکثریت حاصل نہیں کر سکی۔ اس طرح 60 ماہ سے زائد جاری بحران کا خاتمہ نہیں ہو سکا۔ اگر بے نظیر بھٹو حکومت بنانے میں کامیاب ہوگئیں تو وہ فوجی اور بیرونی طاقتوں کی محتاج حکومت ہوگی۔

صوبائی انتخابات

قومی اسمبلی کے انتخابات کے بعد مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی نے صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے لیے اپنی نئی مہم تیز کر دی۔ مسلم لیگ نے قومی اخبارات میں ایک بڑا اشتہار شائع کرایا جس کا مضمون یہ تھا:

''عوام کا فیصلہ بے نظیر وزیراعظم نہیں بنیں گی۔
مسلم لیگ نے تمام پارٹیوں پر سبقت حاصل کر کے 41 فیصد ووٹ حاصل کئے ہیں۔
جبکہ پیپلز پارٹی کو 38 فیصد ووٹ ملے ہیں۔

آج ملک بھر کے عوام فیصلہ کریں گے کہ
پاکستان کے کسی صوبے پر بے نظیر اور آصف زرداری کا قبضہ نہیں ہونے دیا جائے گا۔
چاروں صوبے اپنی اپنی اسمبلیوں میں مسلم لیگ کو بھاری اکثریت سے ووٹ دے کر نواز شریف کے ہاتھ مضبوط کریں گے۔

بے نظیر نے مہم کے دوران کہا کہ پنجاب کے تعاون کے بغیر میں مرکزی حکومت میں موثر طور پر کام نہیں کر سکتی۔ عوام اگر مضبوط حکومت چاہتے ہیں تو پھر پنجاب اور دوسری صوبائی اسمبلیوں میں بھی پیپلز پارٹی کو کامیاب کرائیں۔ ہمارے اتحاد کو 92 نشستیں ملی ہیں جبکہ نواز شریف کے پاس صرف 73 ہیں۔ اس فرق کو کوئی بھی ختم نہیں کر سکتا۔ میں اپوزیشن کے ساتھ کسی بغض و عناد کا مظاہرہ نہیں کروں گی۔ نواز شریف سن لیں، آئندہ وزیراعظم میں ہوں گی۔ ہم لوٹا اور لفافہ کی سیاست کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیں گے۔ موجودہ فوجی قیادت اور 90-1988 کی قیادت میں بڑا فرق ہے۔ بے نظیر ایک لاکھ مرتبہ تسبیح "نصر من اللہ وفتح قریب" کا ورد ختم کر کے 8 اکتوبر کو رات ڈھائی بجے سو گئیں۔

پولنگ کے دن نواز شریف اور بے نظیر دونوں لاہور میں گھومتے رہے۔ تین بار دونوں کا آمنا سامنا ہوا۔ دونوں کو پولیس کمانڈوز نے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

اسلامک فرنٹ نے مرکز میں شکست سے دوچار ہونے کے باوجود اُسی جوش و خروش اور انہماک کے ساتھ صوبائی انتخاب میں حصہ لیا۔ یہ جماعت اسلامی کی تنظیم کا اعجاز تھا ورنہ کسی دوسری جماعت کے لیے ایسا کرنا خارج از امکان ہوتا۔

صوبائی انتخابات

9 اکتوبر کو چاروں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات مکمل ہوگئے۔ نتائج یہ رہے:

صوبہ پنجاب

پارٹی کا نام	کل اُمیدوار	کامیاب اُمیدوار	ملنے والے ووٹوں کی کل تعداد	کا فیصد
عوامی نیشنل پارٹی	3	-	115	-
اسلامی جمہوری پارٹی	46	-	1,23,874	0.85فیصد
جمہوری وطن پارٹی	1	-	82	-
متحدہ دینی محاذ	50	1	1,63,572	1.13

نیشنل ڈیموکریٹک الائنس	12	2	67,583	0.47
نیشنل پیپلز پارٹی	2	-	137	-
پاکستان اسلامک فرنٹ	139	2	3,50,837	2.43
پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	37	18	8,50,269	5.88
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	232	106	59,10,804	40.86
پاکستان پیپلز پارٹی	198	94	50,18,804	34.69
مختلف جماعتیں	45	-	20,614	0.14
آزاد اُمیدوار	868	17	19,59,432	13.55
	1,633	240	144,65,473	100.00

3,02,64,766 رجسٹرڈ ووٹرز میں سے صرف 47.80 فیصد نے ووٹ ڈالے جبکہ 1990ء کے الیکشن میں یہ شرح 49.61 فیصد تھی۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دو بڑی پارٹیاں بن کر اُبھریں لیکن مرکز کی طرح پنجاب میں بھی کسی پارٹی کو واضح اکثریت نہیں مل سکی۔ اس طرح حکومت سازی میں جوڑ توڑ کی گنجائش پیدا ہو گئی۔

صوبہ سندھ

17 اکتوبر کو اچانک الطاف حسین نے بائیکاٹ ختم کر کے صوبائی انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔ گو قومی اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لینے کی ہر کوشش کو اُنہوں نے رد کر دیا تھا۔ غالباً انُ کو یہ خوش فہمی تھی کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے بائیکاٹ کی موجودگی میں سندھ کے شہری علاقوں میں الیکشن کرائے ہی نہیں جا سکتے لیکن الیکشن ہوگئے اور اُس کی سابقہ نشستوں پر دوسری پارٹیاں کامیاب ہو گئیں۔ اس لیے اگلے دن اُنہوں نے یہ کہہ کر انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کرایا کہ حکام نے حق پرست اُمیدواروں کو تحفظ فراہم کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ الطاف حسین نے حقیقی کے کارکنوں کے لیے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ وہ ہمارے اُمیدواروں کو کامیاب کرائیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے میدان میں آتے ہی کراچی میں زبردست جوش و خروش پیدا ہوگیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم اور مسلم لیگ کے جھنڈے ساتھ ساتھ لہرا رہے تھے۔ کراچی سے مسلم لیگی اُمیدوار ایم۔ کیو۔ ایم کے حق میں دستبردار ہوگئے۔ ایم۔ کیو۔ ایم اندرون سندھ 25 نشستوں پر مسلم لیگ کی حمایت کرے گی۔ پیرپگارا نے بھی حق پرست اُمیدواروں کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ 8 اکتوبر کو آفاق احمد نے اعلان کیا کہ حقیقی کے امیدوار کسی بڑے تصادم سے بچنے اور مہاجروں کے وسیع تر مفاد میں سندھ اسمبلی کے انتخابات میں حصہ نہیں لیں گے۔ سندھ کے کور کمانڈر جنرل نصیر اختر نے کہا کہ فوج نہ کسی شخصیت یا گروہ کی مخالف ہے اور نہ

حامی ایم۔ کیو۔ ایم کے انتخابات میں حصہ لینے سے صوبائی سیاست پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ سندھ آپریشن کے بارے میں فیصلہ آنے والی حکومت کرے گی۔

8 اکتوبر کو رات گئے کراچی کلری کے علاقہ میں صوبائی اسمبلی کے حلقہ 86 کے ایک اُمیدوار جلال علی چوہان کو کسی نامعلوم شخص نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ وہ اپنے انتخابی دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن پر فائر کیا گیا۔ گولی اُن کی آنکھ کے آرپار ہو گئی۔

سندھ اسمبلی کے انتخابی نتائج

پارٹی کانام	کل اُمیدوار	کامیاب اُمیدوار	ملنے والے ووٹوں کی تعداد	کل تعداد کافیصد
عوامی نیشنل پارٹی	8	-	12,878	0.32فیصد
اسلامی جمہوری محاذ	29	-	36,878	0.92فیصد
متحدہ دینی محاذ	8	-	613	0.01فیصد
نیشنل ڈیموکریٹک الائنس	1	-	49	—
نیشنل پیپلز پارٹی	10	2	58,971	1.46فیصد
پاکستان اسلامک فرنٹ	43	-	45,562	1.14فیصد
پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	1	-	115	-
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	74	8	6,26,477	1.556فیصد
پاکستان پیپلز پارٹی	100	57	16,44,323	40.83فیصد
شہید بھٹو کمیٹی	15	1	49,785	0.01فیصد
حق پرست گروپ (الطاف)	57	26	10.01.025	24.85فیصد
مختلف جماعتیں	53	-	10.289	0.26فیصد
آزاد اُمیدوار	54	6	5,40,2,77	13.64فیصد
	453	100	40,26,942	100.00

1,10,21,918 رجسٹرڈ ووٹرز میں سے صرف 36.64 نے اپنے ووٹ استعمال کئے جبکہ 1990ء کے الیکشن میں یہ شرح 43.28 فیصد تھی۔ پیپلز پارٹی 41 فیصد ووٹ لے کر 100 میں سے 57 نشستوں پر کامیاب ہوگئی۔ یہ واحد صوبہ ہے جہاں کسی ایک جماعت کو واضح اکثریت حاصل ہوسکی ہے۔ میر مرتضیٰ بھٹو اپنی والدہ بیگم بھٹو کی حمایت کے باوجود صرف اپنے لیے ہی ایک نشست حاصل کر سکے۔ مرتضیٰ نے ٹیلی فون پر اپنے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ مایوس نہ ہوں۔ میں جلد ہی آپ کے درمیان ہوں گا اور عدل و انصاف کے لیے جد وجہد

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

کروں گا- 1990ء کے الیکشن میں ایم- کیو- ایم کو 28 نشستیں ملی تھیں جو اب کم ہو کر 26 رہ گئیں- حقیقی کے الیکشن میں حصہ نہ لینے کے باوجود شہری علاقوں میں آباد مہاجر دو متحارب گروپوں میں تقسیم ہوگئے ہیں- نوجوان نسل کے ہاتھوں میں جدید اسلحہ امن و امان کی صورت حال میں کسی بہتری کا امکان بہت کم ہے- خدشہ ہے کہ نواز شریف کے دور حکومت جون 92 میں شروع ہونے والا فوجی ایکشن زیادہ سختی کے ساتھ اب بھی برقرار رہے-

سرحد اسمبلی کے انتخابی نتائج

پارٹی کانام	کل اُمیدوار	کامیاب اُمیدوار	ملنے والے ووٹوں کی کل تعداد	فیصد
عوامی نیشنل پارٹی	39	21	3,57,766	14.99فیصد
اسلامی جمہوری محاذ	11	1	90,615	3.79فیصد
جمہوری وطن پارٹی	1	-	61	-
متحدہ دینی محاذ	11	1	15,279	0.64فیصد
نیشنل ڈیموکریٹک الائنس	1	-	3828	0.16فیصد
پاکستان اسلامک فرنٹ	44	4	165,232	6.92فیصد
پختون خواہ ملی عوامی پارٹی	7	-	2,567	0.11
پختون خواہ قومی پارٹی	3	-	15,410	0.65
پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	14	4	116,391	6.97فیصد
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	55	15	540,910	22,65فیصد
پاکستان پیپلز پارٹی	40	22	440,477	18.45فیصد
حق پرست گروپ (الطاف)	1	-	110	-
مختلف جماعتیں	13	-	20,390	0.85فیصد
آزاد اُمیدوار	209	12	568,833	23.82فیصد
	509	80	23,87,839	100.00

63,69,325 رجسٹرڈ ووٹرز میں سے صرف 37.49 فیصد ووٹ ڈالے- ایم- کیو- ایم نے پنجاب میں اپنا کوئی نمائندہ کھڑا نہیں کیا تھا- سرحد میں ایک نشست سے حصہ لیا، لیکن حق پرست اُمیدوار کو صرف 110 ووٹ ہی مل سکے- سرحد اسمبلی میں بھی کسی پارٹی کو اکثریت حاصل نہیں ہو سکی ہے- عوامی نیشنل پارٹی اور پیپلز پارٹی میں کسی باہمی مفاہمت کا امکان نہیں- اس لیے حکومت بنانے میں یہاں بھی جوڑ توڑ ہی سے کام لیا جائے گا- اے- ین- پی اور نواز گروپ

کی مجموعی تعداد 36 بنتی ہے۔ حکومت سازی کے لیے اُنہیں 5 مزید ممبران کی حمایت درکار ہوگی۔ اس طرح تعداد میں کمی کے باوجود اسلامک فرنٹ کے چار ممبران کو اہمیت حاصل ہو جانے کا امکان ہے۔

بلوچستان اسمبلی کے نتائج

پارٹی کا نام	کل اُمیدوار	کامیاب اُمیدوار	ملنے والے ووٹوں کی کل تعداد	تعداد کا فیصد
عوامی نیشنل پارٹی	13	1	20,150	2.62فیصد
بلوچستان نیشنل موومنٹ (حئی)	14	5	45,114	5.86فیصد
بلوچستان نیشنل موومنٹ (مینگل)	19	2	64,572	8.38فیصد
اسلامی جمہوری محاذ	33	3	93,798	12.18فیصد
جمہوری وطن پارٹی	16	4	77,973	10.12فیصد
متحدہ دینی محاذ	5	1	5,752	0.75فیصد
نیشنل ڈیموکریٹک الائنس	1	-	3,882	-
نیشنل پیپلز پارٹی	2	-	234	-
پاکستان اسلامک فرنٹ	11	-	3,228	0.42فیصد
پختون خواہ ملی عوامی پارٹی	10	4	65,671	8.53فیصد
پختون خواہ قومی پارٹی	1	-	60	-
پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	12	-	540	-
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	19	6	69,771	9.06فیصد
پاکستان پیپلز پارٹی	31	3	91,146	11.84فیصد
حق پرست گروپ (الطاف)	2	-	517	-
مختلف جماعتیں	24	2	59,572	7.74فیصد
آزاد اُمیدوار	161	9	158.038	22.50فیصد
	374	40	770,018	100.00فیصد

27,53,029 رجسٹرڈ ووٹرز میں سے صرف 28.59 نے ووٹ ڈالے۔ یہ شرح دوسرے صوبوں کے مقابلہ میں سب سے کم ہے۔ کوئی جماعت بھی کل نشستوں کے 15 فیصد سے زائد پر کامیاب نہیں ہو سکی۔ 1990ء کے الیکشن میں اکبر بگٹی کی پارٹی جمہوری وطن پارٹی کو 10 نشستیں

ملی تھیں جو اب کم ہو کر 4 رہ گئیں۔ حق پرست (الطاف) کے دو اُمیدواروں کو صرف 517 ووٹ مل سکتے۔ مہاجر قومی موومنٹ کا نام تبدیل کر کے متحدہ قومی موومنٹ کرنے سے کوئی تبدیلی بھی پیدا نہیں ہوئی اور عملاً اس کا دائرہ اثر سندھ کے شہری علاقوں ہی تک محدود رہا۔

آرڈی نینس کا اجراء

قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے بعد قائم مقام صدر وسیم سجاد نے ایک آرڈی نینس جاری کر دیا جس کے مطابق قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کو 6 ہزار روپے ماہانہ اعزازیہ بھی ملے گا۔ دفتر، گھر اور اجلاس کے مقام پر ٹیلی فون کی سہولت حاصل ہوگی جن کے اخراجات حکومت برداشت کرے گی۔ دونوں گریٹ 17 کا ایک پرائیویٹ سیکرٹری رکھنے کے مجاز بھی ہوں گے۔

6 اور 9 اکتوبر 93ء کے انتخابی نتائج ایک نظر میں

پارٹی کا نام	قومی اسمبلی	پنجاب اسمبلی	سندھ اسمبلی	سرحد اسمبلی	بلوچستان اسمبلی
عوامی نیشنل پارٹی	3	-	-	21	1
بلوچستان نیشنل موومنٹ (حئی)	1	-	-	-	5
بلوچستان نیشنل موومنٹ (مینگل)	1	-	-	-	2
اسلامی جمہوری محاذ	2	1	-	1	1
جمہوری وطن پارٹی	2	-	-	-	4
متحدہ دینی محاذ	2	1	-	1	1
نیشنل ڈیموکریٹک الائنس	1	2	-	-	-
نیشنل پیپلز پارٹی	1	-	2	-	-
پاکستان اسلامک فرنٹ	3	2	-	4	-
پختون خواہ ملی عوامی پارٹی	3	-	-	-	3
پختون خواہ قومی پارٹی	1	-	-	-	1
پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	6	18	-	4	-
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	73	106	8	15	6
پاکستان پیپلز پارٹی	90	94	57	22	3
شہید بھٹو کمیٹی	-	-	1	-	-

حق پرست گروپ (الطاف)	-	-	26	-	-
مختلف جماعتیں	-	-	-	-	2
آزاد اُمیدوار	16	17	6	12	9
مسلم ممبران کمیٹی	207	240	100	80	40

انتخابات کے نتیجے میں صرف مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی ہی ایسی دو پارٹیاں سامنے آئیں جنہیں مرکز اور چاروں صوبوں میں نمائندگی حاصل ہے۔ ماضی قریب میں ان دونوں کو حکومت کرنے کا موقع مل چکا ہے۔ لیکن دونوں ہی جمہوریت کو مستحکم کرنے اور ملک کو خوش حال بنانے میں ناکام ہو چکی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود رائے دہندگان نے ایک مرتبہ پھر انہی کے حق میں اپنے رائے دے کر انہیں دوبارہ کمرہ امتحان میں بٹھا دیا۔

وفاقی حکومت کی تشکیل

قومی اسمبلی میں کسی پارٹی کو بھی اکثریت نہ ملنے کے باعث اقتدار کی بندر بانٹ کا کھیل دوبارہ شروع ہوگیا۔ ووٹوں کی قیمت لگنے لگی۔ آزاد اور اقلیتی ارکان اسمبلی کے وارے نیارے ہوگئے۔ انتخابات کے بعد بھی مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی میں محاذ آرائی اور مقابلہ برقرار رہا۔ نئے سیاسی بحران پر نگران وزیراعظم اور بری فوج کے سربراہ دونوں نے اپنی فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کسی مفاہمت نہ ہونے کی صورت میں نئے انتخابات کی نوبت آ سکتی ہے۔

10 اکتوبر کو بی۔ بی۔ سی کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ مرکز میں چھوٹی جماعتوں کے تعاون سے حکومت بنانا پڑے گی۔ اس لیے حکومت ہم بنائیں یا کوئی اور، وفاقی حکومت مستحکم نہیں ہوگی۔ بہرحال ہم نے رابطے شروع کر دیئے ہیں اور قومی اسمبلی کے اجلاس میں ہم اپنی اکثریت ثابت کر دیں گے۔ انتخابی مہم کے دوران تو نواز شریف یہ کہتے رہے تھے کہ اگر ہمیں دو تہائی اکثریت نہ ملی تو پھر سوچیں گے کہ اقتدار میں آئیں یا نہ آئیں لیکن اب 37 فیصد نشستوں کے باوجود حکومت بنانے کے لیے کوشاں ہیں۔

11 اکتوبر کو اسلام آباد میں مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعتوں نے پارلیمانی پارٹیوں کے مشترکہ اجلاس میں بعض ممبران نے انتخابات کو قوم کی توقعات کے برعکس قرار دیتے ہوئے کہا کہا یہ پولیٹڈ اور انجینئرڈ انتخابات تھے۔ ان کے نتائج ایک سازش کے ذریعے عوام پر تھوپے گئے ہیں۔ اس سے انتشار پیدا ہوگا۔ اجلاس میں نواز شریف کو پارلیمانی پارٹی کا قائد منتخب کر لیا گیا اور اُنہیں ہم خیال جماعتوں سے بات چیت کرنے اور حتمی فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا گیا۔ اجلاس نے پیپلز پارٹی کے ساتھ مل کر حکومت بنانے کی تجویز مسترد کر دی۔ طے پایا کہ گوہر ایوب اسپیکر شپ کے لیے پارٹی کے اُمیدوار ہوں گے۔ بی۔ بی۔ سی نے اپنی نشریات میں کہا کہ اجلاس میں

بیشتر ارکان نے یہ رائے دی کہ صوبائی حکومتیں بنانے پر زیادہ توجہ دی جائے۔

سرتاج عزیز اور راجہ ظفر الحق نے کہا کہ ہماری حکومت کی برطرفی سے لے کر عام انتخابات تک مسلم لیگ کے خلاف باقاعدہ مہم چلائی گئی۔ چوہدری شجاعت نے بھی نگران حکومت پر انتخابی دھاندلیوں میں ملوث ہونے کا الزام لگایا۔ ان رہنماؤں نے انتخابی بے ضابطگیوں کے خلاف تحقیقات کے لیے عدالتی کمیشن قائم کرنے کا مطالبہ کیا۔ چیف الیکشن کمشنر جسٹس نعیم نے کہا کہ انتخابات کو انجینئرڈ قرار دینا ملک و قوم کے ساتھ زیادتی ہے۔ بے نظیر نے آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے پر نگران حکومت کو مبارک باد دی۔

10 اکتوبر کو بے نظیر نے نواز شریف سے فون پر رابطہ قائم کر کے کہا کہ ملک میں جمہوریت کے فروغ اور پارلیمانی نظام کے قیام کے لیے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہونے پر مبارک باد دی۔

11 اکتوبر کو نواز شریف نے نگران وزیر اعظم معین الدین قریشی سے ملاقات کر کے انتقال اقتدار کے بارے میں بات چیت کی۔ معین قریشی نے مرکز اور صوبوں میں بیک وقت اقتدار کی منتقلی کی نواز شریف کی تجویز منظور کر لی اور کہا کہ وہ اقتدار کی منتقلی کے کسی مرحلے میں بھی فریق نہیں بنیں گے اور نہ ہی آئین سے ہٹ کر کوئی قدم اٹھائیں گے۔ بعد میں معین قریشی نے کہا کہ اگر کوئی جماعت حکومت نہ بنا سکی تو غیر جانبدار وزیر اعظم مقرر کیا جائے گا۔

11 اکتوبر کو نواز شریف اور پیر پگارا کے درمیان ملاقات ہوئی۔ نواز شریف کے وزیر اعظم اور ناصر چٹھہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کا فارمولا زیر غور آیا۔ ممتاز محمد خان دولتانہ نے کہا کہ مسلم لیگی آپس میں نہ لڑیں اور تمام جماعتیں انتخابی نتائج تسلیم کر لیں۔ دولتانہ نے کہا کہ وہ مسلم لیگیوں کے اتحاد کے لیے نواز شریف اور چٹھہ سے رابطہ کریں گے۔

12 اکتوبر کو معین قریشی نے نواز شریف اور بے نظیر میں ثالثی کی پیش کر دی اور کہا کہ اقتدار کے لیے رسہ کشی نہ کی جائے۔ پاکستان دو جماعتی نظام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ چھوٹی جماعتیں مقابلہ کی تاب نہ لا کر ختم ہو چکی ہیں۔ ہم تمام مسائل کا حل تلاش نہیں کر سکے۔ معین قریشی نے جنرل وحید سے ملاقات کر کے تبادلہ خیال کیا۔

نواز شریف نے کہا کہ مسلم لیگ محاذ آرائی کی سیاست پر یقین نہیں رکھتی۔ پیپلز پارٹی چور دروازے سے اقتدار میں آنے کی کوشش کر رہی ہے۔ سازشی کلچر اُس کا سیاسی فلسفہ اور ہارس ٹریڈنگ اس کا اٹوٹ انگ ہے۔ اُس سے مصالحت کرانے کی کسی پیش کش کا ہمیں علم نہیں۔

بے نظیر نے کہا کہ ہم مسلم لیگ کے ساتھ صحت مندانہ تعلقات کار چاہتے ہیں۔ لیگ کی پارلیمانی پارٹی کی لیڈر شپ تبدیل ہو جائے تو اُس سے اتحاد ہو سکتا ہے۔ نواز شریف ڈیڈلاک چاہتے ہیں۔ ہماری جماعت اتحادی جماعتوں کے اشتراک سے مرکز اور چاروں صوبوں میں

حکومت بنائے گی۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر نئے انتخابات ہوں گے۔ ارکان اسمبلی کو خریدنے کے لیے نوٹوں کی بوریوں کے منہ کھول دیئے گئے ہیں۔ ایک سے دو کروڑ روپے تک کی پیش کش کی جا رہی ہے۔ میں نے نگران وزیر اعظم سے شکایت کر دی ہے کہ بے نظیر نے جنرل وحید سے بھی رابطہ قائم کیا۔ بے نظیر نے فون پر قاضی حسین احمد، اکبر بگتی اور مولانا فضل الرحمٰن سے رابطہ قائم کر کے قومی حکومت تشکیل دینے کی دعوت دی۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ نئے، انتخابات کا شوشہ افراتفری کے لیے چھوڑا گیا ہے۔ ہم اقتدار کی جنگ میں کسی کا ساتھ نہ دینے کے اصولی موقف پر قائم ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ہمارے بغیر کوئی بھی حکومت نہیں بنا سکتا۔

غلام اسحٰق خان پشاور سے اسلام آباد منتقل ہو گئے۔ حکومت سازی کے بارے میں اُن کے اور بے نظیر کے درمیان صلاح مشورے ہوئے۔ غلام اسحٰق خان نے کہا کہ پیپلز پارٹی واحد اکثریتی پارٹی ہے، اُسے حکومت بنانے کی دعوت دی جائے۔ معلوم ہوا کہ روئیداد خان اُن کے خصوصی ایلچی کی حیثیت سے آزاد ارکان اسمبلی کو پیپلز پارٹی کی حمایت پر آمادہ کر رہے ہیں۔

12 اکتوبر کو بے نظیر کا اسلام آباد ایئرپورٹ پر والہانہ استقبال کیا گیا۔ اُنہیں سرکاری پروٹو کول دیا گیا۔

ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ مسلم لیگ کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت نہیں بن سکتی۔ انتخابات میں دھاندلی کا الزام افسوس ناک ہے۔ ہمیں بھی اپنی توقعات سے کم نشستیں ملی ہیں، لیکن ہم نے عوام کا فیصلہ قبول کر لیا۔ پنجاب اگر مرکز کے ساتھ نہ ہوا تو بحران پیدا ہو گا۔ مسلم لیگ نے ارکان قومی اور صوبائی اسمبلی کو مری اور لاہور میں قید رکھا ہوا ہے۔ حکومت چھاپہ مار کر اُنہیں آزاد کرائے۔ کوئی صوبہ کسی کی جاگیر نہیں ہے۔ پنجاب میں بھی ہماری حکومت ہو گی۔

قومی اسمبلی کا اجلاس

جمعہ 14 اکتوبر کو نو منتخب قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کر لیا گیا۔ قاعدے کے مطابق اسپیکر گوہر ایوب نئے ارکان سے حلف لیں گے۔ اتوار 16 اکتوبر کو اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب ہو گا۔ پیپلز پارٹی نے صدر کو اپنا یہ اعتراض روانہ کیا کہ کیونکہ گوہر ایوب خود اسپیکر شپ کے عہدہ کے اُمیدوار ہیں اس لیے وہ اجلاس کی صدارت کرنے کے مجاز نہیں رہے۔

13 اکتوبر کو بے نظیر نے کہا کہ نواز گروپ کے قومی اسمبلی کے پانچ ارکان منشیات کے کاروبار میں ملوث ہیں۔ ہمارے پاس اس کے شواہد موجود ہیں۔ الیکشن کمیشن کو اس سے آگاہ کیا جائے۔ چٹھہ نے کہا کہ اتفاق لیگ سے ہمارا کوئی اتحاد ممکن نہیں۔ آپریشن چھانگا مانگا اب نہیں

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

چلے گا۔ غلام مصطفیٰ جتوئی نے بھی بے نظیر سے ملاقات کی۔ دونوں پارٹیوں نے انتخابی اتحاد پر سختی کے ساتھ عمل کرنے پر اتفاق رائے کیا۔

14 اکتوبر کو چیف الیکشن کمشنر نے کہا کہ انتخابات میں دھاندلی یا نتیجہ کی تبدیلی کا کوئی ثبوت پیش کیا جائے۔ جی۔ ایچ۔ کیو کے مانیٹرنگ سیل کا الیکشن کمیشن کے کنٹرول روم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ نتائج پولنگ اسٹیشنوں پر ہی بنائے گئے تھے۔ کمیشن نے نو منتخب ارکان کے ناموں کا نوٹیفیکیشن جاری کر دیا۔

14 اکتوبر کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ نواز شریف کا انتخابی نتائج تسلیم نہ کرنا فوج پر الزام لگانے کے مترادف ہے۔ ہم معین قریشی کو ملک کا صدر بنانے کی ہر کوشش کی مخالفت کریں گے۔ میں شوریٰ کے اجلاس میں جماعت کی اجازت سے اپنا استعفیٰ پیش کر دوں گا۔ آزاد کشمیر کے وزیر اعظم سردار عبدالقیوم نے کہا کہ انتخابات کے غیر منصفانہ ہونے کے الزام پر فوج کو متنازع نہ بنایا جائے۔ ہمارے دشمنوں کا اولین ہدف فوج ہے۔

اقتدار میں شرکت کا فارمولا

بی۔ بی۔ سی نے اپنی نشریات میں کہا مرکز میں ایک مستحکم حکومت بنانے کے لیے ایک یہ تجویز زیر غور ہے کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی پانچ سالہ مدت کو آپس میں آدھا آدھا تقسیم کر لیں۔ معلق پارلیمنٹ کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورت حال پر قابو پانے کے لیے اقتدار میں شرکت کا یہ نیا فارمولا تیار کیا گیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ نواز شریف اور بے نظیر دونوں اس پر متفق ہیں، اور اسے جنرل وحید اور معین قریشی کی آشیرباد بھی حاصل ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ وہ نصف مدت اقتدار کے فارمولے پر غور کر رہے ہیں لیکن بے نظیر نے کہا کہ ایسا کوئی فارمولا انُ کے زیر غور نہیں ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ فارمولا پیش کر کے بے نظیر خود ہی اس سے منحرف ہو گئیں۔ اُن کے اس دوغلے پن سے مجھے شدید دکھ ہوا ہے۔ لیکن بے نظیر نے کہا کہ یہ فارمولا نواز شریف نے پیش کیا ہے جسے ہم نے مسترد کر دیا ہے۔ اقتدار میں بندر بانٹ کے فارمولے کو ہم نہیں مانتے۔ بے نظیر نے صدر وسیم سجاد اور معین قریشی سے ملاقاتیں کر کے شکایت کی کہ مخالف جماعت آزادانہ اقلیتی ارکان کو ساتھ ملانے کے لیے ہارس ٹریڈنگ کر رہی ہے۔ دونوں نے بے نظیر کو یقین دلایا کہ سیاسی فضاء کو خراب کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور اکثریتی جماعت کو اقتدار منتقل کرنے میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہیں ہو گی۔

14 اکتوبر کو پیپلز پارٹی اور جونیجو گروپ کے مشترکہ اجلاس میں بے نظیر کو وزیر اعظم اور یوسف رضا گیلانی کو اسپیکر کے عہدہ کے لیے نامزد کر دیا گیا۔ فیصلہ ہوا کہ پنجاب کا وزیر اعلیٰ جونیجو گروپ سے لیا جائے گا۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم اپنے اتحادیوں سے مل کر مرکز اور صوبوں میں

Copyright © www.bhutto.org

حکومت بنائیں گے۔ البتہ نواز شریف سے مذاکرات کے لیے دروازے آج بھی کھلے ہیں۔ بے نظیر کی اسلام آباد کی رہائش گاہ پر چراغاں کیا گیا۔

14 اکتوبر کو نواز شریف نے اسلام آباد میں صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ جس نے بھی بے نظیر کا ساتھ دیا۔ اُنھوں نے اُس سے دغا کی۔ ہم اصول پسند سیاست دانوں کے تعاون سے اسپیکر کا انتخاب جیتیں گے۔ مرکز، پنجاب، سرحد اور بلوچستان میں اپنی ایسی حکومت بنائیں گے جو غیر ملکی قرضوں کے چکر سے نکلنے میں اہم کردار ادا کریں گی۔ نواز شریف نے نواب زادہ نصر اللہ، بلخ مزاری، کوثر نیازی، فضل الرحمٰن، چوہدری الطاف سے ملاقاتیں کیں۔ نواز شریف نے کہا کہ ڈھائی ڈھائی سال حکومت کرنے کی تجویز بے نظیر نے اپنے نمائندے کے ذریعہ بھجوائی تھی۔ نگران وزیراعظم نے بھی یہی تجویز سرتاج عزیز کو ٹیلی فون پر پیش کی تھی۔ بعض ذرائع نے بتایا کہ مسلم لیگ نے مرکز میں اپنی حکومت بنانے کی کوشش ترک کر دی ہے۔ اب اُس کی تمام تر توجہ پنجاب اور سرحد میں اپنی حکومتیں بنانے پر مرکوز ہے۔

قومی اسمبلی کا پہلا اجلاس

15 اکتوبر کو پاکستان کی گیارہویں منتخب قومی اسمبلی کے 185 ارکان نے حلف اٹھایا۔ اسپیکر گوہر ایوب کے ارکان سے اجتماعی حلف لیا۔ ارکان نے باری باری حاضری رجسٹر پر دستخط کیے۔ سب سے پہلے آصف علی زرداری کو دستخط کرنے کے لیے بلایا گیا۔ اجلاس میں چار سابق وزرائے اعظم، چھ سابق وزرائے اعلیٰ 29 سابق وزرا، چھ پارٹیوں کے سربراہ اور چار خواتین موجود تھیں۔ پیپلز پارٹی کے 6 مسلم لیگ کے 5 ایسے ارکان نے حلف نہیں اٹھایا جو مرکز اور صوبے دونوں میں جیتے ہیں۔ نواز شریف نے اپنی لاہور کی نشست خالی کر دی اور ایبٹ آباد سے منتخب رکن کی حیثیت سے حلف اُٹھایا۔ چار نشستیں دو جگہ سے انتخاب جیتنے کی وجہ سے خالی ہوئی ہیں۔ اجلاس اتوار تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

نواز شریف کی پریس کانفرنس

15 اکتوبر کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ نگران وزیراعظم مسلم لیگ کے خلاف انتخابی مہم چلاتے رہے ہیں۔ نگران حکومت ہارس ٹریڈنگ میں مصروف ہے۔ آرمی چیف کو سیاست میں ملوث کرنا کوئی عقلمندی نہیں۔ منفی سیاست کا رجحان ختم کیے بغیر مسائل پر قابو نہیں پا سکتا۔ ہم اپوزیشن میں بیٹھ سکتے ہیں لیکن بے نظیر کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے۔ دوسرے مسلم لیگی رہنماؤں نے بھی کہا کہ معین قریشی نے جانبدارانہ کردار ادا

کیا اور ملکی مفادات کے خلاف کام کیئے۔ سرتاج عزیز نے الزام لگایا کہ ہمارے دو ارکان پنجاب اسمبلی کو پیپلزپارٹی نے اغوا کر کے نامعلوم جگہ پر منتقل کر دیا ہے۔ پیرپگارا نے کہا کہ پیپلزپارٹی کو حکومت دینے کا منصوبہ اسحٰق خان کے دور میں بنایا گیا تھا۔ ایک بھارتی روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ پارلیمنٹ کی زندگی زیادہ طویل نظر نہیں آتی۔ بے نظیراوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ اور ہیں۔ مرکز میں اپنی حکومت بنانے کی خاطر پنجاب میں 18 نشستوں کے حامل گروپ کو وزارت اعلیٰ کا عہدہ دینے سے بڑی ہارس ٹریڈنگ اور کیا ہو سکتی ہے۔

علماء کی مشترکہ اپیل

15 اکتوبر کو مفتی رفیع عثمانی اور دیگر 100 علماء نے اپنی مشترکہ اپیل میں بے نظیر سے کہا کہ وہ کسی مرد کو پارٹی کا سربراہ نامزد کریں، عورت کی حکمرانی کی شریعت میں اجازت نہیں ہے لیکن علماء کی اس وضاحت اور اپیل کے باوجود آئین کی رو سے ایک عورت ملک کی وزیراعظم بن سکتی ہے۔ اگر مسلم لیگ نے اپنے دور اقتدار میں جبکہ اسے دو تہائی اکثریت حاصل تھی، آئین میں ضروری ترمیم کرالی ہوتی تو یہ صورت حال پیش نہ آتی۔

15 اکتوبر کو بے نظیر نے آصف زرداری، محمود۔ اے۔ ہارون، کوثر نیازی، فاروق لغاری اور مسز اشرف عباسی کے ہمراہ مولانا فضل الرحمٰن سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور کہا کہ میں ووٹوں کے لیے نہیں بلکہ دعا کے لیے آئی ہوں۔ میں اسلام ہی کو عہد جدید کے چیلنجوں کا جواب سمجھتی ہوں۔ فضل الرحمٰن نے کہا کہ عوام کو پارلیمنٹ سے بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ بے نظیر نے مولانا سمیع الحق سے بھی ملاقات کی۔ مولانا سمیع الحق نے بے نظیر سے کہا کہ آپ معذرت خواہانہ رویہ ترک کر کے مغرب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسلام کی بات کریں۔ اُنھوں نے کہا کہ عورت حکمران نہیں بن سکتی۔ نوابزادہ نے کہا کہ جو پارٹی اکثریت ثابت کر دے، اُسے حکومت تشکیل دینا چاہئے۔ انتخابات منصفانہ تھے۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ مسلم لیگ اور پیپلزپارٹی دونوں نے منشیات فروشوں، رسہ گیروں اور ظالموں کو ٹکٹ دیئے۔ ہم کسی سیکولر گروہ کا ساتھ دیتے تو جماعت اسلامی کا دینی تشخص تباہ ہو جاتا۔

پاکستان میں امریکہ کے سفیر جان سی مانجو نے کہا کہ عام انتخابات کے بعد پاکستان میں جمہوری عمل جاری و ساری ہے اور تمام اُمور آئین کے مطابق انجام پا رہے ہیں۔

جماعت اسلامی کی شوریٰ

جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک اجلاس 16 تا 19 اکتوبر لاہور میں منعقد ہوا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے امیر جماعت قاضی حسین احمد نے کہا کہ اس وقت ہمارے ہمدرد اور بہی خواہ ایک صدمہ سے دوچار ہیں۔ اس غم و الم اور آزمائش کے موقع پر استقامت اور ثابت قدمی کی ضرورت ہے۔ انتخابات کے آخری دنوں میں پیپلز پارٹی کے خوف اور ہمارے نہ جیتنے کے عام تاثر نے ووٹر کو ہم سے دور کر دیا۔ بعض ارکان نے کہا کہ انتخابی مہم اس طرح چلائی گئی جس نے مفاہمت کا راستہ بند کر دیا۔ امیر جماعت نے کہا کہ زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ میری عدم موجودگی میں بحث کی جائے۔ یہ کہہ کر قاضی صاحب اجلاس سے چلے گئے۔ مولانا جان محمد عباسی کی صدارت میں اجلاس جاری رہا۔ ارکان شوریٰ نے کہا کہ یہ گفتگو امیر جماعت کی موجودگی میں کی جائے۔ قاضی صاحب کو بلوایا گیا اور پھر اجلاس اُن کی صدارت میں ہوا۔ گفتگو کے بعد اجلاس میں طے کیا گیا کہ آئندہ تصاویر کے استعمال میں احتیاط برتی جائے۔ شخصیت پرستی سے اجتناب کیا جائے۔ پاسبان کی تنظیم کی آخری ذمہ داری ضلعی نظم کے سپرد کی جائے۔ اسمبلیوں کے اندر ہمارے ممبران اسلامک فرنٹ کے نام سے کام کریں گے لیکن ملکی سطح پر تمام سرگرمیاں جماعت کے نام پر اور اُس کے پلیٹ فارم سے ہوں گی۔ شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ جماعت حکومت سازی کے عمل میں غیر جانبدار رہے اور قاضی صاحب پورے اعتماد کے ساتھ امارت کی ذمہ داریاں ادا کرتے رہیں۔

اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب

اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے انتخاب کے لیے قومی اسمبلی کا ایک خصوصی اجلاس 17 اکتوبر کو ہوا جس کی صدارت صدر کے نامزد کردہ نمائندے محمود اچکزئی نے کی کیونکہ گوہر ایوب خود بھی اسپیکر کے عہدہ کے اُمیدوار تھے۔ پہلے مرحلے میں پیپلز پارٹی نے قومی اسمبلی میں اپنی واضح اکثریت ثابت کر دی۔ اسپیکر کے عہدہ کے لیے پیپلز پارٹی کے اُمیدیوسف رضا گیلانی 106 ووٹ لے کر اور ڈپٹی اسپیکر کے لیے ظفر علی شاہ 115 ووٹ لے کر منتخب ہوگئے۔ ان کے مقابلہ میں اسپیکر شپ کے لیے مسلم لیگ کے گوہر ایوب کو 90 اور ڈپٹی اسپیکر کے لیے نواز کھوکھر کو 81 ووٹ ملے۔ اسلامک فرنٹ اور جمہوری وطن پارٹی نے ووٹ نہیں ڈالے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم نے مرکز میں اپنی اکثریت ثابت کر دی ہے۔ پنجاب میں بھی ہم اپنی اکثریت ثابت کر دیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو پارٹی مرکز میں حکومت بنائے، صوبوں میں بھی اُسی کی حکومت ہو تاکہ عوام کے مسائل حل ہو سکیں۔ ہماری حکومت اپنی آئینی مدت پوری کرے گی لیکن پیر پگارا نے کہا کہ

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

موجودہ کھیل زیادہ عرصہ نہیں چلے گا۔ ایک اور الیکشن کی نوبت آ جائے گی۔

یوسف رضا گیلانی نے اپنے عہدہ کا حلف اٹھانے کے بعد کہا کہ وہ تمام ارکان کے ساتھ برابری کا سلوک کریں گے۔ گوہر ایوب نے کہا کہ یوسف گیلانی تجربہ کار ہیں۔ ایوان اچھی طرح چلائیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ اسپیکر کا انتخاب ہم تسلیم کرتے ہیں، ڈپٹی اسپیکر ظفر علی شاہ نے کہا کہ جمہوری روایات قائم کی جائیں گی۔

17 اکتوبر کو نواز شریف نے کہا کہ ہم اپنی طاقت کا بھرپور مظاہرہ وزیراعظم کے انتخاب کے موقع پر کریں گے۔ ہم اپنا جمہوری حق نہیں چھوڑیں گے۔ ایک معلق پارلیمنٹ اور منتشر مینڈیٹ کے ساتھ جمہوری نظام نہیں چل سکتا۔ ہم حکومت میں بیٹھیں یا اپوزیشن میں، سسٹم کو غیر مستحکم نہیں ہونے دیں گے۔ میں نے ماہرین سے کہا ہے کہ وہ ایک مستحکم نظام کے لیے تجاویز مرتب کریں۔ ہم نہ کوئی سودے بازی کریں گے اور نہ ہی پیچھے ہٹیں گے۔ پنجاب، سرحد اور ر بلوچستان میں ہمارے حامیوں کی حکومت ہوگی۔ سندھ میں بھی آئندہ ہم ہی حکومت بنائیں گے۔ اُنھوں نے کہا کہ مخالفین بڑے پیمانے پر ہارس ٹریڈنگ میں ملوث ہیں۔

معین قریشی کا الوداعی پیغام

18 اکتوبر کو معین قریشی نے اپنے الوداعی پیغام میں کہا کہ میں سیاست داں نہیں لیکن ملک سے محبت کرتا ہوں۔ مرتے دم تک خدمت کرتا رہوں گا، پاکستان کا مستقبل روشن ہے۔ مسئلہ کشمیر کے حل تک ایٹمی صلاحیت ضروری ہے۔ مجھے صدارت کی پیش کی ہوئی، لیکن میں اس کا خواہش مند نہیں ہوں۔ میں نے عہدہ چھوڑنے سے قبل نہ تو افسران کو بڑی تعداد میں ترقیاں دیں اور نہ ہی اپنے بھائی کو نوازا۔ نئی حکومت نادہندگان سے 80 ارب روپے کی رقم وصول کرے۔ بعد میں معین قریشی نے کہا کہ انتخابات سے قبل بنکوں سے بھاری رقوم نکلوائی گئی تھیں۔

18 اکتوبر کو جنرل وحید نے آرمی آڈیٹوریم راولپنڈی میں معین قریشی اور نگران کابینہ کے ارکان کے اعزاز میں الوداعی عشائیہ دیا۔ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے پر اُنھیں خراج تحسین پیش کیا۔ پاکستان مسلم لیگ نے معین قریشی کو الوداعی دعوت دینے کی تجویز مسترد کر دی اور اُنھیں انتخابات میں جانبدارانہ کردار ادا کرنے اور ملکی مفادات کے منافی اقدامات کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا اور کہا کہ نگران کابینہ کے تمام اقدامات کا مقصد مسلم لیگ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کے سوا کچھ اور نہیں تھا۔ بعد میں معین قریشی نیویارک کے لیے روانہ ہوگئے۔ قائم مقام صدر، مسلح افواج کے سربراہوں، گورنر سندھ اور اعلیٰ سول اور فوجی حکام نے انہیں کراچی ایئرپورٹ پر رخصت کیا۔ معین قریشی نے کہا کہ میں اپنا کام مکمل کر کے اطمینان کے ساتھ واپس جا رہا ہوں۔

باب 6

قائد ایوان کا انتخاب

18 اکتوبر کو وزارت عظمٰی کے دو امیدواروں نواز شریف اور بے نظیر نے چھ چھ کاغذات نامزدگی داخل کرائے جو درست قرار دیئے گئے۔ 19 اکتوبر کو قومی اسمبلی کے خصوصی اجلاس میں میں وزیراعظم کے عہدہ کے لیے ووٹ ڈالے گئے۔ بے نظیر بھٹو کو 121 ممبران اسمبلی نے ووٹ دے کر قائد ایوان منتخب کر لیا جبکہ نواز شریف کو 72 ووٹ ملے۔ اس طرح بے نظیر نے نواز شریف کے مقابلہ میں 49 ووٹوں کی سبقت حاصل کر لی۔ اقتدار کی کشمکش کا پہلا مرحلہ اختتام پذیر ہوگیا۔ اسلامک فرنٹ، اسلامی جمہوری محاذ کے ارکان اور جتوئی نے ایوان میں موجودگی کے باوجود ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا اے۔ این۔ پی کے حاجی غلام احمد بلور نے کہا کہ بے نظیر کے برسر اقتدار آنے پر قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن کو انعام دیا جائے۔

قائد ایوان منتخب ہونے کے بعد بے نظیر نے قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت اور اپوزیشن کو مل کر ملک کو درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ حکومت کی تبدیلی سے پوری قوم کی تقدیر بدل جائے گی۔ ہم رشوت اور ہارس ٹریڈنگ کا خاتمہ کریں گے۔ مرکز اور صوبوں کے درمیان تعاون کی فضاء پیدا کی جائے گی۔ امریکہ کی غلط فہمیاں دور کریں گے۔ پرانی دوستی بحال ہوگی۔ مسئلہ کشمیر حل ہو تو بھارت کے ساتھ کشیدگی ختم ہوگی۔ میری کابینہ چھوٹی ہوگی۔ نواز شریف نے اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اپنے ہارنے کا افسوس نہیں۔ ہم بے نظیر اپوزیشن کی طرح حکومت کے خلاف کوئی سازش نہیں کریں گے اور نہ ہی ٹرین مارچ اور لانگ مارچ کریں گے بلکہ بے نظیر حکومت سے غیر مشروط تعاون کریں گے۔ پیسے کی سیاست نے ملک کو تباہ کیا ہے۔ آزاد ارکان اور چھوٹی جماعتوں کو وزارتیں وغیرہ دے کر حکومت چلانے کا سلسلہ ختم ہونا چاہیے۔ ہم غیر جمہوری حربوں کی مزاحمت کریں گے۔ ہارس ٹریڈنگ

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

کرتے تو ہم بھی حکومت بنا سکتے تھے۔

19 اکتوبر 1993ء کو سہ پہر کے وقت ایوان صدر میں بے نظیر بھٹو نے پاکستان کے سولہویں وزیراعظم کی حیثیت سے اپنے عہدہ کا حلف اُٹھایا۔ قائم مقام صدر وسیم سجاد نے حلف لیا۔ مسٹر بھٹو کے انتقال کے بعد بے نظیر دوسری مرتبہ پاکستان کی وزیراعظم بنی ہیں۔ حلف برداری کی تقریب میں بے نظیر نے امام ضامن باندھا ہوا تھا اور اُن کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ تقریب میں شریک کسی نے جئے بھٹو کا نعرہ لگایا۔ اپنے حلف اُٹھانے سے قبل بے نظیر بھٹو نے اچانک نواب اکبر بگٹی، بلخ مزاری، آصف زرداری اور نوابزادہ کے ہمراہ جتوئی ہاؤس جا کر غلام مصطفیٰ جتوئی سے ملاقات کی۔ جتوئی نے کہا کہ بیٹی گھر آئے تو خوشی ہوتی ہے۔

پاکستان میں سیاست کا ایک نیا دور شروع ہوگیا۔ نومنتخب وزیراعظم بے نظیر نے بھی اپنے عہدہ کا حلف اُٹھانے کے بعد ملک سے کرپشن دور کرنے، اپوزیشن کو اُس کا جائز مقام دینے اور عوام کی اقتصادی خوش حالی کے لیے اقدامات کرنے کے وعدے کئے لیکن نواز شریف کا یہ خدشہ بھی اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ معلق پارلیمنٹ اور اکثریت نہ رکھنے والی پارٹی ملکی سیاست میں بناؤ کے بجائے بگاڑ کا سبب بن سکتی ہے۔ بے نظیر کے دوبارہ اقتدار میں آنے پر بعض حلقوں کی جانب سے اسلامک فرنٹ اور دوسری دینی جماعتوں کو مورد الزام ٹھہرایا جا رہا ہے لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ 24 اکتوبر 1990ء کو مرکز اور صوبوں میں بھاری اکثریت رکھنے کے باوجود نواز شریف حکومت ناکام کیوں ہوئی اور قبل از وقت انتخابات کی نوبت کیوں آئی؟

صوبائی حکومتیں

18 اکتوبر کو چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کو حلف اُٹھانا ہے۔ 19 اکتوبر کو اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے عہدوں کے انتخابات ہونا ہیں اور 20 اکتوبر کو وزرائے اعلیٰ کے عہدوں کا انتخاب ہو گا۔

پنجاب اسمبلی

نواز شریف نے کہا کہ پنجاب میں مسلم لیگ میں مسلم لیگ واحد اکثریتی پارٹی ہے۔ وہاں حکومت ہم بنائیں گے۔ لیکن بے نظیر پنجاب اپنی حامی حکومت بنانے کے لیے بھاری سے بھاری قیمت ادا کرنے پر آمادہ تھیں۔ کیونکہ دسمبر 1988ء میں وہ وزیراعظم تھیں اور پنجاب میں نواز شریف وزیراعلیٰ منتخب ہوئے تھے۔ اس طرح وفاقی حکومت کو مشکلات پیش آئی تھیں۔ سب سے بڑے اور اہم صوبے پنجاب میں بے نظیر نے وزیراعلیٰ کا عہدہ چٹھہ گروپ کو دینا منظور کر

لیا جس کے پاس صرف 18 نشستیں ہیں لیکن یہ بھاری قیمت ادا کرنا بھی بے نظیر کے لیے خسارے کا سودا نہیں تھا۔ نواز شریف اگر حکمت سے کام لیتے تو جونیجو لیگ سے مفاہمت کرنا انُ کے لیے زیادہ آسان ہوتا۔ دونوں مسلم لیگیں باہم مل کر آسانی کے ساتھ حکومت بنا سکتی تھیں۔

18 اکتوبر کو پنجاب اسمبلی کے 225 ارکان نے حلف اُٹھایا۔ شہباز شریف نے اپنی قومی اسمبلی کی نشست چھوڑ دی اور پنجاب اسمبلی کا حلف اُٹھایا اور کہا کہ ہمیں ارکان کی واضح اکثریت حاصل ہے لیکن شہباز شریف کا یہ اندازہ درست ثابت نہیں ہوا۔ 19 اکتوبر کو پیپلز پارٹی کے حنیف رامے 130 ووٹ لے کر اسپیکر منتخب ہوگئے۔ مسلم لیگ کے اُمیدوار ذوالفقار کھوسہ صرف 107 ووٹ حاصل کر سکے۔ اسی طرح 131 ووٹ لے کر پیپلز پارٹی کے منظور موہل ڈپٹی اسپیکر منتخب ہوگئے جبکہ مسلم لیگی اُمیدوار اختر موکل کو 105 ووٹ ملے۔ اسلامک فرنٹ کے دو ارکان نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ اس طرح پنجاب بھی مسلم لیگ کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ حالانکہ وہ صوبے کی واحد اکثریتی پارٹی بن کر اُبھری تھی۔ 94 نشستیں حاصل کرنے والی پارٹی نے مزید 36 ارکان کی تائید حاصل کرلی جبکہ مسلم لیگ اپنے حمایت میں کوئی اضافہ نہیں کر سکی۔

20 اکتوبر کو پنجاب اسمبلی میں پیپلز پارٹی اور چٹھہ گروپ کے مشترکہ اُمیدوار منظور وٹو 131 ووٹ لے کر وزیراعلیٰ منتخب ہوگئے۔ اُن کے مقابلے میں شہباز شریف کو 105 ووٹ ملے۔ چٹھہ نے کہا کہ پنجاب میں اتفاق راج ختم ہوگیا۔ انتظامیہ سے بھی اتفاق مافیا کا خاتمہ کردیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ اگر ہارس ٹریڈنگ نہ ہوتی تو ہماری حکومت بنتی ہم نے پارٹی کے ساتھ بے وفائی کرنے والوں سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ ہم نے حکومت چھوڑ دی لیکن بے اصولی نہیں کی۔ حکومت چند دنوں کی مہمان ہے۔ مسلم لیگ جلد ہی اپنی حکومت بنائے گی۔ شہباز شریف نے کہا کہ میں ایوان کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ 21 اکتوبر کو منظور ووٹو اور شہباز شریف کے درمیان پہلی باضابطہ ملاقات میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان بہتر تعلقات استوار کرنے پر اتفاق رائے ہوگیا۔

سندھ اسمبلی

سندھ وہ واحد صوبہ ہے جس میں کسی ایک پارٹی کو قطعی اکثریت حاصل ہے۔ 100 کے ایوان میں پیپلز پارٹی کے پاس 57 نشستیں ہیں۔ حکومت بنانے کے لیے اُسے کسی دوسری پارٹی کی حمایت درکار نہیں لیکن یہ حقیقت بھی فراموش نہیں کی جا سکتی کہ سندھ کے شہری علاقوں کی نمائندگی ایم۔ کیو۔ ایم کو حاصل ہے۔ اس کی حمایت کے بغیر صوبے میں محفوظ حکومت کا قیام مشکل ہے۔ اس لیے دونوں پارٹیوں کے درمیان بات چیت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ 13 اکتوبر کو

ایم- کیو- ایم کے ایک تین رکنی وفد نے سینیٹر اشتیاق اظہر کی قیادت میں بے نظیر سے اسلام آباد میں ایک غیر رسمی ملاقات کی جو خوشگوار ماحول میں ہوئی- 16 اکتوبر کو امریکی قونصل جنرل متعین کراچی کی دعوت پر پیپلز پارٹی اور ایم- کیو- ایم کے درمیان مذاکرات کا آغاز ہوا- الطاف حسین نے لندن سے اپنے ٹیلی فونک خطاب میں کہا کہ ہماری اولین ترجیح اسیر کارکنوں کی رہائی، زیر زمین لوگوں کی واپسی اور انتقال اقتدار سے قبل شہری علاقوں میں قومی اسمبلی کے ضمنی انتخابات کرانا ہے جنہیں پانچ سال کے لیے نمائندگی سے محروم کر دیا گیا ہے-

16 اکتوبر کو بلاول ہاؤس کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ایم- کیو- ایم نے شہری علاقوں میں واضح کامیابی حاصل کی ہے- وہ سندھ میں اپنا سیاسی کردار ادا کرے- ہمارے دروازے ان کے لیے کھلے ہیں لیکن ہم سندھ کو تقسیم نہیں کر سکتے- اور نہ ہی تمام مقدمات واپس لیے جا سکتے ہیں- بے نظیر نے سید عبداللہ شاہ کو سندھ کا وزیر اعلیٰ نامزد کر دیا- 14 اکتوبر کو بے نظیر نے مخدوم امین فہیم کو قومی اسمبلی کی رکنیت کا حلف اُٹھانے سے یہ کہہ کر روک دیا تھا کہ آپ سندھ اسمبلی کا حلف اُٹھائیں گے- اُس وقت سب کو یہ خیال ہوا تھا کہ وہ سندھ کے وزیر اعلیٰ ہوں گے لیکن غیر متوقع طور پر اُنھوں نے اس منصب کے لیے عبداللہ شاہ کو نامزد کر دیا- غالبًا بے نظیر یہ نہیں چاہتی تھیں کہ کوئی مضبوط سیاسی پس منظر اور حمایت رکھنے والا شخص اس عہدہ پر فائز ہو-

نامزد وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے سندھ کی پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایم- کیو- ایم کے ساتھ مذکرات میں ڈیڈلاک پیدا ہوگیا ہے- تمام مقدمات واپس لینے کا انُ کا مطالبہ پورا نہیں کیا جا سکتا- اگر مقدمات جھوٹے ہیں تو وہ عدالت سے رجوع کریں- سندھ میں لڑائی جھگڑا بہت ہو چکا- اب مل کر کام کرنا چاہیے- ایم- کیو- ایم اپوزیشن میں رہ کر بھی موثر کردار ادا کر سکتی ہے- اپوزیشن میں بیٹھ کر وہ ہمارے دشمن نہیں بن جائیں گے- کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی- کسی سے کوئی انتقام نہیں لیا جائے گا- ایم- کیو- ایم کو ترقیاتی کاموں میں شریک کر لیا جائے گا وہ دہشت گردوں کو اپنی صفوں سے نکال دے- پوری قوم ایک طرف ہے اور ایم- کیو- ایم دوسری طرف جا رہے ہیں- سینیٹر اشتیاق اظہر نے کہا کہ مقدمات واپس لینے کا انکار افسوس ناک ہے- اس طرح نئی حکومت کی تشکیل سے قبل ہی پیپلز پارٹی اور ایم- کیو ایم کے درمیان محاذ آرائی کا آغاز ہوگیا-

18 اکتوبر کو سندھ اسمبلی کے 97 ارکان نے حلف اُٹھالیا- اُس کے ایک رکن مرتضیٰ بھٹو بیرون ملک ہیں-

19 اکتوبر کو پیپلز پارٹی کے غوث بخش مہر 66 ووٹ لے کر اور نبیل گبول 65 ووٹ لے کر اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر منتخب ہوگئے- اُن کے مقابلے میں ایم- کیو- ایم کے شعیب بخاری اور قاضی خالد کو اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے لیے 27, 27 ووٹ ملے- مسلم لیگی ارکان رائے شماری

کے موقع پر ایوان میں نہیں آئے اور رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔

20 اکتوبر کو سندھ اسمبلی میں سید عبداللہ شاہ بھاری اکثریت سے وزیر اعلیٰ منتخب ہوگئے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے امیدوار فاروق ستار کو شکست ہوگئی۔ 21 اکتوبر کو سندھ کی تین رکنی کابینہ نے حلف اُٹھالیا۔ فاروق ستار نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم نے اپوزیشن میں بیٹھنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ مسلم لیگ کے عبداللہ شاہ نے کہا کہ ایم کیو ایم آگے بڑھ کر مسائل کے حل میں تعاون کرے۔ الطاف حسین نے کہا کہ ہم نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا لیکن ہمارا ہاتھ جھٹک دیا گیا۔ ہمیں دیوار سے لگانے کی سازش کی جارہی ہے۔ شہری علاقوں میں لگائی جانے والی آگ سے کوئی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ حق پرست عوام ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ پھر بھی الطاف حسین نے پیپلز پارٹی کو اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ عبداللہ شاہ نے اس پیش کش کی تعریف کی اور کہا کہ قیادت کی سوچ میں یہ مثبت تبدیلی ہے۔ صوبائی حکومت کے قیام کے پہلے دن ہی برساتی نالے سے ایک 23 سالہ نوجوان کی سوختہ لاش ملی۔

سرحد اسمبلی

18 اکتوبر کو سرحد اسمبلی کے 79 ارکان نے حلف اُٹھایا۔ 19 اکتوبر کو مسلم لیگ اور اے۔ این۔ پی کے مشترکہ اُمیدوار ہدایت اللہ 40 ووٹ لے کر اور شاہ محمد 39 ووٹ لے کر اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر منتخب ہوگئے ان کے مقابلہ میں پیپلز پارٹی اور جونیجو لیگ کے مشترکہ اُمیدوار اکبر خان اور علاؤ الدین 27 اور 38 ووٹ لے کر ناکام ہوگئے۔ اسلامک فرنٹ کے چار ارکان نے ووٹ نہیں ڈالا حالانکہ طاقت کا توازن اُن کے ہاتھ میں تھا۔ نواز شریف اور بیگم نسیم ولی نے الزام لگایا کہ گورنر سندھ ہارس ٹریڈنگ کر رہے ہیں اور اس مقصد کے لیے بے نظیر گورنر ہاؤس استعمال کررہی ہیں۔

20 اکتوبر کو مسلم لیگ کے صابر شاہ 48 ووٹ لے کر سرحد کے وزیر اعلیٰ منتخب ہوگئے۔ ان کے مقابلہ میں پیپلز پارٹی کے اُمیدوار آفتاب شیرپاؤ نے 29 ووٹ حاصل کئے۔ 21 اکتوبر کو سرحد کی گیارہ رکنی کابینہ نے حلف اُٹھالیا۔ کابینہ میں آزاد ارکان کی اکثریت ہے۔ اُنہوں نے اپنی حمایت کی پوری قیمت وصول کرلی۔

بلوچستان اسمبلی

18 اکتوبر کو بلوچستان اسمبلی کے 40 ارکان نے حلف اُٹھایا۔ 19 اکتوبر کو بگٹی گروپ کے وحید بلوچ 22 ووٹ لے کر اور مسلم لیگ کے بشیر مسیح 21 ووٹ لے کر اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر

منتخب ہوگئے۔ اُن کے مقابلہ میں عبدالقہار خان دون اور عبدالرحیم شاہنوانی کو 19 اور 20 ووٹ ملے۔

20 اکتوبر کو ذوالفقار مگسی 26 ووٹ لے کر وزیر اعلیٰ منتخب ہوگئے۔ ان کے مقابلہ میں پیپلز پارٹی اور جمہوری وطن پارٹی کے مشترکہ اُمیدوار اختر مینگل کو 16 ووٹ ملے۔ مگسی کی نظربندی منسوخ کر دی گئی۔ وہ 30 اگست سے جھل مگسی میں 30 افراد کے قتل کے بعد سے کوئٹہ میں اپنے گھر میں نظربند تھے۔ مگسی نے کہا کہ وہ کسی سیاسی پارٹی میں شامل نہیں ہو رہے ہیں بلکہ اپنی آزاد حیثیت برقرار رکھیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ سرحد اور بلوچستان میں ہماری حکومتیں بنی ہیں۔ ہمیں عوام کا مینڈیٹ حاصل ہے۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ سرحد اور بلوچستان میں حکومتیں بننے سے نواز شریف کی سیاسی ساکھ کو سہارا ملا ہے۔

بے نظیر کا پہلا قومی خطاب

20 اکتوبر کو ریڈیو، ٹی وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ قومی خزانہ لوٹنے والوں اور قرضے ہضم کرنے والوں کا احتساب ہوگا۔ صوبوں کو جائز حقوق دیئے جائیں گے۔ بلدیاتی اداروں کو مزید اختیارات دیئے جائیں گے۔ عوام کی خادم انتظامیہ وجود میں لائی جائے گی۔ مہنگائی اور بے روزگاری کا خاتمہ ہماری اولین ترجیح ہوگی۔ نجکاری کے عمل کو شفاف بنائیں گے۔ سستے اور فوری انصاف کی فراہمی ہماری ذمہ داری ہوگی۔ پاکستان کے جوہری پروگرام کی حفاظت کریں گے۔ دفاع کو ناقابل تسخیر بنائیں گے۔ کشمیر پر بھارتی تسلط ختم کرنے کی ہر ممکن جدوجہد کریں گے۔ منصفانہ اور آزاد انتخابات کرانے پر بے نظیر نے نگران حکومت، الیکشن کمیشن، مسلح افواج اور عدلیہ کو خراج تحسین پیش کیا۔

20 اکتوبر کو بھارتی وزیراعظم نرسمہا راؤ کے مبارک باد کے خط کے جواب میں وزیراعظم بے نظیر نے لکھا کہ میری حکومت کی اولین ترجیح بھارت سے کشیدگی سے پاک تعلقات قائم کرنا ہے۔ مسئلہ کشمیر اس راہ میں بنیادی رکاوٹ ہے۔

وفاقی کابینہ

21 اکتوبر کو پانچ وفاقی وزراء ڈاکٹر شیر افگن، نصیراللہ بابر، بریگیڈیئر محمد اصغر، افضل خان اور احمد مختار اور ایک مشیر وی۔ اے۔ جعفری نے اپنے عہدوں کا حلف اُٹھالیا۔ حسین حقانی، شہناز وزیر اور شاہد حسن وزیراعظم کے خصوصی معاون مقرر کئے گئے۔ احمد صادق نے وزیراعظم کے پرنسپل سیکرٹری کا عہدہ سنبھال لیا۔ مخدوم امین فہیم کو وفاقی کابینہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ اُنہوں

نے کہا کہ میں پارٹی کے فیصلے کا پابند ہوں۔ امین فہیم نے کہا کہ ملازمتوں پر پابندی سے لوگوں میں مایوسی پھیل رہی ہے۔ سندھ کے عوام خود کو غیر محفوظ محسوس کر رہے ہیں۔

"گلف نیوز" نے اپنی 23 اکتوبر کی اشاعت میں لکھا ہے کہ امین فہیم وفاقی کابینہ میں شامل نہ کیے جانے پر پارٹی قیادت سے ناراض ہیں۔ اخبار نے انکشاف کیا کہ ارکان کی بلیک میلنگ سے بچنے کے لیے بے نظیر نے سب سے پیشگی استعفے حاصل کر لیے ہیں۔

بی۔ بی۔ سی اور "عرب نیوز" کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ میں ارکان پارلیمنٹ کے ہاتھوں بلیک میل نہیں ہوں گی۔ کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو کسی دباؤ میں آنے کے بجائے عوام سے رجوع کروں گی۔ میری کابینہ میں نہ میرا شوہر ہوگا اور نہ میری والدہ۔ گو پاکستان کی اصل طاقت فوج کے پاس ہے۔ لیکن اس کے باوجود اُس نے غیر جانبدارانہ رہنے کا مدبرانہ فیصلہ کیا ہے۔ میں کرپشن کے خلاف مہم شروع کروں گی۔ ہم نے ملکی معیشت کو درست کر دیا تو ہمارے خلاف سازشیں خودبخود دم توڑ جائیں گی۔ جنرل وحید نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ قوم نے انتخابات میں بھرپور شعور کا مظاہرہ کیا ہے۔ منتخب ارکان عاقل اور بالغ ہیں۔ سارے معاملات خود طے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سیاست دانوں کو آئندہ ہماری ضرورت پڑی تو پھر لبیک کہیں گے۔

امریکی سفیر کا بیان

21 اکتوبر کو امریکی سفیر جان۔ سی۔ مانجو نے کراچی میں کہا کہ ایٹمی مسئلہ پر امریکہ اور پاکستان کے درمیان اختلافات موجود ہیں۔ بھاری امریکی امداد ملنے کے دن ختم ہوگئے۔ اب پاکستان کے لیے فوجی اور اقتصادی امداد صرف اُسی وقت بحال ہو سکتی ہے جبکہ امریکی صدر یہ تصدیق کر دے کہ پاکستان کے پاس ایٹمی اسلحہ نہیں ہے۔

22 اکتوبر کو قاضی حسین احمد نے کراچی میں شاہ احمد نورانی سے ملاقات کر کے باہمی مفاہمت کو مستقل اتحاد میں تبدیلی کرنے اور ضمنی انتخابات میں حکمت عملی پر مذاکرات کیے۔ لاہور اور گوجرانوالہ میں کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر نے جن لوگوں کو ٹکٹ دیئے، اُن کے نام نادہندگان کی فہرست میں شامل ہیں۔ قوم نے مجبوراً چوروں اور ڈاکوؤں کو ووٹ دیا کیونکہ اُنہیں ہماری کامیابی کا یقین نہیں تھا۔ اسلامک فرنٹ قائم رہے گا۔ پاسبان کی تنظیم نو کی جائے گی۔ کم وقت ملنے کے باوجود فرنٹ نے موثر انتخابی مہم چلائی۔ آئندہ الیکشن میں فرنٹ ہی کامیاب ہوگا۔ قوم جلد ہی ہمارے موقف کی تائید کرے گی اور لوگ ہماری طرف لوٹ آئیں گے۔ ہم مستقل مزاجی کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھیں گے۔ لسانی اور صوبائی تعصبات ہماری راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں۔ میں نے ایک قدم بھی

شوریٰ کے مشورے کے بغیر نہیں اُٹھایا۔ ہم نے انتخاب ہارا ہے، میدان نہیں ہارا۔ قوم اپنے مسائل کے حل کے لیے ہماری طرف ہی آئے گی۔ دستور میں اسلامی دفعات تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی تو ہم اس کی بھرپور مزاحمت کریں گے۔ سینیٹر کی حیثیت سے میں نے تنخواہ نہیں لی۔ چار سال نواز شریف کے قریب رہنے کے باوجود میں نے کسی عزیز کی بھی اُن سے کوئی سفارش نہیں کی۔ غلام اسحٰق اور پیپلز پارٹی کے اصرار کے باوجود ہم نے صوبہ سرحد میں پیپلز پارٹی کی حمایت نہیں کی۔ پھر بھی نواز شریف مجھ پر کروڑوں روپے لینے کا الزام لگا رہے ہیں۔

نواز شریف کا بیان

22 اکتوبر کو مری میں اپنی رہائش گاہ پر صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حالیہ انتخابات کے موقع پر قاضی حسین احمد کو پاکستان اسلامک فرنٹ کے پلیٹ فارم سے جو کام سونپا گیا تھا۔ اُس کی تکمیل میں اُنہوں نے جماعت اسلامی جیسی فعال اور منظم تنظیم کو بھی داؤ پر لگا دیا۔ اور اسی طرح جماعت اسلامی کو اُس مشن کی تکمیل میں بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔ آئندہ جب بھی ضروری ہوا تو میں اس مشن کے پس پردہ عناصر کو بے نقاب کر دوں گا۔ اُنھوں نے جماعت اسلامی کے اُن کارکنوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا، جنھوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ سیاسی جنگ میں مسلم لیگ اور اُن کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔

میاں طفیل محمد کا انٹرویو

ایک روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد نے کہا کہ شوریٰ میں طے ہوا تھا کہ فرنٹ اور پاسبان کو ختم کر دیا گیا ہے۔ ان دونوں تنظیموں کی وجہ سے جماعت اسلامی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ جس کا ازالہ جماعت اسلامی کی موجودہ قیادت کے بس کی بات نہیں۔ قاضی حسین احمد ان دونوں کو اپنے ساتھ اسلام آباد لے جائیں اور جماعت اسلامی کو اُس کے حال پر چھوڑ دیں۔ اگر وہ جماعت کی امارت اپنے ہاتھوں میں رکھنا چاہتے ہیں تو پھر فرنٹ اور پاسبان کو کسی اور کے سپرد کر دیں۔ میں نے اپنا تحریری استعفیٰ امیر جماعت کو پیش کر دیا ہے۔ اس بارے میں مجھے ابھی تک اُن کی جانب سے کوئی تحریری یا زبانی جواب نہیں ملا۔

اعتماد کا ووٹ

27 اکتوبر کو وزیراعظم بے نظیر نے قومی اسمبلی کے خصوصی اجلاس میں اعتماد کا ووٹ

حاصل کر لیا- اعتماد کے ووٹ کی قرار داد حامد ناصر چٹھہ نے پیش کی جس کی نواب اکبر بگٹی، نواب زادہ نصراللہ خان اور بلخ مزاری نے تائید کی- قرار داد کے حق میں 122 ووٹ پڑے جبکہ وزیرِاعظم کے انتخاب میں بے نظیر کو 121 ووٹ ملے تھے- نواز شریف ایوان میں موجود نہیں تھے- مسلم لیگ سمیت کسی پارٹی نے قرار داد کی مخالفت میں ووٹ نہیں دیا- جتوئی نے کہا کہ میں نے بے نظیر کو اعتماد کا ووٹ دیا ہے- اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ بھی مجھ سے وفا کرتی ہیں یا نہیں- میں نے ہمیشہ پیپلز پارٹی کے ساتھ وفا کی ہے اور اُسے زندہ رکھا ہے-

اعتماد کا ووٹ لینے کے بعد بے نظیر نے ایوان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت درگاہ حضرت بل کا محاصرہ فوری طور پر ختم کر دے- بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں ظلم کی انتہا کر دی ہے- بھارت اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق بات چیت شروع کرے- آٹھویں ترمیم کے خاتمے کے لیے بل جلد ہی پیش کیا جائے گا-

بی- بی- سی نے کہا کہ نواز شریف کی اسمبلی میں عدم موجودگی سے مستقبل میں تلخیاں بڑھنے کا اشارہ ملتا ہے- آفتاب شعبان میرانی نے کہا کہ بے نظیر جلد ہی نواز شریف کو چائے پر مدعو کریں گی- نواز شریف نے کہا کہ وہ اس پر غور کریں گے-

نواز شریف نے بے نظیر کو ٹیلی فون کر کے ان کے صاحبزادے بلاول کی خیریت دریافت کی جو گزشتہ دنوں گر کر زخمی ہوگئے تھے- بے نظیر نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ بلاول کا زخم تیزی سے مندمل ہو رہا ہے، پریشانی کی کوئی بات نہیں- بے نظیر نے بھی نواز شریف اور اُن کے اہل خاندان کی خیریت دریافت کی-

ایم-کیو-ایم کا وفد

25 اکتوبر کو پیپلز پارٹی کے ساتھ تعلقات کار قائم کرنے کے لیے سینیٹر اشتیاق اظہر کی قیادت میں ایم- کیو- ایم کا ایک وفد اسلام آباد پہنچ گیا- وفد نے مقدمات کی واپسی اور سندھ آپریشن پر نظرِ ثانی کے نکات پر بات چیت کی- ایم- کیو- ایم فی الوقت وزارتیں نہیں لے گی- الطاف حسین نے اپنے مواصلاتی خطاب میں کہا کہ سندھ میں شہری نمائندگی کے بغیر چلنے والی حکومت پائیدار نہیں ہو سکتی- سانحہ 31 اکتوبر کے شہدا کی قربانیوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا- ہم نے حق پرستی کی راہ میں آگ اور خون کے دریا عبور کئے ہیں- پیر پگارا نے کہا کہ ایم- کیو- ایم والے بالآخر آپس میں ہی لڑیں گے- عبداللہ شاہ نے کہا کہ ایم- کیو- ایم سے تعاون کے خواہش مند ہیں لیکن اس کے لیے میں عزیز آباد نہیں جا سکتا- ہم وفاقی حکومت سے آپریشن کی میعاد بڑھانے کی درخواست کریں گے- ہم سیاسی تشدد کی باقیات کو شکست دیں گے- وفاقی وزارت داخلہ کے ترجمان نے کہا کہ حکومت جبری چندہ وصول کرنے والوں سے سختی کے ساتھ

نمٹے گی۔

میر مرتضیٰ بھٹو

27 اکتوبر کو کراچی میں شاہ بندر کیس میں مرتضیٰ بھٹو سمیت ملزمان کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے گئے۔ کراچی کے ایک روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ میرا پاکستان واپسی کا فیصلہ اٹل ہے، خواہ مجھے پھانسی ہی دے دی جائے۔ میں اُس وقت سے پیپلز پارٹی کا رکن ہوں جب بے نظیر زیر تعلیم تھیں۔ مجھے جیل میں قتل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ لیکن میں پھر بھی پاکستان آؤں گا۔ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ قتل کا الزام اصل قاتلوں پر نہیں بلکہ بے نظیر پر لگایا جائے گا۔ پیپلز پارٹی سے مصالحت کے لیے مرتضیٰ بھٹو دمشق روانہ ہوگئے۔ وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے کہا کہ مرتضیٰ کو وطن واپسی پر فوراً ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔

سینٹ کا انتخاب

27 اکتوبر کو چوہدری شجاعت اور ملک قاسم سینٹ کے بلامقابلہ رکن منتخب ہوگئے۔ اُن کے مقابلے میں کسی دوسرے اُمیدوار نے کاغذات داخل نہیں کرائے۔

قائم مقام صدر کا انتخاب

27 اکتوبر کو قائم مقام صدر وسیم سجاد نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرکز اور صوبے ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ عوام اصلاحات کے منتظر ہیں۔ ہارس ٹریڈنگ اور غیر جمہوری حرکتوں سے اجتناب برتا جائے۔ پارلیمنٹ کی قدر و منزلت کو اس طرح برقرار رکھا جائے کہ آئندہ کسی کو اُس کی قسمت سے کھیلنے کا بہانہ نہ مل سکے۔ بھارت کشمیر کا مسئلہ مذاکرات کے ذریعے طے کر لے اور درگاہ حضرت بل کا محاصرہ ختم کیا جائے۔ ایٹمی پروگرام کے حق سے دستبردار نہیں ہوسکتے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت صدر کی باتوں پر عمل کر کے دکھائے۔

وفاقی وزیر قانون شیر افگن نے کہا کہ صدر کے صوابدیدی اختیارات جمہوریت کے منافی ہیں۔ آٹھویں ترمیم نے دستور کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ یہ سیفٹی والوو نہیں بلکہ اس کا مقصد ایک شخص کو امیر المومنین بنانا ہے۔ اس کو تقریباً پورا ختم کیا جائے گا۔ فلور کراسنگ کا آرڈی نینس آزاد ارکان پر لاگو نہیں ہوتا۔ وفاقی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ کوآپریٹو اور تاج کمپنی کے متاثرین کو

چھ ماہ کے اندر ادائیگی کر دی جائے۔

صدارتی امیدوار

24 اکتوبر کو غلام اسحٰق خان نے کہا کہ کوئی بڑی پارٹی نامزد کرے گی تو میں صدارتی انتخاب لڑوں گا۔ یحییٰ بختیار نے کہا کہ غلام اسحٰق کو دوبارہ بادشاہ نہیں بننے دوں گا۔ مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعتوں نے نواز شریف کو صدارتی اُمیدوار نامزد کرنے کا اختیار دے دیا۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے درمیان متفقہ صدارتی اُمیدوار کے بارے میں کوئی مفاہمت نہیں ہو سکی۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ صدارتی اُمیدوار کا تعلق نہ پیپلز پارٹی سے ہو اور نہ مسلم لیگ سے۔ لیکن مسلم لیگ اس پر آمادہ نہیں۔ مسلم لیگ نے معین قریشی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

30 اکتوبر کو بلخ مزاری اور چٹھہ غلام اسحٰق کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ یحییٰ بختیار نے کہا کہ تمام صدارتی امیدواروں میں میرا ریکارڈ سب سے بہتر ہے۔ میں نے سب سے پہلے جونیجو، بے نظیر اور نواز شریف حکومت کے خلاف آواز بلند کی۔ پیر پگارا نے کہا کہ میں نہ خر ہوں اور نہ خرکار، اس لیے صدارت کا اُمیدوار نہیں۔ معین قریشی کو اپنی پوری کوشش کے باوجود کوئی تجویز اور تائید کنندہ نہیں مل سکا۔ اس لیے وہ کاغذات نامزدگی داخل نہیں کرا سکے۔ اس طرح امپورٹڈ صدر کے بارے میں تمام افواہیں دم توڑ گئیں۔ گورنر سندھ حکیم سعید نے کہا کہ صدارتی انتخاب ایک سیاسی مسئلہ اور دنگل بن گیا ہے۔ لہٰذا وہ اس میں حصہ نہیں لیں گے۔

31 اکتوبر کاغذات نامزدگی داخل کرانے کی آخری تاریخ تھی۔ 27 امیدواروں نے اپنے اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرائے۔ اہم امیدواروں میں وسیم سجاد، فاروق لغاری، غلام اسحٰق، گوہر ایوب، نصراللہ، اکبر بگٹی، سرتاج عزیز، افتخار گیلانی، بلخ مزاری، آفتاب شعبان میرانی، عبدالمجید ملک، اصغر خان اور یحییٰ بختیار شامل ہیں۔ غلام اسحٰق خان نے آزاد اُمیدوار کی حیثیت سے کاغذات داخل کرائے۔ اُنھوں نے کہا کہ میں سنجیدہ اُمیدوار ہوں۔ بیٹھنے کے لیے نہیں کھڑا ہوا ہوں۔ اکبر بگٹی نے کہا کہ کاغذات پر انگوٹھا لگانے کا حکم ملا سو ہم نے لگا دیا۔ دوسروں سے مذاکرات کریں گے۔ اپنی سنائیں گے، اُن کی سنیں گے۔ غلام اسحٰق خان اور اصغر خان نے فون پر الطاف حسین سے بات کر کے صدارتی انتخابات میں حمایت کرنے کی کوشش کی۔

مسلم لیگ نے وسیم سجاد کو اپنا صدارتی اُمیدوار نامزد کر دیا۔ پیپلز پارٹی کے اصل اُمیدوار فاروق لغاری ہوں گے۔ چٹھہ گروپ نے اُن کے نام پر اتفاق کر لیا۔ بے نظیر نے فاروق لغاری کی کامیابی کے لیے دو کمیٹیاں مقرر کر دیں۔

نئے صدارتی انتخاب کے لیے 13 نومبر کو پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس طلب کر لیا گیا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

باب 7

صدارتی انتخاب

نومبر 1993ء کے آغاز ہی سے صدارتی انتخاب کی وجہ سے سیاسی سرگرمیاں اپنے عروج پر ہیں۔ 2 نومبر کو کاغذات نامزدگی کی جانچ پڑتال کے نتیجہ میں 13 اُمیدواروں کے کاغذات مسترد کر دیئے گئے۔ اس طرح اب 14 اُمیدوار میدان میں رہ گئے۔ بی۔ بی۔ سی کو انٹرویو دیتے ہوئے غلام اسحٰق نے کہا کہ بے نظیر نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے صدر بنائیں گی۔ جونیجو گروپ نے مجھے نامزد کیا ہے۔ بگٹی، نوابزادہ اور بلخ مزاری نے حمایت کا یقین دلایا ہے۔ بے نظیر نے غلام اسحٰق خاں سے ملاقات کر کے کہا کہ اگر میں ارکان کی خواہشات کے برعکس آپ کو اپنا نمائندہ نامزد کر دوں اور کوئی نتیجہ سامنے نہ آئے تو ہم سب کی سبکی ہوگی۔ وزیراعظم ہاؤس کے ذرائع نے بتایا کہ پیپلزپارٹی پابند نہیں ہے اور وہ غلام اسحٰق کی حمایت نہیں کرے گی۔

2 نومبر کو بے نظیر اور نواز شریف نے جنرل وحید سے ملاقات کر کے صدارتی انتخاب پر تبادلہ خیال کیا۔ اس سے سیاسی حلقوں میں یہ توقع پیدا ہوگی کہ صدارتی اُمیدوار کے معاملہ میں مسلم لیگ اور پیپلزپارٹی میں اتفاق رائے ہو جائے گا۔ غلام اسحٰق نے کہا کہ اس بارے میں فوج کا کوئی کردار غلط روایت ہوگی اور یہ کہ وہ کسی کے حق میں دستبردار نہیں ہوں گے۔ وفاقی حکومت کے ترجمان نے وضاحت کی کہ صدارتی اُمیدوار کے چناؤ میں فوج کا کوئی کردار نہیں ہے۔ یحییٰ بختیار نے کہا کہ لغاری اور وسیم سجاد صدارت کے لیے غیر موزوں ہیں لیکن پھر بھی اگر پارٹی کہے گی تو میں دستبردار ہو جاؤں گا۔ 3 نومبر کو مولانا فضل الرحمٰن نے چار صدارتی اُمیدواروں کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا اور کہا کہ متفقہ اُمیدوار سے متعلق کسی سمجھوتہ کا وقت گزر چکا۔ اصغر خان کے بیٹے عمر اصغر نے کہا کہ اصغر خان انتخاب سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ چٹھہ اور میر افضل نے غلام اسحٰق سے ملاقات کر کے صدارتی انتخاب پر بات چیت کی۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

پیپلز پارٹی نے اپنے صدارتی اُمیدواروں لغاری، آفتاب شیرپاؤ اور شعبان میرانی سے کاغذات نامزدگی واپس لینے کی دستاویزات پر دستخط کرا لیے۔ پیپلز پارٹی، چٹھہ لیگ اور حلیف جماعتوں کے درمیان فاروق لغاری کے نام پر اتفاق رائے ہوگیا۔ غلام اسحٰق نے کہا کہ وہ متفقہ فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ 4 نومبر کو غلام اسحٰق، بلخ مزاری، شیرپاؤ اور شعبان میرانی لغاری کے حق میں دستبردار ہوگئے۔ بے نظیر نے غلام اسحٰق کی دستبرداری کے فیصلہ کا خیر مقدم کیا۔ لغاری نے کہا کہ وہ اس پر غلام اسحٰق کو سلام پیش کرتے ہیں۔ غلام اسحٰق نے کہا کہ اس کے لیے اُن پر کوئی دباؤ نہیں تھا۔ میں نے کوئی سودے بازی نہیں کی۔ میرے ذہن پر کوئی بوجھ نہیں ہے۔ وہ 5 نومبر کو اسلام آباد سے پشاور کے لیے روانہ ہوگئے اور کہا کہ میں مطمئن ہو کر واپس جا رہا ہوں۔ میرا عملی سیاست میں آنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ بے نظیر نے غلام اسحٰق کو یقین دلایا تھا کہ صدارتی انتخاب میں وہ پیپلز پارٹی کے اُمیدوار ہوں گے لیکن عین موقع پر اپنی پارٹی کا اس سے متفق نہ ہونے کا عذر پیش کرکے وہ اپنے وعدے سے مکر گئیں۔

بے نظیر نے کہا کہ اسمبلیوں میں ہمیں اور حلیف جماعتوں کو اکثریت حاصل ہے۔ فاروق لغاری صدر منتخب ہو جائیں گے۔ لغاری نے کہا کہ مسلم لیگ سے کوئی بات چیت نہیں ہوگی، ہم اُن کا مقابلہ کریں گے۔ نوابزادہ اور بگٹی سے ہمارے مذاکرات جاری ہیں۔ مسلم لیگ اور فضل الرحمٰن کی پارٹی کے بعض ارکان بھی ہمارا ساتھ دیں گے۔ پوری 8 ویں ترمیم نہیں بلکہ اُس کی متنازع شقوں کو ختم کیا جائے گا۔ بے نظیر نے بھی دینی جماعتوں کے سربراہوں سے ملاقات میں وضاحت کی کہ 8 ویں ترمیم کی صرف بعض شقوں کو ختم کیا جائے گا۔

6 نومبر کو مسلم لیگ اُس کی حلیف جماعتوں نے وسیم سجاد کو اپنا صدارتی اُمیدوار نامزد کر دیا۔ گوہر ایوب، سرتاج عزیز، مجید ملک اور افتخار گیلانی، وسیم سجاد کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہماری پارٹی پارلیمنٹ میں سب سے بڑی پارٹی ہے۔ ہم آسانی کے ساتھ صدارتی انتخاب جیت جائیں گے۔ پیپلز پارٹی اپنے اُمیدوار کے حق میں ہارس ٹریڈنگ میں ملوث ہے۔ چھوٹی پارٹیاں پیپلز پارٹی کے رویہ سے مایوس ہو کر ہم سے رابطہ کر رہی ہیں۔ قومی اسمبلی میں ہمارے 72 نہیں بلکہ 91 ووٹ ہیں۔ وسیم سجاد نے غلام اسحٰق سے ملاقات کرکے صدارتی انتخاب پر بات چیت کی۔ اُنھوں نے کہا کہ آزاد گروپوں سے بھی ہمارا رابطہ ہے۔ میں صدارتی انتخاب جیت جاؤں گا۔

نوابزادہ نے کہا کہ لغاری اور وسیم سجاد ہمیں منظور نہیں۔ حافظ حسین احمد نے کہا کہ پیپلز پارٹی یا مسلم لیگ کا صدر آیا تو جمہوری نظام کو نقصان ہوگا۔ پیرپگارا نے کہا کہ صدارتی انتخاب میں پیپلز پارٹی کو شکست دیں گے۔ بگٹی نے کہا کہ پیپلز پارٹی لغاری کو ہمارے حق میں دستبردار کرا دے۔ گورنر کے منصب میں میرے لیے کوئی کشش نہیں۔ صدارت کے لیے پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کو میری حمایت کرنا چاہیے۔

لغاری نے مولانا سمیع الحق اور فاٹا کے ارکان سے ملاقاتیں کیں اور کہا کہ میں بگٹی سے بھی ملاقات کروں گا۔ نصراللہ ہماری مدد کریں گے۔ لغاری نے ملتان اور بہاولپور سے تعلق رکھنے والے مسلم لیگی ارکان اسمبلی سے ملاقاتیں کر کے حمایت کرنے کی اپیل کی۔ بتایا گیا کہ آزاد ممبران اسمبلی نے لغاری کی حمایت کا فیصلہ کر لیا ہے۔ غلام اسحٰق نے اپنے حامی ارکان کو لغاری کی حمایت کرنے کی اپیل کی۔ بتایا گیا کہ آزاد ممبران اسمبلی نے لغاری کی حمایت کا فیصلہ کر لیا ہے۔ غلام اسحٰق نے اپنے حامی ارکان کو لغاری کی حمایت پر آمادہ کرنے سے معذرت کر لی۔ پیپلز پارٹی کی دو اہم شخصیات نے لندن میں الطاف حسین سے ملاقات کر کے اُن کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔

وسیم سجاد نے کراچی میں ایم۔ کیو۔ ایم کے رہنماؤں سے تقریباً ایک گھنٹے تک ملاقات کی۔ 7 نومبر کو اُنہوں نے پشاور میں مولانا سمیع الحق سے ملاقات کی۔ جس میں اُنہوں نے وسیم سجاد کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ 8 نومبر کو نواز شریف اور وسیم سجاد نے پشاور میں آزاد اور فاٹا کے اراکین پارلیمنٹ سے ملاقاتیں کیں۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر کو پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل نہیں۔ وسیم سجاد کی پوزیشن بہت مضبوط ہے، وہ صدارتی انتخاب جیت جائیں گے۔ اُنہوں نے پیپلز پارٹی پر ہارس ٹریڈنگ کرنے کا الزام لگایا اور کہا کہ مرکز اور بلوچستان میں جس طرح ہارس ٹریڈنگ یک جا رہی ہے وہ اُن کے جمہوریت کش رویہ کا مظہر ہے۔ وائس آف امریکہ نے 7 نومبر کو کہا کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں ہی صدارتی نتخاب میں سودے بازی کر رہے ہیں۔

8 نومبر کو لغاری نے کہا کہ ہارس ٹریڈنگ کرنے والوں پر لعنت ہو۔ میں ایوان صدر کو سازشوں سے پاک کر دوں گا۔ میں فضل الٰہی نہیں بنوں گا۔ پارٹی وابستگی سے بالاتر ہو کر صدارتی فرائض انجام دوں گا۔ میں ایم۔ کیو۔ ایم اور پیپلز پارٹی کے درمیان دوریاں ختم کرا سکتا ہوں۔

سینٹ کا ضمنی انتخاب

8 نومبر کو سندھ اسمبلی سینٹ کے ضمنی انتخاب میں پیپلز پارٹی کے تین اُمیدوار اعوان، رضا ربانی اور راشد ربانی اور مسلم لیگ کا ایک اُمیدوار شاہد عباس شاہ کامیاب ہو گئے۔

بہن بھائی کا رشتہ

10 نومبر کو الطاف حسین نے لندن میں کہا کہ سب سے پہلے میں نے بے نظیر کو اپنی بہن کہا تھا اور اُنہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ الطاف حسین! آپ بھی میرے بھائی ہیں۔ آج میں پھر

کہتا ہوں کہ میں محترمہ کو بہن کا درجہ دیتا ہوں۔ بہن بھائی کے اس رشتے کا تقاضا ہے کہ ہم ماضی کی تلخیوں کو بھلا کر نئے سفر کا آغاز کریں۔ فیصلہ ہماری بہن نے کرنا ہے۔ میں اپنی بہن کی کامیابی کے لیے دعاگو ہوں۔ فاروق لغاری کے ساتھ ہماری ٹیم کے مذاکرات مکمل ہوگئے ہیں۔ ہماری مذاکراتی ٹیم نواز شریف اور وسیم سجاد سے بھی ملے گی۔ دونوں گروپوں کے ساتھ ہمارے مذاکرات جاری ہیں۔ ہم دینے کی پوزیشن میں نہیں، مانگنے کی پوزیشن میں ہیں۔

۱۱ نومبر کو وسیم سجاد نے قاضی حسین احمد سے اُن کے دفتر منصورہ میں ملاقات کی۔ وسیم سجاد نے کہا کہ مجھے ایم۔کیو۔ایم اور جماعت اسلامی کی حمایت حاصل ہے۔ پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں مجھے 22 ووٹوں کی سبقت ہے۔

بے نظیر نے اپنی پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا صدر منتخب نہیں ہوا تو صورت حال 1988ء جیسی ہو جائے گی۔ دوسری پارٹی کے صدر کو حکومت گرانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۱۱ نومبر کو لغاری کی موجودگی میں نوابزادہ اور اکبر بگٹی نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اپنے اس فیصلے کا اعلان کیا کہ ہم دونوں فاروق لغاری کے حق میں دستبردار ہوگئے ہیں۔ لغاری نے کہا کہ بلوچستان کو خصوصی ترقیاتی فنڈ دیئے جائیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ یحییٰ بھی میرے حق میں دستبردار ہوگئے ہیں۔ اصغر خاں نے بھی اپنا نام واپس لے لیا ہے۔ اب لغاری اور وسیم سجاد میں ون ٹو ون مقابلہ ہوگا۔ اس سیاسی جوڑ توڑ میں آصف زرداری نے جو نواز شریف کے دور حکومت میں دو سال تک جیل میں رہے تھے، نمایاں کردار ادا کیا۔ پیپلز پارٹی نے کہا کہ آصف زرداری ہمارے لیے سیاسی اثاثہ ثابت ہوئے ہیں۔

12 نومبر کو ایم۔کیو۔ایم نے باضابطہ طور پر فاروق لغاری کی غیر مشروط حمایت کا اعلان کر دیا۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ یہ فیصلہ الطاف حسین سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد اتفاق رائے سے کیا گیا ہے۔ گرین سگنل ملتے ہی الطاف حسین وطن واپس آجائیں گے۔ ایم۔کیو۔ایم کا یہ فیصلہ قرین قیاس تھا کیونکہ صوبہ سندھ میں اُسے پیپلز پارٹی کی حکومت کے ساتھ ہی سابقہ پیش آنا تھا لیکن ایم۔کیو۔ایم کے لیے زیادہ بہتر رویہ یہ ہوتا کہ وہ اپنی حمایت کو جائز مطالبات کی منظوری سے مشروط کرتے کیونکہ یہ اس کے لیے ایک بہترین موقع تھا لیکن غیر مشروط حمایت کر کے اُس نے یہ موقع گنوا دیا۔

نواز شریف کی سیاسی بے تدبیری

پولنگ سے صرف ایک دن قبل 12 نومبر کو نواز شریف نے یہ تجویز پیش کی کہ صدارتی الیکشن میں سب کے اتفاق رائے سے کسی کو اُمیدوار بنانے کی خاطر پیپلز پارٹی لغاری کے بجائے

کسی دوسرے کو نامزد کر دے۔ وسیم سجاد نے اس ضمن میں نوابزادہ اور بگٹی کے نام بھی پیش کر دیئے۔ اس تجویز کو سنجیدگی کے ساتھ آگے بڑھانے کے لیے نواز شریف نے پیرپگارا، فضل الرحمٰن، بگٹی اور سات مرتبہ نوابزادہ سے ملاقاتیں کیں۔ یہ کہا جانے لگا کہ ملکی مفاد میں صدر چھوٹی پارٹی سے لیا جائے۔ اس پیش کش کا علم ہوتے ہی لغاری نے بھی نوابزادہ سے ملاقات کی۔ نواز شریف کے اصرار کے باوجود نوابزادہ اُمیدوار بننے پر رضامند نہیں ہوئے اور نہ ہی پیپلز پارٹی نے اُنہیں متفقہ صدارتی اُمیدوار بنانے کی تجویز قبول کی۔ بگٹی نے بھی اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ چٹھہ نے کہا کہ سیاست نواز شریف کے بس کی بات نہیں۔ وہ آپ ماضی کا حصہ بن گئے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ بالکل آخری موقع پر نوابزادہ اور بگٹی سے کوئی مشورہ کئے بغیر یہ تجویز دے کر نواز شریف نے اپنے سیاسی دیوالیہ پن کا ثبوت دے کر صدارتی انتخاب میں اپنی شکست اور پیپلز پارٹی کی کامیابی نہایت بھونڈے طریقے سے تسلیم کرلی۔

12 نومبر کو وائس آف امریکہ نے کہا کہ فاروق لغاری کو وسیم سجاد پر نمایاں سبقت حاصل ہے۔ پیپلز پارٹی کے نامزد کردہ صدارتی اُمیدوار کی کامیابی کے بعد بے نظیر کی اقتدار میں واپسی مکمل ہو جائے گی۔

پولنگ

13 نومبر کو صدارتی انتخاب کے لیے پولنگ ہوئی۔ کل 464 ووٹوں میں صدارتی انتخاب میں کامیابی کے لیے 233 ووٹ درکار ہیں۔ صدارتی انتخاب کا نتیجہ یہ رہا:

ایوان	فاروق لغاری	وسیم سجاد
قومی اسمبلی اور سینٹ	170	108
پنجاب اسمبلی	24	17
سندھ اسمبلی	39	1
سرحد اسمبلی	20	21
بلوچستان اسمبلی	21	21
	274	168

فاروق لغاری 106 ووٹوں کی برتری سے پانچ سال کے لیے پاکستان کے آٹھویں صدر منتخب ہوگئے۔ اکبر بگٹی کو 12 اور نوابزادہ اور افتخار گیلانی کو ایک ایک ووٹ ملا۔ اسلامک فرنٹ اور مسلم لیگ (پگارا) نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا۔ صدارتی انتخاب میں کامیابی کی خوشی میں تمام قیدیوں کی سزا میں تین ماہ کی تخفیف اور سرکاری ملازمین کے لیے سات دن کی تنخواہ کا اعلان کیا گیا۔ وسیم سجاد نے فاروق لغاری سے ملاقات کر کے اُنہیں مبارکباد دی۔ اور کہا کہ

انتخاب صحت مندانہ طریقے پر ہوا۔ میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔

نواز شریف نے کہا کہ صدارتی انتخاب میں ہارس ٹریڈنگ افسوس ناک ہے۔ حکمران جماعت نے بڑے پیمانے پر ارکان کی وفاداریاں خریدی ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے جو کچھ کیا اُس پر بھی مجھے دکھ ہے۔ صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں ایم۔ کیو۔ ایم کے حق میں مسلم لیگی اُمیدواروں کو دستبردار کرانا میری غلطی تھی۔ ورنہ کراچی میں قومی اسمبلی کی طرح صوبائی اسمبلی میں بھی ہمیں کامیابی حاصل ہوتی۔ پنجاب اسمبلی کے مسلم لیگی ارکان نے کہا کہ ہمیں ہارنے کا اتنا دکھ نہیں جتنا کہ اپنے پانچ ساتھیوں کے لوٹا بننے کا ہے۔ شہباز شریف نے کہا کہ پیپلزپارٹی کو ووٹ دینے والے مسلم لیگی ارکان کے خلاف کارروائی ہوگی۔ سینٹ کے 12 اور قومی اسمبلی کے 6 ارکان نے بھی وسیم سجاد کے بجائے لغاری کو ووٹ دیا۔ اکبر بگتی نے کہا کہ مسلم لیگ کے 38 ووٹ ٹوٹے ہیں۔ آصف زرداری اور نواز شریف نوٹوں سے بھرے بیگ لے کر آئے تھے۔ چیک نے اپنا کام دکھا دیا۔ بلوچستان نے دونوں اُمیدواروں کو مساوی ووٹ دے کر انصاف کیا ہے۔ ایک ہی جماعت کے صدر اور وزیراعظم ہونے سے توقع ہے کہ حکومت بہتر انداز میں چلے گی۔ لیکن وسیم سجاد نے کہا کہ صدر اور وزیراعظم ایک ہی پارٹی کے ہوں تو طاقت کا ارتکاز ہوگا جو اچھی پیش رفت نہیں۔ ہمیں ہارس ٹریڈنگ کی شکایات ملی ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کی بے وفائی پر مجھے افسوس ہے۔ میں سینٹ کا چیئرمین رہوں گا اور صدر اور وزیراعظم کے درمیان اختیارات میں توازن پیدا کرنے کی کوشش کروں گا۔ وائس آف امریکہ نے کہا کہ صدارتی انتخاب کا نتیجہ دونوں فریقوں کے لیے حیران کن تھا۔ مسلم لیگ سے بے وفائی کرنے والوں کی تعداد سینٹ میں سب سے زیادہ ہے۔

فاروق لغاری نے کہا کہ ہارس ٹریڈنگ کا الزام لگانے والے حقیقت کو تسلیم کرنا سیکھیں۔ مسلم لیگ نے اپنا اُمیدوار تبدیل کرنے کی تجویز دے کر اپنے اُمیدوار کی توہین کی۔ میں آئین کے تحت حاصل اختیارات کے حدود کے اندر رہ کر کام کروں گا۔ پارٹی کی رکنیت چھوڑ دوں گا۔ حکومت اور اپوزیشن میری نظر میں برابر ہیں۔ 8 ویں ترمیم جتنی جلد ختم ہو جائے، اُتنا ہی بہتر ہے۔ میں سیاسی، لسانی اور فرقہ وارانہ اختلافات کم کرنے کی کوشش کروں گا۔ ایٹمی ہتھیار بنانے کا ہمارا کوئی ارادہ نہیں۔

الطاف حسین نے فاروق لغاری کو مبارکباد کا پیغام ارسال کیا۔ اُنہوں نے بے نظیر سے بھی فون پر بات کی۔ بے نظیر نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ پیپلزپارٹی اور ایم۔ کیو۔ ایم کے تعاون سے سندھ میں سیاسی ماحول بہتر ہوگا۔ صدارتی انتخاب میں ساتھ دینے پر بے نظیر نے ایم۔ کیو۔ ایم کے ارکان اسمبلی کے اعزاز میں ایک ظہرانہ دیا۔

بے نظیر کا خطاب

13 نومبر کو وزیراعظم بے نظیر نے قوم سے ریڈیو اور ٹی۔ وی پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صدر لغاری تمام علاقوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ عوامی نمائندوں نے ہر قسم کے لالچ کو مسترد کر کے سیاسی بنیادوں پر ووٹ ڈال کر ہارس ٹریڈنگ کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔ میں نے اپوزیشن کو صدارتی اُمیدوار کے انتخاب کے لیے اتفاق رائے کی پیش کش کی تھی۔ وزیراعظم نے ہدایت کی کہ نہ تو سیاست دانوں کا تعاقب کیا جائے اور نہ ہی اُن کے فون ٹیپ کئے جائیں۔

تقریب حلف برداری

14 نومبر کو نو منتخب صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے ایوان صدر میں ایک تقریب میں اپنے عہدہ کا حلف اُٹھا لیا۔ تقریب کے بعد صحافیوں سے بات کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ جمہوریت کو لاحق خطرہ ٹل گیا۔ میں حکومت کے کاموں میں مداخلت نہیں کروں گا۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے میری حمایت کر کے صحیح سمت میں قدم اُٹھایا ہے۔ یہ فیصلہ دیہی اور شہری خلیج دور کر دے گا۔ میں بنیادی طور پر سیاسی کارکن ہوں۔ ملک کے کونے کونے میں جا کر عوامی مسائل حل کروں گا۔ ایوان صدر میں جنرل وحید نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ جمہوریت ٹریک پر واپس آ گئی ہے۔

اس موقع پر بے نظیر نے کہا کہ صدر لغاری کی کامیابی سے نہ صرف سیاسی استحکام پیدا ہو گا بلکہ وطن عزیز کی علاقائی اور نظریاتی سرحدیں بھی مضبوط ہوں گی۔ اب کوئی آمر ملک پر مسلط نہیں ہو سکتا۔ صدر حکومت کے کاموں میں مداخلت نہیں کریں گے۔

بے نظیر نے دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اپنی پارٹی کے مقتدر رہنما مخدوم امین فہیم کو جو مرکز اور صوبہ سندھ دونوں میں بلامقابلہ کامیاب ہو گئے تھے نہ تو سندھ کا وزیراعلیٰ بنایا اور نہ ہی اپنی کابینہ میں شامل کیا کیونکہ وہ کسی معروف شخصیت کو اقتدار میں شریک بنا کر مستقبل میں اپنا مدمقابل بننے کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھیں، لیکن فاروق لغاری پر اُنہیں اس درجہ اعتماد تھا کہ اُن کی سیاسی اہمیت اور گزشتہ انتخاب میں پورے ملک میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے کے باوجود اُنہیں نہ صرف صدارتی اُمیدوار نامزد کیا بلکہ اُن کی کامیابی کے لیے اُنہوں نے اور اُن کے شوہر آصف زرداری نے رات دن انتھک جدوجہد کی۔

14 نومبر کو اسلام آباد میں وسیم سجاد کی رہائش گاہ کے قریب نامعلوم مسلح افراد نے اندھا دھند فائرنگ کی۔ تمام سیاسی رہنماؤں نے اس کی شدید مذمت کی۔ مسلم لیگ کے نواز کھوکھر نے

کہا کہ فائرنگ پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے کی ہے۔
15 نومبر کو جب صدر سردار فاروق احمد خاں پہلے دن باقاعدہ طور پر ایوان صدر پہنچے تو پاکستان آرمی کے ایک چاق و چوبند دستے نے اُنہیں گارڈ آف آنر پیش کیا۔ بعد میں عملے کے ارکان کا صدر سے تعارف کرایا گیا۔ اُسی روز صدر لغاری نے ایوان صدر میں عالمی بنک کے ڈائریکٹر سے ملاقات کی۔ اس موقع پر صدر نے کہا کہ ملک میں سیاسی استحکام کی بنیاد رکھ دی گئی ہے، اب عالمی بنک پاکستان کو بھرپور امداد فراہم کرے گا۔

وفاقی حکومت

4 نومبر کو وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ پیپلز پارٹی پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی اور فلاحی ریاست بنائے گی۔ آئین میں ترمیم کر کے اُسے زیادہ موثر اور قابل عمل بنایا جائے گا۔

آٹھویں ترمیم

7 نومبر کو سینٹ کے پہلے اجلاس میں اپوزیشن نے آئین میں آٹھویں ترمیم کے خاتمے کے لیے ایک پرائیویٹ بل پیش کر دیا۔ وفاقی وزیر قانون شیر افگن نے کہا کہ حکومت خود قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں اس کے خاتمے کے لیے بل پیش کر رہی ہے۔ صدر لغاری نے کہا کہ حکومت اور اپوزیشن اس ترمیم کے خاتمے کے لیے اتفاق رائے پیدا کریں۔
8 نومبر کو یوم اقبال کے موقع پر اپنے پیغام میں بے نظیر نے کہا کہ ہم اسلامی اصولوں پر مبنی معاشرے کی تشکیل کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ سیاسی استحکام کے لیے ہمیں اپوزیشن کا تعاون درکار ہے۔ قومی معاملات میں اپوزیشن کو اعتماد میں لیا جائے گا۔

پارلیمنٹ ہاؤس میں آتشزدگی

9 نومبر کو پارلیمنٹ ہاؤس میں خوفناک آتش زدگی کے نتیجے میں قومی اسمبلی کا مرکزی ہال صدارتی چیمبر ہال سے ملحق گیلریاں، اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے دفاتر جل کر کھنڈر بن گئے۔ سینٹ کا ہال جلنے سے بچ گیا۔ چودہ گھنٹے میں آگ پر قابو پایا گیا۔

ایٹمی پروگرام

10 نومبر کو وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کوئٹہ میں کہا کہ نواز شریف کے دور حکومت میں ایٹمی پروگرام رول بیک کیا گیا۔ نگران حکومت نے بھی یہی پالیسی جاری رکھی۔ ہم نے ایٹمی پروگرام رول بیک نہیں کیا اور نہ کریں گے۔ ہم اسے منجمد رکھیں گے۔ یہ پروگرام پریسلر ترمیم کے تحت نہیں آتا۔ امریکی ذرائع نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ پاکستان نے اپنا ایٹمی پروگرام منجمد کر دیا ہے۔ یہ اُسے رول بیک کرنے کا نکتہ آغاز ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ قوم بے نظیر کو ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ پوری قوم اُن کے راستے میں دیوار بن کر کھڑی ہو جائے گی۔ ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے والوں کو عوام رول بیک کر دیں گے۔ ہم نے ایٹمی پروگرام کو منجمد یا رول بیک کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کے لیے بے نظیر کو 12 کروڑ عوام کی لاشوں سے گزرنا ہوگا۔ بے نظیر نے پھر کہا کہ ایٹمی پروگرام جولائی 1990ء سے منجمد ہے۔ اُسے کیپ کر دیا گیا ہے، لیکن پاکستان اُسے یکطرفہ طور پر رول بیک نہیں کرے گا۔ خلیجی اخبارات نے اپنے تبصروں میں لکھا کہ جوہری پروگرام کو منجمد کرنے کے اعتراف کے بعد پاک امریکہ تعلقات میں گرمجوشی پیدا ہوگی۔ سابق وزیر اعظم معین قریشی نے نیویارک میں کہا کہ کوئی ذمہ دار حکومت ایٹمی پروگرام سے دستبردار نہیں ہو سکتی۔ امریکہ اصولوں کی نہیں بلکہ مصلحت کوشی کی پالیسی پر گامزن ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ ایٹمی پروگرام منجمد کرنے کے انکشاف نے پوری قوم کو ذہنی کرب میں مبتلا کر دیا ہے۔ بے نظیر ایٹمی پروگرام ختم کرنے کے راستے پر گامزن ہیں۔ ایک امریکی افسر نے نیویارک میں کہا کہ جنوبی ایشیاء میں ایٹمی پھیلاؤ کو منجمد، رول بیک اور ختم کرنے کی پالیسی جاری رہے گی۔ پریسلر ترمیم ختم نہیں ہوگی اور پاکستان پر عائد پابندیاں برقرار رہیں گی۔

وفاقی کابینہ میں توسیع

وفاقی وزراء میں دو مزید وزراء سردار آصف اور اقبال حیدر کا اضافہ کیا گیا۔ سردار آصف اُمور خارجہ اور اقبال حیدر قانون اور انصاف کے وزیر ہوں گے۔

صدر لغاری سے ملاقات

22 نومبر کو بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے سیاسی صورت حال اور دیگر اُمور پر تبادلہ خیال کیا۔ صدر نے کہا کہ موجودہ حکومت مستحکم ہے اور وہ اپنی میعاد پوری کرے گی۔ میں سختی کے ساتھ آئین کی پاسداری کروں گا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

24 نومبر کو پشاور میں ممبران اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ اسمبلی توڑنے کا اختیار صدر کو نہیں بلکہ پارلیمنٹ کو ہونا چاہیے۔ میں غیرمداخلت پسند صدر کا کردار ادا کرنا چاہتا ہوں۔ بعد میں اُنھوں نے سابق صدر غلام اسحٰق خان سے بھی ملاقات کی۔

وزیراعظم بے نظیر بھٹو کا خط

24 نومبر کو بے نظیر نے نواز شریف کو ایک خط ارسال کیا جس میں اُنہیں وزیراعظم ہاؤس میں ظہرانے یا عشائیے میں شرکت کر کے ضابطہ اخلاق اور قانون سازی پر مذاکرات کی دعوت دی اور لکھا کہ جمہوری نظام کو مضبوط بنانے اور قومی مفادات کے معاملات میں ہمیں مل کر کام کرنا چاہیے۔ نواز شریف نے اپنے جوابی خط میں لکھا کہ میں اپوزیشن کے تعمیری کردار پر یقین رکھتا ہوں لیکن مذاکرات اُس وقت مفید ہو سکتے ہیں جب کوئی واضح ایجنڈا سامنے ہو۔ میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد آپ کو آگاہ کروں گا۔ بے نظیر نے پھر لکھا کہ آپ اپنے رفقاء سے مشورہ کر لیں۔ ہمارے دروازے آپ کے لیے کھلے رہیں گے۔ صدر لغاری نے کہا کہ نواز شریف نے پیش کش کا فراخدلانہ جواب نہیں دیا۔

مسئلہ کشمیر

یکم نومبر کو پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں اتفاق رائے سے یہ قرارداد منظور کی گئی کہ مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کا اندھا دھند قتل بند کیا جائے اور بھارت اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق استصواب رائے کرائے۔ 3 نومبر کو دفتر خارجہ کے ترجمان نے بتایا کہ حکومت پاکستان نے اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر اُٹھانے کا ارادہ موخر کر دیا ہے اور اس بارے میں اپنی قرارداد واپس لے لی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت کے اقدامات قومی امنگوں کے مطابق نہیں ہیں۔ ہم نے عالمی سطح پر اس مسئلہ کو زندہ رکھا تھا۔ اگر ہماری حکومت باقی رہتی تو مسئلہ کشمیر حل ہو چکا ہوتا۔

5 نومبر کو قاضی حسین احمد کی اپیل پر ملک بھر میں یوم یکجہتی کشمیر منایا گیا۔ بھارتی مظالم کے خلاف احتجاجی جلسے ہوئے اور جلوس نکالے گئے۔ جماعت اسلامی نے مطالبہ کیا کہ اقوام متحدہ سے مسئلہ کشمیر پر قرارداد واپس لینے پر وزیر خارجہ کو برطرف کیا جائے۔ 6 نومبر کو اسلام آباد پہنچ کر امریکہ کے نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے کہا کہ اگر پاکستان اپنا ایٹمی پروگرام ہمارے کہنے کے مطابق ڈھال لے تو کشمیر کا مسئلہ حل کرنے میں مدد دی جا سکتی ہے۔ 7 نومبر کو رابن رافیل نے نواز شریف سے ملاقات کر کے دیگر اُمور کے ساتھ کشمیر کے مسئلہ پر بھی بات

کی۔ 10 نومبر کو بے نظیر نے کوئٹہ میں کہا کہ کشمیریوں کو اُن کا حق خودارادیت ملے بغیر کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ ہم بھارت سے بامقصد مذاکرات کرنے پر آمادہ ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر نے کشمیر کے لیے زبانی جمع خرچ کے سوا کچھ بھی نہیں کیا۔ اُنھوں نے بھارت کی ناراضگی کے خوف سے کشمیر کے مسئلہ پر بحث کے دوران پارلیمنٹ میں تقریر کرنے سے بھی گریز کیا۔ کشمیری عوام کی کھلی مدد کی جائے۔ وہ کفن باندھ کر میدان میں آ چکے ہیں۔ 16 نومبر کو 32 دن بعد بھارتی فوج نے درگاہ حضرت بل کا محاصرہ ختم کر دیا۔ وہاں محصور 65 افراد نے خود کو حکام کے سپرد کر دیا۔ بھارتی بریگیڈیئر کنور نے اعتراف کیا کہ اُن میں کوئی ایک بھی غیر ملکی نہیں تھا۔ بتایا گیا کہ موئے مبارک محفوظ ہے۔ بے نظیر نے کشمیری حریت پسندوں کی جرات اور استقامت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ محاصرہ ہماری کوششوں سے ختم ہوا ہے۔ نواز شریف نے اسے مجاہدین کی اخلاقی فتح قرار دیا ہے۔

24 نومبر کو وزیر خارجہ سردار آصف نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں کشمیر سے متعلق قرارداد پیش نہ کرنے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ اب کشمیر پر پاک بھارت مذاکرات یکم جنوری سے اسلام آباد میں ہوں گے۔ بے نظیر نے کہا کہ دو طرفہ مذاکرات میں کشمیر کا مسئلہ زیر غور آنا ہماری کامیابی ہے۔ سردار قیوم نے کہا کہ کشمیریوں کی شرکت کے بغیر یہ مذاکرات بے معنی ہوں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ اقوام متحدہ میں قرارداد واپس لے کر حکومت نے پسپائی اختیار کی ہے۔ بھارت کو مسئلہ کشمیر پر رعایت دینا کشمیر کاز سے غداری ہے۔

29 نومبر کو نئے فوجی آپریشن میں ایک لاکھ بھارتی فوجیوں نے شہر سوپور کو گھیرے میں لے کر ناکہ بندی کر دی اور گھروں پر ٹینک چڑھا دیئے۔ عمارات اور رہائشی مکانات جل کر تباہ ہو گئے۔ پہلی مرتبہ بھارت نے اس آپریشن میں اپنی فضائیہ کو استعمال کیا۔ 100 افراد شہید ہو گئے۔ بے نظیر نے بھارتی رویہ کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ وہ کشمیریوں پر ظلم سے باز آ جائے۔ آزاد کشمیر اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور ہونے والی قرارداد میں کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی ان صریحاً خلاف ورزیوں کے بعد اب بھارت کے ساتھ مذاکرات کا کوئی جواز نہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ کشمیر پر بھارت کے ساتھ مذاکرات میں کشمیری نمائندوں کو شریک کیا جائے۔ بے نظیر نے اپنا دہلی جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس طرح پاک بھارت مذاکرات کھٹائی میں پڑ گئے۔ وزیر خارجہ سردار آصف نے کہا کہ کشمیر بے نظیر کے دور میں آزاد ہو گا۔

وائیں کا چہلم

4 نومبر کو میاں چنوں میں وائیں کے چہلم میں ہزاروں افراد نے نے شرکت کی۔ خواتین سینہ کوبی کرتے ہوئے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ نواز شریف جب چہلم میں

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

شرکت کے لیے پنڈال میں داخل ہوئے تو چٹھہ، اقبال احمد خاں اور وفاقی وزیر بریگیڈیئر اصغر وہاں سے اُٹھ کر باہر چلے گئے۔ اس موقع پر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ وائیں کے قاتلوں کی گرفتاری کا ہم زیادہ دیر تک انتظار نہیں کریں گے۔ مفاد پرستوں اور ضمیر فروشوں سے دوبارہ ہاتھ ملانا ہمارا شیوہ نہیں۔ ہم مفاد پرستوں کے ہاتھوں کھلونا بننا نہیں چاہتے۔

صوبائی حکومت میں حصہ

13 نومبر کو پیپلزپارٹی نے ایم۔ کیو۔ ایم کو صوبائی حکومت میں شریک کرنے، مقدمات کا میرٹ پر جائزہ لینے کا اور بتدریج ختم کرنے پر اپنی آمادگی کا اظہار کر دیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو چار وزارتیں دینے کے علاوہ کراچی، حیدر آباد اور زونل بلدیات میں ایڈمنسٹریٹر کے عہدے بھی دیئے جائیں گے۔ فاروق ستار نے کہا کہ ہم نے صدارتی انتخاب میں پیپلزپارٹی کی غیر مشروط حمایت کی ہے۔ ایم کیو ایم کو ڈپٹی سپیکر بلدیات، صحت اور محنت کی وزارتیں دی جائیں۔ 1988ء کے معاہدۂ کراچی پر عمل کیا جائے۔ ہمارے کارکنوں کے خلاف مقدمات ختم کیے جائیں۔ 16 نومبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک وفد نے عبداللہ شاہ سے ملاقات کر کے وزارتوں کے لیے چار نام پیش کر دیئے۔

سیاسی مذاکرات کے دوران بھی شہر کراچی بدامنی کا شکار رہا۔

20 نومبر کو بے نظیر نے کہا کہ ہم ایم۔ کیو۔ ایم سے اچھے تعلقات چاہتے ہیں لیکن سیاسی دباؤ یا بلیک میلنگ میں نہیں آئیں گے۔ ہم کسی کو لوٹ مار نہیں کرنے دیں گے۔ سندھ میں امن و امان کا مسئلہ سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ سیاسی دباؤ میں آ کر سنگین جرائم معاف نہیں کیے جا سکتے۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے صدارتی انتخاب میں غیر مشروط حمایت کر کے صحیح قدم اُٹھایا ہے لیکن کسی سیاسی گروپ کو دہشت گردوں کا ساتھ نہیں دینا چاہیے۔ سندھ میں کسی ڈھیلے ڈھالے آپریشن سے کام نہیں چلے گا۔

فوج کی مدد سے ہم سندھ میں آپریشن کلین اپ کو اُس کے منطقی نتیجہ تک پہنچائیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ سندھ کو پولیس اسٹیٹ بنا دیا گیا ہے۔ شہری آبادی سے انتقام لیا جا رہا ہے۔ بے نظیر اگر اپنے شہر میں امن قائم نہیں کر سکتیں تو پورے ملک میں کس طرح کر سکتی ہیں۔

21 نومبر کو اپنے ٹیلی فونک خطاب میں الطاف حسین نے کہا کہ ہم نے حکومت کو عوام کے مسائل سے آگاہ کر دیا ہے۔ اب انصاف سے کام لیا جائے۔ اگر ہمیں نظر انداز کیا گیا تو ہم اپنا جمہوری حق استعمال کرنے میں آزاد ہوں گے۔ حق پرستی کی جدوجہد پورے ملک میں پھیل رہی ہے۔ اگلا وزیراعظم حق پرست ہو گا۔

21 نومبر کو اسلام آباد میں کراچی کے کور کمانڈر جنرل نصیر اختر نے جنرل وحید، وزیر داخلہ نصیر بابر اور عبداللہ شاہ کی موجودگی میں وزیراعظم بے نظیر کو ایک اہم بریفنگ دی۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ اس اجلاس میں جرائم کے بڑھتے ہوئے رجحان پر قابو پانے کے لیے حکمت عملی پر غور کیا گیا۔ طے پایا کہ سندھ میں سماجی ڈھانچہ کو تباہی سے بچانے کے لیے قانون شکنوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے آپریشن کلین اپ مارچ تک جاری رہے گا۔

22 نومبر کو مخلوط حکومت کے قیام پر پیپلز پارٹی اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان مذاکرات ناکام ہوگئے۔ وزراء کے محکموں پر اختلاف رائے ہوا۔ ایم۔ کیو۔ ایم کا کہنا کہ جام صادق دور حکومت میں جو محکمے ہمارے پاس تھے وہ ہمیں دیئے جائیں۔ وزارت بلدیات کے لیے ایم۔ کیو۔ ایم کا اصرار تھا۔ فاروق ستار نے کہا کہ اگر پیپلز پارٹی نے اپنا رویہ تبدیل نہ کیا تو ہم اپوزیشن میں بیٹھیں گے۔ ہمیں جھنڈے والے گاڑیوں کا شوق نہیں۔ ہم عوامی مسائل کا حل چاہتے ہیں۔ وفاقی وزیر اقبال حیدر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے مطالبات غیر مناسب اور ناانصافی پر مبنی ہیں۔ اُن کے غیر لچکدار رویہ کے باعث معاہدہ میں تاخیر ہو رہی ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم ضد چھوڑ کر حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرے۔ وہ تو گورنر بھی اپنا مانگ رہے ہیں۔ مذاکرات میں ڈیڈلاک کے بعد ایم کیو۔ ایم نے اپوزیشن میں بیٹھنے کا فیصلہ کرلیا اور مسلم لیگ کے ساتھ مل کر صوبائی اسمبلی میں متحدہ اپوزیشن تشکیل دینے کی کوشش شروع کر دی۔ حالانکہ صدارتی انتخاب کے موقع پر اُس کے مسلم لیگ کے ساتھ تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو چکی ہے۔

صوبائی کابینہ میں توسیع

24 نومبر کو سندھ کی صوبائی کابینہ میں 13 نئے وزراء 4 عدد مشیروں کی تقرری عمل میں آئی۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے مطالبات ایسے غیر حقیقت پسندانہ ہیں کہ اُنہیں پورا کرنا ممکن نہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو پانچ وزرا اور دو مشیروں کی پیش کش اب بھی برقرار ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے فاروق لغاری کی حمایت کا فیصلہ اپنی پالیسی کے تحت کیا تھا۔ الطاف حسین کی واپسی میں حکومت حائل نہیں ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ بات چیت اب بھی جاری ہے۔ ہم اُنہیں نمائندگی دینے پر تیار ہیں اور اُن کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس الطاف حسین نے کہا کہ ہم اپوزیشن میں بیٹھ سکتے ہیں۔ لیکن اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ ہمیں ایسی وزارتوں کی ضرورت نہیں جن سے عوامی مسائل حل کرنے میں مدد نہ ملے۔

27 نومبر کو جی۔ ایچ۔ کیو راولپنڈی میں صدر لغاری کو سندھ کے حالات پر بریفنگ دی گئی۔ صدر لغاری نے جنرل وحید سے علیحدگی میں بھی ملاقات کی۔ صدر نے سندھ کے مسائل کو سیاسی سطح پر حل کرنے کا مشورہ دیا۔ اُسی روز سکھر میں گورنر حکیم محمد سعید نے بھی صدر

لغاری سے ملاقات کر کے سندھ کی صورت حال پر گفتگو کی۔ اُنہوں نے صدر کو حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان مذاکرات میں ڈیڈلاک کی وجوہات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ گورنر کا مطالبہ تو سنجیدہ نہیں۔ اصل جھگڑا وزارتوں پر ہے۔ نصرت بھٹو نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم حکومت کو غیر مستحکم کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

قومی اسمبلی کے انتخابات

30 نومبر کو ایم۔ کیو۔ ایم نے سندھ سے قومی اسمبلی کے انتخابات کو الیکشن کمیشن میں چیلنج کر دیا۔ اُس کی جانب سے دائر کی درخواست میں کہا گیا کہ انتخابات میں وسیع پیمانہ پر ہونے والی بے قاعدگیوں اور ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزیوں کے باعث انتخابی نتائج کو کالعدم قرار دیا جائے۔ موجودہ اراکین اسمبلی عوام کی نمائندگی نہیں کرتے۔ الیکشن کمیشن نے قومی اسمبلی کی نشستوں پر دوبارہ انتخابات کرانے کی ایم۔ کیو۔ ایم کی دائر کردہ 19 درخواستیں مسترد کر دیں۔
نگران حکومت اور فوجی حکام کی یقین دہانیوں اور اصرار کے باوجود ایم کیو ایم نے قومی اسمبلی کے انتخابات کا بائیکاٹ کیا تھا۔ اُن کے مطالبات میں ایک مطالبہ یہ بھی شامل تھا کہ یہ انتخابات ایک ہفتے کے لیے موخر کر دیئے جائیں جس کا پورا کرنا ممکن نہیں تھا۔
صوبائی انتخابات میں غیر مشروط طور پر حصہ لینے کے بعد ایم کیو ایم نے مطالبہ کیا کہ قومی اسمبلی کے انتخابات کالعدم قرار کر ضمنی انتخابات کرائے جائیں۔ اس کے منظور نہ ہونے پر ایم۔ کیو۔ ایم نے اس بارے میں الیکشن کمیشن سے رجوع کیا۔ صوبائی حکومت میں محکموں کی تقسیم کے مسئلہ میں پیپلز پارٹی اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان مذاکرات میں تعطل پیدا ہوگیا ہے۔ صوبائی حکومت بن چکی ہے اور ایم۔ کیو۔ ایم کی شراکت کے بغیر صوبائی کابینہ میں توسیع بھی ہو چکی ہے لیکن اس کے باوجود اگر حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان محاذ آرائی کا سلسلہ جاری رہا تو حالات کا معمول پر آنا بہت مشکل ہو گا۔

میر مرتضٰی بھٹو کی واپسی

یکم نومبر کو دبئی میں ایک پاکستانی روزنامہ کو انٹرویو دیتے ہوئے مرتضٰی بھٹو نے کہا کہ ملک اور قوم کی خدمت کرنے کے لیے میں وطن واپس جا رہا ہوں۔ جنرل ضیاء نے میرے خلاف جو جھوٹے مقدمات بنوائے ہیں، اُن میں سے ہر ایک مقدمہ کا سامنا کروں گا۔ میرا بھروسہ اللہ پر ہے۔ پیپلز پارٹی کا اصل وارث میں ہوں۔ آصف زرداری نے کہا کہ شہید بھٹو نے بے نظیر کو اپنا سیاسی وارث بنایا تھا کسی اور کو وارث ثابت کرنے والے بھٹو کے نظریات سے واقف

نہیں۔ شام کے صدر حافظ الاسد نے کہا کہ مرتضیٰ پاکستان جا کر اپنی بہن کے ہاتھ مضبوط کریں۔ بے نظیر ہماری بیٹی کی طرح ہے۔ شہید بھٹو عربوں کے محسن تھے۔ اُن کے بیٹے مرتضیٰ بھٹو کو پناہ دے کر ہم نے کوئی احسان نہیں کیا۔ یاسر عرفات نے کہا کہ دنیا یہ تسلیم کرے گی کہ مرتضیٰ دہشت گرد نہیں، حریت پسند ہے۔

میر مرتضیٰ 3 نومبر 1993ء کو سوا دو بجے شب امارات سے کراچی پہنچ گئے۔ جیسے ہی وہ طیارہ سے باہر آئے، پولیس نے انہیں حراست میں لے لیا اور ایک بکتر بند گاڑی میں بٹھا کر اُنہیں لانڈھی جیل پہنچا دیا گیا۔ پولیس اور مرتضیٰ کے حامیوں پر ایئرپورٹ میں ہاتھا پائی ہوئی جو سخت حفاظتی انتظامات کے باوجود ایئرپورٹ پہنچنے میں کامیاب ہوگئے تھے اور مرتضیٰ کے حق میں نعرہ بازی کر رہے تھے۔ بیگم بھٹو کو کچھ دیر کے لیے مرتضیٰ بھٹو سے ملاقات کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ بیگم بھٹو نے کہا کہ سکیورٹی کے اہلکاروں نے اُن کے ساتھ بدتمیزی کی۔ مجھے دھکے دیئے۔ میرے جسم پر خراشیں ہیں۔ پھر بھی مرتضیٰ سے ملاقات فراہم کرنے پر اُنہوں نے بے نظیر کا شکریہ ادا کیا۔ نصرت بھٹو نے مرتضیٰ کو امام ضامن باندھا اور کہا کہ مرتضیٰ پارٹی کے چیئرمین نہیں ہوں گے۔ وہ پیپلزپارٹی کو نقصان پہنچانے نہیں آیا ہے۔ سرکاری ترجمان نے کہا کہ مرتضیٰ کو جیل میں دو خدمت گار اور دوسری سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ اُن کا کھانا اور ناشتہ 70 کلفٹن سے بھیجا جاتا ہے۔

بی۔بی۔سی نے کہا کہ مرتضیٰ اپنی بہن کے لیے دردِ سر بن کر آئے ہیں۔ چوہدری شجاعت نے کہا کہ یہ تمام کارروائی ایک طے شدہ منصوبے کے تحت عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے کی جا رہی ہے۔ تین ماہ کے اندر مرتضیٰ کو تمام الزامات سے بری کر کے رہا کر دیا جائے گا۔

بے نظیر سے خفیہ ملاقات

4 اور 5 نومبر کی درمیانی شب میں مرتضیٰ کو رات کی تاریکی میں سخت پہرے کے اندر لانڈھی جیل سے 70 کلفٹن لایا گیا۔ جہاں بے نظیر بھی خاموشی کے ساتھ پہنچ گئیں وہ ایک گھنٹے تک اپنے بھائی کے ساتھ رہیں۔ رات ڈھائی بجے مرتضیٰ کو واپس جیل میں لے جایا گیا۔ بیگم بھٹو اس ملاقات پر مطمئن نظر آتی تھیں۔

6 نومبر کو جیل کے احاطہ میں صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے مرتضیٰ نے کہا کہ جیل میں بند ہونے کے باوجود میں وطن واپس آنے پر خوش ہوں۔ مجھے بلاجواز بند کیا گیا ہے۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

رکنیت کا حلف

8 نومبر کو سندھ اسمبلی کے خصوصی اجلاس میں مرتضیٰ نے صوبائی اسمبلی کی رکنیت کا حلف اُٹھایا۔ عبداللہ شاہ، قائم علی شاہ، نثار کھوڑو، پیپلز پارٹی کے دوسرے ارکان اور فاروق ستار نے مبارکباد دی۔ مرتضیٰ نے کہا کہ اگر بھٹو خاندان تقسیم ہوا تو اس کی ذمہ دار بے نظیر ہوں گی۔ رہائی کے بعد میں پیپلز پارٹی کے ناراض لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کروں گا۔ خصوصی عدالتیں غیر قانونی ہیں۔ مجھ سے بڑھ کر پیپلز پارٹی کا کوئی رکن اسمبلی نہیں، لیکن فی الحال میں آزاد بنچوں پر بیٹھوں گا۔ میں نے فون پر الطاف حسین سے کہا ہے کہ وہ وطن واپس آ جائیں تاکہ مل کر سندھ کے لیے کام کریں۔ جیل میں مجھے کوئی سہولت حاصل نہیں۔ 70 کلفٹن جانے کی بات بھی غلط ہے۔

صوبہ سرحد

4 نومبر کو ایک پریس سے خطاب کرتے ہوئے بیگم نسیم ولی نے کہا کہ کالا باغ ڈیم ہماری موجودگی میں تعمیر نہیں ہوسکتا۔ شہباز شریف نے یہ کہہ کر کہ اے۔ این۔ پی سمیت تمام جماعتیں کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر متفق تھیں اور یہ کہ اس مسئلہ پر اتفاق رائے کے لیے وزیراعظم بے نظیر سیاسی جماعتوں کا سربراہی اجلاس بلائیں، صرف اپنے مفاد کی بات کی ہے۔ ہم مرکز سے کسی مسئلہ پر کوئی تصادم نہیں چاہتے لیکن کالا باغ ڈیم پر کوئی مفاہمت نہیں ہوسکتی۔ بے نظیر نے کہا کہ اتفاق رائے کے حصول کے لیے کالا باغ ڈیم کے منصوبے میں ترمیم ہوسکتی ہے۔

27 نومبر کو پشاور میں ہونے والے مذاکرات میں وفاقی حکومت اور اے۔ این۔ پی کے درمیان نئے گورنر کی تقرری اور صوبے کا نام تبدیل کرنے کے بارے میں مذاکرات کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے۔ نئے گورنر کی تقرری کا معاملہ موخر کر دیا گیا۔

صوبہ بلوچستان

14 نومبر کو سردار اکبر بگٹی نے بلوچستان کی گورنری کے لیے بشیر ترین کا نام پیش کر دیا۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان ذوالفقار علی مگسی نے کہا کہ اگر اکبر بگٹی کو بلوچستان کا گورنر بنا دیا جائے تو انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

باب 8

بے نظیر کا ابتدائی دورِ حکومت

قومی اسمبلی کا اجلاس

یکم دسمبر 1993ء کو اپوزیشن کی ریکوزیشن پر قومی اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اپوزیشن کا اصرار تھا کہ ریکوزیشن اجلاس میں ضمنی انتخابات میں دھاندلی اور ایٹمی مسئلہ سے متعلق امور پر بحث کی جائے جبکہ سپیکر یوسف رضا گیلانی نے رولنگ دی کہ قواعد کے مطابق اپوزیشن کے نکات کو صرف قائد ایوان کی مرضی ہی سے ایجنڈے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ جس پر ایک دوسرے پر الزامات کی بھرمار سے اجلاس مچھلی بازار بن گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ اگر ہمیں اسمبلی کے اندر بولنے نہیں دیا گیا تو پھر باہر بات کریں گے۔ گوہر ایوب نے حکومت کے رویہ کو افسوس ناک قرار دیا۔ زبردست ہنگامہ آرائی کے بعد اپوزیشن اجلاس سے واک آؤٹ کر گئی۔

مذاکرات کی دعوت

بے نظیر نے نواز شریف کو حکومت کے ساتھ مذاکرات کی پھر دعوت دے دی اور کہا کہ اپوزیشن ملک کو بحران سے نکالنے کے لیے اپنا مثبت کردار ادا کرے۔ اسے اپنی آئینی ذمہ داریاں ادا کرنے کے تمام مواقع فراہم کیے جائیں گے۔ حکومت نے یقین دلایا کہ آٹھویں ترمیم میں صدر کے اسمبلی توڑنے کے اختیار کو ختم کیا جائے گا جبکہ اس میں شامل اسلامی دفعات برقرار رکھی جائیں گی۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

ضمنی انتخابات

2 دسمبر کو لاہور میں قومی اور صوبائی اسمبلی کے ضمنی انتخابات گولیوں کی تڑتڑاہٹ، سنگ و خشت کی جنگ، ہنگامہ آرائی اور خوف و ہراس کی فضا میں ہوئے۔ شہر لاہور ٹھاہ ٹھاہ کی آوازوں سے گونجتا رہا۔ مسلح افراد نے متعدد پولنگ سٹیشنوں پر ہلہ بول دیا۔ بیلٹ پیپر چھین کر اور خود ہی ان پر مہریں لگا کر بیلٹ بکس بھر دیئے۔ مجسٹریٹوں اور پولیس کے عملے کو فائرنگ کر کے بھگا دیا گیا۔ مسلم لیگی امیدواروں نے الزام لگایا کہ انتظامیہ یہ سب کچھ خاموشی کے ساتھ دیکھتی رہی۔ پیپلز پارٹی کے امیدوار کھلے عام جعلی ووٹ بھگتاتے رہے۔ نواز شریف شہر کا دورہ کرتے ہوئے جب دیال سنگھ کالج پہنچے تو ہوسٹل کی چھت سے اندھا دھند فائرنگ سے ایک راہ گیر زخمی ہو گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ خدا نے مجھے بچا کر دوسری زندگی عطا کی ہے۔ میری یہ زندگی اب پاکستان کی امانت ہے جو اسلام کے نفاذ، خلق خدا کی خدمت اور لاقانونیت کے خاتمے کے لیے وقف رہے گی۔ ہم نے پہلے بھی بھٹو کی ظالم حکومت کا مقابلہ کیا تھا اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ مجھ پر حملہ کر کے حکومت نے مذاکرات کا دروازہ خود بند کر دیا۔ آصف زرداری نے نواز شریف سے ملاقات کر کے ان پر قاتلانہ حملے کی تفصیلات معلوم کیں اور کہا کہ حکومت آپ کی مرضی کے مطابق تحقیقات کے لیے عدالتی کمیشن قائم کرنے پر تیار ہے۔

مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے سیکرٹری حاجی محمد نواز کھوکھر نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی سیاست تشدد سے بھری پڑی ہے۔ اس کے ابتدائی دور حکومت میں ڈاکٹر نذیر عبدالصمد اچکزئی، مولانا شمس الدین اور خواجہ رفیق کو قتل کیا گیا۔ چودھری ظہور الٰہی اور ظہور الحسن بھوپالی کو الذوالفقار کے ذریعے شہید کرایا گیا۔ میاں طفیل محمد، ملک محمد قاسم اور دوسرے سیاست دانوں کے ساتھ انسانیت سوز مظالم کیے گئے۔

فیصل صالح حیات پر حملہ

مصری شاہ میں پیپلز پارٹی کے فیصل صالح حیات کی کار پر فائرنگ کی گئی۔ اس کا ونڈ سکرین توڑ دیا گیا۔ پولیس نے انہیں ہجوم سے بحفاظت باہر نکالا۔ صالح حیات نے کہا کہ مجھ پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی اور میں نے بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی۔ یہ خبر پھیلتے ہی لاہور میں ہنگامے پھوٹ پڑے۔ سرکاری عمارتوں، سینما گھروں اور پٹرول پمپوں پر حملے کیے گئے۔ بے نظیر نے الزام لگایا ہے کہ نواز شریف اپنے سیاسی مخالفین پر قاتلانہ حملے کرا رہے ہیں۔ وہ محاذ آرائی کی سیاست پر گامزن رہے تو زیادہ نقصان خود ان کو ہی اٹھانا ہوگا۔ نواز شریف نے کہا کہ صالح حیات پر حملے کی کہانی من گھڑت ہے۔ حکومت نے انتخابات میں دھاندلی کرائی ہے۔

انتخابی نتائج

قومی اسمبلی کی بارہ اور پنجاب اسمبلی کی آٹھ نشستوں پر ضمنی انتخابات کے نتائج درج ذیل رہے:

پارٹی	قومی اسمبلی	صوبائی اسمبلی
پاکستان پیپلزپارٹی	6	6
پاکستان مسلم لیگ(ن)	4	1
جمعیت علماء اسلام	1	---
متحدہ دینی محاذ	---	1
آزاد	1	---
	12	8

بے نظیر نے کہا کہ ضمنی انتخابات میں ہماری فتح اپوزیشن کے تابوت میں آخری کیل ہے۔ نواز شریف کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ وہ حکومت سے تعاون نہیں کر رہے ہیں۔ فاروق لغاری کے صدر منتخب ہو جانے کے بعد آٹھویں ترمیم کم از کم پانچ سال کے لیے تو غیر موثر ہو گئی ہے لیکن پھر بھی ہم اس کے خاتمے کے لیے بل پیش کریں گے۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کی مخصوص نشستیں بحال کرنے کے لیے بھی جلد ہی موثر اقدامات کیے جائیں گے۔ ہم قرضے حاصل کرنے کے لیے آئی ایم ایف کی شرائط پوری کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مسلم لیگ کی امیدوار بیگم مجید وائیں ضمنی انتخابات ہار گئیں۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم غنڈہ گردی کی سیاست نہیں چلنے دیں گے۔ جھوٹ کے ذریعے حاصل کی گئی حکومت کی عمر بہت تھوڑی ہے۔ 1994ء الیکشن کا سال ہو سکتا ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت میرٹ کی دھجیاں بکھیر کر سرکاری محکموں میں نااہلوں کی فوج بھرتی کر رہی ہے۔ پھر بھی ہم حکومت کو غیر مستحکم نہیں کریں گے۔ تعمیری کاموں میں اس کے ساتھ تعاون کریں گے۔ ہارس ٹریڈنگ کے خاتمے کے لیے قانون سازی کی حمایت کریں گے۔ فیصلے پارلیمنٹ کے اندر کیے جائیں۔ آئندہ انتخابات میں جیت ہماری ہوگی۔ ہم نے اصولوں کی بالادستی کے لیے مرکز اور پنجاب میں حکومتیں بنانے کے لیے جونیجو لیگ کی پیش کش مسترد کر دی تھی۔

اخبارات سے شکایت

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ہم نے اپنے پہلے دور حکومت میں صحافت کو آزاد کیا۔ لیکن اس

کے باوجود جب ہم اپوزیشن میں آئے تو ہماری کردار کشی کی گئی۔ اب بھی اخبارات والے ہمیں تنگ کر رہے ہیں۔

نواز شریف کا خطاب

4 دسمبر کو سیالکوٹ میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ہمیں زبردستی اقتدار سے نکالا گیا ہے۔ میری حکومت سرحد پار سے آنے والی سازشوں کا شکار ہوئی۔ ہمیں اگر 1995ء تک حکومت کرنے کا موقع دیا جاتا تو ہم ملک کی قسمت بدل دیتے۔

چارج شیٹ

5 دسمبر کو مسلم لیگ نے حکومت کی 60 روزہ کارکردگی کو مایوس کن قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف تفصیلی چارج شیٹ جاری کر دی جس میں کہا گیا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے اپنی ابتدائی دو ماہ انتقامی کارروائی میں گزار دیئے۔ نواز شریف پر قاتلانہ حملہ کیا گیا لیکن بے نظیر نے لاہور میں ہونے کے باوجود ان کی خیریت بھی دریافت نہیں کی۔ ہماری اسمبلی توڑنے والے اپنے محسن غلام اسحٰق کے ساتھ بھی بے وفائی کی۔ حکومت منفی ہتھکنڈے استعمال کر کے اپوزیشن کو پامال کر رہی ہے۔ بے نظیر نے پشاور کے گورنر ہاؤس میں بیٹھ کر خود ہارس ٹریڈنگ کی۔ اسی طرح پنجاب میں بھی ہارس ٹریڈنگ کے ذریعے اپنی حکومت بنائی۔ حکومت کی باگ ڈور ایک مرتبہ پھر آصف زرداری کے ہاتھوں میں ہے۔

بیگم بھٹو کی چھٹی

5 دسمبر کو لاہور میں پیپلز پارٹی کی مرکزی مجلس عاملہ نے اتفاق رائے سے بیگم نصرت بھٹو کی جگہ بے نظیر کو پارٹی کا چیئرپرسن منتخب کر لیا۔ بیگم بھٹو اجلاس میں شریک نہیں تھیں۔ اس موقع پر بے نظیر نے کہا کہ میں پارٹی کی چیئرپرسن ہوں اور یہ فیصلہ واپس نہیں لیا جا سکتا۔ ہم نظریاتی سیاست سے دولت کی سیاست کا مقابلہ کریں گے۔ حکومت اپنی آئینی مدت پوری کرے گی۔ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانا ہماری اولین ترجیح ہے۔ پاکستان میں اسلامی، جمہوری اور فلاحی نظام نافذ ہو گا۔

بیگم بھٹو نے کہا کہ میں تاحیات پارٹی کی چیئرپرسن ہوں۔ یہ فیصلہ غیر آئینی اور بکواس ہے۔ میں اسے تسلیم نہیں کرتی۔ میں پارٹی کی قیادت نہیں چھوڑوں گی خواہ مجھے جیل بھیج دیا جائے۔ بے نظیر شہید بھٹو کے قاتلوں کے ساتھ مل گئی ہے۔ مجھے نکالنے والے جنرل ضیاء کے

وزیر اور مشیر رہ چکے ہیں۔ میں قانونی چارہ جوئی کروں گی۔ میں نے غلطی کی مجھے خود ہی وزیراعظم بننا چاہیے تھا۔ مجھے میرا حق دیا جائے۔ مرتضیٰ بھٹو اپنے والد کے نظریات کا صحیح ترجمان ہے۔ شہید بھٹو اب مرتضیٰ بھٹو کے روپ میں واپس آ گئے ہیں۔ جھگڑا کرسی کا ہے یہ کوئی ڈرامہ نہیں۔ بیگم بھٹو کو اپنے شوہر کے مزار پر جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا گیا لیکن بعد میں وزیراعلیٰ کے ترجمان نے کہا کہ یہ غلط ہے وہ جب چاہیں مزار پر جا سکتی ہیں۔

مرتضیٰ بھٹو نے ایک پریس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پیپلزپارٹی دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ میں وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ کی دھمکیوں میں نہیں آؤں گا۔

نواز شریف نے کہا کہ محترمہ نے اپنی والدہ کو بھی رول بیک کر دیا۔ بے نظیر والدہ کا مقام بھی نہیں پہچانتیں۔

بے نظیر کا خطاب

7 دسمبر کو ریڈیو اور ٹی وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ میں آپ کی بہن اور آپ کی خادم ہوں۔ میں عوام کی خدمت کرنا چاہتی ہوں۔ ہم محاذ آرائی نہیں اتفاق رائے چاہتے ہیں۔ ہم اس خواب پر یقین رکھتے ہیں جو علامہ اقبال نے دیکھا تھا۔ بے نظیر نے کوآپریٹو سکینڈل اور تاج کمپنی کے متاثرین کے لیے ریلیف کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ سابق حکمران اس جرم میں ملوث ہیں۔ موٹروے اور ییلوکیب سکیم سفید ہاتھی ہے۔

جنرل آصف نواز کے قتل کی تحقیقات

13 دسمبر کو سرکاری ترجمان نے اعلان کیا کہ سرکاری تحقیقات اور غیرملکی ڈاکٹروں کی رپورٹوں کے مطابق بری فوج کے سابق سربراہ جنرل آصف نواز جنجوعہ کی موت دل کا دورہ پڑنے سے ہوئی۔ وہ 8 جنوری 1993ء کو اپنی سرکاری رہائش گاہ پر معمول کی ورزش کرتے ہوئے اچانک انتقال کر گئے تھے۔ ان کی بیگم نے اپریل 93ء میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ آصف نواز مرحوم کو ایک سازش کے تحت زہر دے کر قتل کیا گیا ہے۔ شہباز شریف نے اس رپورٹ کے منظرعام پر آنے کے بعد کہا کہ آصف نواز کی موت کو ہمارے خلاف استعمال کیا گیا۔ ان کی طبعی موت کو قتل قرار دے کر نواز شریف اور ان کے رفقاء کو اس میں ملوث کرنے کی سازش کی گئی۔ اسے بنیاد بنا کر نواز شریف حکومت اور اسمبلیاں برطرف کرائی گئیں۔ مسلم لیگی قیادت کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کر کے انتخابی نتائج پر اثرانداز ہونے کی کوشش کی گئی۔ اس سازش میں غلام اسحٰق اور بے نظیر شریک تھیں۔ ہم قانونی چارہ جوئی کریں

گے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم نے نواز کیس سے کوئی سیاسی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اپوزیشن کے ہاتھ صاف ہیں تو اسے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل

16 دسمبر کو مولانا کوثر نیازی کی سربراہی میں اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل نو کی گئی۔ کونسل کے ارکان کی تعداد بیس ہوگی اور اس کے چیئرمین مولانا کوثر نیازی کا عہدہ وفاقی وزیر کے برابر ہوگا۔ کوثر نیازی نے کہا کہ ہم پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنا کر دکھائیں گے کونسل جلد ہی اپنی سفارشات وزیراعظم کو پیش کردے گی۔

احتساب

وزیراعظم کے معائنہ کمیشن نے نواز شریف کے خلاف سرکاری فنڈز کے ناجائز استعمال پر تحقیقات شروع کر دی۔ الزامات درست ثابت ہونے پر نواز شریف کو نااہل قرار دیا جا سکتا ہے۔ حکومت نے بینکوں اور مالی اداروں کے نادہندگان سے رقوم واپس لینے کا حتمی فیصلہ کر لیا۔ اور منشیات کی تجارت سے منسلک اہم افراد کی گرفتاری کے احکام جاری کر دیئے۔ وفاقی کابینہ کو بتایا گیا کہ جون 1993ء تک تقریباً 78 بلین روپے نادہندگان سے واجب الوصول تھے۔ بے نظیر نے کہا کہ ملک و قوم کو لوٹنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ رقم جہاں بھی چھپائی گئی ہے وصول کی جائے گی۔ ہم نے فراڈ کی تحقیقات شروع کر دی ہے۔ موٹروے، ییلو کیب اور دیگر سکینڈل میں ملوث افراد سے رعایت نہیں برتی جائے گی۔ آئندہ ماہ میں نادہندگان کی گرفتاری اور ان کے اثاثوں کی نیلامی شروع ہو جائے گی۔ اپوزیشن کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم نہیں کیے جائیں گے۔ حالانکہ جب ہم اپوزیشن میں تھے تو نواز شریف حکومت نے ہمارے خلاف بے بنیاد مقدمات قائم کیے تھے۔ صدر لغاری نے کہا کہ ماضی میں قومی خزانہ لوٹا گیا۔ سیاست کو تمام آلائشوں سے پاک کر دیا جائے گا۔ قرضے لازمی طور پر وصول کیے جائیں گے۔ نواز شریف نے مطالبہ کیا کہ وزیراعظم بے نظیر اور آصف زرداری خود کو احتساب کے لیے عدالت کے سامنے پیش کریں جہاں ان کے خلاف مقدمات درج ہیں۔

پاکستان بینکنگ کونسل کے ذرائع نے بتایا کہ اتفاق گروپ آف انڈسٹریز نے بینکنگ قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مالیاتی اداروں، قومیائے ہوئے بینکوں اور کوآپریٹو سوسائٹیوں سے قرضے حاصل کر کے اور ییلو کیب سکیم میں فنڈز کے غلط استعمال سے سرکاری خزانے کو چھ ارب روپے کا نقصان پہنچایا۔ گروپ نے دولت بٹورنے کے لیے اپنا سیاسی اثر و رسوخ استعمال

کیا۔ لیکن اس کی اشاعت کے فوراً بعد بینکنگ کونسل کے ترجمان نے وضاحت کی کہ اتفاق گروپ سے متعلق تفصیلات کونسل نے جاری نہیں کی ہیں۔

پاکستان کا ایٹمی پروگرام

نواز شریف نے کہا کہ ہماری حکومت کی فوجی اور اقتصادی امداد بند کی گئی تھی۔ ہمیں دہشت گرد قرار دینے کی دھمکی دی گئی لیکن ہم نے امریکہ کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا اب اچانک امریکہ ہم پر مہربان کیوں ہو گیا؟ اس کی کیا قیمت ادا کی گئی ہے؟ حکومت امریکہ کو خوش کرنے کے لیے ایٹمی پروگرام رول بیک کرنا چاہتی ہے۔ مجھے راستے سے ہٹا کر حکومت یہ سودا بازی کرنا چاہتی ہے۔ بے نظیر نے جولائی 1990ء میں ایٹمی پروگرام کو منجمد کیا۔ اس وقت ملک کے وسیع تر مفاد میں ہم نے اپنی زبان بند رکھی۔ ایٹمی پروگرام پاکستان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے ہم اسے رول بیک کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

15 دسمبر کو امریکی سینیٹر پریسلر نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی بم سے سنگین خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ پاکستان ایٹم بم بنا رہا ہے۔ پاکستان ایٹمی ٹیکنالوجی دوسرے اسلامی ملکوں کو منتقل کر سکتا ہے۔ پاکستان اور بھارت این پی ٹی پر دستخط کریں اور اپنی ایٹمی تنصیبات کو بین الاقوامی معائنہ کے لیے کھول دیں۔ پریس کانفرنس میں موجود دوسرے سینیٹر براؤن نے کہا کہ ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ کی کوششوں کا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلامی بم مسئلہ نہیں ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ایٹمی ٹیکنالوجی کے پرامن استعمال سے کسی کو محروم کرنے کا کوئی جواز نہیں جب تک ہماری سلامتی کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا ہمارا ایٹمی پروگرام پُرامن رہے گا۔

انہڑ کیس میں عدالتی فیصلہ

19 دسمبر کو کراچی میں خصوصی عدالت نے آصف زرداری کو انہڑ کیس میں بری کر دیا اور کہا کہ زرداری پر کوئی جرم ثابت نہیں ہوا۔ برطانیہ میں مقیم پاکستانی تاجر سید مرتضٰی بخاری کی ٹانگ پر بم باندھ کر لوٹنے کے اس مقدمہ میں آصف زرداری کو ملوث کر کے نواز شریف کے سابقہ دور حکومت میں انہیں جیل میں بند کر دیا گیا تھا۔ آصف زرداری نے کہا کہ میرے خلاف جھوٹا مقدمہ بنایا گیا تھا۔ بے نظیر نے اس عدالتی فیصلہ کو اس سال کی سب سے بڑی خوشخبری قرار دیا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

حاکم علی زرداری کی تقریر

قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے حاکم زرداری نے کہا کہ مسلم لیگ کے دستور میں یہ بات کبھی بھی درج نہیں تھی کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہو گا۔ اس لیے آج مسلم لیگی پاکستان کے مامے نہ بنیں۔ قاداعظم نے پاکستان کو ایک سیکولر سٹیٹ قرار دیا تھا۔ ان کا وزیر خارجہ قادیانی اور وزیر قانون جو گندر ناتھ منڈل تھا۔ اگر قائداعظم کو اسلامی ریاست بنانا ہوتی تو وہ منڈل کو وزیر قانون نہ بناتے۔ حاکم علی زرداری کی بہو بے نظیر بھٹو اگر ملک کی وزیراعظم نہ ہوتیں تو انہیں یہ زہر اگلنے کی کبھی ہمت نہ پڑتی۔ بھٹو کے دور حکومت میں حاکم علی زرداری قومی اسمبلی کی پچھلی نشستوں پر خاموش بیٹھے رہتے تھے اب انہیں زباں درازی کا موقع میسر آ گیا۔

ڈیفنس کمیٹی کا اجلاس

21 دسمبر کو ڈیفنس کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے بے نظیر نے مسلح افواج کے سربراہوں کو یقین دہانی کرائی کہ پاکستان کا دفاع ان کی حکومت کی اولین ترجیح ہے اور یہ کہ فوج کی تمام ضروریات ہر قیمت پر پوری کی جائیں گی۔

کشمیر کمیٹی

نوابزادہ نصراللہ خاں قومی اسمبلی کی 28 رکنی کشمیر کمیٹی کے سربراہ مقرر کر دیئے گئے۔ وفاقی حکومت کے ترجمان نے کہا کہ کمیٹی مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے عالمی رائے عامہ ہموار کرے گی۔ نواز شریف نے کہا کہ کشمیریوں کو نسل کشی سے بچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اقوام متحدہ میں کشمیر پر قرارداد پیش کی جائے۔ بے نظیر حکومت کو کشمیر کے مسئلہ پر بھارت کے ساتھ مذاکرات کا بلاوجہ شوق ہو گیا ہے۔ کشمیریوں کی مرضی کے بغیر بھارت سے مذاکرات لاحاصل ہیں۔ لندن میں پاکستانیوں کے ایک وفد سے بات کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت کشمیر پر سودے بازی کر رہی ہے۔

سینٹ میں متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ پاک بھارت مذاکرات میں کشمیریوں کو بھی شریک کیا جائے۔

 Copyright © www.bhutto.org

وزیراعظم کا دورہ چین

27 دسمبر کو جب وزیراعظم بے نظیر اپنے چین کے دورہ پر بیجنگ پہنچیں تو ان کا زبردست استقبال کیا گیا۔ عظیم عوامی ہال میں چینی وزیراعظم مسٹر لی پنگ سے مذاکرات کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ پاک چینی دوستی مثالی ہے۔

29 دسمبر کو شمالی کوریا کے صدر کم ال سنگ کی جانب سے دی گئی ضیافت میں تقریر کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ آزاد اور خوشحال ایشیا کے لیے خطے کے تمام ممالک کو متحد ہو کر کام کرنا ہو گا۔

قاضی حسین احمد کا دورہ سوڈان اور سعودی عرب

قاضی حسین احمد اپنا سوڈان کا دورہ مکمل کر کے سعودی عرب پہنچے جہاں انہوں نے عمرہ کی سعادت حاصل کی اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ پاکستانیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں ہی امریکہ نواز ہیں۔ ہم نواز شریف یا بے نظیر کے ساتھ کسی سطح پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے۔

تحریک استقلال سے علیحدگی

تحریک استقلال کے مرکزی سیکرٹری جنرل خورشید محمود قصوری اور پنجاب کی صدر بیگم شہناز رفیع نے پارٹی کی بنیادی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔ دونوں نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں کہا کہ وہ دونوں اصغر خاں سے سیاسی اختلافات کے باعث علیحدہ ہو رہے ہیں۔

صدر سے ملاقات

4 دسمبر کو ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی کے دو رکنی وفد نے اسلام آباد میں صدر لغاری سے ملاقات کی۔ صدر نے وفد کو یقین دلایا کہ ایم کیو ایم کے ساتھ سندھ یا کسی دوسرے صوبے میں کوئی زیادتی یا ناانصافی نہیں ہونے دیں گے۔ ایم کیو ایم کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس ملاقات کے بعد دو طرفہ مذاکرات کا امکان پھر پیدا ہو گیا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ مسائل حل کے لیے ایم کیو ایم حکومت سے تعاون کرے۔

16 دسمبر کو پیپلز پارٹی کے آفتاب شیرپاؤ باہمی مذاکرات کے لیے سرحد سے کراچی پہنچ

گئے۔ حکومت میں شمولیت کے لیے ایم کیو ایم کے ساتھ مذاکرات کا نیا دور شروع ہو گیا۔ اگلے ہی دن یہ مذاکرات بھی کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ختم ہو گئے۔

19 دسمبر کو اشتیاق اظہر نے دیگر رہنماؤں کے ساتھ ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ گورنر کی تقرری ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کی باہمی رضا مندی سے عمل میں آئے۔ ہمیں شہری عوام سے براہ راست تعلق رکھنے والے بلدیات اور تعلیم کے محکمے دیئے جائیں۔

26 دسمبر کو یوم ولادت قائداعظم کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے عبداللہ شاہ نے کہا کہ اس وقت ملک کو قومی یکجہتی کی ضرورت ہے۔ ایم کیو ایم ملک کو غیر مستحکم کرنے کی سازش کر رہی ہے۔

الطاف حسین کا خطاب

26 دسمبر کو ٹیلی فون کے ذریعہ ملتان میں منعقد ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ میں پاکستانی ہوں اور پاکستان میرا وطن ہے۔ ایک استحصالی طبقے اور ظالم حکمرانوں نے مجھے ملک سے دربدر ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔

31 دسمبر کو کراچی میں پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کے رہنما زاہد سعید کو اغوا کر کے قتل کر دیا گیا۔ قاتل ان کی لاش گندے نالے میں پھینک کر فرار ہو گئے۔ اس سے قبل پولیس کی فائرنگ سے دو نوجوان ہلاک اور چار زخمی ہو گئے تھے۔

صوبہ سرحد

یکم دسمبر کو صوبہ سرحد کی اسمبلی نے زرعی ٹیکس کا آرڈیننس مسترد کر کے اسے ایوان کی کمیٹی کی نظر ثانی کے لیے بھیج دیا۔ پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی اس کے خلاف تھے۔

صوبہ بلوچستان

31 دسمبر کو بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نواب ذوالفقار مگسی نے کہا کہ ایران جیسا انقلاب ہی ہمیں مکمل تباہی سے بچا سکتا ہے۔ انہوں نے تجویز دی کہ 1973ء کے آئین پر نظر ثانی کی جائے اور آزاد امیدواروں کو الیکشن میں حصہ لینے پر پابندی عائد کی جائے۔

نواز شریف کی لندن میں آمد

2 جنوری کو نواز شریف بوسنیا کا دورہ مکمل کر کے اپنے سیکرٹری اطلاعات سید مشاہد حسین کے ہمراہ لندن پہنچ گئے۔ ایک رسالہ کو انٹرویو دیتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے ہر قیمت پر حکومت حاصل کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ قاضی حسین احمد کو مسلم لیگ کو ناکام بنانے کا کام سونپا گیا۔ انہوں نے اس مشن کو تکمیل تک پہنچایا لیکن اس کی جو قیمت جماعت اسلامی کو ادا کرنا پڑی ہے وہ سب جانتے ہیں۔ انتخابات کے بعد اب تمام فیصلے ہارس ٹریڈنگ کی بنیاد پر ہو رہے ہیں۔ وزیراعظم سے لے کر صدر کے انتخاب تک ہارس ٹریڈنگ ہوئی۔ وزارتیں، گورنروں کی تقرری اور سینٹ کے آئندہ انتخاب میں دولت استعمال ہوگی۔ ہم نے قانونی اور آئینی جنگ جیتی، عوام کی عدالت میں ہم جیتے، عدالت عظمیٰ میں ہم کامیاب رہے، اعتماد کا ووٹ ہم نے حاصل کیا لیکن پھر بھی ہمارے خلاف سازشوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بے نظیر نے الزامات کے جواب میں کہا کہ ہم نے ضیا، جونیجو اور نواز شریف حکومت کے مظالم کا سامنا کیا اور سب کو شکست دینے کے بعد عوامی حمایت کے ذریعے اقتدار میں آئے ہیں۔

بھٹو کا یوم ولادت

5 جنوری 1994ء کو ذوالفقار علی بھٹو کا 66 ویں یوم ولادت منانے کی تیاریاں شروع ہوگئیں لیکن اس موقع پر خاندانی اختلافات کھل کر سامنے آ گئے۔ 3 جنوری کو خصوصی عدالت نے تقریب میں شرکت کے لیے مرتضیٰ کی پیرول پر رہائی کی درخواست مسترد کر دی۔ مرتضیٰ نے کہا کہ یہ عبداللہ شاہ کے باپ کا نہیں میرے باپ کا مزار ہے۔ حکومت اس پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ 4 جنوری کو نصرت بھٹو، غنویٰ، مخدوم خلیق الزماں، ناصر حسین، احترام الحق تھانوی اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ لاڑکانہ پہنچ گئیں۔ لیکن 5 جنوری کو نصرت بھٹو اور دیگر رہنماؤں کو بھٹو کے مزار پر جانے کے لیے المرتضیٰ سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی گئی۔ راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں۔ مرتضیٰ کے حامیوں نے ان رکاوٹوں کو ہٹا کر مزار پر جانے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں پولیس اور کارکنوں کے درمیان تصادم ہوگیا۔ پارٹی کے بانی کا گھر المرتضیٰ میدانِ کارزار بن گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ المرتضیٰ پر فائرنگ اور شیلنگ کی گئی، گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی، آنسو گیس کا ایک شیل نصرت بھٹو کی جیپ پر گرا جس سے وہ بے ہوش ہوگئیں۔ غنویٰ پر بھی غشی طاری ہوگئی۔ بیگم بھٹو تکلیف میں بھی مسلسل کہہ رہی تھیں کہ بے نظیر کی گولیاں مجھے اپنے شوہر کے مزار پر جانے سے نہیں روک سکتیں۔ پولیس نے ان کا راستہ روک کر بندوقیں تان لیں۔ ایک پولیس افسر نے کہا کہ آپ اگر آگے بڑھیں تو ہم شوٹ کر

دیں گے۔ ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے۔ نصرت بھٹو زار و قطار رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے بانی کی بیوہ کو قبرستان جانے سے روک دیا۔ ضیا نے بھٹو کا چہرہ دیکھنے سے محروم کیا اور بیٹی مزار پر جانے سے روک رہی ہے۔ بیگم زرداری نے تو میرے شوہر کے مزار پر بھی قبضہ کر لیا۔ مرتضیٰ کہاں ہے، میرے سر پر چادر رکھنے والا کوئی نہیں۔ نصرت بھٹو نے کہا اس تصادم میں ہمارے چار کارکن ہلاک اور بیس زخمی ہوئے ہیں۔ سو افراد کو گرفتار کر کے نامعلوم جگہ پہنچا دیا گیا ہے۔ پیپلز پارٹی میں پھوٹ کی ذمہ داری بیگم زرداری پر عائد ہوتی ہے۔ وہ معافی مانگیں ورنہ تحریک چلائیں گے۔

وزیراعظم بے نظیر نے ہدایت دی کہ ہنگامہ آرائی میں ملوث افراد کو خواہ ان کا تعلق کسی تنظیم سے ہو، سخت سزا دی جائے اور تخریب کاروں کو سختی کے ساتھ کچل دیا جائے۔ صوبائی وزیر پرویز علی شاہ نے کہا کہ اس واقعہ کے ذمہ دار المرتضیٰ میں موجود "را" کے ایجنٹ ہیں۔ وزیر داخلہ نصیر بابر نے بھی کہا کہ المرتضیٰ میں "را" کے ایجنٹ چھپے ہوئے ہیں۔ وہ وہاں سے پکڑے نہیں جا سکتے۔ الذوالفقار میں "را" کے ایجنٹوں کی موجودگی کے ثبوت موجود ہیں۔ جام صادق بھی "را" کے ایجنٹ تھے۔ لاڑکانہ کے واقعہ میں صرف ایک شخص ہلاک ہوا ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر اقتدار کی ہوس میں اتنی آگے بڑھ چکی ہیں کہ انہوں نے اپنے شہر، اپنے آبائی گھر اور اپنی ماں تک پر گولیاں چلانے کا حکم دینے سے گریز نہیں کیا۔ واقعہ لاڑکانہ نے 1973ء کے سانحہ لیاقت آباد کی یاد تازہ کر دی۔

پیپلز یوتھ کے رہنما شاہد رند جو نصرت بھٹو کو بچاتے ہوئے پولیس فائرنگ سے زخمی ہو گئے تھے بعد میں جناح ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو گئے۔ ان کے انتقال کی خبر سن کر سینکڑوں کارکن ہسپتال پہنچ گئے جنہوں نے حکومت کے خلاف زبردست نعرہ بازی کی۔

5 جنوری کو مرتضیٰ بھٹو نے لانڈھی جیل میں بطور احتجاج بھوک ہڑتال شروع کر دی۔ وزیراعظم بے نظیر نے لاڑکانہ فائرنگ کی تحقیقات کے لیے ایک ٹربیونل مقرر کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ بھٹو قومی ہیرو ہیں ان کا مزار نہ کسی فرد واحد کی وراثت ہے اور نہ کسی پیر کی گدی۔ میں مارشل لا کی سختی کے باوجود شاہنواز کی میت لے کر پاکستان آئی تھی۔ میں اپنے والد کا مشن پورا کروں گی۔ مخدوم خاندان میری حکومت کے لیے مسائل پیدا نہ کرے۔ میں اپنی ماں اور بھائی کی عزت کرتی ہوں۔ میری ماں کا ہر الزام میرے دل میں گولی کی طرح لگتا ہے۔ وہ مرتضیٰ کی سیاسی خواہشات پوری کرنے کے لیے مجھے اذیت پہنچا رہی ہیں۔ چیئرپرسن شپ ایک سیاسی معاملہ ہے۔ فیصلہ برقرار رہے گا۔ بیگم بھٹو نے کہا کہ بے نظیر مجھے چیئرپرسن تسلیم کر لیں تو صلح ہو سکتی ہے۔ انہوں نے بھٹو گروپ بنانے کی تردید کی۔ صنم بھٹو نے کہا کہ بھٹو خاندان کا تنازع جلد ختم ہو جائے گا۔ لانڈھی جیل اور بلاول ہاؤس کے درمیان شٹل سروس کے مثبت نتائج برآمد ہوں

گے۔ لیکن صنم بھٹو کی صلح کرانے کی یہ کوشش ناکام ہو گئی۔ بے نظیر نے نصرت بھٹو کو چیئرپرسن کے عہدہ پر بحال کرنے کی تجویز مسترد کر دی۔

"را" کے ایجنٹ کا اقبالی بیان

الذوالفقار تنظیم کے ایک گرفتار رکن محمد خالد خاں عرف ڈالیا نے 10 جنوری کو مجسٹریٹ کے سامنے اقبالی بیان دیتے ہوئے کہا کہ علی سنارا کے ذریعے میر مرتضیٰ بھٹو نے اپنے پیغام میں مجھے بھارت جانے کی ہدایت دی۔ ان کی ہدایت پر میں اپنے اٹھارہ کارکنوں کے ہمراہ سمندری راستے سے بھارت گیا۔ ہمیں نئی دہلی پہنچایا گیا۔ یو، پی کے ایک پہاڑی مقام پر واقع ایک فوجی کیمپ میں بھارتی فوج نے ہمیں گوریلا جنگ کی تربیت دی۔ مرتضیٰ بھٹو نے ہم سے قرآن پر پارٹی کے ساتھ وفاداری کا حلف لیا۔ ہم نے پاکستان واپس آ کر متعدد تخریبی کارروائیاں کیں۔ کشتیوں کے ذریعے بھارت سے اسلحہ لا کر الذوالفقار کے کارکنوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

11 جنوری کو بیگم بھٹو نے کہا کہ بے نظیر حکومت آئندہ مارچ تک گر جائے گی۔ مجھے اور میرے بیٹے کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ چار افراد کو فائرنگ کر کے مار دیا گیا۔ میں بے نظیر کے ساتھ بیرونی دوروں پر نہیں جاؤں گی۔ بے نظیر نے کہا کہ لاڑکانہ میں المرتضیٰ کی چھت سے فائرنگ کی گئی ماں یا بھائی جو بھی قانون کی خلاف ورزی کرے گا اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔ مرتضیٰ کا ساتھ دینے کی وجہ سے نصرت بھٹو کو پارٹی کی قیادت سے ہٹایا گیا۔ ان کے کردار سے پارٹی کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ میں ان کے ہاتھوں میں بلیک میل نہیں ہوں گی۔ اپنی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ستر کلفٹن کراچی میں بعض تربیت یافتہ دہشت گردوں نے پناہ لے رکھی ہے۔ نصرت بھٹو سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اسی روز پولیس نے مرتضیٰ بھٹو کی رہائش گاہ ستر کلفٹن پر چھاپہ مار کر غنوئی کے دو محافظوں کو گرفتار کر لیا۔ پولیس نے بتایا کہ بعض ملزمان کے وہاں پناہ لینے کی اطلاع پر یہ کارروائی کی گئی۔ لیکن پکڑے جانے والے افراد مطلوبہ ملزم نہیں ہیں۔ بیگم بھٹو نے کہا کہ بے نظیر کے دور حکومت میں بھٹو شہید کا گھر بھی محفوظ نہیں رہا۔ مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ میرے حامیوں کے ساتھ غیرانسانی سلوک کیا جا رہا ہے۔ حمید بلوچ اور مولا بخش کی ہڈیاں توڑ دی گئیں۔ کراچی سینٹرل جیل میں قیدیوں پر تشدد کیا جا رہا ہے۔ پورے صوبہ سندھ کو عقوبت خانہ اور جیل بنا دیا گیا ہے۔

بھٹو کا مقبرہ

12 جنوری کو سندھ کابینہ نے بھٹو کے مزار کی تعمیر کرنے کی منظوری دے دی۔ مقبرہ کی تعمیر پر 28 کروڑ روپے کی لاگت آئے گی۔ یہ اخراجات وفاقی اور صوبائی حکومت، غیر ملکی ادارے

اور بھٹو کے عقیدت مند برداشت کریں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ قومی اہمیت کے منصوبوں کو رول بیک کر کے بھٹو کا مزار بنانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ بے نظیر اپنے خفیہ اکاؤنٹ سے بھٹو کا مزار بنوائیں۔

نواز شریف کا گھریلو تنازع

14 جنوری کو روزناموں کے صفحہ اول پر ایک اشتہار ''محبان جمہوریت ماڈل ٹاؤن لاہور'' کی طرف سے شائع کرایا گیا جس میں ان کے خاندان کی خواتین کو نواز شریف کے ظلم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ سرتاج عزیز نے کہا کہ قائد حزب اختلاف کی کردار کشی پر پیپلز پارٹی کے عہدیداروں کے خلاف ہتک عزت کے مقدمے درج کرائے جائیں گے۔ پیپلز پارٹی کے سینیٹر شفقت محمود نے کہا کہ نواز شریف کے خلاف اشتہارات سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں۔ اشتہار کا عکس منسلک ہے۔

جمعیت مشائخ پاکستان کے سربراہ پیر فضل حق نے الزام لگایا کہ نواز شریف نے ''را'' اور ''موساد'' سے مالی امداد حاصل کی ہے۔ شہباز شریف نے امریکہ کے بہانے اسرائیل کا خفیہ دورہ کیا۔ اسرائیل نوازی کے الزام میں ان پر مقدمہ چلایا جائے۔

صدر کی مصروفیات

15 جنوری کو صدر لغاری پانچ روزہ دورہ پر سعودی عرب روانہ ہوگئے۔ روانگی سے قبل بے نظیر بھٹو نے ایوان صدر میں فاروق لغاری سے ایک اہم ملاقات کی۔ 16 جنوری کو صدر لغاری نے ریاض میں شاہ فہد بن عبدالعزیز سے ملاقات کی۔ اس میں افغانستان کا مسئلہ سرفہرست رہا۔ شاہ فہد اور فاروق لغاری نے کہا کہ افغان رہنما اللہ سے ڈریں اور غیر مشروط طور پر جنگ بند کردیں۔

سعودی عرب روانگی سے قبل صدر لغاری نے کچے کے معروف جاگیردار نعیم احمد کھرل کی دعوت پر رائے پور میں تیتروں کا شکار کھیلا۔ انہوں نے 68 تیتر شکار کیے۔

سابق صدر کے داماد کے خلاف تحقیقات

سی آئی اے کے ترجمان نے کہا کہ سابق صدر غلام اسحٰق کے داماد عرفان اللہ مروت کے خلاف تحقیقات جاری ہے۔ شواہد ملنے پر انہیں گرفتار کرلیا جائے گا۔ عرفان مروت نے دھمکی دی کہ اگر انہیں گرفتار کیا گیا اور مقدمہ چلایا گیا تو وہ بڑے بھیانک انکشافات کریں گے۔

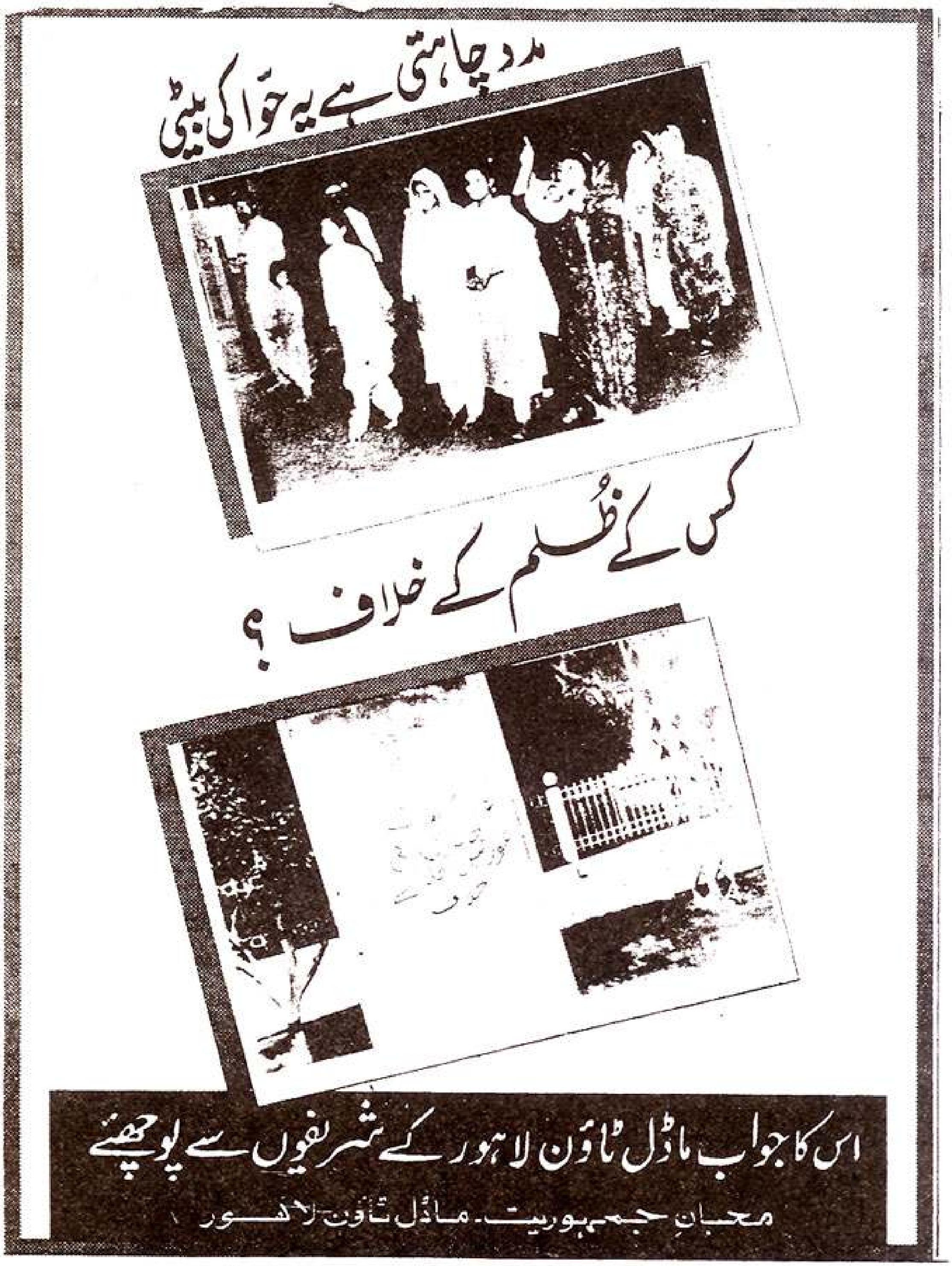

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

بدعنوانیوں کی روک تھام

وزیراعظم بے نظیر نے سینیٹر ملک محمد قاسم کو بدعنوانیوں کی روک تھام سے متعلق کمیٹی کا چیئرمین نامزد کر دیا۔ کمیٹی وفاقی وزارتوں، ڈویژنوں، محکموں اور اداروں کے علاوہ خودمختار اور نیم خود مختار اداروں میں بدعنوانی کے بارے میں چھان بین کرے گی اور بدعنوانی کے خاتمے کے لیے اپنی رپورٹ وزیراعظم کو پیش کرے گی۔

منشیات

18 جنوری کو ابوظہبی میں دو پاکستانی دس لاکھ درہم کی ہیروئن فروخت کرتے ہوئے گرفتار کر لیے گئے۔ اسی روز لاہور میں پولیس نے ڈیڑھ ٹن مارفین پاؤڈر پر قبضہ کر کے تین سمگلروں کو گرفتار کرلیا۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم پاکستان کو منشیات کا اڈہ نہیں بننے دیں گے۔

کراچی میں ایک ہسپتال کا افتتاح کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ہم وڈیروں، جاگیرداروں اور لٹیروں سے غریبوں کا لوٹا ہوا پیسہ واپس لینے آئے ہیں۔ قانون صرف غریب کے لیے امیر کے لیے بھی ہے۔

اسمبلی میں ہنگامہ آرائی

18 جنوری کو شدید ہنگامہ آرائی، تلخ کلامی اور شور شرابہ کے بعد اپوزیشن نے قومی اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ شیخ رشید نے بیگم بھٹو پر گالی دینے کا الزام لگایا۔ بیگم بھٹو نے کہا کہ میں نے کسی کا نام نہیں لیا تھا۔ اپوزیشن نے کہا کہ ہم بائیکاٹ صرف اس صورت ہی میں ختم کریں گے جب حکومت ہم سے غیر مشروط معافی مانگے۔ حکومت نے معذرت کر لی۔ اس کی جانب سے یقین دہانی کے بعد اپوزیشن نے بائیکاٹ ختم کر دیا۔ قومی اسمبلی نے ووٹروں کی فہرست میں شناختی کارڈ نمبر کے اندراج کی قرارداد منظور کر لی۔

19 جنوری کو اسمبلی میں ہنگامہ آرائی پر تبصرہ کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ جب میں ایوان میں موجود نہیں ہوتی ہوں تو کچھ لوگ بہت شور شرابہ کرتے ہیں۔ موجودہ اپوزیشن نہ تو ذمہ دار حزب اختلاف ہے اور نہ ہی ماضی میں وہ ذمہ دار حکومت تھی۔ ہم کسی ڈرامہ بازی اور شور و غل کی اجازت نہیں دیں گے۔ میں اب دوبارہ نواز شریف کو مذاکرات کی دعوت بھی نہیں دوں گی۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم بھی کسی ناقابل اعتبار حکومت سے مذاکرات کرنے پر آمادہ نہیں۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

24 جنوری کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کے درمیان سخت جھڑپ ہو گئی- دونوں نے ایک دوسرے پر الزامات عائد کیے- بے نظیر نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ موجودہ مہنگائی کی ذمہ داری نواز شریف کی سابقہ حکومت پر عائد ہوتی ہے جس نے ملک کو دیوالیہ بنا دیا-

بعد میں کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ سٹاک مارکیٹ، کرپشن اور امن و امان کی صورتحال خراب ہے- حکومت اقتصادی ترقی کے منصوبوں کو سبوتاژ کر رہی ہے- پاکستان کو وسط ایشیا سے ملانے والے منصوبہ کو بے نظیر حکومت نے روک دیا- وہ معیشت کی الف ب سے بھی واقف نہیں- وہ ملک کیا چلائیں گی- حکومت عدلیہ پر اثر انداز ہونے کی کوشش کر رہی ہے- سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے وقت اس کا بے نظیر سے پورا حساب لے گا- تاجروں کے خلاف ایک منصوبہ کے تحت انتقامی کارروائیاں کی جا رہی ہیں- "مرد اول" پھر سرگرم ہو گئے ہیں- اسمبلی کو منڈی یا اصطبل بنانے کی سازش کی جا رہی ہے-

وفاقی کابینہ میں توسیع

26 جنوری کو وفاقی کابینہ کے آٹھ وزراء مخدوم امین فہیم، انور سیف اللہ، غلام مصطفےٰ کھر، یوسف تالپور، خورشید احمد شاہ، خالد احمد کھرل، جے سالک اور احمد مختار اور تین وزرائے مملکت عبدالقیوم خاں، اکبر لاسی اور مخدوم شہاب الدین نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھا لیا- احمد مختار پہلے وزیر مملکت تھے- صدر لغاری نے ان سے حلف لیا اور اس موقع پر صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کی کارکردگی تسلی بخش ہے-

بے نظیر کا غیر ملکی دورہ

بے نظیر نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ غیر ملکی دوروں کے دعوت نامے مجھے بڑی تعداد میں موصول ہوئے ہیں لیکن میں خود بہت زیادہ ملک سے باہر رہنا نہیں چاہتی کیونکہ ایک کہاوت کے مطابق جب بلی گھر سے باہر ہو تو چوہے زیادہ اچھل کود شروع کر دیتے ہیں- تاہم 27 جنوری کو وزیراعظم سوئٹزرلینڈ کے دورہ پر روانہ ہو گئیں-

جماعت اسلامی

جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک سہ روزہ اجلاس 22 جنوری سے شروع ہونا تھا-

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

اجلاس سے قبل امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد کا ایک خط قیم جماعت سید منور حسن کو 19 جنوری کو موصول ہوا جس کا متن درج ذیل ہے:

"جماعت اسلامی پاکستان کے ارکان کے نام۔ بتوسط مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی پاکستان۔

یہ خط 22 جنوری 1994ء کو شوریٰ کے اجلاس میں سنایا جائے اور اسی تاریخ سے مجھے مستعفی سمجھ لیا جائے۔ سابقہ انتخاب کے موقع پر مجھے ارکان جماعت نے بھاری اکثریت سے امارت کے منصب کے لیے منتخب کیا تھا میں نے ممکن حد تک اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں برتی اور یہی کوشش کی کہ جو ذمہ داری مجھے سونپی گئی ہے اسے احسن طریقے پر انجام دوں۔

جماعت کے اہم فیصلے دستور جماعت کے مطابق مشاورت کے ذریعے ہی کیے گئے۔ اسلامی جمہوری اتحاد سے علیحدگی، پاسبان اور اسلامک فرنٹ کے قیام کا فیصلہ بھی مرکزی مجلس عاملہ اور مرکزی مجلس شوریٰ ہی میں کیا گیا۔

اکتوبر 1993ء کے انتخابات میں فرنٹ کو متوقع کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ الیکشن کے بعد منعقد ہونے والے مجلس شوریٰ کے اجلاس میں اپنے افتتاحی خطاب میں میں نے صورتحال پر روشنی ڈالی۔ متوقع نتائج کے عدم حصول کی وجوہات بیان کیں اور تمام معاملات کی ذمہ داری کو قبول کیا۔ اس کے بعد میں نے شوریٰ سے کہا کہ میں اب اجلاس سے چلا جاتا ہوں تاکہ آپ میری عدم موجودگی میں اپنی آراء کا کھل کر اظہار کر سکیں۔ میں نے یہ وضاحت بھی کر دی کہ میرے بارے میں شوریٰ جو بھی فیصلہ کرے گی میں اسے کھلے دل سے تسلیم کروں گا اور ہر حیثیت میں جماعت کی خدمت کو اپنا فرض سمجھوں گا۔ لیکن میری عدم موجودگی میں شوریٰ نے طے کیا کہ یہ تمام گفتگو میری موجودگی میں کی جائے۔ اس لیے مجھے شوریٰ کے اجلاس میں واپس بلا لیا گیا اراکین شوریٰ نے بغیر رکاوٹ کے پوری تفصیل کے ساتھ اپنی آراء کا اظہار کیا۔ مسلسل چار دن تک اجلاس جاری رہا۔ گو ان آراء میں اختلاف تھا لیکن طویل مباحث کے بعد شوریٰ پاسبان اور اسلامک فرنٹ کے بارے میں اتفاق رائے سے ایک قرار داد منظور کرنے کے قابل ہو گئی اور مجھ سے کہا گیا کہ مجھے شوریٰ کا اعتماد حاصل ہے اور میں بدستور اپنے فرائض بطور امیر انجام دیتا ہوں۔

میرا خیال تھا کہ اس کے بعد جماعت کے اندر یکسوئی پیدا ہو جائے گی اور ہر سطح پر جماعت سے متعلق افراد اپنی ذاتی رائے پر شوریٰ کے فیصلے کو ترجیح دیں گے۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔ جماعت کے باہر بھی کچھ حلقوں سے میری مخالفت اسی شدت کے ساتھ جاری رہی۔ اس مخالفت کی وجہ تو سمجھ میں آ سکتی ہے اور اسے برداشت بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

بات میرے لیے ناقابل برداشت بھی ہے اور ناقابل فہم بھی کہ عاملہ اور شوریٰ کے فیصلوں کے بعد بھی جماعت کے بعض انتہائی قابل احترام اور اہم شخصیات نے بھی میرے خلاف بے بنیاد الزامات عائد کرنے اور بہتان لگانے کے رویہ کو ترک کرنے کے بجائے اپنے خیالات کے اظہار کے لیے اخبارات و جرائد کے ذرائع بھی بلا تامل استعمال کیے۔ میرے خلاف یہ تاثر عام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ میں ارکان جماعت کا اعتماد کھو دینے کے باوجود زبردستی اپنے عہدہ سے چمٹا ہوا ہوں اور یہ کہ میں دانستہ طور پر جماعت کو ختم کرنے کے درپے ہوں۔ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان حالات میں میرے لیے اب یہ ممکن نہیں رہا کہ میں کامل اعتماد کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتا رہوں۔ میں جماعت کو کسی بحران اور آزمائش میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن میرے خلاف مسلسل محاذ آرائی اور یکطرفہ الزام تراشی نے یہ بات ناگزیر بنا دی ہے کہ میں اب خود ارکان جماعت سے براہ راست رجوع کروں تاکہ میں یہ معلوم کر سکوں کہ مجھے اب بھی پہلے کی طرح ان کا اعتماد حاصل ہے یا یہ کہ وہ امارت میں تبدیلی کے خواہش مند ہیں۔

اس لیے میں نے طویل غور و فکر کے کرنے کے بعد اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں امارت کی ذمہ داری سے مستعفی ہو کر ارکان جماعت کو یہ موقع دوں کہ وہ اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔

ان وجوہات کی بنا پر میں جماعت اسلامی پاکستان کے امارت کے منصب سے استعفیٰ پیش کرتا ہوں۔ مجلس شوریٰ امارت کے نئے انتخاب کے لیے مناسب بندوبست کرے اور درمیانی مدت کے لیے عارضی امیر کی تقرری بھی کر دے۔

میں ارکان جماعت کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ میں ان کا ہر فیصلہ خوش دلی کے ساتھ قبول کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔"

22 جنوری کا اجلاس چودھری رحمت الٰہی کی صدارت میں شروع ہوا۔ قاضی صاحب کا خط ارکان شوریٰ کو پڑھ کر سنایا گیا۔ چودھری رحمت الٰہی کثرت رائے سے درمیانی مدت کے لیے امیر منتخب کر لیے گئے۔ ناظم انتخاب کے طور پر چودھری محمد سلیم کا تقرر کیا گیا۔ طویل گفتگو کے بعد طے پایا کہ قاضی صاحب کا خط ارکان جماعت کو مہیا کر دیا جائے۔

عبدالستار ایدھی

31 جنوری کو ایدھی فاؤنڈیشن کے بانی عبدالستاری ایدھی نے کراچی پریس کلب میں "میٹ دی پریس" سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ انتخابات کے موقع پر انہوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو کو اس اطلاع پر ہیلی کاپٹر سروس آٹھ لاکھ روپے کرایہ کے عوض مہیا کر دی تھی

کیونکہ اُنہیں حاملہ ظاہر کیا گیا تھا۔ اُن کی مخالف ایک اہم شخصیت نے مجھے یہ پیغام بھجوایا کہ میں اُن سے ہیلی کاپٹر چھین لوں۔ صوبائی حکومت نے کوئی کرایہ ادا کئے بغیر کئی مرتبہ اپنے حکم سے ہیلی کاپٹر استعمال کیا ہے۔ میں نے نواز شریف کے دور حکومت میں اُنہیں فلاحی منصوبے تیار کر کے فراہم کئے تھے لیکن اُن پر عمل نہیں کیا گیا۔ میرے خلاف بڑا زہر اُگلا جا رہا ہے۔ اگر میں ظالم طبقہ کے خلاف زبان کھولوں تو جیل میں ڈال دیا جاؤں گا۔ مجھے خدا نے بچا رکھا ہے۔ میرے بچے امریکہ میں ٹیکسی چلاتے اور اخبار فروخت کرتے ہیں۔ میرے ایک بچے کو اغوا کیا گیا، پھر میں نے اُسے بھی امریکہ بھجوا دیا۔

صوبہ پنجاب

21 جنوری کو مظفر گڑھ کے قریب قومی شاہراہ پر واقع قصبہ شہر سلطان میں نماز جمعہ کے وقت نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے مسجد میں ہینڈ گرینڈ پھینک کر اور کلاشن کوف سے فائرنگ کر کے پانچ نمازیوں کو شہید اور چوبیس سے زائد کو زخمی کر دیا۔ ملزمان واردات کے بعد فرار ہو گئے۔ نواز شریف نے کہا کہ پنجاب میں افراتفری اور بدامنی کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہاں منظور وٹو، صالح حیات اور آصف زرداری کی تین تین حکومتیں قائم ہیں۔

بلدیاتی ادارے

30 جنوری کو لاہور ہائی کورٹ نے پنجاب کے بلدیاتی ادارے توڑنے سے متعلق سابق نگران حکومت کے اقدام کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے اُسے کالعدم قرار دے دیا اور حکم دیا کہ حکومت 31 مارچ 1994ء تک بلدیاتی اداروں کے انتخاب کرائے ورنہ یکم اپریل سے بلدیاتی ادارے بحال تصور کئے جائیں گے، لیکن 30 مارچ کو لاہور ہائی کورٹ کی ڈویژن بینچ نے سنگل بینچ کے اس حکم کو معطل کر دیا۔

صوبہ سندھ

2 جنوری کو سینیٹر اشتیاق اظہر نے صدر فاروق لغاری کے نام اپنے خط میں لکھا کہ ہمارے اپوزیشن میں بیٹھنے کے فیصلے کے باوجود ایم۔ کیو۔ ایم کے خلاف زیادتیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ شہری علاقوں کے باشندوں کو اُن کے جائز حقوق سے بھی محروم کیا جا رہا ہے۔ صوبائی حکومت دہشت گردوں کو تحفظ فراہم کر رہی ہے۔

صوبائی حکومت مرکز کی تاکید کے باوجود حالات کو معمول پر لانے میں کامیاب نہیں ہو

سکی- 3 جنوری کو مصروف شاہراہ شہید ملت روڈ پر ٹیکسی میں سوار افراد نے رینجرز کے ایک لانس نائک نذر محمد کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا اور فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے- 8 جنوری کو سٹی کورٹ کراچی میں بم کے ایک زبردست دھماکے میں ایس- ڈی- ایم سمیت 9 افراد شدید زخمی ہوگئے- 21 موٹر سائیکلیں جل کر تباہ ہوگئیں- دس موٹر کاروں کو نقصان پہنچا- بم ایک اسکوٹر میں نصب تھا- عبداللہ شاہ نے کہا کہ بم دھماکہ جمہوری عمل کو سبوتاژ کرنے کی سازش ہے- گورنر حکیم محمد سعید نے کہا کہ سندھ آپریشن مزید چھ ماہ جاری رہے گا-

وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ کو ہدایات دی کہ وہ دوبارہ ایم- کیو- ایم سے مذاکرات کا آغاز کریں- صوبائی وزیر پرویز علی شاہ نے ایم- کیو- ایم سے رابطہ کر کے صوبائی حکومت اُنہیں دو وزارتیں اُن کی اپنی پسند کی اور دو وزارتیں حکومت کی پسند کی دینے کی پیش کش کی لیکن ایم- کیو- ایم نے یہ تجویز مسترد کر دی- بعد میں پیپلز پارٹی نے ایم- کیو- ایم کو صوبائی کابینہ میں تیس فیصد نشستیں دینے کی پیش کش کر دی، لیکن ایم- کیو- ایم نے مطالبہ کیا کہ سندھ کے گورنر کی تقرری باہمی رضامندی سے عمل میں آئے اور وفاقی کابینہ میں بھی اُنہیں ایک وزارت دی جائے-

مسلم لیگی ارکان اسمبلی کی پریس کانفرنس

13 جنوری کو مسلم لیگ (نواز گروپ) کے سندھ سے منتخب ہونے والے چھ ارکان قومی اسمبلی زہیر اکرم ندیم، دوست محمد فیضی، کیپٹن حلیم اے صدیقی، ابوبکر شیخانی، میاں اعجاز شفیع اور حافظ محمد تقی نے کراچی میں اپنی مشترکہ پریس کانفرنس میں صوبہ سندھ اور بالخصوص کراچی میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال، ڈاکہ زنی اور اسلحہ کے زور پر کاریں چھیننے کی بڑھتی ہوئی وارداتوں پر شدید تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ کراچی کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کیا جا رہا ہے- مسلم لیگی ارکان پر پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کرنے کے لیے دباؤ ڈالا جا رہا ہے- اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ فوج کی نگرانی میں مردم شماری کرائی جائے- نئے ضلع کے قیام سے نفرتیں بڑھیں گی- الطاف حسین نے بھی کہا کہ نئے ضلع کے قیام کا مقصد مہاجروں کو کمزور کرنا ہے-

صدر سے ملاقات

15 جنوری کو بے نظیر نے ایوان صدر میں فاروق لغاری سے ملاقات کر کے سندھ کے حالات پر تبادلہ خیال کیا- بے نظیر نے کہا کہ سندھ میں امن و امان کی صورت حال غیر اطمینان بخش ہے-

سمیع مروت کی گرفتاری

16 جنوری کو سابق ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی آئی۔ اے سمیع مروت کو کراچی میں قتل اور اغوا برائے تاوان کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔

جی ایم سیّد کی سالگرہ

17 جنوری کو سندھو دیش تحریک کے بانی ایم۔ سید کی 91 ویں سالگرہ کی تقریب اُن کے آبائی گاؤں ''سن'' میں منعقد ہوئی۔ جہاں وہ اپنے گھر میں نظر بند ہیں۔ تقریب کے لیے ایک وسیع اسٹیج بنایا گیا۔ پنڈال تیار کیا گیا۔ اور پورے قصبہ کو سجایا گیا۔ جی۔ ایم۔ سید وہیل چیئر پر بیٹھ کر اسٹیج پر آئے۔ اُنھوں نے 91 پونڈ وزنی کیک کاٹا جسے مسلم لیگ کے مرکزی جوائنٹ سیکرٹری شہاب الدین شاہ نے تیاری سے اپنے بھائی کے ہاتھوں بھیجا تھا۔ سالگرہ کے موقع پر جی۔ ایم۔ سید کو گاندھی کا پورٹریٹ پیش کیا گیا۔

فوج اور رینجرز کے چھاپے

19 جنوری کو فوج اور رینجرز نے نارتھ کراچی اور فیڈرل بی ایریا میں چھاپے مار کر متعدد افراد کو گرفتار کر لیا۔ سرکاری ذرائع کے مطابق چھاپوں کے دوران اسلحہ چوری کی ہوئی گاڑیاں اور دیگر سامان بھی برآمد ہوا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ فوج کی واپسی کا فیصلہ حالات کا جائزہ لینے کے بعد کیا جائے گا۔

سندھ کے نئے گورنر

اتوار 24 جنوری کو محمود اے۔ ہارون نے سندھ کے گورنر کی حیثیت سے حلف اُٹھا لیا بعد میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ میں شہری اور دیہی اختلافات ختم کرنے کے لیے ایم۔ کیو۔ ایم سے رابطہ قائم کروں گا۔ باہمی جھگڑے اور اختلافات کی تباہی کا سبب بنتے ہیں۔ میری کسی سے دشمنی نہیں۔ میں ہر ایک سے ملوں گا۔ صوبے کے حالات بہتر بنانے کے لیے بھائی چارہ کی فضاء ضروری ہے۔

حکیم محمد سعید کے اخلاص اور خدمات کے باوجود ایم۔ کیو۔ ایم نے اپنے مطالبات میں گورنر کی تبدیلی پر بھی ہمیشہ زور دیا۔ حکیم صاحب کے لیے زیادہ بہتر تو یہ تھا کہ اگر وہ اکتوبر کے انتخابات کے بعد مستعفی نہیں ہوئے تھے تو 15 جنوری کو صدر سے ملاقات کے موقع پر وزیراعظم

بے نظیر کا انُ کے بجائے محمود ہارون کو ساتھ لے جانا تو اس کے لیے کافی تھا کہ وہ اس کے فوراً بعد خود علیحدگی اختیار کر لیتے۔

امریکی قونصل جنرل کی ملاقات

30 جنوری کو امریکی قونصل جنرل رچرڈ سی فوک نے عزیز آباد میں ایم۔ کیو۔ ایم کی رابطہ کمیٹی کے ارکان سے ملاقات کر کے اُنہیں اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

وزیر داخلہ کو نوٹس

31 جنوری کو ایم۔ کیو۔ ایم سرحد کے چیف آرگنائزر ارباب مشتاق احمد خاں نے وزیر داخلہ نصیر بابر کو اُن کے اس بیان پر جس میں اُنہوں نے الطاف حسین کو غدار قرار دیا تھا ایک قانونی نوٹس ارسال کیا جس میں کہا گیا کہ وہ سات دن کے اندر اخبارات کے صفحہ اول پر کھلے عام معافی مانگیں اور دس لاکھ روپے ادا کریں ورنہ اُن کے خلاف عدالتی کارروائی کی جائے گی۔ اگر مقدمات کسی کے غدار ہونے کا معیار ہیں تو پھر موجودہ وزیراعظم بے نظیر بھٹو تو الطاف حسین سے بھی کہیں بڑھ کر غدار ہیں کیونکہ اُن کے خلاف تو کئی ریفرنس بھی عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

صوبہ سرحد

17 جنوری کو سرحد اسمبلی کی رکن بیگم نسیم ولی خاں نئی دہلی روانہ ہوگئیں جہاں وہ افغانستان کے سابق صدر ڈاکٹر نجیب اللہ کی اہلیہ سے ملاقات کریں گی اور اقوام متحدہ کی مدد سے ڈاکٹر نجیب کو کابل سے نکالنے کے لیے صلاح مشورہ کریں گی۔ ڈاکٹر نجیب ان دنوں کابل میں اقوام متحدہ کے دفتر میں پناہ گزین ہیں۔

20 جنوری کو پشاور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے خان عبدالولی خاں نے کہا کہ اب ہم ہاتھ مروڑ کر اور پیٹ پھاڑ کر اپنے حقوق حاصل کریں گے۔ ہمارے ساتھ بدمعاشی کی گئی تو پھر ہم سے بڑا کوئی بدمعاش نہیں۔

پی۔پی حکومت کے ابتدائی سو دن

نے ۱ -بکم فروری کو شہباز شریف اور شیخ رشید نے ایک مشترکہ بیان میں کہا کہ پیپلز پارٹی کی

حکومت کے پہلے 100 دن کرپشن، بدعنوانیوں اور مشکوک سودوں کے دن ہیں۔ کرپشن کے ثبوت تیزی کے ساتھ سامنے آ رہے ہیں۔ چاول کی برآمدات کا سکینڈل، ری کنڈیشنڈ کاروں اور میراج طیاروں کے نئے سکینڈل سامنے آئے ہیں۔ ان سودوں میں بھاری کمیشن وصول کیا گیا ہے۔ اصل وزیراعظم تو آصف زرداری ہیں۔ بے نظیر محض پروٹوکول وزیراعظم ہیں۔ 1988ء سے 1990ء تک زرداری کی پہلی حکومت کے دور میں کرپشن کی جو روایت قائم کی گئی تھی۔ اب وہ اس میں اضافہ کرنے میں مصروف ہیں۔

نصرت بھٹو کی پریس کانفرنس

2 فروری کو اسلام آباد میں بیگم نصرت بھٹو نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اب بے نظیر کی اور ہماری راہیں الگ الگ ہو چکی ہیں۔ پارٹی دو حصوں میں بٹ چکی ہے۔ جام دور کے مظالم آج بھی ہمارے اوپر جاری ہیں۔ مرتضیٰ کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا گیا ہے۔

سینٹ میں ہنگامہ

سینیٹر مخدوم خلیق الزماں نے سینٹ کے اجلاس اپنی تحریک استحقاق پیش کرتے ہوئے کہا کہ لاڑکانہ کی خصوصی عدالت کی جانب سے اُن کے وارنٹ گرفتاری کسی جواز کے بغیر جاری کئے گئے ہیں۔ بے نظیر مجھ سے کہتی ہیں کہ تم بلاوجہ مرتضیٰ کے چکر میں کیوں پڑے ہوئے ہو۔ میں نے اُنہیں جواب دیا کہ جب آپ مشکل میں تھیں تو اُس وقت میں نے آپ کا بھی ساتھ دیا تھا۔ اس پر ایوان میں موجود بے نظیر اور آصف زرداری آگ بگولہ ہو گئے اور ہنگامہ بپا ہو گیا۔ آخرکار مخدوم خلیق کی تحریک کمیٹی کے سپرد کر دی گئی۔

حکومت کی کارکردگی

11 فروری کو بے نظیر نے دعویٰ کیا کہ اُن کی حکومت ملک کو تباہی کے دہانے سے واپس لائی ہے سماجی اور اقتصادی صورت حال میں بہتری پیدا ہوئی ہے۔ صحت، تعلیم اور توانائی کے شعبوں پر ہماری خصوصی توجہ ہے۔ ہم عوام کو لوڈ شیڈنگ کی لعنت سے جلد نجات دلا دیں گے۔ ملک میں استحکام ہے اور کوئی سیاسی یا آئینی بحران نہیں، بعض شکست خوردہ عناصر چائے کی پیالی میں طوفان اُٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کی تھی لیکن اُس نے محاذ آرائی کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ہماری حکومت اپنی میعاد پوری کرے گی۔ ہم

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

نے امریکہ کو بتا دیا ہے کہ ہم اپنا ایٹمی پروگرام رول بیک نہیں کریں گے۔

11 فروری کو پشاور میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عوام بیدار ہو چکے ہیں۔ قومی اسمبلی کے بارہ ووٹوں کی کسر جلد ہی پوری ہو جائے گی اور پاکستان پر مرد کی حکمرانی ہوگی۔ میں لوٹا کریسی کو دفن کر کے دم لوں گا۔

راجیو گاندھی کی مدد کا اعتراف

13 فروری کو بی۔ بی۔ سی کو انٹرویو دیتے ہوئے وزیراعظم بے نظیر نے انکشاف کیا کہ چار سال قبل اُن کی حکومت نے بھارتی وزیراعظم راجیو گاندھی کی مدد ایک ایسے وقت کی تھی جب وہ سکھوں کی شورش کے سبب اقتدار سے محروم ہونے والے تھے۔ اگر اُس وقت ہماری حکومت اس شورش کو دبانے میں راجیو گاندھی کی مدد نہ کرتی تو معلوم نہیں آج وہ کہاں ہوتے۔

نواز شریف نے کہا کہ بھارت کی مدد کا اعتراف کر کے بے نظیر اپنا حق حکمرانی کھو دیا۔ اُن کے سابقہ دور حکومت میں یہ تو معلوم ہوگیا تھا کہ اُن کے خصوصی ایلچی کے طور پر چوہدری اعتزار احسن نے پاکستان کے بعض اہم راز بھارت جا کر حکام کے حوالے کئے تھے۔ اب اُن کے بی۔ بی۔ سی کی انٹرویو سے یہ خدشات یقین میں بدل گئے۔ وہ پاکستان کے مفاد کے بجائے دشمنوں کے مفاد کے لیے کام کرتی رہی ہیں۔ ایسے ملک دشمن فرد کا ایک دن کے لیے بھی وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر برقرار رہنا ملک و ملت کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ یہ بیان دے کر اُنھوں نے پاکستان پر غیر ملکی حملہ کا جواز پیدا کر دیا ہے۔ اُن کے خلاف عدالتی ٹریبونل اُن کے خلاف ریفرنسوں کی دوبارہ سماعت کرے۔

پیرپگارا نے کہا کہ سکھوں کے بارے میں بیان دے کر بے نظیر بین الاقوامی سلطانی گواہ بن گئی ہیں۔ شہباز شریف نے کہا کہ بے نظیر خلاف غداری کے الزام میں تحقیقات کے لیے کمیشن قائم کیا جائے۔ نواز کھوکھر نے کہا کہ بھٹو خاندان پاکستان کا دشمن نمبر ایک ہے۔ گوہر ایوب نے کہا کہ جونا گڑھ میں سرشاہنواز بھٹو نے بھارتی فوج کو بلایا تھا۔ ان سے کچھ بعید نہیں کہ یہ پاکستان کو بیچنے پر بھی تیار ہو جائیں۔ وزیراعظم اور وفاقی کابینہ میں شامل "را" کے ایجنٹ ملک کی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں۔

بے نظیر نے کہا کہ اُنھوں نے اپنے بی۔ بی۔ سی کے انٹرویو میں کہا تھا کہ پاکستان نے مشرقی پنجاب میں سکھوں کی کوئی حمایت نہیں کی۔ ہم نے ثابت کیا کہ پاکستان عدم مداخلت کی پالیسی پر کاربند ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ اُن کا یہ انٹرویو پوری دنیا نے سنا اور اس کی کیسٹ بھی محفوظ ہے۔ راجیو گاندھی کا ساتھ دے کر اُنھوں نے قوم کے اعتماد کو دھوکہ دیا۔ اعتراف جرم کے بعد پوری قوم کو اُن سے نجات حاصل کرنے کے لیے کھڑا ہو جانا چاہیے۔ پاکستان کے بدترین دشمن

کی مدد کرنے والی خاتون کو اقتدار میں رہنے کا حق حاصل نہیں۔

بے نظیر کا خطاب

15 فروری کو ریڈیو اور ٹی۔ وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ اقتدار کی کشمکش بہت ہو چکی۔ لوگ اس سے تنگ آ گئے ہیں۔ عوام نے سیاسی استحکام کے حق میں ووٹ دیا ہے۔ وہ زندگی میں تبدیلی کے خواہاں ہیں۔ کھیل تماشوں سے عوام کو بہلانے کا وقت بیت چکا۔ نواز شریف حکومت نے ملکی معیشت کو 35 ارب روپے کا نقصان پہنچایا۔ جب غریب کے گھر میں تاریکی ہو۔ جب کارخانے بجلی اور گیس کی کمی کی وجہ سے بند پڑے ہوں۔ اُس وقت چھ لین والی موٹروے اور چمکتی ہوئی پیلی ٹیکسیوں کو عوامی ترقی کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ شکست خوردہ سیاسی عناصر ہمارے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔

نواز شریف نے کہا کہ وہ تصادم اور محاذ آرائی پسند نہیں کرتے۔ بے نظیر خود محاذ آرائی کی سیاست کر رہی ہیں۔ وہ ہمارے دور کے منصوبوں پر اپنے نام کی تختیاں لگا کر عوام کو دھوکہ دے رہی ہیں۔ پیپلز پارٹی ملک کو یک جماعتی آمریت کی طرف دھکیل رہی ہے۔ قومی راز بھارت کو منتقل کر کے وہ عوام کی نظروں میں مجرم ہیں۔

مسلم لیگ میں شمولیت

15 فروری کو تحریک استقلال کے سابق سیکرٹری جنرل میاں خورشید محمود قصوری پنجاب کی سابق چیئرپرسن بیگم شہناز رفیع، سابق صوبائی جنرل سیکرٹری ادریس باجوہ اور دوسرے متعدد مرکزی، صوبائی اور ضلعی عہدیدار مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

نواز شریف کا خط بے نظیر کے نام

19 فروری کو بے نظیر کے نام اپنے خط میں نواز شریف نے اُن سے چار سوالات دریافت کئے اور کہا کہ یہ قوم کا حق ہے کہ وہ آپ سے ان کے جوابات معلوم کرے۔ سوالات یہ تھے:

(۱) آپ نے راجیو گاندھی کی کس نوعیت کی مدد کی تھی، اُنہیں دی جانے والی امداد کی شکل کیا تھی؟

(۲) راجیو گاندھی کو یہ مدد کب اور کس طرح فراہم کی گئی؟

(۳) کیا راجیو گاندھی کو مدد فراہم کرنے سے قبل پارلیمنٹ، فوج اور قومی سلامتی کے اداروں سے کوئی مشورہ کیا گیا تھا؟------ اور

(۴) آپ نے بھارت کی جو یہ تاریخی اور بے مثال خدمت انجام دی، اس کے صلہ میں آپ کو کیا دیا گیا؟

بے نظیر کا جواب

21 فروری کو بے نظیر نے نواز شریف کے نام اپنے جواب خط میں لکھا کہ قوم حیران ہے کہ اپوزیشن لیڈر نے عوام کی منتخب حکومت کی کردار کشی شروع کر دی ہے۔ میں اپنی ذمہ داریوں سے بخوبی واقف ہوں۔ میں نے ہمیشہ قوانین کی پابندی کی۔ میرے انٹرویو کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا۔ ہم نے مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اُٹھایا ہے۔ نواز شریف نے اپنے دور اقتدار میں مسائل کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ تھرڈ آپشن کی بات کر کے اُنھوں نے کشمیر کے مقدمہ کو کمزور کر دیا۔ کشمیر لہولہان تھا اور نواز شریف بھارتی وزیر اعظم کی شان میں قصیدے پڑھ رہے تھے۔ نواز شریف بتائیں کہ اُنھوں نے فرانس کے ایٹمی پلانٹ کا معاہدہ کیوں ختم کیا اور اس کے پیچھے اُن کے کیا مقاصد تھے۔

وفاقی وزیر خالد کھرل نے کہا کہ آئی۔ ایس۔ آئی نے نواز شریف کی ایک بھارتی ایکٹریس کے ساتھ گفتگو ٹیپ کی ہے۔ ایکٹریس کے ساتھ ملاقات کی تصویر بھی اُن کے پاس موجود ہے۔ مسلم لیگ کے سیکرٹری اطلاعات مشاہد حسین نے کھرل کو نوٹس دیا کہ اگر اُن کے پاس کوئی مبینہ قابل اعتراض تصویر موجود ہے تو وہ اُسے چوبیس گھنٹے کے اندر جاری کر دیں ورنہ اُن کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ آئی۔ ایس۔ آئی نے کھرل کے بیان کو غلط اور واہیات قرار دے دیا۔

نواز شریف کے ایک قریبی رشتہ دار اور اتفاق گروپ کے ڈائریکٹر خالد سراج نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اتفاق گروپ میں بدعنوانیوں کی روک تھام کے لیے سرکاری ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے جائیں۔

22 فروری کو بے نظیر بھٹو اور آصف زرداری نے عمرہ کیا۔

ریفرنسوں کی سماعت

صدر لغاری نے ایک حکم کے ذریعہ وزیر اعظم بے نظیر کے خلاف دائر کردہ پانچ ریفرنسوں کی سماعت کرنے والے لاہور ہائی کورٹ کے دو ججوں سے خصوصی عدالتوں کے اختیارات واپس لے کر ان ریفرنسوں کی سماعت کے لیے نئی خصوصی عدالتیں تشکیل دے دیں۔

19 فروری کو خصوصی عدالت نے بے نظیر کو مائع گیس ریفرنس سے بری کر دیا۔ عدالت نے اپنے حکم میں کہا کہ استغاثہ مدعا علیہ پر الزامات ثابت کرنے میں ناکام رہا۔ یہ ریفرنس 1990ء

میں اُس وقت کے صدر غلام اسحٰق نے بے نظیر حکومت کو برطرف کرنے کے بعد دائر کیا تھا۔ 21 فروری کو خصوصی عدالت نے بے نظیر کو لیک دیو ہوٹل کے ریفرنس سے بھی بری کر دیا۔ عدالت نے اُنہیں الزامات سے بری کرتے ہوئے فیصلے میں لکھا کہ یہ ریفرنس غلط مفروضے پر مبنی تھا' اُس کا کوئی جواز نہیں تھا۔ 27 فروری کو اسپیشل بینکنگ کورٹ نے آصف زرداری کو قرض کے مقدمہ سے بری کر دیا۔ عدالت نے کہا کہ اُن پر پریشر ڈالنے کا الزام ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

مسلم لیگ کنونشن سے خطاب

27 فروری کو جھنگ میں مسلم لیگ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ تین سال قبل اسحٰق خان نے جن کو ڈاکو اور لٹیرے کہا تھا' آج وہ پاکستان کے حکمران بن بیٹھے ہیں۔ ہم نے ملک دشمنوں کے خلاف تحریک شروع کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

27 فروری کو بے نظیر نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ نواز شریف کو جمہوری عمل اور روایات کا علم نہیں۔ بہتر ہے کہ وہ اپنے نئے دوستوں سے درس لیں۔ نواز شریف اپنا رویہ درست کریں۔ کسی کو تشدد اور فسطائی طریقوں سے حکومت گرانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ہم آئین اور قانون کی خلاف ورزی برداشت نہیں کریں گے۔ محاذ آرائی کر کے اپوزیشن نے صدر کا عہدہ کھو دیا۔ اپوزیشن کے جو ارکان حکومت کا ساتھ دینا چاہتے ہیں' اُنہیں اس کا راستہ ملنا چاہیے۔ آئین میں کوئی ایسی شق نہیں جس میں وفاداریاں تبدیل کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہو۔ میں خود بھی فلور کراسنگ کے خلاف ہوں۔

قاضی حسین احمد کا انتخاب

27 فروری کو قاضی حسین احمد تیسری مرتبہ جماعت جماعت اسلامی پاکستان کے امیر منتخب کر لیے گئے۔ 76 فیصد ارکان نے اُن کے حق میں رائے دی۔ قاضی صاحب نے کہا کہ میں جماعت اسلامی کا رکن ہوں۔ حلف اُٹھانے میں جلدی نہیں۔ جماعت اسلامی کے اندر انتشار کی باتیں پھیلانے والے اور اُن پر تجزیئے لکھنے والے بڑے بے خبر لوگ ہیں۔ جماعت میں مداخلت کے خواہش مند منہ کی کھائیں گے۔ جماعت اسلامی ہمیشہ کی طرح متحد' منظم اور یک جان ہے۔ فیصلے اب بھی ادارے ہی کریں گے۔ جماعت اسلامی کی اپنی پالیسیاں اور موقف ہے۔ ہم پر پیپلز پارٹی کو برسر اقتدار لانے کا الزام بے بنیاد ہے۔ ہم سابقہ انتخابات میں کسی کی حمایت کرتے تو یہ قوم سے بے وفائی ہوتی۔ میں مشاورت سے کام لوں گا۔ اپنی مرضی نہیں چلاؤں گا۔ جو لوگ مجھ

سے اختلاف رکھتے ہیں، اُن کی رائے کو اہمیت دوں گا۔ میں متنازع شخص نہیں ہوں۔ ہم سماجی برائیوں کے خلاف بڑے پیمانہ پر جدوجہد کریں گے۔ ہم کشمیر کی آزادی کے لیے پوری قوم میں بیداری کی تحریک پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اسلامک فرنٹ اور پاسبان آج بھی جماعت کا حصہ ہیں۔ جماعت اسلامی کے مراد علی شاہ کو سینٹ کا ٹکٹ دینے کے لیے پیر صابر شاہ سے معاہدہ نواز لیگ کے لیے ایک ٹیسٹ کیس ہے۔ 28 فروری کو قاضی صاحب نے ایوان صدر میں صدر فاروق لغاری سے ملاقات کی۔

ملک گیر ہڑتال

5 فروری کو کشمیریوں سے اظہار یک جہتی کے لیے پورے ملک اور آزاد کشمیر میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ مقبوضہ کشمیر میں بھی پہیہ جام ہڑتال ہوئی۔ بے نظیر نے کہا کہ کامیابی ہڑتال نے ثابت کر دیا کہ پاکستان اور کشمیر کے عوام حق خود ارادیت کی جدوجہد میں متحد ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ برسر اقتدار آکر سری نگر تک موٹروے بناؤں گا۔

13 فروری کو بے نظیر نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر بھارت کا حصہ نہیں ہے۔ ہم آزادی کے حصول کے لیے برسرپیکار کشمیریوں کا ساتھ دیتے رہیں گے۔ مقبوضہ کشمیر میں ظلم رکوانے کے لیے بے نظیر نے صدر کلنٹن کو ایک خط تحریر کیا۔ 22 فروری کو نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر کے تین ماہ کے دور اقتدار میں جتنے کشمیری شہید ہوئے ہیں، اُتنے گزشتہ تین برسوں میں بھی نہیں ہوئے تھے۔ مسئلہ کشمیر کے حل میں ناکامی پر وزیراعظم مستعفی ہو جائیں۔ 27 جنوری کو بھارت نے اپنے فوجی بجٹ میں بیس فیصدی کا اضافہ کر دیا۔

وائیں کے قاتلوں کو سزائے موت

8 فروری کو عدالت نے پنجاب کے سابق وزیراعلیٰ غلام حیدر وائیں کے قتل کیس میں تین مجرموں کو سزائے موت کا حکم سنا دیا جبکہ دو ملزم بری کر دیے گئے۔

اسمبلی میں ہنگامہ

10 فروری کو سندھ اسمبلی کے وزیراعلیٰ نے کہا کہ فوجی آپریشن ختم نہیں کیا جا سکتا۔ مجرموں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ وزیر قانون پیر مظہر الحق نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم دہشت گردی میں ملوث ہے۔ یہ عام شہریوں کا گلا دباتے ہیں۔ میں مظفر شاہ نہیں، مظہر الحق ہوں۔ ان کو درست کر دوں گا۔ لعل بخش نے کہا کہ یہ سندھ کے غدار ہوتے ہوئے بھی خود کو حق

پرست کہتے ہیں۔ اس پر حکومت اور اپوزیشن کے ممبران کے درمیان زبردست ہاتھا پائی ہوئی۔ مائیک توڑ دیئے گئے۔ اپوزیشن ایوان سے واک آؤٹ کر گئی۔ مرتضٰی بھٹو نے بھی واک آؤٹ میں حصہ لیا۔

الطاف حسین کا خطاب

17 فروری کو خورشید بیگم کمپلیکس میں کارکنوں سے فون پر خطاب کرتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ کراچی اور حیدر آباد "مقبوضہ شہر" بن چکے ہیں۔ دشمن قوتوں کے مظالم حد سے زیادہ بڑھ چکے ہیں۔ ہمیں تیسرے درجے کا شہری بنا کر دیوار کے ساتھ لگایا جا رہا ہے۔ اگر مظالم کا یہ سلسلہ بند نہ ہوا تو پھر مہاجر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ہم ذلت کی زندگی پر موت کو ترجیح دیں گے۔ عوام ظلم کے خلاف پُرامن احتجاج کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ پنڈال میں چاروں جانب جو بینرز آویزاں کیے گئے تھے، اُن پر یہ نعرے درج تھے:

"سر کٹانا منظور ہے ------ سر جھکانا منظور نہیں۔"

"سندھ میں ہو گا کیسے گزارا ------ آدھا تمہارا آدھا ہمارا۔"

18 فروری کو حسرت موہانی ہال میں مہاجر رابطہ کونسل کے زیراہتمام ایک کنونشن منعقد ہوا جس میں شریک تمام مرد اور خواتین نے زوردار تالیوں کی گونج میں سندھ کو تقسیم کر کے شہری علاقوں پر مشتمل ایک علیحدہ صوبہ بنانے کی پُرزور تائید کی۔ کنونشن میں ایک قرارداد بھی منظور کی گئی۔ جس میں مطالبہ کیا گیا کہ ملک میں نائب صدر کا عہدہ قائم کر کے اُس پر کسی مہاجر کو فائز کیا جائے

19 فروری کو عبداللہ شاہ نے کہا کہ سندھ کی تقسیم کی سازش کو سختی کے ساتھ کچل دیا جائے گا۔ بلیک میلر جذباتی اور وطن دشمن تقاریر کر کے ماحول خراب نہیں کر سکتے۔

باب 9

سرحد اسمبلی میں تحریک عدم اعتماد

پورے ملک میں صرف صوبہ سرحد ایک ایسا صوبہ تھا جہاں مسلم لیگ کے صابر شاہ وزیراعلیٰ کے عہدے پر فائز تھے۔ عوامی نیشنل پارٹی اور آزاد ممبران کے تعاون سے اُنہیں وزیراعلیٰ کے انتخاب میں 80 میں سے 48 ووٹ ملے تھے، جبکہ پیپلز پارٹی کے مقابل اُمیدوار آفتاب شیرپاؤ صرف 29 ووٹ حاصل کر سکے تھے۔ فروری کے مہینے میں پیپلز پارٹی نے اپنی تمام کوششیں، توانائیاں اور اثر و رسوخ اس بات پر مرکوز کر دیئے کہ ہر قیمت پر سرحد میں بھی وہ اپنی حکومت قائم کر سکے۔ اس مقصد کے لیے پہلے اُس نے اے۔ این۔ پی کی حمایت حاصل کرنے کے لیے پارٹی کے صدر اجمل خٹک سے رابطہ قائم کیا، لیکن اجمل خٹک نے کہا کہ وہ نواز شریف کو چھوڑ کر بے نظیر کی فاشسٹ حکومت کے ساتھ تعاون نہیں کر سکتے۔ یہاں سے کورا جواب ملنے کے بعد پیپلز پارٹی نے مسلم لیگ کے ناراض ارکان اور آزاد ممبران اسمبلی سے ملاقاتیں کیں جو کامیاب رہیں۔ نواز شریف نے اس کا نوٹس لیتے ہوئے کہا کہ بے نظیر ہماری حکومت کو گرانے کے لیے ہارس ٹریڈنگ میں ملوث ہو رہی ہیں۔ بیگم نسیم ولی نے کہا کہ اس سازش کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم اسلام آباد کی طرف رخ کریں گے جس سے بے نظیر حکومت بھی محفوظ نہیں رہے گی۔

تحریک عدم اعتماد

3 فروری کو سرحد اسمبلی میں پیپلز پارٹی، جونیجو اور آزاد گروپ کے 24 ارکان کی جانب سے صابر شاہ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کر دی گئی۔ شیرپاؤ نے کہا کہ ہمیں مسلم لیگ

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

کے پانچ وزراء سمیت 45 ارکان کی حمایت حاصل ہوگئی ہے۔ صابر شاہ اکثریت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اسی دوران پانچ وزیروں اور دو مشیروں نے اپنے عہدوں سے استعفے دے دیئے۔ صابر شاہ نے کہا کہ اگر سرحد میں ہماری حکومت قائم نہ رہی تو پھر افغانستان جیسی تباہی ہوگی۔ میں نواز شریف کی قیادت پر فخر کرتا ہوں۔ مسلم لیگ نے مجھے وزیراعلیٰ بنایا ہے اور وہی اس کی حفاظت بھی کرے گی۔ میں جب بھی چاہوں، اعتماد کا ووٹ حاصل کر سکتا ہوں۔ شیرپاؤ میں ہمت ہے تو گن پوائنٹ پر ضمیر فروشوں کو ملانے کے بجائے جمہوری طریقوں سے اکثریت حاصل کر کے دکھائیں۔ سرتاج عزیز، شیخ رشید، نواز کھوکھر اور افتخار گیلانی نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں کہا کہ مرکزی حکومت سرحد اسمبلی کے ارکان کی وفاداریاں خریدنے کی کوشش کر رہی ہے۔ سرحد کا بدلہ ہم مرکز اور پنجاب میں چکائیں گے۔ مجید ملک نے کہا کہ تحریک عدم اعتماد پیش کرنے والے منہ کی کھائیں گے۔ ولی خاں نے کہا کہ ہماری حکومت ختم کرنے کی سازش کرنے والے خود ختم ہو جائیں گے۔ جماعت اسلامی نے صابر شاہ کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ تحریک عدم اعتماد پیش ہونے کے دن سرحد کے عوام اسمبلی میں جانے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دیں گے۔

ارکان اسمبلی کی منتقلی

4 فروری کو پیپلز پارٹی نے سرحد اسمبلی کے 28 ارکان کو لاہور اور 8 کو کراچی منتقل کر دیا۔ کراچی ایئرپورٹ پر سندھ کے صوبائی وزیر پرویز علی شاہ نے اُن کا استقبال کیا۔ اُن میں سے کچھ کراچی میں نجی اقامت گاہوں میں ٹھہرایا گیا اور کچھ کو اندرون سندھ لے جایا گیا۔ سخت نگرانی میں اُن کی تیتر، بٹیر، بجی، بریانی اور مچھلی سے تواضع کی جا رہی ہے اور اُن کی تفریح طبع کے لیے دوسرے مناسب انتظامات بھی کئے گئے ہیں۔ پرویز شاہ کا آفتاب شیرپاؤ سے مسلسل رابطہ ہے۔

6 فروری کو بے نظیر نے کہا کہ پختونوں کی قسمت کا فیصلہ ماڈل ٹاؤن سے نہیں کیا جا سکتا۔ عدم اعتماد کی تحریک میں وفاقی حکومت ملوث نہیں ہے۔ ہم ہارس ٹریڈنگ پر یقین نہیں رکھتے۔ عدم اعتماد کے دوران کسی کو راستہ روکنے یا غنڈہ گردی کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اپوزیشن میرے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کا شوق پورا کر لے۔ صدر لغاری نے بھی کہا کہ اس ضمن میں کوئی ہارس ٹریڈنگ نہیں ہو رہی ہے۔ عدم اعتماد کی تحریک آئینی ہے۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی

7 فروری کو مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی کا اجلاس اسلام آباد میں نواز شریف کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں طے کیا گیا کہ سرحد میں عدم اعتماد کی تحریک میں وفاقی حکومت کی مداخلت، آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہارس ٹریڈنگ میں ملوث ہونے، ارکان اسمبلی کو اُن کے گھروں سے اُٹھانے اور اسلام آباد، پنجاب اور سندھ منتقل کرنے، صوبائی وزراء کو زبردست لالچ دے کر اُن سے استعفے حاصل کرنے کے بارے میں صدر مملکت کو ایک خط تحریر کیا جائے اور اُن سے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلانے کا مطالبہ بھی کیا جائے۔

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر ملک دشمن، آئین کش اور جمہوریت کش اقدامات سے باز آ جائیں۔ وہ اپنی خیر منائیں۔ عدم اعتماد کی ایک ہی تحریک سے اُن کا پتہ صاف ہو جائے گا۔ ضرورت پڑی تو ہم لانگ مارچ سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ صابر شاہ کی حکومت کو تین ماہ بھی برداشت نہ کرنے والوں کو عوام بھی پانچ سال تک برداشت نہیں کریں گے۔ میں چاہتا تو محترمہ کی حکومت نہ بنتی اور اب بھی قومی اسمبلی میں بارہ ووٹوں کا فرق کسی وقت بھی دور ہو سکتا ہے۔ ولی خاں نے کہا کہ بے نظیر نے طبل جنگ بجا دیا ہے، وہ مشرقی پاکستان جیسے حالات پیدا کر رہی ہیں۔ میں پھر میدان میں آگیا ہوں۔ ضرورت پڑی تو بندوق اُٹھا لیں گے۔ اے۔ این۔ پی اور اُس کی ذیلی تنظیموں کو مسلح حالت میں رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ اجمل خٹک نے کہا کہ بے نظیر خونی کھیل کھیلنے سے باز آ جائیں ورنہ سبق سکھا دیں گے۔ اے۔ این۔ پی کے فرید طوفان نے کہا کہ وفاداریاں بدلنے والے ارکان اسمبلی جس ہیلی کاپٹر میں سوار ہوں گے، اُسے شوٹ ڈاؤن کر دیا جائے گا۔ اعجاز الحق نے کہا کہ سرحد اسمبلی ختم کی گئی تو قومی اسمبلی بھی نہیں بچے گی۔ صابر شاہ نے کہا کہ ایسی آگ بھڑکے گی کہ وزیراعظم کا ایوان بھی نہیں بچ سکے گا۔

بے نظیر نے کہا کہ نہ ہم نے طبل جنگ بجایا ہے اور نہ ہی ہمیں ایسا کرنے کی کوئی ضرورت ہے۔ عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنا اپوزیشن کا آئینی اور جمہوری حق ہے۔ آفتاب شیرپاؤ نے کہا کہ ہم غیر جمہوری اقدامات کا جواب دینا اچھی طرح جانتے ہیں۔ پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں منظور ووٹو نے کہا کہ نواز شریف لانگ مارچ کریں۔ اُنہیں چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ عدم اعتماد کی صورت حال خود مسلم لیگ کی پیدا کردہ ہے۔ جنرل وحید نے کہا کہ صوبہ سرحد کے معاملات جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔ ارکان اسمبلی کے ہیلی کاپٹر کو شوٹ ڈاؤن کرنا سیاسی بات ہے۔ عملاً ایسا نہیں ہو گا۔

باہمی صلاح مشورے

7 فروری کو صدر لغاری نے سرحد کی صورت حال پر ولی خان سے فون پر رابطہ قائم کر کے کشیدگی کے خاتمے اور سیاسی مسائل کو سیاسی اور پُرامن طریقے سے حل کرنے پر زور دیا۔
8 فروری کو وفاقی وزیر غلام مصطفیٰ کھر نے نواز شریف سے اُن کی رہائش گاہ ماڈل ٹاؤن میں ملاقات کی جو پون گھنٹے جاری رہی۔ کھر نے اُنہیں بے نظیر کا ایک پیغام پہنچایا۔ نواز شریف نے اُنہیں اپنے موقف سے آگاہ کیا۔ کھر نے ملاقات کی رپورٹ بے نظیر کو پیش کر دی۔

12 فروری کو صدر، وزیراعظم اور آرمی چیف کے درمیان صوبہ سرحد کی صورت حال پر صلاح مشورے ہوئے۔ بے نظیر کا موقف تھا کہ عدم اعتماد کی تحریک واپس نہیں لی جائے گی۔ دھمکیوں اور بندوق کی گولی سے اکثریت کو حکومت بنانے کے حق سے روکا نہیں جا سکتا۔ وفاقی حکومت اس بارے میں کوئی مداخلت نہیں کرے گی۔ جنرل وحید نے کہا کہ تحریک عدم اعتماد ایک سیاسی معاملہ ہے۔ اس میں فوج کو ملوث نہ کیا جائے۔

13 فروری کو نصیربابر نے کہا کہ سرحد حکومت صرف وزیراعلیٰ کا نام نہیں ہے وہاں مرکز کا نمائندہ گورنر بھی بیٹھے ہیں اور وفاقی فورس بھی موجود ہے۔ حالات خراب ہوئے تو ضروری اقدام کے لیے وزیر اعلیٰ کے احکام کا انتظار نہیں کیا جائے گا، سیاسی کلچر بندوق اُٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔

صدر کی جانب سے مذاکرات کی دعوت

15 فروری کو صدر لغاری نے نواز شریف کو ملاقات کی دعوت دی اور کہا کہ وقت کا تعین باہمی رضامندی سے کیا جا سکتا ہے۔ میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان خوشگوار تعلقات استوار کرنے کے لیے اپنا آئینی کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ سرحد میں آپ کے حامیوں کے طرز عمل سے سیاسی ماحول مکدر ہوا ہے۔ نواز شریف نے صدر کی دعوت مسترد کر دی۔ جس کے بعد صدر لغاری نے وزیراعظم ہاؤس جا کر بے نظیر سے ملاقات کی۔

تحریک عدم اعتماد

16 فروری کو سرحد اسمبلی میں جونیجو لیگ اور پیپلزپارٹی کے 24 ارکان اسمبلی میں صابر شاہ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کر دی۔ 25 ارکان کی حمایت سے اُسے رائے شماری کے لیے منظور کر لیا گیا۔ تحریک پر ووٹنگ 23 فروری کو ہوگی۔ اپوزیشن کے ارکان تین ہیلی کاپٹروں کے ذریعے پشاور لائے گئے۔ بکتربند گاڑیوں میں پولیس اور کمانڈوز کی حفاظت میں اُنہیں اسمبلی

میں لیے جایا گیا۔ اسمبلی کے باہر کرفیو کا سماں تھا۔ اس کارروائی کے بعد ارکان اسمبلی کو دوبارہ ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ اسلام آباد کچھ کو کراچی بھیج دیا گیا۔ کراچی میں ڈیفنس کے علاقے خیابان مجاہد میں پولیس اُن کی حفاظت پر مامور ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر کروڑوں روپے خرچ کر کے ارکان کی وفاداریاں خرید کر عوام کے فیصلے کو تبدیل کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ ہارس ٹریڈنگ سے جمہوری نظام تباہی سے دوچار ہو جائے گا۔ سرحد کے غیور عوام اُن کی اس سازش کو ناکام بنا دیں گے۔

17 فروری کو نصیر بابر نے کہا کہ ارکان اسمبلی کو نہ اغوا کیا گیا ہے اور نہ ہی اُن پر کوئی دباؤ ہے۔ اے۔ این۔ پی نے ہمیشہ اسلحہ اور بموں کی سیاست کی ہے۔ اُسے ملک سے کیا محبت ہو سکتی ہے۔ اجمل خٹک کابل میں بیٹھ کر پاکستان کے خلاف تخریب کاری کرتے رہے۔ ہم سرحد کی گلیوں میں خون نہیں بہنے دیں گے۔ ووٹنگ کے وقت بھی وفاقی حکومت امن و امان برقرار رکھنے کی اپنی ذمہ داری پورے کرے گی۔

18 فروری کو وفاقی حکومت نے رائے شماری کے موقع پر وفاقی فورسز کو تیار رہنے کی ہدایت کر دی۔ 22 فروری کی رات ہی سے فرنٹیئر کانسٹیبلری اور رینجرز کے دستے سرحد اسمبلی کے اردگرد پشاور ایئرپورٹ، اہم تنصیبات اور اٹک پل پر تعینات ہوں گے۔

18 فروری کو آفتاب شیرپاؤ نے کہا کہ عدم اعتماد کی تحریک صابر شاہ اور اے۔ این۔ پی کی ناقص پالیسیوں کا منطقی نتیجہ ہے۔ ہمیں اکثریت کی حمایت حاصل ہے۔ 19 فروری کو صابر شاہ نے کہا کہ سرحد میں وفاقی فورسز کی طلبی کے نتائج حکومت کو بھگتنا پڑیں گے۔ ہمیں گورنر راج کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ ہمیں بائی پاس کیا گیا تو نصیر بابر کے سرحد آمد پر پابندی لگا دی جائے گی۔ میں جمہوری انداز میں عدم اعتماد کی تحریک کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ ولی خاں نے بھی کہا کہ گورنر راج اور دفعہ 144 کے نفاذ سے ہمیں ڈرایا نہیں جا سکتا۔

20 فروری کو صابر شاہ کی کابینہ کے ایک اور وزیر اختر علی شاہ نے گورنر کو اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ سرحد اسمبلی کے 43 ارکان کا ایک اجلاس اسلام آباد میں ہوا جس میں سرحد اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر نے بھی شرکت کی۔ شیرپاؤ نے کہا کہ ہماری کامیابی یقینی ہے، صابر شاہ مستعفی ہو جائیں۔ بے نظیر نے جدہ میں کہا کہ اکثریت کا فیصلہ ہمیں منظور ہو گا۔

تحریک پر رائے شماری

23 فروری کو سرحد اسمبلی کا اجلاس وزیراعلیٰ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پر رائے شماری کے لیے منعقد ہوا۔ اپوزیشن کے 14 ارکان چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کے آفتاب شیرپاؤ کی قیادت میں پشاور پہنچے۔ ایک رکن کو ایمبولینس کے ذریعے ایوان میں لایا گیا۔ پشاور شہر میں

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

کرفیو کا سماں تھا۔ اسمبلی عمارت کے اردگرد پانچ کلومیٹر کے علاقے میں کسی عام فرد کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اندر جانے کے لیے ہر شخص کی جامہ تلاشی لی گئی۔

اسمبلی کی کارروئی شروع ہونے پر رائے شماری سے قبل اسپیکر ہدایت اللہ چمکنی نے رولنگ دی کہ مسلم لیگ کے دو ارکان ڈپٹی اسپیکر شاہ محمد اور سید اختر حسین پارٹی وفاداری تبدیلی کرنے کے باعث ایوان کے رکن نہیں رہے۔ اس لیے یہ دونوں ایوان سے باہر نکل جائیں۔ اس پر زبردست ہنگامہ آرائی، توڑ پھوڑ، گالم گلوچ، ہاتھاپائی اور دھینگا مشتی ہوئی۔ ارکان نے ایک دوسرے کے خلاف غلیظ ترین زبان استعمال کی۔ کچھ ارکان اسپیکر کو مارنے کے لیے دوڑے۔ سارجنٹ ایٹ آرمز کو کچھ ارکان نے گریبان سے پکڑ کر دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ بعض ارکان ڈیسکوں پر کھڑے ہوگئے۔ حکومتی ارکان نے صابر شاہ کو اور اپوزیشن نے شیرپاؤ کو کندھوں پر اُٹھا لیا۔ اسپیکر نے ہنگامہ آرائی پر قابو پانے اور تحریک پر رائے شماری میں ناکامی پر اسمبلی کا اجلاس 31 مارچ کے لیے ملتوی کر دیا اور وہ ایوان سے باہر چلے گئے۔ اسپیکر کے جانے کے بعد اپوزیشن نے ڈپٹی اسپیکر شاہ محمد شاہ کی صدارت میں اسمبلی کا اجلاس منعقد کر کے دو ممبران کی نااہلی کا اسپیکر کا فیصلہ معطل کر دیا اور اجلاس 24 فروری کے لیے ملتوی کر دیا۔

نواز شریف نے اسپیکر ہدایت اللہ چمکنی کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ آپ نے لوٹا کریسی کی روایت کو دفن کرنے کے لیے تاریخ ساز فیصلہ کیا ہے۔ وفاقی حکومت نے کہا کہ اسپیکر کو کسی رکن کو نااہل قرار دینے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اُن کا اقدام غیر آئینی ہے۔

گورنر سرحد کا اقدام

سرحد کے گورنر خورشید علی خاں نے صوبائی اسمبلی کا اجلاس 26 فروری کو طلب کر لیا اور وزیر اعلیٰ صابر شاہ سے کہا گیا کہ وہ اجلاس میں اعتماد کا ووٹ حاصل کریں۔ سرتاج عزیز نے کہا کہ گورنر اسمبلی کا اجلاس طلب نہیں کر سکتے۔ صابر شاہ نے کہا کہ گورنر نے یہ اقدام پیپلز پارٹی کے اشارے پر کیا ہے۔ وہ ڈکٹیشن لے کر آئے ہیں اور مرکز کے غلام بن کر رہ گئے ہیں۔ اُن کی غیر جانبداری مشکوک ہوگئی ہے۔ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دینا جانتے ہیں۔

اسپیکر ہدایت اللہ چمکنی نے اسمبلی کے عمارت میں دیوار پر یہ نوٹس آویزاں کر دیا کہ 26 فروری کو کوئی اجلاس نہیں ہوگا۔

ہائی کورٹ میں درخواست

22 فروری کو پشاور ہائی کورٹ نے نااہلی کے خلاف شاہ محمد اور اختر حسین کی درخواستیں

سماعت کے لئے منظور کرلیں۔ یہ درخواستیں چیف جسٹس کو اُن کی رہائش گاہ پر پیش کی گئیں۔ معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر ان کی سماعت کے لیے خصوصی بنچ تشکیل دے دیا گیا۔ 24 فروری کو ہائی کورٹ کے فل بینچ نے مقدمہ کی سماعت 26 فروری تک کے لیے ملتوی کر دی۔ جسٹس عبدالکریم کنڈی نے کہا کہ ہمیں صبح دس بجے تک کیس کا فیصلہ کرنا ہے۔ شیرپاؤ نے کہا۔ ہائی کورٹ اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے سے قبل فیصلہ سنا دے گا۔ نواز شریف نے کہا کہ معلوم نہیں ہائی کورٹ کو فیصلہ سنانے میں ایسی جلدی کیا ہے۔

پشاور ہائی کورٹ نے سرحد کے اسپیکر کی جانب سے مسلم لیگی ارکان اسمبلی شاہ محمد اور اختر حسین کی پارٹی وفاداریاں تبدیل کرنے پر اسمبلی کی رکنیت سے نااہل قرار دینے کی رولنگ معطل کر کے دونوں ممبران کی رکنیت بحال کر دی۔ لیکن سپریم کورٹ نے اس فیصلے کے خلاف اپیل پر حکم امتناعی جاری کر دیا۔ سپریم کورٹ کا فل بنچ اپیل کی سماعت یکم مارچ کو کرے گا۔

گورنر راج کا نفاذ

25 فروری کو صدر فاروق لغاری نے آئین کے آرٹیکل 234 کے تحت صوبہ سرحد میں دو ماہ کے لیے گورنر راج نافذ کر دیا صوبائی اسمبلی معطل، وزیر اعلیٰ سبکدوش اور کابینہ توڑ دی گئی۔ صوبائی حکومت کے اختیارات گورنر اور اسمبلی کے اختیارات پارلیمنٹ کو حاصل ہوں گے۔ بے نظیر نے کہا کہ غیر قانونی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ وفاقی وزیر اقبال حیدر نے کہا کہ گورنر راج کا قیام لازمی ہو گیا تھا۔ جمہوری اداروں کے تحفظ کے لیے یہ کم از کم سخت قدم اُٹھایا ہے۔ صدر لغاری نے کہا کہ میرا یہ اقدام آئین کے عین مطابق ہے، اسے واپس نہیں لیا جائے گا۔ آئین کے تحفظ کے لیے دوسرے ناگوار فیصلے کرنے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔

نواز شریف نے گورنر راج کو غیر اخلاقی اور غیر قانونی قرار دیا۔ ولی خاں نے کہا کہ ریٹائرڈ جرنیلوں نے ہمارے لیے مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ پیپلز پارٹی نے کبھی بھی کسی دوسرے کی اکثریت کو قبول نہیں کیا۔ صوبوں کے حقوق کا احترام کئے بغیر ملک نہیں چل سکتا۔ بھٹو کا بستر گول کر دیا تھا۔ اُس کی بیٹی کو بھی گھر بھیج دیں گے۔ بدمعاشی کرنی پڑی تو اس سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ شیرپاؤ نے کہا کہ کہ ہم ولی خاں کی گیدڑ بھبکیوں میں آنے والے نہیں۔ صابر شاہ نے کہا کہ گورنر راج منتخب حکومت کے اختیارات پر ڈاکہ ہے۔ فوج سیاست میں ملوث نہ ہو۔ اب بلوچستان کی باری ہوگی۔ 26 فروری کو صابر شاہ سابق صوبائی وزراء سید منیر شاہ، یوسف ایوب آفریدی، اور رکن اسمبلی سردار فدا ٹریفک کے ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے۔ نوشہرہ کے قریب ایک کار اُن کی گاڑی سے ٹکرا گئی۔

مشترکہ پریس کانفرنس

26 فروری کو اسلام آباد میں نواز شریف اور ولی خاں نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سرحد اسمبلی کی معطلی کا حکم بدنیتی پر مبنی ہے۔ صدارتی اقدام کے ذریعہ سرحد کو فوج کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اپوزیشن بے نظیر حکومت کے خاتمے کے لیے ملک گیر تحریک چلائے گی۔ ملک بھر میں جلسے، جلوس اور احتجاجی مظاہرے ہوں گے جو حکومت کے خاتمے تک جاری رہیں گے۔ پاکستان کی بقاء موجودہ حکومت کے خاتمے میں مضمر ہے۔

بے نظیر نے کہا کہ احتجاجی تحریک کے اعلان پر مجھے کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ اپوزیشن اپنا یہ شوق بھی پورا کر لے۔ عوام اُن کا ساتھ نہیں دیں گے۔ حکومت پر جبری قبضہ کرنے کی کوشش بھی بغاوت کے مترادف ہے۔ اقبال حیدر نے بھی کہا کہ نواز شریف اور ولی خاں کے بیانات سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ جمہوریت کو نہیں بلکہ اقتدار کے بھوکوں کو خطرہ ہے۔

معطل وزیر اعلیٰ صابر شاہ صوبہ سرحد کے ایک معروف نیک نام دینی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ خود بھی متوازن معتدل اور اچھے کردار کے حامل ہیں، لیکن اپنی حکومت کے تحفظ میں اُنھوں نے ممبران اسمبلی پر توجہ دینے کے بجائے نواز شریف کی حمایت پر انحصار کیا۔ وزارتوں کی تقسیم کے بارے میں اول روز سے ممبران اسمبلی میں بے چینی کے آثار نمایاں تھے، لیکن اس کے ازالہ کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ پیپلز پارٹی نے اس صورت حال کا بھرپور فائدہ اُٹھایا اور چند مہینوں کے اندر ناراض عناصر کو اپنے ساتھ ملا کر صابر شاہ کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا۔

صابر شاہ کی حکومت کو گرانے کے لیے وفاقی حکومت کے علاوہ پنجاب اور سندھ کی صوبائی حکومتوں نے بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ پیپلز پارٹی نے ثابت کر دیا کہ جوڑ توڑ کی سیاست میں اُسے سب پر سبقت حاصل ہے۔ مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعت اے۔ این۔ پی کو بلند بانگ دعوؤں کے باوجود ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔

صوبہ بلوچستان

بلوچستان کے وزیر اعلیٰ ذوالفقار علی مگسی نے اپنے عہدہ کا حلف اُٹھانے کے موقع پر کہا تھا کہ اُن کا تعلق کسی سیاسی جماعت نہیں گو نواز شریف یہ تاثر دیتے تھے کہ وہ مسلم لیگ کے ہمنوا ہیں۔ پیپلز پارٹی نے بلوچستان میں بھی اپنی حکومت کے قیام کے لیے کوششوں کا آغاز کر دیا۔ آصف زرداری نے صوبے کا دورہ کر کے ممبران اسمبلی کے ساتھ مذاکرات کئے اور دورے

کے اختتام پر کوئٹہ ایئرپورٹ پر صحافیوں سے بات کرتے ہوئے۔ 17 فروری کو کہا کہ بلوچستان میں جلد ہی پیپلزپارٹی کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ زرداری نے اپنے دورہ کی مفصل رپورٹ بے نظیر کو پیش کر دی جس کو دیکھنے کے بعد بے نظیر نے مگسی کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کا سگنل دے دیا۔

اقتدار کے نشے میں مدہوش حکمران اُکھاڑ پچھاڑ کی یہ کارروائیاں کرتے وقت اس حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں کہ مکافات عمل کے نتیجہ میں کل یہی صورت حال اُن کے ساتھ بھی پیش آ سکتی ہے۔

نواز شریف کاموقف

یکم مارچ 1994ء کو نواز شریف نے کہا کہ ہم نے جان بوجھ کر بے نظیر کو حکومت بنانے کا موقع دیا تھا تاکہ وہ پوری طرح خود کو قوم کے سامنے بے نقاب کر دیں۔ اب عوام نے چار ماہ میں دیکھ لیا کہ مہنگائی آسمان سے بات کر رہی ہے۔ آٹا دیکھنے کو نہیں ملتا، چار ملین ٹن گندم باہر سے درآمد کی گئی ہے، سبزیاں نایاب ہیں، مرچ کی قیمت 90 روپے فی کلو ہو گئی ہے۔ پاکستان کے مفادات کا تحفظ کرنے کے لیے ہم نے ہر محاذ پر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ حکومت کا بستر بہت جلد گول ہو جائے گا۔

مسلم لیگ کے فارن پالیسی سیل نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ بے نظیر حکومت قومی سلامتی قربان کر کے مغربی طاقتوں اور بھارت کے سامنے جھکتی جا رہی ہے۔ اس کے رویے کے باعث ہمارے تعلقات اپنے قابل اعتماد دوست ممالک افغانستان، ایران، ترکی اور چین کے ساتھ سرد مہری کا شکار ہیں۔

ایم کیوایم سے رابطہ

قومی اسمبلی کے رکن شیخ طاہر رشید کی قیادت میں مسلم لیگ کے ایک وفد نے ایم کیو ایم کے مرکزی رہنماؤں سے ملاقات کر کے حکومت کے خلاف تحریک چلانے میں تعاون کرنے کی درخواست کی۔ وفد نے وضاحت کی جون 1992ء میں ایم کیو ایم کے خلاف کیے جانے والے آپریشن کلین اپ میں نواز شریف ملوث نہیں تھے۔

مسلم لیگی ارکان پارلیمنٹ نے صدر کی جانب سے دی جانے والی افطار پارٹی کا بائیکاٹ کر دیا اور کہا کہ صدر اپنا رویہ تبدیل کریں ورنہ ہم ایوان صدر کا گھیراؤ کریں گے۔ نصیر بابر نے کہا کہ وہ گھیراؤ کا بھی اپنا شوق پورا کر لیں۔ تھانوں میں افطار کا بندوبست ہے۔ اقبال حیدر نے کہا

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

کہ نواز شریف ہارس ٹریڈنگ کے بانی ہیں۔ ہم نے اب تک انہیں ہاتھ نہیں لگایا ہے اگر ان پر کوئی تشدد کیا جائے تو انہیں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔

بے نظیر نے کہا کہ عوام منفی سیاست کرنے والوں کو مسترد کر چکے ہیں۔ لیکن پھر بھی اپوزیشن جمہوری حکومت کی بساط لپیٹنے کی سازش کر رہی ہے۔ اپوزیشن کو ہماری کامیاب دفاعی پالیسیاں اور شہریوں کی حمایت بری معلوم ہو رہی ہے۔

خارجہ کمیٹی

مولانا فضل الرحمٰن کو قومی اسمبلی کی خارجہ امور کی قائمہ کمیٹی کا چیئرمین منتخب کر لیا گیا۔ فضل الرحمٰن نے اس موقع پر کہا کہ خارجہ پالیسی میں بہتر تبدیلیاں کی جائیں گی۔ اپوزیشن کی تحریک لا حاصل ہے۔ نواز شریف نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر سیاست کرنے والے چند لاکھ روپے میں بک گئے اس طرح نام نہاد دینی رہنماؤں کا حکمرانوں سے گٹھ جوڑ بھی بے نقاب ہوگیا۔ مسلم لیگی رہنما سینیٹر ذکی الدین پال نے کہا کہ فضل الرحمٰن نے اپنے ایک انٹرویو میں قیام پاکستان کو فراڈ قرار دیا تھا۔ انہیں خارجہ کمیٹی کا چیئرمین بنانا افسوسناک ہے۔ اصغر خاں نے کہا کہ پاکستان کو فراڈ کہنے والے فضل الرحمٰن کو چیئرمین بنانا حکومت نے ایک ایسی غلطی کا ارتکاب کیا ہے جسے قوم کبھی معاف نہیں کرے گی۔

صدر کے خصوصی مشیر

ارشاد احمد حقانی کو صدر فاروق لغاری کا خصوصی مشیر مقرر کر دیا گیا۔

احتجاجی مظاہرہ

2 مارچ کو اپوزیشن کے ممبران اسمبلی نے نواز شریف کی قیادت میں پارلیمنٹ کی حدود میں ہارس ٹریڈنگ، مہنگائی اور کرپشن کے خلاف مظاہرہ کیا۔ مظاہرین اور پولیس کے درمیان دھینگا مشتی ہوئی۔ پارلیمنٹ کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اور کسی کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ارکان اسمبلی نے حکومت کے خلاف زبردست نعرہ بازی کی۔

وزیراعظم بینظیر نے کہا کہ ابھی انتخابات کو صرف چند ماہ ہی گزرے ہیں اس کے باوجود احتجاجی تحریک چلا کر آخر نواز شریف کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اپوزیشن محاذ آرائی سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکے گی۔ نہ نئے انتخابات ہوں گے اور نہ ہی مارشل لا لگے گا۔ ہم اپوزیشن سے غیر مشروط مفاہمت کے خواہاں ہیں اور سینٹ کے نئے چیئرمین کیلئے وسیم سجاد ہمیں قبول ہیں۔

سندھ اسمبلی میں ہنگامہ آرائی

وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ نے ایم کیو ایم کے ممبران اسمبلی سے اپیل کی کہ وہ اسمبلی کا بائیکاٹ ختم کر کے 2 مارچ کو سینٹ کے انتخاب میں حصہ لیں۔ ان کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔ جس پر ایم کیو ایم نے بائیکاٹ ختم کر کے اجلاس میں شرکت کی۔ لیکن اسمبلی کی لابی میں زبردست ہنگامہ آرائی اور ہاتھا پائی ہوگئی۔ ایم کیو ایم کے عارف صدیقی نے اپنے منحرف ساتھی اور وزیر شمیم احمد کے ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ اس پر وزیر بلدیات نادر مگسی نے عارف صدیقی کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔ ان کے گارڈ بھی عارف پر ٹوٹ پڑے اور ان پر کلاشنکوف تان لی۔ صوبائی وزراء نے کہا کہ جھگڑے کے ذمہ دار عارف صدیقی ہیں۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ ہمارے ارکان اسمبلی کو زدو کوب کیا گیا اور قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہم اقدام قتل کا مقدمہ درج کرائیں گے۔ الطاف حسین نے کہا کہ سندھ اسمبلی میں ہنگامہ آرائی جمہوریت کے خلاف ایک سنگین اقدام ہے۔ نادر مگسی نے کہا کہ ہماری ایم کیو ایم سے کوئی لڑائی نہیں۔ لیکن یہ لوگ بلاوجہ اشتعال دلاتے ہیں۔ شہر میں اس واقعہ کی خبر پہنچنے پر ہنگامہ آرائی ہوگئی۔ گاڑیاں نذر آتش کی گئیں، سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے اور ٹریفک پر پتھراؤ کیا گیا۔ بعض علاقوں میں پوری رات فائرنگ ہوتی رہی۔

سینٹ کے انتخابات

2 مارچ کو قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں میں سینٹ کے انتخابات مکمل ہو گئے۔ نتیجہ یہ رہا:

پارٹی	پنجاب	سندھ	سرحد	بلوچستان	وفاقی دارالحکومت	میزان
پیپلزپارٹی اور حلیف جماعتیں	5	7	5	1	1	19
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	4	---	1	2	---	7
عوامی نیشنل پارٹی	---	---	3	---	---	7
ایم کیو ایم (حق پرست)	---	2	---	---	---	2
جمہوری وطن پارٹی	---	---	---	2	---	2
پختونخواہ ملی عوامی پارٹی	---	---	---	1	---	1
جمعیت علماء اسلام	---	---	---	1	---	1
بی این ایم (حئی)	---	---	---	1	---	1
بی این ایم (مینگل)	---	---	---	1	---	1
	9	9	9	9	1	37

پنجاب اسمبلی میں پیپلز پارٹی اور اس کی حلیف جماعتوں کے دس ارکان نے اپنے بیلٹ پیپر سادہ چھوڑ دیئے اور کسی کو ووٹ نہیں دیا۔ بے نظیر نے اس کی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ صوبہ سرحد میں جماعت اسلامی کے ڈاکٹر مراد علی شاہ کو دوسری گنتی میں دو پوائنٹ سے ناکام قرار دے کر مسلم لیگ کے سرتاج عزیز کو کامیاب قرار دے دیا۔ مسلم لیگ نے جماعت اسلامی کو ایک نشست دینے کا وعدہ کیا تھا جسے پورا نہیں کیا گیا۔

بے نظیر نے منتخب سینیٹروں کو مبارکباد دی۔ 87 کے ایوان میں اب اس کے ممبران کی تعداد 40 ہوگئی۔ اس طرح اس کی پوزیشن پہلے کے مقابلہ میں زیادہ مستحکم ہوگئی۔ پیپلز پارٹی نے دعویٰ کیا کہ ہم سینٹ میں بھی جلد ہی اکثریت حاصل کرلیں گے۔

سینٹ کے چیئرمین کا انتخاب

مسلم لیگ اور جمہوری وطن پارٹی کے درمیان معاملات طے پا گئے۔ مسلم لیگ ڈپٹی چیئرمین کا عہدہ اسے دینے پر آمادہ ہوگئی۔ مسلم لیگ نے آٹھ دوسری جماعتوں پر مشتمل ایک سیاسی اتحاد تشکیل دے لیا جس کی جانب سے چیئرمین کے عہدہ کے لیے وسیم سجاد اور ڈپٹی چیئرمین کے لیے جمہوری وطن پارٹی کے عبدالجبار امیدوار ہوں گے۔ قاضی حسین احمد نے بھی وسیم سجاد کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم حکومت کے خاتمے کے حق میں نہیں ہیں اور چاہتے ہیں کہ سسٹم چلے۔ بے نظیر نے غلام مصطفیٰ جتوئی سے ملاقات کی۔ جتوئی نے انہیں سینٹ کے انتخاب میں اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ پیپلز پارٹی نے جمہوری وطن پارٹی کے منظور گچکی کو چیئرمین کے عہدہ کے لیے اور اپنی پارٹی کے رضا ربانی کو ڈپٹی چیئرمین کے اپنا امیدوار نامزد کیا۔ 21 مارچ کو سینٹ میں چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین کے عہدوں کے لیے انتخاب ہوا۔ مسلم لیگ کے امیدوار وسیم سجاد 48 ووٹ لے کر تیسری مرتبہ چیئرمین منتخب ہوگئے۔ جبکہ پیپلز پارٹی کے امیدوار منظور گچکی کو 36 ووٹ ملے۔ جمہوری وطن پارٹی کے امیدوار عبدالجبار 48 ووٹ لے کر ڈپٹی چیئرمین منتخب ہوگئے۔ جبکہ ان کے مخالف امیدوار رضا ربانی کو 37 ووٹ ملے۔ نواز شریف نے کہا کہ وسیم سجاد اور عبدالجبار کی کامیابی صرف مسلم لیگ کی نہیں بلکہ پورے ملک کی کامیابی ہے۔ سینٹ کے نتائج بے نظیر پر اظہار عدم اعتماد ہے۔ ہارس ٹریڈنگ اور وفاداریاں خریدنے کے باوجود انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ پیپلز پارٹی اب قومی اسمبلی میں بھی شکست کھانے کے لیے تیار ہو جائے۔ اکبر بگتی نے کہا کہ پیپلز پارٹی کو ہارس ٹریڈنگ کی سزا ملی ہے۔ منظور گچکی لوٹا ہے۔ اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر ہم نے ہارس ٹریڈنگ کی ہوتی تو آج چیئرمین سینٹ ہمارا ہوتا۔ مقدمات میں ملوث افراد کی رہائی کے لیے ہم نے بگتی کے مطالبات نہیں مانے۔ بعض افراد نے ہمیں ووٹ نہیں دیئے۔ نواز شریف

ڈرامہ بازی چھوڑ دیں۔ ہم اقتدار چھوڑ سکتے ہیں کسی کے ہاتھوں بلیک میل نہیں ہوں گے۔ ہماری حکومت کو کوئی خطرہ نہیں۔

مشاہد حسین کے گھر پر چھاپہ

3 مارچ کو اسلام آباد میں پولیس نے مسلم لیگ کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مشاہد حسین کے گھر پر ممتاز صحافی خلیل ملک کی گرفتاری کے لیے چھاپہ مارا۔ پولیس نے چار گھنٹے تک گھر پر قبضہ جمائے رکھا۔ بعد میں خلیل ملک کا بیان لیے بغیر واپس چلی گئی۔ نواز شریف نے اس چھاپے کی شدید مذمت کی اور کہا کہ پیپلزپارٹی اپنی آمریت قائم کرنا چاہتی ہے۔ ہم اس کا راستہ روکیں گے۔ اس نے گھوڑے کے بیوپاری کو ہارس ٹریڈنگ پر لگا دیا ہے۔

شیخ رفیق کی منصورہ آمد

5 مارچ کو پیپلزپارٹی کے سیکرٹری جنرل شیخ رفیق نے منصورہ آکر قاضی حسین احمد سے ان کے دفتر میں ملاقات کر کے تبادلہ خیال کیا۔ قاضی صاحب نے ملکی سیاست سے اسے نیک شگون قرار دیا۔ دونوں رہنماؤں نے کہا کہ سیاسی جماعتیں رواداری، بھائی چارے اور افہام و تفہیم کا طرز عمل اختیار کریں۔

ییلو کیب

8 مارچ کو وزارت داخلہ کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا کہ ییلو کیب سکیم میں قومی خزانے کو مجموعی طور پر پندرہ ارب روپے کا نقصان اٹھانا پڑا۔ رپورٹ کے مطابق 3 ارب 64 کروڑ روپے کی ہیرا پھیری کے دستاویزی ثبوت حکومت کو حاصل ہوگئے ہیں۔ وزیراعظم بے نظیر نے ملوث افراد کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی ہدایت دے دی۔

مردم شماری کاالتواء

16 مارچ کو وفاقی حکومت نے اعلان کیا کہ 26 مارچ سے شروع ہو کر 17 اپریل تک 13 دنوں میں مکمل ہونے والی مردم شماری صوبہ پنجاب کے اس مطالبہ پر ملتوی کر دی گئی ہے کہ کرفیو لگا کر مردم شماری ایک دن میں مکمل کی جائے۔ وفاقی حکومت نے اس بارے میں دوسرے صوبوں سے رائے طلب کرلی۔

21 مارچ کو وفاقی حکومت نے انٹیلی جنس بیورو کے سابق سربراہ بریگیڈیئر امتیاز اور ایف آئی اے کے سابق ڈائریکٹر میجر عامر کی فوری گرفتاری کے احکامات جاری کر دیئے۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ ان دونوں کے خلاف مقدمات درج کر لیے گئے ہیں۔

ایف-16 طیاروں کی فراہمی

جنوبی ایشیا کی نائب امریکی وزیر رابن رافیل نے امریکی سینٹ کی ایک کمیٹی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان پر ایف 16 طیاروں سے متعلق پابندی برقرار رہے گی۔ پاکستان پر پریسلر ترمیم لاگو ہے۔ اسے کوئی ڈھیل نہیں دی جائے گی۔ پریسلر ترمیم کا صحیح استعمال پاکستان کو جارحیت سے روک سکتا ہے۔ امریکہ نے پاکستان کو ایف 16 طیاروں کی فروخت کا معاہدہ ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ طیارے بنانے والی کمپنی لاک ہیڈ نے مزید طیاروں کی تیاری بند کر دی اور وہ سترہ طیارے جو پاکستان روانگی کے لیے تیار کھڑے تھے انہیں ہنگیر زمیں منتقل کر دیا گیا۔ پاکستان کو سپلائی کیے جانے والے طیاروں کی قیمت ایک ارب 75 کروڑ ڈالر تھی۔ پاکستان میں متعین امریکی سفیر جان سی مانجو نے وزیراعظم بے نظیر سے ملاقات کر کے طیاروں کے بارے میں گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کو ایٹمی اسلحہ کے پھیلاؤ پر تشویش ہے۔ پاکستان کی پالیسیاں امریکہ نہیں بناتا۔

جماعت اسلامی پر پابندی ختم

بھارتی سپریم کورٹ نے نئی دہلی میں 18 مارچ کو جماعت اسلامی ہند پر عائد کردہ پابندی ختم کر دی جو بابری مسجد کے شہید کیے جانے کے موقع پر مرکزی حکومت نے دسمبر 1992ء میں لگائی تھی۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا کہ حکومت اس کارروائی کا کوئی جواز پیش کرنے میں ناکام رہی۔

ایس ایم ظفر کا استعفیٰ

نیشنل پیپلز پارٹی کے مرکزی سیکرٹری جنرل اور چیف آرگنائزر ایس ایم ظفر نے پارٹی کے عہدوں اور رکنیت سے 18 مارچ کو استعفیٰ دے دیا۔ انہوں نے کراچی میں جتوئی سے ملاقات کر کے اپنے استعفے کی وجوہات بتائیں۔ جتوئی نے ان کا استعفیٰ منظور کر لیا۔

21 مارچ کو سینیٹر یحییٰ بختیار نے پیپلز پارٹی سے استعفیٰ دے دیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ زخمی دل کے ساتھ مستعفی ہو رہے ہیں۔

مولانا کوثر نیازی کی رحلت

ممتاز مذہبی سکالر، ادیب، شاعر، صحافی، خطیب اور اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولانا کوثر نیازی اسلام آباد کے ہسپتال میں تین روز تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد ہفتہ 19 مارچ کو دوپہر کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جمعہ کے دن ان کے دماغ کا نازک آپریشن کیا گیا تھا لیکن ڈاکٹر جان بچانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ صدر لغاری، وزیراعظم بے نظیر، جنرل وحید، نواز شریف، قاضی حسین احمد، شاہ احمد نورانی اور دیگر رہنماؤں نے اظہار تعزیت کیا۔

یونس حبیب کی گرفتاری

21 مارچ کو ایف آئی اے کی ایک ٹیم نے مہران بینک کے چیف آپریٹنگ آفیسر محمد یونس حبیب کو ایک ارب روپے سے زائد رقم خورد برد کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ گرفتاری سے قبل سٹیٹ بینک کے گورنر نے انہیں ان کے عہدہ سے برطرف کر دیا تھا۔

یوم پاکستان پر خطاب

23 مارچ کو یوم پاکستان کے موقع پر مسلح افواج کی پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ بھارت کے دفاعی بجٹ میں اضافے سے ہم غافل نہیں ہو سکتے۔ پاکستان کے دفاع کو مضبوط اور مستحکم بنایا جائے گا۔ وزیراعظم نے کہا کہ محدود وسائل کے باوجود ملک کی دفاعی ضروریات پوری کی جائیں گی۔

23 مارچ کو موچی دروازہ لاہور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر پاکستان کے لیے خطرہ بن گئی ہیں۔ آٹے کی قیمت پانچ روپے اسی پیسے کر کے غریب کے منہ سے نوالہ بھی چھین لیا گیا۔ آصف زرداری نے کار سکینڈل میں 35 کروڑ ڈالر اور ادویات سکینڈل میں 32 کروڑ ڈالر کمائے ہیں۔

اسلم بیگ کی مسلم لیگ میں شمولیت

24 مارچ کو الحمرا ہال لاہور میں یوم پاکستان کے موقع پر ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے بری فوج کے سابق سربراہ ریٹائرڈ جنرل مرزا اسلم بیگ نے اپنے 72 ساتھیوں کے ہمراہ

مسلم لیگ جونیجو گروپ میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ اسلم بیگ نے کہا کہ جب تک مسلم لیگ متحد نہیں ہوتی اس وقت تک ہم اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم سب کو گلے لگا کر مسلم لیگ کو ایک بنائیں گے۔

28 مارچ کو پیر پگاڑا نے فنکشنل مسلم لیگ کا نواز لیگ کے ساتھ اتحاد ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ پیر صاحب نے کہا کہ نواز شریف روز روز کراچی کیوں بھاگے چلے جاتے ہیں۔ ایم کیو ایم سندھ کی نہیں پاکستان کی تقسیم چاہتی ہے۔

بے نظیر کے خلاف ریفرنس

لاہور ہائی کورٹ کے جج پر مشتمل خصوصی عدالت نے ناجائز تقرریوں کے بارے میں صدارتی ریفرنس خارج کرتے ہوئے انہیں بری کر دیا۔ 1990ء میں غلام اسحٰق خاں نے صدر مملکت کی حیثیت سے بے نظیر پر اپنے دور حکومت میں ناجائز تقرریاں کرنے کا الزام لگایا تھا۔ 26 مارچ کو خصوصی عدالت نے پاکستان ایئر فورس کے طیاروں کے غلط استعمال سے متعلق صدارتی ریفرنس کو خارج کر کے انہیں بری کر دیا۔ بے نظیر پر الزام تھا کہ اکتوبر اور نومبر 1998ء میں اپنے خلاف عدم اعتماد کی تحریک کے دوران قومی اسمبلی کے ممبران کو چک لالہ ایئر پورٹ سے سیدو شریف لے جانے اور پولیس لانے کے لیے ایئر فرس کے سی 130 طیاروں کا استعمال کیا گیا تھا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا کہ ریفرنگ اتھارٹی یہ ثابت کرنے میں ناکام رہی کہ طیاروں کے استعمال کے بارے میں کوئی حکم خود بے نظیر نے جاری کیا تھا۔ 27 مارچ کو خصوصی عدالت نے بے نظیر کو خفیہ سروسز فنڈ کے ناجائز استعمال سے بھی بری کر دیا۔

قبائلی دربار سے خطاب

31 مارچ کو وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے قبائلی دربار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجھ پر منشیات کے سمگلروں کا دباؤ ہے کہ انہیں رعایت دی جائے لیکن میں کسی دباؤ میں نہیں آؤں گی۔ میری سابقہ حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک منشیات کے سمگلروں نے پیش کی تھی۔ سپریم کورٹ سے بحالی کے بعد نواز شریف حکومت نے منشیات کے سمگلروں کے خلاف مقدمات واپس لینے کی ہدایت کی تھی۔ ہم ایسے معاملات میں ملوث نہیں ہو سکتے۔

نواز شریف نے کہا کہ میں انتقامی کارروائیوں سے گھبرانے والا نہیں ہوں۔ قوم کی بے لوث خدمت کرنا میرا مشن ہے۔ حکومت کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے حالات خراب ہو رہے ہیں۔ نواز شریف نے امریکی سفارت خانہ میں امریکی سفیر جان مانجو سے ملاقات کر کے اپنے دورہ

امریکہ اور دیگر امور پر تبادلہ خیال کیا۔

31 مارچ کو اقوام متحدہ کے بین الاقوامی کنٹرول پروگرام نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ پاکستان کی خام ملکی پیداوار کا چالیس فیصد حصہ ڈرگ منی پر مشتمل ہے۔ پاکستان کی تجارت ڈرگ سمگلروں کے ہاتھوں میں منتقل ہو رہی ہے۔

مسئلہ کشمیر

10 مارچ کو پاکستان نے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن کے اجلاس میں مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی مذمت کے لیے پیش کی گئی قرار دار آخری مرحلے میں واپس لے کر اسے اگلے سال کے لیے موخر کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ قرار داد کی واپسی حکومت کی نااہلی ہے' وہ مستعفی ہو جائے۔ قاضی حسین احمد نے بھی اسے وزارت خارجہ کی نااہلی قرار دیا۔ نوابزادہ نصراللہ خاں نے کہا کہ حکومت غیرملکی اشاروں پر کشمیر کاز کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ وفاقی وزیر سردار آصف نے کہا کہ قرارداد واپس نہیں لی ہے۔ اسے دوبارہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ پاکستان علاقائی امن اور استحکام کے لیے کشمیر کے تنازع کا پرامن حل چاہتا ہے۔ تمام سیاسی جماعتیں اس مسئلہ پر مشترکہ حکمت عملی اپنائیں۔ بھارت مذاکرات کے ذریعے حل کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ امریکی نائب وزیر رابن رافیل نے کہا کہ امریکہ جموں اور کشمیر کے پورے علاقوں کو متنازعہ سمجھتا ہے۔ پاکستان اور بھارت مذاکرات کے ذریعے کشمیری عوام کی خواہشات کے مطابق یہ مسئلہ حل کریں۔ امریکی سفیر جان مانجو نے کہا کہ امریکی اس مسئلہ کے حل کے لیے کسی فریق پر اپنی رائے مسلط نہیں کرے گا۔ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی صورتحال بہتر ہوئی ہے۔ قاضی حسین احمد نے مسئلہ کشمیر پر تمام سیاسی جماعتوں کے درمیان اتفاق رائے پیدا کرنے کے لیے مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی سمیت تمام جماعتوں سے رابطوں کا آغاز کر دیا۔ اس ضمن میں قاضی صاحب نے صدر لغاری سے بھی ملاقات کی۔ 29 مارچ کو کشمیر کمیٹی کے چیئرمین نوابزادہ نصراللہ کی قیادت میں ایک پارلیمانی وفد یورپ کے دورے پر روانہ ہوگیا۔ جہاں وہ یورپی ممالک کے رہنماؤں سے مسئلہ کشمیر پر بات چیت کرے گا۔

جونیجو لیگ میں شمولیت

پنجاب اسمبلی کے بارہ آزاد اور چار اقلیتی ارکان جونیجو لیگ میں شامل ہوگئے۔ انہوں نے 3 مارچ کو وزیراعلیٰ منظور وٹو کی قیادت پر اپنے اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ ہر مشکل وقت میں ان کا ساتھ دیں گے۔ پارٹی کے سربراہ حامد ناصر چٹھہ نے کہا کہ یہ ہارس ٹریڈنگ نہیں

ہے۔

26 مارچ کو چودھری محمد الطاف حسین نے دوسری مرتبہ پنجاب کے گورنر کے عہدہ کا حلف اٹھالیا۔ جولائی 1993ء میں اسمبلی تحلیل ہونے کے موقع پر الطاف حسین کی جگہ میاں محمد اظہر اس عہدہ پر فائز تھے۔ اب دوبارہ ان کی تقرری عمل میں آگئی۔ نواز شریف کے سابقہ دور حکومت میں اس وقت کے پنجاب کے گورنر چودھری الطاف اور وزیر اعلیٰ وٹو نے وفاقی حکومت کے لیے شدید مشکلات پیدا کی تھیں۔ اور پنجاب کی حد تک وزیر اعظم کو غیر موثر بنا دیا تھا۔ آج پھر پنجاب کے گورنر کا عہدہ چودھری الطاف اور وزیر اعلیٰ کا منصب وٹو کے پاس ہے۔

صوبہ سندھ

مقدمات واپس لینے کی یقین دہانی نہ کرانے کے باعث حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان مفاہمت کی نئی کوششیں بھی ناکام ہو گئیں۔ الطاف گروپ کی سخت شرائط کے پیش نظر پیپلز پارٹی نے حقیقی سے رابطہ کر کے اسے حکومت میں شامل کرنے کا عندیہ دے دیا۔ دوسری جانب اشتیاق اظہر نے اجمل خٹک سے ملاقات کر کے ایم کیو ایم، مسلم لیگ اور اے این پی کی ایک مشترکہ حکمت عملی اختیار کرنے پر غور کیا۔

7 مارچ کو کراچی میں ایک عدالت نے اشتیاق اظہر، فاروق ستار اور آفتاب شیخ سمیت ایم کیو ایم کے چودہ رہنماؤں کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ 8 مارچ کو ایک عدالت نے ایم کیو ایم کے ایم اے جلیل، خالد یونس، شعیب بخاری اور دیگر ملزمان کے خلاف بھی ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ ان پر عظیم طارق کے جنازے کے موقع پر شرکاء کو بغاوت پر اکسانے کا الزام ہے۔

بریگیڈیئر محمد سلیم خاں کا بیان

8 مارچ کو مہران فورس کے بریگیڈیئر محمد سلیم خاں نے فوج کے میجر کلیم الدین خاں کے اغوا سے متعلق خصوصی عدالت میں اپنا بیان قلمبند کراتے ہوئے کہا کہ جون 1991ء میں وہ مہران رینجرز کے کمانڈر تھے۔ اس وقت کراچی کی حالت انتہائی دگر گوں تھی۔ کراچی ایم کیو ایم کے ہاتھوں میں یرغمال بن چکا تھا۔ شہر میں اس نے اپنی متوازی حکومت قائم کر لی تھی۔ وزیر اعلیٰ جام صادق کی حکومت ایم کیو ایم کے سہارے کھڑی تھی۔ اسی لیے جام صادق، الطاف حسین کی رہائش گاہ کا دورہ کرتے رہتے تھے۔ جہاں ہر طرف اونچی دیواریں اور آہنی گیٹ نصب تھے۔ ہر آنے جانے والے کی نگرانی اور گاڑیوں کی چیکنگ ہوتی۔ انتظامیہ کے اجلاس ایم کیو ایم کے

صدر دفتر نائن زیرو پر ہوتے جو جرائم کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ ایم کیو ایم کی مرضی کے بغیر شہر میں پتہ بھی نہیں ہل سکتا تھا۔ لانڈھی میں الطاف گروپ اور حقیقی کے درمیان زبردست فائرنگ کا تبادلہ ہوا جس کے نتیجے میں پانچ افراد لقمہ اجل بن گئے۔ بجلی کی سپلائی معطل ہوگئی، فائرنگ کی وجہ سے ہائی ٹینشن وائر ٹوٹے ہوئے پڑے تھے اور سڑکوں پر پانی کھڑا تھا۔ اس صورتحال پر قابو پانے کے لیے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ لانڈھی میں فائرنگ رکوانے کے لیے فوج تعینات کی جائے۔ میں نے شام کے وقت میجر کلیم کے ہمراہ علاقے کا دورہ کیا۔ بعد ازاں میں نے میجر کلیم کو متاثرہ علاقہ کا دورہ مکمل کر کے اپنی رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت دی۔ بعد میں مجھے بتایا گیا کہ ایم کیو ایم نے میجر کلیم اور ان کے دو ساتھیوں کو اغوا کر لیا ہے۔ لانڈھی پولیس سٹیشن کے ایس ایچ او کے تعاون سے میجر کلیم اور ان کے آدمیوں کو برآمد کر لیا گیا۔ میجر کلیم اور ان کے ساتھیوں کے چہروں اور جسم پر تشدد کے نشانات اور جابجا زخم تھے۔ ان کے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے۔ میجر کلیم نے بتایا کہ ایم کیو ایم کی ذمہ دار قیادت کی موجودگی میں انہیں تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ جانتے ہوئے کہ ہمارا تعلق فوج سے ہے ہمیں مارا پیٹا گیا۔ ہماری ذاتی اشیاء، نقدی، بریف کیس، اسلحہ اور ان کا میگزین واپس نہیں کیا۔ جب اس واقعہ کی ایف آئی آر درج کرانے کی کوشش کی گئی تو پولیس نے کہا کہ نائن زیرو کی منظوری کے بغیر اسے درج نہیں کیا جا سکتا۔ دو روز بعد ہیڈ کوارٹر اور اسلام آباد کی ہدایت ملنے پر ایک ڈھیلی ڈھالی ایف آئی آر درج کی گئی۔ فوج حکومت کی سیاسی مجبوریوں سے آگاہ تھی۔ وزیراعلیٰ الطاف حسین کی برہمی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ آپریشن کلین اپ سیاسی، لسانی اور مذہبی تعصبات سے بالاتر تھا۔ یہ معاملہ وزیراعظم کے علم میں بھی لایا گیا تھا۔ حالات کے باعث فوج کے اعلیٰ حکام نے میجر کلیم کا کیس دبا دیا تھا۔

ممتاز بھٹو کی ملاقات

8 مارچ کو لندن میں ممتاز بھٹو نے الطاف حسین سے ان کی قیام گاہ پر ملاقات کر کے حکومت کے طرز عمل، فوجی آپریشن اور لسانی کشیدگی پر گفتگو کی۔ الطاف حسین نے سندھ کی تقسیم کے منصوبے سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کیا۔

10 مارچ کو کورنگی میں الطاف گروپ کے یونٹ انچارج ظہور احمد کو نامعلوم افراد نے اچانک فائرنگ کر کے اس وقت ہلاک کر دیا جبکہ وہ اپنے گھر کے سامنے کھڑے تھے۔ الطاف حسین نے کہا کہ دہشت گرد ہمارے کارکنوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ میں جان دے سکتا ہوں لیکن اپنا نظریہ نہیں چھوڑ سکتا۔ آپریشن کلین اپ کی آڑ میں ایم کیو ایم کو کرش کیا جا رہا ہے۔ صدر مملکت جنگل میں اور اہلکار شہر میں شکار کھیل رہے ہیں۔ دہشت گردی کے پیچھے ایجنسیوں

کا ہاتھ ہے۔ کراچی میں لسانی فسادات کی سازش تیار کی گئی ہے۔

رینجرز پر فائرنگ

16 مارچ کو بلدیہ ٹاؤن میں رینجرز اور پولیس پارٹی پر فائرنگ کر دی گئی جس کے نتیجے میں سچل رینجرز کے کپتان عامر احمد خاں اور تھانہ انچارج محمد صادق سمیت چھ افراد جاں بحق ہوگئے۔ سرکاری ذرائع نے کہا کہ ایم کیو ایم کا ممبر صوبائی اسمبلی کامران جعفری فائرنگ کے اس واقعہ میں براہ راست ملوث ہے۔

20 مارچ کو مسلح افواج کے سربراہوں کا ایک اجلاس چک لالہ میں ہوا جس میں کراچی کے واقعات کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ سندھ میں سیاسی حل کی کوششوں کو تیز کیا جائے تاکہ حکومت کو فوج کی بیساکھیوں کی ضرورت باقی نہ رہے۔

صدر فاروق لغاری نے بھی کراچی کے حالات بالخصوص بلدیہ ٹاؤن کی صورتحال پر رپورٹ طلب کرلی۔ صدر نے کہا کہ میں سندھ کی صورتحال سے مطمئن نہیں ہوں۔ محاذ آرائی ختم ہونا چاہیے۔ مزید گرفتاریاں بند کر دی جائیں۔ تمام طبقات کشیدگی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کچھ عناصر شہر کے امن کو تباہ کر رہے ہیں۔

شمیم احمد کے خلاف ریفرنس

22 مارچ کو ڈاکٹر فاروق ستار نے ایم کیو ایم کے منحرف رکن صوبائی اسمبلی اور موجودہ وزیر شمیم احمد کے خلاف الیکشن کمیشن میں سیاسی وفاداریاں تبدیل کرنے پر ایک درخواست دائر کر دی جس میں شمیم احمد کی اسمبلی کی رکنیت ختم کرنے کی اپیل کی گئی۔

الطاف حسین کا کھلا خط

28 مارچ کو الطاف حسین نے اپنے 19 صفحات پر مشتمل ایک ٹائپ شدہ کھلے خط میں بری، بحری اور فضائی فوج کے سربراہوں سے جذباتی اپیل کی کہ حالات کو اس حد تک نہ بگاڑا جائے گا کہ پھر اصلاح کی گنجائش باقی نہ رہے۔ افسر شاہی کا ایک مخصوص ٹولہ فوج اور ایم کیو ایم کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنے کی سازش کر رہا ہے۔

صوبہ سرحد

یکم مارچ کو مسلم لیگ اور اے این پی نے پشاور میں اپنی احتجاجی تحریک کا آغاز کر دیا۔ ہزاروں کارکنوں نے جلوس کی شکل میں آ کر چوک یادگار پر زبردست مظاہرہ کیا۔ مظاہرین صدر، وزیراعظم اور گورنر سرحد کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ بیگم نسیم ولی نے کہا کہ پیپلز پارٹی جب بھی اقتدار میں آئی ہے۔ اس نے سرحد میں دوسری پارٹی کی حکومت کو ختم کیا ہے۔ ولی خان نے کہا کہ جھگڑا کرسی کا نہیں بلکہ پختونوں کے حقوق کا ہے۔ ہم اپنے حقوق حکومت سے زبردستی چھین لیں گے۔ ملک میں اندھیر نگری ہے۔ قانون نام کی کوئی چیز موجود نہیں۔ بھٹو نے کبھی بھی کسی کا حق تسلیم نہیں کیا اسی لیے ملک کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ اب بیٹی بھی باپ کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔

6 مارچ کو بیگم نسیم ولی ایک قاتلانہ حملہ میں بال بال بچ گئیں۔ پشاور جاتے ہوئے ولی باغ کے قریب چار افراد نے ان کی گاڑی پر فائرنگ کر دی۔ ڈرائیور اور دو عورتیں زخمی ہوگئیں۔ جوابی فائرنگ سے ایک ملزم زخمی ہوگیا اور دوسرے کو گرفتار کر لیا جبکہ دو افراد فرار ہوگئے۔ بیگم نسیم نے کہا کہ میری کسی سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ اس کھیل کا انجام خطرناک ہوگا۔

پشاور ہائی کورٹ کا فیصلہ

21 مارچ کو پشاور ہائی کورٹ نے سرحد اسمبلی کے دو منحرف مسلم لیگی ارکان اختر حسین شاہ اور شاہ محمد خاں کو مشروط طور پر بحال کر دیا۔ صوبائی اسمبلی کی رکنیت کی بحالی کے باوجود وہ الیکشن کمیشن کے فیصلہ تک وزیراعلیٰ اور سپیکر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک میں اپنا ووٹ استعمال نہیں کر سکیں گے۔ پارٹی وفاداری تبدیل کرنے کے باعث دونوں کے خلاف نااہلی کی درخواست کمیشن میں زیر سماعت ہے۔

باب 10

ملک کی داخلی صورت حال

آٹا مہنگا، وہسکی عام

یکم اپریل 1994ء کو مسلم لیگ (نواز) کے یوتھ ونگ، لیبر ونگ، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور شعبہ خواتین نے مل کر راولپنڈی میں آٹے کی قیمت میں اضافے کے خلاف ایک مشترکہ احتجاجی مظاہرہ کیا۔ خواتین نے جلی ہوئی روٹیاں، توے، چولہے اور آٹے کی خالی بوریاں بطور احتجاج اپنے ہاتھوں میں اٹھا رکھی تھیں۔ شرکاء نعرے لگا رہے تھے۔ "ہائے آٹا، ہائے آٹا!" اور "بے نظیر کا انعام: آٹا مہنگا، وہسکی عام۔"

بھارتی صحافی کا مضمون

2 اپریل کو بھارت کے صحافی کلدیپ نیئر کا ایک مضمون "گلف نیوز" میں شائع ہوا جس میں کہا گیا کہ بے نظیر کے مقابلہ میں امریکی حمایت کے حصول کی خاطر نواز شریف نے اپنے دور حکومت میں امریکی حکام کو یہ بتایا تھا کہ اس وقت کے بری فوج کے سربراہ مرزا اسلم بیگ نے یہ تجویز دی تھی کہ پاکستان، ایران کو ایٹم بم کی تیاری کے تمام رازوں سے آگاہ کر دے تو اس کے عوض ایران، پاکستان کو اتنی اقتصادی امداد دے دے گا کہ اس کے تمام بیرونی قرضے ادا ہو جائیں گے۔ لیکن نواز شریف کا یہ اقدام پاکستانی فوج کی ناراضگی کا سبب بن گیا۔ اس وقت بھی فوج اگر نواز شریف سے اپنی یہ ناراضگی ختم کر دے تو بے نظیر حکومت بڑی مشکل میں پھنس سکتی ہے۔ سینٹ کے چیئرمین کے انتخاب میں پیپلز پارٹی ہار چکی ہے۔ عوام بھی اس سے ناراض

ہو کر نواز شریف کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ نواز شریف کے حامیوں کو یقین ہے کہ اگلے چند ماہ میں وہ بے نظیر حکومت کا خاتمہ کر دیں گے۔ ان حالات میں اگر بے نظیر اپنی گرتی ہوئی مقبولیت کو سنبھالنے میں کامیاب نہیں ہوتیں تو پہلے کی طرح پھر کوئی تبدیلی آ سکتی ہے۔

4 اپریل کو مرزا اسلم بیگ نے کوئٹہ میں کہا کہ سابق وزیراعظم نواز شریف کا نہ پہلے فوج سے کوئی اختلاف تھا اور نہ آج ہے۔ انہوں نے اپنی مرضی سے وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دیا تھا۔ نواز شریف اور بے نظیر نے فوج کو نہیں بلکہ دیگر اداروں کو اپنی سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا۔

نواز شریف نے اپنی پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملکی دفاع پر مسلم لیگ اور فوج کے نقطہ نظر میں ہم آہنگی ہے۔ عوام کی دوتہائی اکثریت حکومت کے خلاف ہے۔ حکومت اپنی تمام تر توانائی لوٹا کریسی پر صرف کر رہی ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر اپوزیشن نے فوج کے ساتھ کوئی سازباز کی تو اس کا سخت نوٹس لیں گے۔ اپوزیشن میرے خلاف تو کیا سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کے خلاف ہی عدم اعتماد کی تحریک لا کر دکھائے۔

اٹارنی جنرل کا استعفیٰ

3 اپریل کو اٹارنی جنرل فخرالدین ابراہیم نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔ وہ شریف الدین پیرزادہ کو حکومتی وکیل مقرر کرنے کے فیصلے سے ناراض تھے۔ اٹارنی جنرل کی موجودگی میں کسی اہم مقدمہ میں کسی دوسرے وکیل سے پیروی کرانے میں اٹارنی جنرل کی عزت مجروح ہوتی ہے کیونکہ اٹارنی جنرل فرسٹ لا آفیسر ہوتا ہے۔

بھٹو کی برسی

4 اپریل کو ذوالفقار علی بھٹو کی 15 ویں برسی منائی گئی۔ بے نظیر بھٹو نے بھٹو کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور پھول چڑھائے۔ اس موقع پر پی آئی اے اور ریلوے نے لاڑکانہ کے لیے خصوصی پروازیں اور ٹرینیں چلائیں۔ برسی کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ بھٹو کو پھانسی دینے والوں کو قوم کبھی معاف نہیں کرے گی۔ بھٹو لوگوں کے دلوں میں آج بھی زندہ ہے۔ افلاس اور ناانصافی کے خاتمے تک بھٹو کا مشن جاری رہے گا۔ ملک میں جمہوریت کی روشنی پھیل گئی ہے۔ آمریت کے اندھیرے دور ہوچکے ہیں۔ بھٹو کا مزار قوم بنا رہی ہے۔ ورنہ تو ملک میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے ذاتی تعیش کے لیے ایک ارب روپے کا طیارہ خریدا۔ ہم منشیات، کلاشنکوف کلچر، صوبائی تعصبات، فرقہ پرستی اور رشوت کو جڑ سے

اکھاڑ پھینکیں گے۔ قیمتوں میں کمی کی جائے گی اور بے روزگاری کا خاتمہ کیا جائے گا۔

نصرت بھٹو گڑھی خدا بخش نہیں گئیں۔ 70 کلفٹن کراچی میں قرآن خوانی ہوئی جس میں نصرت بھٹو، غنویٰ، فخری بیگم، اور دیگر خواتین نے شرکت کی۔ میر مرتضیٰ نے بھٹو کی برسی جیل میں منائی۔

5 اپریل کو نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر عوام کو روٹی دینے کے بجائے بھٹو ازم کا پرچار کر رہی ہیں۔ وہ اپنے والد کی یادگار بنانے کے لیے چھ ارب روپے کی قیمتی زمین پر قبضہ کر لینے کے بعد بھی مطمئن نہیں۔ وہ ذرا اپنے لگژری آفس سے باہر نکل کر دیکھیں کہ عوام کس حال میں مبتلا ہیں۔ مہنگائی نے ان کی چیخیں نکال دی ہیں۔

وفاقی وزیر تجارت احمد مختار نے کہا کہ آٹے کی قیمتوں میں اضافہ معین قریشی کر گئے تھے۔

رولز رائس اور مرسڈیز کاریں

7 اپریل کو گوہر ایوب نے قومی اسمبلی میں کہا کہ بے نظیر نے آٹا مہنگا کر دیا لیکن خود رولز رائس اور مرسڈیز کاروں میں گھومتی ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ میں نے کبھی رولز رائس کار میں سفر نہیں کیا۔ نہ ہی میں نے مرسڈیز 600 کار درآمد کی ہے۔ میرے والد کو ایک غیر ملکی شخصیت نے رولز رائس کار تحفہ میں دی تھی جو انہوں نے ملک کے حوالے کر دی۔ آپ کے گاڈ فادر کو جو کاریں ملیں وہ انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ میرے ہاتھ اور میرا ضمیر صاف ہے۔

مسلم لیگ کے پارلیمانی سیکرٹری حاجی نواز کھوکھر نے بے نظیر کے لیے ڈیوٹی فری مرسڈیز کار ماڈل 600 کی درآمد سے متعلق تمام دستاویزی ثبوت قومی اسمبلی میں پیش کر دیئے۔ جس کی درآمد پر ایک کروڑ پانچ لاکھ روپے کی ڈیوٹی معاف کرائی گئی۔ گوہر ایوب نے کہا کہ ہم نے ثبوت پیش کر دیا اب اپنے وعدے کے مطابق وہ مستعفی ہو جائیں۔ نصیر بابر نے کہا کہ ڈیوٹی فری کار منگوا کر بے نظیر نے کوئی جرم نہیں کیا۔ قانون انہیں اس کی اجازت دیتا ہے۔

گوہر ایوب نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر بتائیں کہ مرسڈیز کار خریدنے کے لیے انہوں نے 80 لاکھ روپے کہاں سے حاصل کیے۔ نواز شریف نے اپنے ذاتی استعمال کے لیے نہیں بلکہ پاکستان کے دورے پر آنے والے غیر ملکی سربراہوں کے استعمال کے لیے کاریں درآمد کی تھیں جو حکومت پاکستان کی ملکیت ہیں۔

منشیات اور سمگلنگ

امریکی محکمہ خارجہ نے منشیات کے بارے میں اپنی 1993ء کی سالانہ رپورٹ میں کہا کہ

سرحد اور بلوچستان کی صوبائی اسمبلیوں میں منشیات کے بڑے سمگلر موجود ہیں۔ منشیات کی آمدنی سے حکومت کے مختلف شعبوں میں بدعنوانی کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ اس کی روک تھام میں پاکستانی اداروں کی کارکردگی مایوس کن ہے۔ وفاقی وزیر تجارت چودھری احمد مختار نے کہا کہ پانچ چھ افراد سمگلنگ کے ذریعے ایک ارب روپے ماہانہ کما رہے ہیں۔ مگر ان پر ہاتھ نہیں ڈالا جا رہا۔ وزیراعظم بے نظیر کی ہدایت پر سی بی آر نے تحقیقات کی لیکن انکوائری پر ایسے افراد کو مامور کیا جن کی ملی بھگت سے یہ مکروہ دھندا جاری ہے۔ نواز شریف نے لاہور میں اپنی قیام گاہ پر قبائلی زعماء پر مشتمل ایک نمائندہ وفد سے بات کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر اقتدار میں آنے کے بعد امریکہ کو خوش کرنے کی خاطر قبائلی عوام پر منشیات فروشی کا الزام لگا رہی ہیں۔

25 اپریل کو قومی اسمبلی نے منشیات کے سمگلروں کو سزائے موت دینے اور ان کے اثاثے ضبط کرنے کا قانون منظور کر لیا۔ اپوزیشن کے بائیکاٹ پر ہونے کی وجہ سے بل بلا بحث منظور کر لیا گیا۔ 28 اپریل کو اسلام آباد میں پولیس اکیڈمی کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ ڈرگ مافیا حکومت کی اعلیٰ ترین سطحوں میں گھس آیا ہے۔ پولیس میں بھی ڈرگ مافیا کے معاملات سامنے آئے ہیں۔ بدعنوان افسران کو ملازمت سے نکال دیا جائے گا۔

ایٹمی پروگرام

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت ایف 16 طیاروں کی فراہمی کے لیے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرنے کی سازش کر رہی ہے۔ لیکن بے نظیر نے کہا کہ ایف 16 طیاروں کی فراہمی ایک تجارتی سودے کا حصہ ہے۔ اس کا ایٹمی پروگرام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسے رول بیک کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

8 اپریل کو امریکی نائب وزیرخارجہ اسٹروب ٹالبوٹ بھارت کے دورہ کے بعد اسلام آباد پہنچے۔ صدر، وزیراعظم اور وزارت خارجہ کے حکام سے اپنی ملاقاتوں کے بعد ٹالبوٹ نے کہا کہ ایف 16 طیاروں کی فراہمی ایٹمی پروگرام کیپ کرنے اور اس کی تصدیق کرانے سے منسلک ہے۔ میں پاکستانی قیادت سے اپنی ملاقاتوں کے بعد پرامید واپس جا رہا ہوں۔ پاکستان اور امریکہ ایٹمی پروگرام کے بارے میں "خاموش سفارت کاری" اپنائیں گے۔ لیکن صدر لغاری نے کہا کہ ہم اپنا ایٹمی پروگرام یکطرفہ طور پر رول بیک نہیں کریں گے۔ نواز شریف نے مطالبہ کیا کہ حکومت ایٹمی پروگرام کی تصدیق کے بارے میں اپنی پالیسی کا اظہار کرے کیونکہ تنصیبات کا معائنہ ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرنے کے مترادف ہوگا۔ یہ بے نظیر کا ذاتی معاملہ نہیں۔ ہم انہیں من مانی نہیں کرنے دیں گے۔ ہم خاموش سفارت کاری کو بھی نہیں مانتے۔ ایٹمی

تنصیبات کے معائنہ کا مقصد کہوٹہ پر غیر ملکی چوکیدار بٹھانا ہے۔

11 اپریل کو ایران کی مجلس شوریٰ کے سپیکر علی اکبر ناطق نوری نے قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان پر ایٹمی ٹیکنالوجی کے بارے میں مغربی ممالک کا دباؤ امتیازی ہے۔ ایران اس کے خلاف ہے۔ ہماری غیر متزلزل حمایت پاکستان کے ساتھ ہے۔

19 اپریل کو ایک جرمن رسالہ کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ہم بھارت کے ساتھ ایٹمی عدم پھیلاؤ اور تنصیبات کے معائنہ کا معاہدہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہم ایٹمی پھیلاؤ کے خلاف ہیں۔ لیکن ہم ایسی شرائط قبول نہیں کر سکتے جن کا مقصد بھارت کو چھوڑ کر صرف پاکستان پر پابندیاں لگانا ہو۔

"فار ایسٹرن اکنامک ریویو" نے اپنی اشاعت میں انکشاف کیا کہ وزیراعظم بے نظیر نے ٹالبوٹ سے اپنے تین گھنٹے کے مذاکرات میں یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ اگر ایٹمی تنصیبات کا کھلا معائنہ کرایا گیا تو اس کا شدید رد عمل ہو گا اور حکومت غیر مستحکم ہو جائے گی۔ بے نظیر نے اس لیے سیٹلائٹ کے ذریعے ایٹمی تنصیبات کے معائنہ کی پیش کش کی۔

بے نظیر نے جی ایچ کیو راولپنڈی میں فارمیشن کمانڈروں کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایٹمی پروگرام رول بیک نہیں کریں گے۔ میں ایٹمی پروگرام اور کشمیر جیسے اہم قومی معاملات میں اپوزیشن کو اعتماد میں لینا چاہتی ہوں لیکن اپوزیشن طاقتور ہے وہ مجھے کام کرنے نہیں دیتی۔

امریکی ایوان میں خارجہ امور کی کمیٹی کے چیئرمین لی ہملٹن نے کراچی میں ایشیا سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر کے مسئلہ کا حل یہ ہے کہ موجودہ لائن آف کنٹرول کو پاکستان اور بھارت کے درمیان مستقل سرحد قرار دے دیا جائے۔ اقوام متحدہ کی قرار داد برائے استصواب رائے ایک قصہ پارینہ بن چکی ہے۔ لیکن بے نظیر نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا کہ مسئلہ کشمیر بھارت کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

حلف امارت

8 اپریل کو قاضی حسین احمد نے جامع مسجد منصورہ لاہور میں آئندہ پانچ سال کے لیے جماعت اسلامی کی امارت کا حلف اٹھا لیا۔ اس موقع پر تقریب سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ یک جہتی کے لیے جماعت کے دستور کی پابندی ضروری ہے۔ میں سب کو ساتھ لے کر چلوں گا اور مخالفت کرنے والوں کا بھی احترام کروں گا۔ گزشتہ سال انتخابی پالیسی پوری طرح سوچ سمجھ کر اختیار کی گئی تھی۔ اس کے لیے ہمیں بہت کچھ قربان کرنا پڑا لیکن ہم

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

دوسروں کا جھنڈا اٹھانے کے چکر سے نکل گئے۔ جماعت اسلامی اس لیے نہیں بنائی گئی تھی کہ ہم مستقل طور پر چھوٹی اور بڑی برائی کے چکر میں پڑے رہیں۔ قوم انقلاب کی دہلیز پر نئی قیادت کی منتظر ہے۔ حکومت نے اگر ایٹمی پروگرام اور کشمیر پر کوئی سودے بازی کی تو اس کے اصل ذمہ دار ہمارے جنرل ہوں گے کیونکہ اصل بااختیار وہی ہیں۔

قاضی صاحب نے ایک جریدہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ جماعت اسلامی کی پالیسی تنہا امیر نہیں بلکہ مجلس شوریٰ بناتی ہے۔ ہم بدلتے ہوئے حالات کے مطابق پالیسی وضع کرنے کے قائل ہیں۔

قرضوں کے نادہندگان

سٹیٹ بینک کے ذرائع نے بتایا کہ بڑے صنعت کاروں اور تاجروں پر بنکوں اور مالیاتی اداروں کے 82 ارب روپے کے قرضے وصول طلب ہیں۔ گورنر سٹیٹ بینک ڈاکٹر محمد یعقوب نے کہا کہ میں قومی دولت لوٹنے والوں سے ایک ایک پائی وصول کروں گا۔ اس راہ میں ملازمت اور زندگی دونوں کی قربانی دینے کے لیے تیار ہوں۔

حقائق نامہ

17 اپریل کو مسلم لیگ (نواز گروپ) نے پیپلزپارٹی کی حکومت کے چھ ماہ کی کارکردگی کے بارے میں ایک حقائق نامہ جاری کیا جس میں کہا گیا کہ اس دوران حکومت نے پارلیمنٹ، عدلیہ، انتظامیہ اور پریس پر تابڑتوڑ حملے کیے۔ حکومت سول سروس کو اپنا تابع بنا کر قانون کی دھجیاں بکھیر رہی ہے۔ اٹارنی جنرل اپنے عہدہ سے مستعفی ہو چکے ہیں۔ انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر مستعفی ہونے کی دھمکی دے چکے ہیں۔ بے نظیر حکومت نااہلی، بدانتظامی اور کرپشن کی علامت بن چکی ہے۔ غریبوں کے نام نہاد ہمدردوں نے غریب کے منہ سے نوالا بھی چھین لیا۔ ذاتی انا کی خاطر ملکی معیشت تباہ کی جا رہی ہے۔ خیبر سے کراچی تک عوام سراپا احتجاج بن گئے ہیں۔

توبہ توبہ۔ یا اللہ توبہ

کھانے پینے کی چیزوں کی قیمتوں میں اضافے سے متعلق پاکستان مسلم لیگ نے اخبارات میں ایک اشتہار شائع کرایا جس کا عنوان تھا "توبہ توبہ۔ یا اللہ توبہ" اس کا عکس شامل اشاعت ہے۔ وفاقی وزیر خالد کھرل نے کہا کہ مسلم لیگ عوام کو باہر نکلنے اور تشدد کرنے پر اکسا رہی ہے جو بغاوت کے مترادف ہے۔ اس کے خلاف مقدمہ قائم ہو سکتا ہے۔

مسلم لیگ میں شمولیت

23 اپریل کو نواز شریف کے گھر پر منعقد ایک تقریب میں سابق وزیر مملکت برائے دفاع ریٹائرڈ کرنل غلام سرور چیمہ پیپلز پارٹی چھوڑ کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ چیمہ نے کہا کہ پیپلز پارٹی اقتدار کی ہوس کا شکار ہو چکی ہے۔

مہران بینک سکینڈل

20 اپریل کو وزیر داخلہ نصیر بابر نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ مہران بینک کے چیف کو آرڈی نیٹر یونس حبیب نے دو ارب دس کروڑ روپے خورد برد کیے۔ مہران بینک سے بری فوج کے سابق سربراہ اسلم بیگ کو سابق صدر اسحٰق خاں کی ہدایت پر چودہ کروڑ، ایم کیو ایم کے الطاف حسین کو دو کروڑ، نواز شریف کو پانچ کروڑ، جام صادق کو بائیس کروڑ، اعجاز الحق کو پانچ کروڑ، لیاقت جتوئی کو دو کروڑ، جام معشوق، امتیاز شیخ، اجمل خاں، دوست محمد فیضی اور دیگر اہم شخصیات کو رقوم اور عطیات دیئے گئے۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق یونس حبیب نے 1988ء سے 1990ء تک 500 کروڑ روپے کا گھپلا کیا۔ اس خطیر رقم میں سے سیاست دانوں، سول بیورو کریسی اور فوج کی اہم شخصیات کو ادائیگیاں کی گئیں۔ نصیر بابر نے اس کیس کے بہت سے اہم حقائق سے ارکان اسمبلی کو آگاہ نہیں کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ مہران بینک کے حوالے سے ہم نے بعض معزز ہستیوں کے بارے میں شواہد حاصل کر لیے ہیں۔ ہم قوم کو ان کا اصل روپ دکھائیں گے۔ یہ کاغذات میری جیب میں ہیں۔ آصف زرداری نے کہا کہ نواز شریف نے مہران بینک سے سات کروڑ روپے وصول کیے۔

مرزا اسلم لیگ نے اعتراف کیا کہ یونس حبیب نے انہیں چودہ کروڑ روپے کی رقم بطور عطیہ دی تھی۔ اس میں سے چھ کروڑ روپے آئی ایس آئی نے 1990ء کے الیکشن میں خرچ کیے اور بقیہ آٹھ کروڑ روپے ایجنسی کے سپیشل فنڈ میں رکھ دیئے گئے۔

یونس حبیب کا انٹرویو

29 اپریل کو مہران بینک کے سربراہ یونس حبیب نے کراچی کے ایک ہفت روزہ رسالہ کو خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ میں نے نواز شریف حکومت کے خاتمے کے لیے 25 کروڑ روپے دیئے تھے۔ انتخابات کے موقع پر میں نے پیپلز پارٹی کے انتخابی فنڈ کے لیے بے نظیر زرداری کو پانچ کروڑ روپے اور مسلم لیگ کے انتخابی فنڈ کے لیے نواز شریف کو 65 لاکھ روپے دیئے تھے۔ صوبہ سرحد میں صابر شاہ کی حکومت کے خاتمے کے لیے میں نے آفتاب شیرپاؤ کو

گیارہ کروڑ روپے دیئے۔ مرزا اسلم بیگ کی مالی معاونت کی درخواست پر میں نے انہیں چودہ کروڑ دے دیئے۔ یہ رقم وصول کرنے کے بعد مرزا اسلم بیگ نے کہا کہ وہ اس کے عوض مجھے فائدہ پہنچائیں گے۔ 1990ء کے انتخاب سے قبل میں نے سیاست دانوں کو 28 کروڑ روپے تقسیم کیے۔

چودہ کروڑ روپے ملٹری انٹیلی جنس کو فراہم کرنے کے علاوہ پانچ کروڑ روپے یوسف ایڈووکیٹ کے ذریعے تقسیم کیے۔ وہ جاوید ہاشمی کے دوست اور ان کے کاروباری ساتھی ہیں۔ یوسف ایڈووکیٹ نے پانچ کروڑ روپے اعجاز الحق، چودھری شجاعت، جاوید ہاشمی، چودھری نثار اور شیخ رشید کے نام پر وصول کیے۔ اس نے دو کروڑ روپے ایم کیو ایم کے نام پر بھی وصول کیے۔ میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ اس نے یہ رقوم ان افراد کو پہنچائیں یا خود ہی ہضم کر گیا۔ مہران بینک کی منظوری حاصل کرنے کے لیے میں نے پندرہ کروڑ روپے جام صادق کو دلوائے۔ یہ بھاری رقوم نکلوانے کی وجہ سے بینک کے اثاثے ختم ہوگئے۔ تاہم جنرل ناصر نے جنرل اسلم بیگ کے کہنے پر آئی ایس آئی کے ستر کروڑ روپے بینک میں جمع کرا دیئے جس سے بینک مضبوط ہوگیا۔ ابھی تو بہت سے حقائق منظرعام پر آنا باقی ہیں۔ میری زبان کھل گئی تو سیاست کے بڑے بڑے بت پاش پاش ہو جائیں گے۔

30 اپریل کو بے نظیر کے قانونی مشیر سینیٹر رضا ربانی نے کہا کہ بے نظیر اور آصف زرداری کے بارے میں یونس حبیب کا انٹرویو بے بنیاد، فرضی، جھوٹا اور شرپسندی ہے۔ ریکارڈ کے مطابق یونس نے ایسا کوئی بیان دیا ہی نہیں ہے۔

امن عامہ کی صورتحال

صدر فاروق لغاری نے کہا کہ امن عامہ کی خراب صورتحال سرمایہ کاری کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ لیکن جون میں جرمن پارلیمنٹ کی اقتصادی امور کی کمیٹی سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ پاکستان میں غیرملکی سرمایہ کاری بالکل محفوظ ہے۔ جرمن سرمایہ کار پاکستان کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں۔

گورنر پنجاب

2 اپریل کو شہباز شریف نے چودھری الطاف کی گورنری کو ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ درخواست میں یہ موقف اختیار کیا گیا کہ سرکاری ملازمت کے دو سال مکمل کیے بغیر وہ دوبارہ گورنر پنجاب بننے کے اہل نہیں ہیں اس لیے ان کی تقرری غیر آئینی قرار دی جائے۔

27 اپریل کو پنجاب اسمبلی کے 80 سے زائد مسلم لیگی ارکان نے ایک احتجاجی جلوس نکالا جو اسمبلی بلڈنگ سے شروع ہو کر مسجد شہداء پر ختم ہوا۔ جلوس کے شرکاء مہنگائی، بدامنی، سرحد میں صابر شاہ کی حکومت ختم کرنے اور ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ پولیس کی بھاری جمعیت جلوس کے ہمراہ تھی لیکن اس نے جلوس میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔

قاضی حسین احمد کا مشورہ

یکم اپریل کو کراچی میں قاضی حسین احمد نے وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ سے ملاقات کی جو دو گھنٹے جاری رہی۔ قاضی صاحب نے کہا کہ حکومت اور ایم کیو ایم سیاسی طور پر معاملات طے کریں۔ ہڑتال کے باعث جو سرکاری ملازمین دفاتر نہیں جا سکے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ عبداللہ شاہ نے یقین دلایا کہ ملازمین کے خلاف کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ ایم کیو ایم مسائل کے حل میں تعاون کرے۔

2 اپریل کو آصف زرداری نے بھی کہا کہ سندھ کی دونوں منتخب جماعتوں پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کو صوبے کی ترقی اور خوشحالی کے لیے باہمی تعاون کرنا چاہیے۔

لیاقت جتوئی کی ضمانت

11 اپریل کو بلوچستان ہائی کورٹ نے لیاقت جتوئی کی تین ہفتوں کے لیے ضمانت منظور کر لی۔ پانچ لاکھ روپے کے قرضے کی عدم ادائیگی کی بنیاد پر ان کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا اور پولیس ان کی گرفتاری کے لیے چھاپے مار رہی تھی۔

ریحان عمر کی ہلاکت

15 اپریل کو قومی اسمبلی کے سابق رکن ریحان عمر فاروقی کو ملیر کراچی میں شام سات بجے کلاشنکوف کا برسٹ مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ان کے سینے اور جسم کے مختلف حصوں میں بارہ گولیاں لگیں اور وہ موقع پر ہی دم توڑ گئے۔

عدالت کے روبرو پیشی

25 اپریل کو مختلف مقدمات میں پولیس کو درکار تین سینیٹروں اشتیاق اظہر، آفتاب احمد شیخ اور نسرین جلیل نے خود کو کراچی میں سیشن جج کے روبرو پیش کر دیا۔ عدالت نے انہیں جیل

بھیجنے اور اے کلاس دینے کا حکم دے دیا۔

میر مرتضیٰ بھٹو

25 اپریل کو لاہور میں خصوصی عدالت نے چودھری ظہور الٰہی کے مقدمہ قتل میں میر مرتضیٰ بھٹو کی ضمانت کی درخواست منظور کر لی۔ فاضل عدالت نے کہا کہ واردات کے وقت درخواست دہندہ ملک میں موجود ہی نہیں تھا اور نہ ہی اس بارے میں اس پر کوئی کردار ادا کرنے کا الزام ہے۔

میجر کلیم کیس

25 اپریل کو خصوصی عدالت میں لانڈھی پولیس سٹیشن کے اس وقت کے ایس ایچ او نے اپنا بیان قلمبند کراتے ہوئے کہا کہ وہ ایس پی بن قاسم کی ہدایت پر اغوا کنندگان کو لانے کے لیے ایم کیو ایم کے سیکٹر انچارج کے دفتر گیا تھا۔ سیکٹر انچارج جاوید کاظمی مجھے اندر لے گیا جہاں صفدر باقری، سلیم شہزاد، عمران فاروق اور دیگر رہنماؤں سے میری ملاقات ہوئی۔ میرے کہنے پر ملحقہ کمرے سے میجر کلیم، حوالدار معین الدین اور لانس نائیک یاسین کو لایا گیا۔ تینوں کے چہروں اور جسم کے دوسرے حصوں پر تشدد کے باعث زخموں کے نشانات تھے۔ میں ان تینوں کو اپنے ساتھ لے کر باہر آگیا اور انہیں وین لے کر تھانے پہنچا۔ ایس پی بن قاسم نے مجھے ہدایت دی کہ یہ پالیسی میٹر ہے اس لیے ان کی ہدایت کے بغیر میں کوئی کارروائی نہ کروں۔ اسی دوران کرنل کاظم تھانے آئے اور میجر کلیم اور دیگر کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ بعد میں کرنل کاظم میجر کلیم کے ہمراہ ایف آئی آر درج کرانے کے لیے تھانے آئے لیکن اسے درج نہ کرنے کی بنا پر وہ اپنی برہمی کا اظہار کرتے ہوئے واپس چلے گئے۔ ایف آئی آر بعد میں درج کی گئی لیکن اصرار کے باوجود اس میں صفدر باقری، سلیم شہزاد اور عمران فاروق وغیرہ کے نام شامل نہیں کیے گئے۔

صابر شاہ کی بحالی

21 اپریل کو سپریم کورٹ نے اپنے مختصر فیصلے میں گورنر راج کی مدت ختم ہونے پر صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ اور ان کی کابینہ کو بحال کر دیا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا کہ قائم مقام گورنر وزیر اعلیٰ سے دوبارہ اعتماد کا ووٹ لینے کا کہہ سکیں گے۔ اور اس کے لیے وہ تاریخ بھی خود ہی مقرر کر دیں گے۔ صابر شاہ نے اپنی حکومت کی بحالی کو اصولوں کی فتح قرار دیا۔ آفتاب شیرپاؤ نے کہا کہ ہم سرحد اسمبلی میں اپنی اکثریت ثابت کر دیں گے۔ گورنر سرحد خورشید علی

خاں نے سرحد اسمبلی کا اجلاس 24 اپریل کو صبح نو بجے طلب کر لیا اور صابر شاہ سے کہا کہ وہ اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کریں۔ صابر شاہ نے گورنر میجر جنرل (ریٹائرڈ) خورشید علی کے نام اپنے ایک خط میں لکھا کہ گورنر راج کے خاتمے کے بغیر اسمبلی کا اجلاس طلب کرنا غیر قانونی اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی خلاف ورزی ہے۔ ولی خاں نے کہا کہ گورنر نے اجلاس کے لیے آٹھ گھنٹے کا انتہائی قلیل وقت دیا ہے۔ اتنے تھوڑے عرصے میں چترال اور کوہستان سے ارکان اسمبلی اجلاس میں شرکت کے لیے پشاور نہیں پہنچ سکتے۔ صابر شاہ نے کہا کہ گورنر محض دکھاوا ہیں۔ صوبے کا انتظام عملاً شیرپاؤ چلا رہے ہیں۔ مسلم لیگ اور اے این پی نے یہ کہتے ہوئے کہ سرحد اسمبلی کے اجلاس کا انعقاد ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کی خلاف ورزی ہے۔ 24 اسمبلی کے اجلاس کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔

24 اپریل کو سپریم کورٹ نے صابر شاہ کی طرف سے گورنر کی جانب سے سرحد اسمبلی کا اجلاس بلائے جانے کے خلاف حکم امتناعی جاری کرنے کی درخواست منظور نہیں کی اور نئی آئینی درخواست دائر کرنے کی ہدایت کی۔

صدر لغاری نے 25 فروری کو آئین کے آرٹیکل 234 کے تحت وزیر اعلیٰ صابر شاہ اور ان کی کابینہ کو دو ماہ کے لیے معطل کر کے گورنر راج نافذ کیا تھا۔ اس دوران مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتیں بڑھکیں مارتی رہیں جبکہ پیپلزپارٹی نے جوڑ توڑ میں اپنی ماہرانہ صلاحیت کو کام میں لا کر ایوان میں اکثریت حاصل کر لی۔ سرحد اسمبلی میں ممبران کی کل تعداد 83 ہے۔ دو افراد کی وفات اور دو ممبران کے ووٹنگ میں حصہ لینے سے پابندی کی وجہ سے ووٹ دینے کے اہل افراد کی تعداد 79 رہ جاتی ہے۔ پیپلزپارٹی جسے صوبے میں 22 نشستوں پر کامیابی حاصل ہوئی تھی، اس نے جونیجو لیگ، جے یو آئی اور آزاد ممبران وغیرہ کو اپنے ساتھ ملا کر اس تعداد کو دوگنا کر لیا۔ صابر شاہ کی بحالی کے باوجود انہیں ایوان میں اکثریت حاصل نہیں رہی۔ اسی وجہ سے اجلاس بلانے پر ان کی جانب سے احتجاج کرنے کے بعد اس کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا گیا۔

اسمبلی کا خصوصی اجلاس

اعلان کے مطابق 24 کو اسمبلی کو سرحد اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں صابر شاہ کو اعتماد کا ووٹ لینا تھا۔ لیکن مسلم لیگ، اے این پی اور ان کے حامی آزاد اور دیگر ممبران نے شرکت نہیں کی۔ رائے شماری کے نتیجے میں پیپلزپارٹی کے صوبائی صدر آفتاب شیرپاؤ کو قائد ایوان اور وزیر اعلیٰ مقرر کر لیا گیا۔ 42 ارکان ان کی حمایت میں کھڑے ہوئے۔ مسلم لیگ کے دو منحرف ارکان اختر حسین شاہ اور شاہ محمد خاں نے بھی شیرپاؤ کی حمایت میں ووٹ ڈال دیا۔ جماعت اسلامی نے اجلاس میں شرکت نہیں کی۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

صابر شاہ نے کہا کہ معطل اسمبلی کے معطل رکن کو قائد ایوان بنانا آئین سے غداری ہے۔ انہوں نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر انتظامیہ نے ان کے ساتھیوں کے خلاف انتقامی کارروائیاں بند نہ کیں تو بھرپور مزاحمت کی جائے گی اور اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے گا۔ گورنر کا فرض تھا کہ وہ 24 اپریل کی رات بارہ بجے کے بعد گورنر راج کی مدت کے خاتمے کا اعلان کر کے مجھ سے اعتماد کا ووٹ لینے کے لیے کہتے۔

قومی اسمبلی میں احتجاج

24 اپریل کو سرحد اسمبلی کے واقعہ کے خلاف اپوزیشن نے قومی اسمبلی میں زبردست احتجاج کیا۔ ممبران نے ایجنڈے کی کاپیاں پھاڑ دیں۔ شور شرابے کے بعد اپوزیشن نے رواں اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلوں کی تذلیل کی جا رہی ہے۔ پیپلز پارٹی ملک میں اپنی آمریت قائم کرنا چاہتی ہے۔ جب تک حکومت سرحد میں کیے گئے اپنے غیر آئینی اقدامات واپس نہیں لیتی اور مہران بینک سکینڈل کی تحقیقات کے لیے پارلیمنٹ کی کمیٹی قائم نہیں کرتی ہمارا اسمبلی کا بائیکاٹ جاری رہے گا۔ صابر شاہ کی حکومت ختم کرنے کے لیے مہران بینک سے بارہ کروڑ 80 لاکھ روپے نکلوائے گئے۔ صدر آئین کا تحفظ کرنے کے بجائے اس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ صابر شاہ کی حکومت ختم کرنے کے خلاف مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے قومی اسمبلی کے 74 اور پنجاب اسمبلی کے 101 ارکان نے اپنے استعفے نواز شریف کے سپرد کر دیئے۔

صدر لغاری نے کہا کہ ہماری کوشش ہے کہ سرحد اسمبلی دوبارہ نہ ٹوٹے۔ بے نظیر نے کہا کہ سرحد اسمبلی میں وزیراعلیٰ کا انتخاب سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق ہے۔ اپوزیشن کے ارکان بائیکاٹ ختم کر کے ایوان میں واپس آ جائیں۔ وفاقی وزیر قانون اقبال حیدر نے کہا کہ واک آؤٹ اور بائیکاٹ سے سیاسی مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ آصف زرداری نے کہا کہ استعفوں سے قیامت نہیں آئے گی۔

صوبائی کابینہ

28 اپریل کو سرحد کی 27 رکنی کابینہ نے حلف اٹھا لیا۔ حلف اٹھانے والے وزراء میں دس ایسے ہیں جو صابر شاہ کی حکومت میں بھی وزیر تھے۔ چھ ارکان پہلی مرتبہ وزیر بنے ہیں۔ مسلم لیگ کے منحرف ارکان اختر حسین شاہ اور شاہ محمد خاں کو کابینہ میں شامل نہیں کیا گیا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

باب ۱۱

بے نظیر حکومت کی ناکامیوں کا آغاز

بے بس وزیر اعظم

2 مئی 1994ء کو سینیٹر یحییٰ بختیار نے کہا کہ بے نظیر ایک بے بس وزیر اعظم ہیں، تمام فیصلے آصف زرداری خود کرتے ہیں۔ زرداری نے کہا کہ بے نظیر انتہائی زیرک اور ذہین ہیں، انہوں نے اپنی ذہنی قوت اور جدوجہد سے پیپلز پارٹی کی تعمیر نو کی ہے۔ صرف چار سال سے سیاست میں آ کر میں پارٹی کو کس طرح ہائی جیک کر سکتا ہوں۔

اپوزیشن کی ملک گیر مہم

2 مئی کو پشاور میں مسلم لیگ اور اُس کی اتحادی جماعتوں نے اپنے اجلاس میں حکومت کے خلاف ملک گیر مہم چلانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس مقصد کے لیے 45 ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی گئی۔ نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی عدلیہ کے وقار اور اُس کی آزادی کو تباہ کرنے کے لیے اُس میں اپنے جیالے کھپانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ہم پاکستان توڑنے کی سازش کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ مہران بنک اسکینڈل کی تحقیقات حکومت اور اپوزیشن کے مساوی ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی سے کرائی جائے۔ چوہدری شجاعت نے کہا کہ مہران بنک کو سب سے زیادہ زرداری نے لوٹا۔

5 مئی کو بے نظیر نے کہا کہ مہران بنک اسکینڈل میں ملوث افراد سے سختی کے ساتھ نمٹا جائے گا۔ ہم سیاست دانوں اور بااثر افراد کو عوام کا پیسہ ہضم نہیں کرنے دیں گے۔ نواز شریف

نے 30 کروڑ روپے کا قرضہ حاصل کیا۔ نصیر بابر نے بحث کے دوران سینٹ میں کہا کہ نواز شریف، الطاف حسین، مرزا اسلم بیگ، جاوید ہاشمی، مظفر شاہ اور جام معشوق نے یونس حبیب سے مالی فائدے حاصل کئے ہیں۔

مسلم لیگ میں شمولیت

11 مئی کو نواز شریف نے پشاور میں کہا کہ سرحد کے سابق وزیراعلیٰ سینیٹر میر افضل خان غیر مشروط طور پر مسلم لیگ میں شامل ہوگئے ہیں۔ ملک اور پارٹی کی خاطر ہم نے ماضی کی تلخیوں کو فراموش کر دیا ہے۔ کوئی اور بھی جماعت میں واپس آنا چاہتا ہوں تو اُس کے لیے ہمارے دروازے کھلے ہیں۔ بے نظیر کے پیروں تلے سے زمین کھسک رہی ہے۔ عوام نے اُنہیں مسترد کر دیا ہے۔ صرف مسلم لیگ ہی ملک کو معاشی استحکام دلا سکتی ہے۔ میر افضل کے مسلم لیگ میں آنے سے عوام میں ایک ولولہ پیدا ہو گا۔ موجودہ جماعت سے جلد چھٹکارا حاصل کرلیں گے۔

ایک سکے کے دو رخ

14 مئی کو قاضی حسین احمد نے سکھر میں کہا کہ پیپلز پارٹی کو حکومت دلانے کے ذمہ دار ہم نہیں بلکہ خود نواز شریف ہیں۔ ہم نے نواز شریف کو نہیں چھوڑا بلکہ اُنھوں نے اقتدار میں آ کر اتحاد کے انتخابی منشور سے غداری کی۔ بے نظیر حکومت نواز شریف کے کرتوتوں کی وجہ سے اقتدار میں آئی ہے۔ اس وقت بھی ملک میں انارکی ہے۔ قوم کو سہانے خواب دیکھانے والے خود ہی ڈاکو نکلے۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں، ان سے قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

کمانڈو آپریشن

16 مئی کو نماز فجر کے وقت ایک زبردست اور غیر معمولی کمانڈو آپریشن کے ذریعے نواز شریف کی ماڈل ٹاؤن لاہور کی رہائش گاہ کے باہر نصب حفاظتی جنگلے، سکیورٹی گارڈ کے پانچ رہائشی کمرے اور دفاتر منہدم کر دیئے گئے۔ تجاوزات کو ہٹانے کے اس سب سے بڑے آپریشن میں بلڈوزر، کرینیں اور ہیوی ٹرک استعمال کئے گئے۔ 74 کنال اراضی پر تجاوزات کو ختم کرنے کے لیے حکومت نے چار لاکھ 32 ہزار روپے صرف کئے۔ وزیراعلیٰ وٹو نے کہا کہ نواز شریف کے گھر کے باہر تجاوزات ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی زمین پر ناجائز طریقے سے تعمیر کی گئی تھیں جو واپس لے لی گئی۔ وفاقی وزیر اقبال حیدر نے کہا کہ یہ کارروائی قائد حزب اختلاف کے خلاف

نہیں بلکہ قبضہ گروپ کے خلاف تھی۔

نواز شریف نے کہا کہ اس کارروائی سے حکومت کی ذہنی پستی بے نقاب ہو گئی ہے۔ میں دھمکیوں اور دباؤ سے مرعوب نہیں ہوں گا۔ میں نے اپنے دور اقتدار میں وزیر اعلیٰ جام صادق کو بے نظیر کی رہائش گاہ بلاول ہاؤس کراچی کے آہنی گیٹ ہٹانے سے منع کر دیا تھا۔ میں نے سابق صدر غلام اسحٰق کی ناراضگی مول لے کر آصف زرداری کو قومی اسمبلی میں لانے کی اجازت دی۔ اب بے نظیراور زرداری دونوں تمام انسانی اقدار پھلانگ کر خود اپنی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔

ایٹمی تنصیبات کامعائنہ

18 مئی کو وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے کہا کہ ایٹمی ہتھیار نہ بنانے کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ پاکستان اپنے ایٹمی پروگرام اور تنصیبات کا معائنہ کرانے کے لیے تیار ہے۔ اپوزیشن کو سینٹ میں سردار آصف کے اس بیان پر بحث کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ سردار آصف مستعفی ہو جائیں۔ نواز شریف نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایٹمی تنصیبات کے معائنہ کی اجازت دینا قومی خودکشی ہوگی۔

بے نظیر بھٹو نے اسلام آباد میں کہا کہ ہم اپنے پرُامن ایٹمی پروگرام سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ پریسلر ترمیم کے دباؤ میں آ کر ہم ایٹمی عدم پھیلاؤ کے معاہدہ پر دستخط نہیں کریں گے۔

صدر لغاری کادورۂ امریکہ

بدھ 18 مئی کو صدر فاروق لغاری اپنے 18 افراد خانہ اور 22 رکنی ذاتی عملہ کے ہمراہ اپنے بیٹے کی گریجویشن تقریب میں شرکت کے لیے امریکہ روانہ ہوگئے۔ مسلم لیگ کے ترجمان نے اس پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ صدر اپنے بیٹے کی اس تقریب میں شرکت کے لیے سرکاری خزانے سے دس کروڑ خرچ کرا رہے ہیں۔ اس سے قبل وہ تیتروں اور بٹیروں کے شکار پر بھی قوم کے کروڑوں روپے خرچ کر چکے ہیں۔ تین مرسڈیز کاریں صدر کے ذاتی استعمال کے لیے خریدی گئی ہیں۔

جمعرات 19 مئی کو وزیراعظم بے نظیر اپنے شوہر اور 21 رکنی وفد کے ہمراہ سعودی عرب کے لیے روانہ ہو گئیں۔ جمعہ 20 مئی کو انہوں نے اپنے شوہر کے ہمراہ حج ادا کیا اور بعد میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ سعودی حکومت نے 22 رکنی وفد کو سرکاری مہمان کا درجہ دیا۔ بے نظیر نے شاہ فہد سے ملاقات کی اور اُنہیں پاکستان کا دورہ کرنے کی دعوت

دی جو انہوں نے قبول کر لی۔

نواز شریف نے 22 مئی کو عید الاضحیٰ اپنے اہل خانہ کے بجائے لاڑکانہ کے گاؤں دھنی بخش جونیجو میں ہاریوں کے ساتھ منائی۔ انہوں نے ہاریوں کے اعزاز میں ایک ظہرانہ دیا۔

سینٹ میں حکومت کی شکست

26 مئی کو اپوزیشن نے سینٹ میں دو مرتبہ اپنی عددی برتری کا مظاہرہ کر دیا۔ اجلاس کے آغاز میں وزیر قانون اقبال حیدر نے وقفہ سوالات موخر کرنے کی تحریک پیش کی جسے ایوان نے کثرت رائے سے مسترد کر دیا۔ دوسری مرتبہ جب اقبال حیدر نے آئین میں اصلاحات کا بل زیر غور لانے کی تحریک پیش کی تو اسے ایوان نے کثرت رائے سے مسترد کر دیا۔ رائے شماری میں اپوزیشن کو 23 اور حکومت کو 21 کروڑ ووٹ ملے۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر ہم منشیات کے دو بڑے اسمگلروں کو رہا کر دیتے تو سینٹ کا الیکشن آسانی کے ساتھ جیت سکتے تھے۔ لیکن ہم نے سودے بازی نہیں کی۔ اپوزیشن نے مطالبہ کیا کہ حکومت کو چاہئے کہ وہ مستعفی ہو جائے۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر اپوزیشن 72 ارکان اسمبلی کے استعفے دلوانے میں کامیاب ہو جائے تو وہ خود بھی مستعفی ہو جائیں گی۔ لیکن اگلے دن بے نظیر نے اپنی یہ پیش کش واپس لے لی۔

بجٹ سیشن

29 مئی سے قومی اسمبلی کا بجٹ اجلاس شروع ہوا۔ اپوزیشن نے اپنا بائیکاٹ ختم کر کے اُس میں شرکت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ نواز شریف نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعتوں کے 92 سے زائد ارکان اسمبلی اپنے استعفے پیش کرنے کے لیے تیار ہیں۔ بے نظیر وعدے کے مطابق اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں۔ اس سے قبل بھی مرسڈیز کار کی درآمد کے ثبوت پیش کرنے کے باوجود وہ مستعفی ہونے کے وعدہ سے منحرف ہو چکی ہے۔ ملک کو سخت خطرہ درپیش ہے۔ ہمارے آزمودہ اور عزیز دوست بھی ہم سے ناراض ہو رہے ہیں۔ پاکستان عالمی سطح پر یک و تنہا ہو کر رہ گیا ہے۔ حکومت نے موٹروے، گوادر کی بندرگاہ اور دوسرے خوش حالی کے منصوبے ختم کر دیئے ہیں۔ ترک فرم نے پاکستان پر 175 ملین ڈالر ہرجانے کا دعویٰ دائر کر دیا ہے۔ حکمران ٹولہ لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہے۔ صدر سے لے کر وزراء تک ہر کوئی کسی نہ کسی اسکینڈل میں ملوث ہے۔ اس سے بڑھ کر بددیانتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ صدر اپنے بیٹے کے کانووکیشن کی تقریب میں شرکت کے لیے سرکاری خزانے سے کروڑوں روپے خرچ کر کے امریکہ گئے۔ نیا بجٹ آئے گا تو عوام کے ہوش اُڑ جائیں گے۔

بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف حکومت کی غلط پالیسیوں سے ملکی معیشت کو جو نقصان پہنچا ہے، ہم اُس کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے دور حکومت میں نوٹ چھاپ کر مہنگائی میں اضافہ کیا۔ ہم بڑھتے ہوئے بجٹ خسارہ کو کم کر کے پانچ فیصد تک لانا چاہتے ہیں۔

قومی اسمبلی کا بائیکاٹ

31 مئی کو جب قائد حزب اختلاف نواز شریف نے قومی اسمبلی میں صدر لغاری کے کرپشن کے بارے میں تقریر کرنا چاہی تو اسپیکر نے انہیں اس کی اجازت نہیں دی۔ اپوزیشن کے ارکان نے اس پر شدید احتجاج کیا۔ شور و غل کی وجہ سے اسپیکر نے تمام مائیک بند کرا دیئے اور اجلاس نصف گھنٹے کے لیے ملتوی کر دیا۔ اپوزیشن نے اس پر بطور احتجاج اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔

نواز شریف کی پریس کانفرنس

31 مئی کو نواز شریف نے پارلیمنٹ ہاؤس میں ایک پُرہجوم پریس کانفرنس میں صدر لغاری کے کرپشن کے بارے میں دستاویزی ثبوت پیش کئے اور کہا کہ ایوان میں اجازت نہ ملنے پر وہ ایسا کر رہے ہیں۔ صدر کے خلاف فرد جرم عائد کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ وہ اپنے بیٹے کی گریجویشن تقریب میں شرکت کے لیے اپنے اہل خانہ اور دوستوں اور عملے کے 67 افراد پر مشتمل ایک وفد کو سرکاری جہاز میں سوار کرا کے امریکہ لے گئے۔ اس قافلے کو ہوٹلوں میں ٹھہرانے پر سرکاری خزانے سے چار کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ صدر لغاری کے بیٹے کی ڈگری قوم کو 15 کروڑ روپے میں پڑی۔ صدر کلنٹن نے اس دورے میں لغاری کے ساتھ فوٹو کھنچوانے کی درخواست بھی مسترد کر دی۔ شکار پارٹیوں پر بھی انہوں نے قوم کے کروڑوں روپے ضائع کر دیئے۔ صدر نے ایک پرندہ 25 ہزار روپے میں شکار کیا۔ ایوان صدر کو اپنی عشرت گاہ بنانے کے لیے شوٹنگ رینج، گالف کورس، گھڑسواری کے میدان اور گھوڑوں کے اصطبل بنوائے۔ چوٹی میں اُن کے ذاتی گھر کو ایوان صدر میں تبدیل کرنے کے لیے اُس کی آرائش، زیبائش پر کروڑوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ گلبرگ میں اپنی ذاتی کوٹھی کی فروخت میں دو کروڑ روپے کے سرکاری ٹیکس بچانے کے لیے صدر نے دھوکہ دہی کی۔ یونس حبیب کی قائم کردہ چھ بوگس کمپنیوں کے ذریعے صدر نے مہران بنک سے ڈیڑھ کروڑ روپے وصول کئے۔ ڈیرہ غازی خان میں ایک سرکاری محکمے کو اراضی کے فروخت کے سودے میں ڈھائی کروڑ روپے کی رقم وصول کی۔ تمام الزامات کے بارے میں ہمارے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں۔ صدر کے خلاف آئینی ریفرنس دائر کرنے کے لیے ہم قانونی ماہرین سے مشورہ کر رہے

ہیں۔ اُن کے خلاف مواخذہ کی تحریک پیش کرنے پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔

صدر لغاری نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میرے خلاف تمام الزامات لغو اور بے بنیاد ہیں، میں ساری زندگی کسی اسکینڈل میں ملوث نہیں ہوا اور نہ آئندہ ہوں گا۔ اپوزیشن نے جن بنک ڈرافٹس اور چیکوں کا حوالہ دیا ہے۔ وہ رقم میں نے ڈیرہ غازی خان میں اپنے آبائی گاؤں کی فروخت کی مد میں حاصل کی تھی۔ مجھے مہران بنک اسکینڈل میں ملوث کر کے میری ذاتی شہرت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جھوٹے الزامات لگانے پر میں نواز شریف کے خلاف مقدمہ دائر کروں گا۔ امریکہ کے دورے کے دوران صدر کلنٹن سے ملاقات کرنے کا میرا کوئی پروگرام نہیں تھا۔

نواز شریف نے کہا کہ صدر عدالت میں جائیں۔ میں ہر مقدمے کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ سرکاری ریکارڈ میں تبدیلی کے باوجود صدر لغاری انجام سے بچ نہیں سکتے۔ مہران بنک کے علاوہ ڈالر بیئرز سرٹیفکیٹ اسکینڈل کے بارے میں بھی صدر لغاری کے ملوث ہونے کے ثبوت مل گئے ہیں۔ میں صدر کے خلاف الزامات ہر جگہ ثابت کرنے کے لیے تیار ہوں۔

بے نظیر نے کہا کہ صدر کے خلاف دستاویزات جعلی ہیں۔ جھوٹے الزامات لگانے والوں کو ہم بے نقاب کریں گے۔ ان عناصر کے خلاف آئین اور قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ وزیر داخلہ نصیر بابر نے کہا کہ صدر پر عائد کردہ تمام الزامات جھوٹے اور بے بنیاد ہیں۔ فاروق بغاری نے یونس حبیب کے ہاتھ اپنی زرعی زمین فروخت کی جس کی ادائیگی چھ مختلف کمپنیوں کے ذریعے صدر کو کی گئی۔ نواز شریف نے خود مہران بنک سے چھ کروڑ روپے وصول کئے۔

کراچی میں ہنگامہ آرائی

یکم مئی کو ایم۔ کیو۔ ایم۔ کے اعلان کردہ دو روزہ سوگ کے دوسرے دن کراچی کے ہنگاموں میں 17 افراد جاں بحق اور 80 سے زائد زخمی ہوگئے۔ 30 گاڑیاں، تین پیٹرول پمپ، بنک اور پولیس کی چوکیاں نذر آتش کر دی گئیں۔

یکم مئی کو امن و امان کی بحالی کے لیے کراچی میں فوج طلب کر لی گئی۔ ہتھیاروں سے لیس بکتربند دستوں نے اہم اور حساس مقامات پر پوزیشن سنبھال لی اور فساد زدہ علاقوں میں گشت شروع کر دیا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

الطاف حسین کا بیان

یکم مئی کو الطاف حسین نے کہا کہ حکومت مہاجروں کا تعلیمی اور معاشی ہی نہیں بلکہ جسمانی قتل بھی کر رہی ہے۔ جب پیپلز پارٹی حکومت سے باہر ہوتی ہے تو طیارے اغوا کرتی ہے۔ ریفائنریوں پر راکٹ لانچروں سے حملہ کرتی ہے اور جب اقتدار میں آتی ہے تو اپوزیشن کو کچلتی ہے۔ ہم حکومتی مظالم کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالیں گے۔ انہوں نے مذاکرات کے لیے حکومت کے سامنے تین شرائط پیش کر دیں۔ پہلی یہ کہ مظاہرین پر گولیاں برسانے والے سرکاری ملازمین کو برطرف کیا جائے۔ دوسرے ہمارے کارکنوں کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے اور تیسرے یہ کہ مہاجر دشمن اقدامات ترک کئے جائیں۔ کراچی کے واقعات کی تمام تر ذمہ داری پیپلز پارٹی پر عائد ہوتی ہے۔

2 مئی کو بے نظیر نے کہا کہ ہم امن و امان کی بحالی کے لیے مذاکرات کے لیے تیار ہیں لیکن کسی کو دہشت گردی کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ہنگاموں میں ملوث افراد حکومت پر دباؤ ڈال کر اپنے خلاف مقدمات ختم کرانا چاہتے ہیں لیکن ہم کسی قصوروار کو نہیں چھوڑیں گے۔ اگر وزیراعظم کا بھائی پابند سلاسل ہو سکتا ہے تو پھر نواز شریف اور الطاف حسین کو بھی مقدمات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ عبداللہ شاہ نے بھی الطاف حسین اور دیگر کے خلاف فوجداری مقدمات واپس لینے سے انکار کر دیا۔ اللہ نے ہمیں طاقت اور عوام نے مینڈیٹ دیا ہے۔ ہم کراچی کی رونقیں اور روشنیاں بحال کریں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ کراچی میں بے گناہ افراد کا خون بہایا جا رہا ہے۔ یہ کریڈٹ ہمیں جاتا ہے کہ سندھ کو ہم نے قومی دھارے میں شامل کر لیا ہے۔ ملک کے تحفظ کے لیے تبدیلی ضروری ہو گئی ہے۔

2 مئی کو فوج طلب کرنے کے باوجود کراچی میں فائرنگ اور تشدد کے واقعات میں تین ہلاک اور 40 سے زائد زخمی ہوگئے۔ مسلح افراد نے گلبہار کے تھانے پر زبردست فائرنگ کی۔ رینجرز کی گاڑی پر فائرنگ سے ایک افسر زخمی ہوگیا۔ فوجی گاڑی پر ایک مکان کی چھت سے برسٹ مارا گیا۔ میجر اور اُن کے دو ساتھی زخمی ہوگئے۔ فائرنگ کے تبادلہ میں ایک لانس نائیک جاں بحق ہوگیا۔ 18 گاڑیوں، 4 مکانات، 2 بنکوں، 6 دکانوں، ایک یوٹیلٹی اسٹور اور ایک ڈاک خانے کو آگ لگا دی گئی۔ حیدر آباد میں بھی چار گاڑیاں نذر آتش کر دی گئیں۔ بیرکوں پر ٹائر جلائے گئے۔ ہنگاموں کا دائرہ سکھر تک وسیع ہوگیا۔ وہاں بھی ہنگاموں میں 5 افراد ہلاک ہوگئے اور تین گاڑیاں جلا دی گئیں، ایک پولس چوکی پر حملہ کیا گیا۔

2 مئی کو صدر لغاری نے کہا کہ الطاف حسین حکومت کو انتہائی قدم اُٹھانے پر مجبور نہ کریں۔ منی پاکستان، کراچی میں نقاب پوشوں کے ذریعے فائرنگ کا سلسلہ بند کیا جائے۔

نواز شریف نے کہا کہ صدر لغاری جیالے کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ وہ ابھی تک صدر

کے باوقار منصب پر پورے نہیں اُتر سکے۔ حلف اُٹھانے کے بعد وہ بھٹو کے مزار پر گئے۔ اسی لیے میں نے اُن سے ابھی تک ملاقات نہیں کی۔

نائن زیرو پر چھاپہ

2 مئی کی شب کو قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں نے ایم۔ کیو۔ ایم کے مرکزی دفتر نائن زیرو پر چھاپہ مار کر رات گئے تک تلاشی کا سلسلہ جاری رکھا لیکن ایم۔ کیو۔ ایم نے اس کی تردید کی۔

3 مئی کو فوجی گشت کے باوجود فائرنگ سے 3 افراد ہلاک اور 5 شدید زخمی ہوگئے۔ ناظم آباد میں فوجی دستے پر اچانک فائرنگ سے ایک فوجی جاں بحق ہوگیا۔ جوابی فائرنگ سے دو حملہ آور ہلاک ہوگئے۔ تاریکی میں ملزمان اپنے ساتھیوں کی لاشیں گھسیٹ کر فرار ہوگئے۔ ایک بنک، ٹرک، منی بس، اور مکان کو آگ لگا دی گئی، دکانوں کے شیشے توڑ کر سامان لوٹ لیا گیا۔ بی۔ بی۔ سی کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ بدامنی کی ذمہ داری پیپلز پارٹی پر عائد ہوتی ہے۔ اُنھوں نے کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ اشتعال میں آکر تشدد کا راستہ اختیار نہ کریں۔ ایک فوجی ترجمان نے کہا کہ فوج پر فائرنگ کون کر رہا ہے؟ اس کا پتہ چلایا جائے گا۔ کراچی میں "را" کی مداخلت کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا۔

3 مئی کو سندھ کے کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل محمد نصیر اختر نے افسران سے بات کرتے ہوئے کہا کہ کراچی میں فوج کی تعیناتی کا مقصد شہریوں کو شرپسندوں کی کارروائی سے محفوظ رکھنا ہے۔ مٹھی بھر شرپسندوں کو امن و امان تہہ و بالا کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ قانون شکنی میں ملوث نوجوانوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ فوجی قیادت نے حکومت کو سیاسی مفاہمت کا مشورہ دیا ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ ہم کراچی کے مسئلہ کا سیاسی حل تلاش کر رہے ہیں۔ الطاف حسین کی واپسی کے لیے انٹرپول سے رابطہ کیا جائے گا۔

4 مئی کو ایم۔ کیو۔ ایم کی اپیل پر فائرنگ اور تشدد کے واقعات میں ہلاک اور زخمی ہونے والوں کے سوگ میں کراچی میں ہڑتال ہوئی۔ پورا شہر ہوائی فائرنگ کی آوازوں سے گونجتا رہا۔ فائرنگ سے ایک ٹرانسفارمر پھٹ گیا، ایک شخص ہلاک اور 17 زخمی ہوگئے۔ 8 گاڑیوں، ایک قومی بچت مرکز اور دو بنکوں کو آگ لگا دی گئی۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ کراچی میں فساد کرنے والوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے گا۔ شرپسندوں کو عوام کی حمایت حاصل نہیں۔

4 مئی کی صبح کو بعض نامعلوم افراد نے الطاف حسین کی رہائش گاہ پر فائرنگ کی۔ حملہ آور ٹیکسیوں میں سوار ہو کر صبح 5 بجے نائن زیرو پہنچے اور ہاسٹل اور دفاتر پر گولیاں برسائیں۔

دیواریں گولیوں سے چھلنی ہو گئیں- واردات کے بعد حملہ آور فرار ہو گئے- جوہر آباد کے متعلقہ تھانے نے اس سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا-

کراچی فوج کے سپرد

4 مئی کو کراچی میں امن و امان کی تمام ذمہ داریاں فوج کے سپرد کر دی گئیں- فوج کو انتظامیہ میں رد و بدل کے اختیارات بھی دے دیئے گئے-

نائن زیرو پر چھاپے

4 مئی کی شام کو فوجی دستوں اور پولیس کی بھاری جمیعت نے ایم- کیو- ایم کے مرکزی دفتر پر چھاپہ مار کر رابطہ کمیٹی کے تین رہنماؤں ڈاکٹر فاروق ستار، کنور خالد یونس اور خالد مرتضیٰ سمیت 66 افراد کو حراست میں لے لیا- بعض ریکارڈ بھی قبضہ میں لے لیا گیا- پورے علاقے کا محاصرہ کر کے گھروں کی تلاشی لی گئی- دیگر علاقوں میں بھی چھاپے مار کر گرفتاریاں عمل میں آئیں- اگلے دن 5 مئی کو بھی صبح کے وقت اور پھر دوبارہ شام کو نائن زیرو پر چھاپہ مار کر قاضی خالد بشیر فاروقی، عبدالقادر، الطاف کاظمی اور الیاس ایڈووکیٹ سمیت 25 فراد کو حراست میں لے لیا گیا- گرفتار رہنماؤں کو آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر بکتر بند گاڑیوں میں بٹھا کر نیو ٹاؤن تھانے سے تفتیشی اداروں کے حوالے کر دیا گیا- مختلف علاقوں سے گرفتار شدہ افراد کی تعداد 50 سے تجاوز کر گئی-

الطاف حسین نے کہا کہ دفتر پر چھاپے ایک بزدلانہ اقدام ہے- گرفتاریاں ہمیں خوفزدہ نہیں کر سکتیں- حکومت کے اقدامات متعصبانہ ہیں- اُسے مہاجروں کے خلاف طاقت کے بے جا استعمال سے روکا جائے- نواز شریف نے بھی ان چھاپوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر اپنے والد کی پھانسی کا بدلہ لینے کے لیے فوج سندھ کو آگ میں جھونک رہی ہیں- وہ باز نہ آئیں تو اُن کا حشر بھی بھٹو جیسا ہو سکتا ہے- 1971ء میں اگر مسلم لیگ فعال ہوتی تو نہ بھٹو پیدا ہوتے اور نہ بے نظیر پاکستان میں ہوتیں- بے نظیر ملک چھوڑ کر بھاگنے والی ہیں لیکن ہم اُنہیں بھاگنے نہیں دیں گے- حکومت اپنے ڈوبتے ہوئے اقتدار کو سہارا دینے کے لیے سندھ میں خانہ جنگی کرا رہی ہے- ہم اقتدار میں آ کر سندھ کو مثالی ترقی دیں گے-

5 مئی کو بے نظیر نے کہا کہ میں کراچی کے عوام کو یقین دلاتی ہوں کہ یہاں ہر قیمت پر امن و امان بحال رکھا جائے- ایم- کیو- ایم کے سنجیدہ عناصر مذاکرات کی میز پر آئیں- مقدمات کی واپسی کو کراچی کے مفادات پر ترجیح دیں- سنگین نوعیت کے مقدمات واپس نہیں لیے جا

سکتے۔ مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ حکومت ناکام ہو گئی ہے۔ اُسے مستعفی ہو جانا چاہیے۔ سرکاری اہلکار کپاس اور چاول کے دھندے میں کروڑوں روپے کھا گئے۔ پیپلز پارٹی پر مافیا اور ضیاء کے حامیوں کا قبضہ ہے۔ اپنی رہائی کے بعد میں اُنہیں پارٹی سے نکال کر اُس کی تشکیل نو کروں گا۔

فوجی گشت کے باوجود 5 مئی کو بھی فائرنگ سے تین افراد ہلاک اور پانچ زخمی ہو گئے۔ دو بسیں جلا دی گئیں۔ سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے۔ مختلف مقامات پر آتشزنی اور پتھراؤ کے واقعات ہوتے رہے۔

6 مئی کو حکومت سندھ نے الطاف حسین کے خلاف بغاوت، مسلح فسادات، اغوا، آتش زنی، اقدام قتل، حبس بے جا، مجرمانہ سازش اور ڈاکے الزامات میں درج کئے گئے۔ 80 مقدمات کی فہرست جاری کر دی۔ ان میں سے 28 مقدمات نواز شریف کے دور حکومت میں درج کئے گئے تھے۔

اعلیٰ سطحی اجلاس

7 مئی کو کراچی میں صدر لغاری کی صدارت میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں وزیراعظم، وزیراعلیٰ، بری فوج کے سربراہ اور سندھ کے کور کمانڈر نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ سیاسی تنازعات جمہوری عمل کا حصہ ہیں۔ اگر انہیں سیاسی طریقوں سے حل کیا جائے تو اس میں تشویش کی کوئی بات نہیں ہے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ کسی کو سیاسی انتقام کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔ گرفتار شدگان کے خلاف کھلی عدالتوں میں مقدمات چلائے جائیں گے۔ فیصلہ کیا گیا کہ امن قائم ہونے تک کراچی میں فوج رکھی جائے گی۔

بعد میں عبداللہ شاہ نے کہا کہ سیاست اور جرم میں فرق ہونا چاہئے۔ ہم مجرموں سے نہیں، سیاست دانوں سے مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ الطاف حسین گھنٹوں ٹیلی فون پر خطاب کرتے ہیں۔ اُنہیں فنڈز کون دے رہا ہے۔ نائن زیرو پر چھاپے کے دوران پچاس غیر قانونی ٹیلی فون لائنیں علم میں آئیں۔ بھارت الطاف حسین کے حق میں مظاہرے کروا رہا ہے۔ زی۔ ٹی۔ وی اُن کے حق میں پروگرام نشر کر رہا ہے۔ بھارتی ایجنسی "را" کے ملوث ہونے کے ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں۔ سندھ میں مشرقی پاکستان جیسی صورت حال پیدا نہیں ہوئی۔

مذاکرات کی دعوت

16 مئی کو وفاقی حکومت نے ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ مذاکرات کے لیے اپنی تین شرائط

پیش کر دیں- پہلے یہ کہ وہ تشدد کی سیاست سے گریز کرے، دوسرے مجرموں کے خلاف مقدمات کی واپسی کا مطالبہ ترک کر دے اور تیسرے یہ کہ مسئلہ کشمیر پر حکومت پاکستان کی حمایت کا اعلان کرے-

دیواروں سے مذاکرات

الطاف حسین نے لندن سے کہا کہ ہماری پوری قیادت پر مقدمات قائم ہیں- حکومت دیواروں سے مذاکرات کرے- ہم تشدد کی سیاست پر یقین نہیں رکھتے- اشتیاق اظہر نے کہا کہ ہماری قیادت کی رہائی تک مذاکرات کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا- ایم- کیو- ایم مقبوضہ کشمیر میں بھارتی جارحیت کی مذمت کرتی ہے- آفتاب شیخ نے کہا کہ ہم بندوق کی نوک پر مذاکرات نہیں کریں گے- گرفتار شدگان کو رہا کیا جائے- اگر ہم دہشت گرد ہیں تو پھر مذاکرات کا عندیہ کیوں دیا جا رہا ہے-

17 مئی کو عبداللہ شاہ نے کہا کہ ایم- کیو- ایم کے معتدل اور محب وطن عناصر سے ہماری بات چیت ہو رہی ہے- الطاف حسین ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں- 17 اپریل کو اپنے ٹیلی فون کے خطاب میں اُنھوں نے "آدھا ہمارا، آدھا تمہارا" کا نعرہ لگایا اور آزادی کے نعرے بھی لگوائے- وہ مسئلہ کشمیر کو کراچی سے منسلک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں- اس لیے اُن کے ساتھ کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی- شرپسند عناصر بدامنی پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن سندھ ایک ایسا امیر ترین خطہ بن کر اُبھرے گا کہ لوگ دبئی کو بھول جائیں گے- وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ایم- کیو- ایم نے کراچی کو نعشوں اور اسلحہ کے سوا کچھ نہیں دیا- سندھ میں قومیت کا پرچار بیرونی قوتوں نے کیا- مہاجر اور سندھی ایک ہیں- دہشت گرد تشدد کی سیاست کو خیرباد کہہ کر اپنا اسلحہ حکومت کے حوالے کر دیں- الطاف حسین کے بغیر ہم ایم- کیو- ایم سے مذاکرات پر آمادہ ہیں-

فوجی قیادت میں تبدیلی

17 مئی کو لیفٹیننٹ جنرل لہراسپ خاں کو جنرل نصیر اختر کی جگہ کراچی کا کور کمانڈر مقرر کر دیا گیا- جنرل نصیر اختر کوارٹر ماسٹر جنرل بنا دیئے گئے-

ہاؤس آف کامنز میں تحریک

25 مئی کو دارالعوام لندن میں بعض ممبران کی جانب سے پیش کی جانے والی ایک تحریک

میں ایم کیو ایم کو کراچی اور اُس کے نواح میں تخریب کاری کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور کہا گیا کہ یہ دہشت گرد تنظیم منظم تخریب کاری، شہری انتشار، اور گڑبڑ کی ذمہ دار ہے۔ یہ تنظیم جبراً رقم وصول کرتی ہے اور اسلحہ کی خریداری میں ملوث ہے۔ لندن میں مقیم تنظیم کے قائد الطاف حسین نے حالیہ دنوں میں اپنے حامیوں کو ہدایت دی تھی کہ وہ تشدد کرنے کے لیے سڑکوں پر نکل آئیں۔ تحریک میں اُن فاضل لیبر پارٹی کے اراکین کی مذمت کی گئی جن کی حکومت پاکستان پر تنقید کی وجہ سے ایم۔ کیو۔ ایم کو تقویت حاصل ہوئی۔ تشدد کی سرگرمیوں میں ملوث گرفتار شدگان کو سیاسی قیدی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ایم۔ کیو۔ ایم کی بھڑکائی ہوئی آگ کو جس طرح وزیراعظم بے نظیر اور پاکستانی فوج نے قابو میں رکھا ہے، اُس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

الطاف حسین کے نام آفاق کا خط

31 مئی کو آفاق احمد نے کہا کہ چند دن قبل میں نے ایک خط الطاف حسین کو لندن روانہ کیا ہے۔ خط میں موجودہ حالات، واقعات، سیاسی صورت حال اور مہاجروں کی جدوجہد کے بارے میں بہت سی باتیں کہی گئی ہیں۔ اس وقت مہاجروں کی بقاء کو تمام دوسرے اُمور پر اولیت حاصل ہو گئی ہے۔ مہاجروں کے وسیع تر مفاد میں اپنی ذاتی انا کو خیرباد کہہ کر قوم کے بہتر مستقبل کی خاطر ہم نے پہل کر دی ہے۔ ہم اب اُن کے جواب کے منتظر ہیں۔

الطاف حسین نے کہا کہ پارٹی کے غداروں سے کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ آفاق احمد نے کہا کہ کہ ہمارے تعاون کی پیش کش کا جواب قتل و غارت گری سے دے کر الطاف حسین نے ثابت کر دیا کہ وہ امریکی ایجنٹ ہیں۔

31 مئی کو جی۔ ایم۔ سید نے کہا کہ مجیب الرحمٰن کی طرح الطاف حسین کو نظر انداز کرنا مناسب نہیں ہے لیکن لفظ مہاجر سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ اسے ترک کیے بغیر سندھی مہاجر اتحاد ممکن نہیں۔ سندھ کے سابق گورنر حکیم محمد سعید نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ الطاف حسین کے والد جی۔ ایم۔ سید کے سیکرٹری رہ چکے ہیں۔

پولیس پارٹی پر فائرنگ

31 مئی کو ایک پولیس پارٹی مخبر کے ہمراہ فیصل کالونی میں ایک ملزم کی گرفتاری کے لیے چھاپہ مارنے کے لیے گئی۔ لیکن اُس کی آمد سے قبل ہی مسلح افراد چھاپہ مارنے کی جگہ پر پولیس پر حملہ آور ہونے کے لیے گھات لگائے بیٹھے تھے۔ جیسے ہی پولیس کے اہلکار ایک ییلو کیب میں سوار وہاں پہنچے مختلف اطراف سے اُن پر کلاشنکوف کے برسٹ مارے گئے۔ سب انسپکٹر سعید

قریشی اور ایک کانسٹیبل کے بھیجے اُڑ گئے۔ تنویر احمد، فضل احمد اور فاروق جمیل فائرنگ سے موقع پر ہی جاں بحق ہوگئے۔ ٹیکسی ایک مکان سے جا ٹکرائی جس کی دیوار منہدم ہوگئی۔ اس کے علاوہ گزشتہ دنوں فائرنگ سے دو سپاہیوں سمیت 15 افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے تھے۔ نامعلوم مسلح کار سواروں نے ملیر تھانے پر اندھا دھند فائرنگ کی۔ شریف آباد میں ایک پولیس کانسٹیبل کی ہلاکت کے بعد حملہ آور اُس کی سرکاری مشین گن بھی لے گئے۔ حملہ آور وارداتوں کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔

منحرف ارکان کی رکنیت کی بحالی

5 مئی کو تین رکنی الیکشن کمیشن کے دو ممبران جسٹس شیخ ریاض اور جسٹس بشیر جہانگیری نے اپنے فیصلے میں سرحد اسمبلی کے مسلم لیگ سے انحراف کرنے والے دو ارکان صوبائی اسمبلی شاہ محمد اور اختر شاہ کے خلاف دائر کردہ نااہلی کے ریفرنس خارج کر کے اُن کی رکنیت بحال رکھی۔ لیکن چیف الیکشن کمشنر جسٹس (ریٹائرڈ) نعیم الدین نے اکثریتی فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے فیصلے میں ان دونوں کو اسمبلی کی رکنیت کا نااہل قرار دے دیا اور لکھا کہ اگر اسی طرح سیاسی وفاداریاں تبدیل کرنے کی اجازت دے دی جائے تو پورا سیاسی ڈھانچہ تباہ اور ملکی سالمیت خطرے میں پڑ جائے گی۔ اگر کوئی رکن اسمبلی اپنی سیاسی وفاداری تبدیل کرنے کا خواہش مند ہو تو اس کے لیے باعزت طریقہ یہ ہے کہ وہ اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو کر دوبارہ انتخاب لڑے۔

نواز شریف نے کہا کہ ہم اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ سے رجوع کریں گے۔ عوام نے لوٹا کریسی کو مسترد کر دیا ہے۔ وہ لوٹوں کو اپنے علاقوں میں گھسنے ہی نہیں دیں گے۔ ولی خان نے کہا کہ اس فیصلے کے بعد اب ارکان اسمبلی کی کھلی بولی لگے گی۔

ضمنی انتخاب میں اے۔این۔پی کی جیت

7 مئی کو سرحد اسمبلی کی کوہاٹ اور نوشہرہ کی خالی دو نشستوں کے ضمنی انتخاب میں اے۔ این۔ پی کے اُمیدوار اور میاں مظفر شاہ اور اورنگ زیب خان پیپلز پارٹی کے اُمیدواروں کو شکست دے کر کامیاب ہوگئے اس طرح سرحد اسمبلی میں مسلم لیگ اور اُس کی حلیف پارٹیوں کے ارکان کی تعداد 33 سے بڑھ کر 35 ہوگئی۔

بے نظیر بھٹو نے اے۔ این۔ پی کے کامیاب اُمیدواروں کو مبارکباد دی اور کہا کہ ہم سرحد کے عوام کا فیصلہ قبول کرتے ہیں۔ غیر جانبدارانہ انتخابات نے ثابت کر دیا کہ ہم جمہوری

عمل پر یقین رکھتے ہیں۔ شیرپاؤ مستحکم ہے اور اُسے کوئی خطرہ نہیں۔

مستقل گورنر

18 مئی کو قائم مقام گورنر میجر جنرل (ریٹائرڈ) خورشید علی خاں نے صوبہ سرحد کی مستقل گورنر کی حیثیت سے حلف اُٹھالیا۔

سرحد اسمبلی کے اسپیکر

19 مئی کو اے۔ این۔ پی سے متعلق سرحد اسمبلی کے اسپیکر ہدایت اللہ چینی کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک 42 ووٹوں سے کامیاب ہو گئی۔ رائے شماری کے موقع پر اپوزیشن نے اسمبلی سے واک آؤٹ کر دیا تھا۔ 24 مئی کو پیپلز پارٹی کے رکن اسمبلی عبدالاکبر خان بلامقابلہ اسمبلی کے نئے اسپیکر منتخب ہوگئے۔ اپوزیشن کے لکی اُمیدوار نے اس عہدہ کے لیے کاغذات نامزدگی جمع ہی نہیں کرائے۔ اس لیے ووٹنگ کی نوبت ہی نہیں آئی۔ پیپلز پارٹی کے اُمیدوار سید علاؤ الدین 44 ووٹ لے کر ڈپٹی اسپیکر منتخب ہوگئے۔ مسلم لیگی اُمیدوار غلام نبی کو صرف 33 ووٹ ملے۔ اپوزیشن کے ایک رکن نے بھی پیپلز پارٹی کے اُمیدوار کے حق میں ووٹ دیا۔ اسلامک فرنٹ غیر جانبدار رہا۔

26 مئی کو وزیر اعلیٰ آفتاب شیرپاؤ نے اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کر لیا۔ 42 ارکان نے اُن کے حق میں ووٹ دیا۔ اپوزیشن ایوان میں اپنے بائیکاٹ کے باعث موجود نہیں تھی۔ اسلامک فرنٹ کے چار ارکان نے اپنا ووٹ استعمال نہیں کیا۔

نواز شریف نے کہا کہ شیرپاؤ کو صوبے کا وزیر اعلیٰ بنانے کے لیے مہران بنک کو استعمال کیا گیا ہے۔

بلوچستان میں گورنر کی تقرری

19 مئی کو لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عمران اللہ خان کو بلوچستان کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ صوبہ کے وزیر اعلیٰ نواب ذوالفقار علی مگسی نے کہا کہ گورنر کی تقرری سے قبل اُن سے کوئی مشورہ نہیں کیا لیکن ہم استعفیٰ دے کر بھاگنے والے نہیں، ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

قومی بجٹ

جمعرات 9 جون کو پیپلز پارٹی کی حکومت نے 95-1994ء کے لیے اپنا پہلا بجٹ قومی اسمبلی میں پیش کر دیا۔ وزارت خزانہ کا محکمہ وزیراعظم بے نظیر نے اپنے پاس رکھا ہے لیکن بجٹ اُنھوں نے نہیں بلکہ وزیر مملکت برائے خزانہ مخدوم شہاب الدین نے پیش کیا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ انتظامات مکمل ہونے کے باوجود اپوزیشن کی ہنگامہ آرائی کے خدشہ کے پیش نظر بجٹ کو ریڈیو اور ٹی-وی پر نشر نہیں کیا گیا- دوسری جانب قومی اسمبلی میں پیش ہونے سے قبل ہی بجٹ اخبارات میں چھپ گیا- سیکرٹری خزانہ قاضی علیم الدین نے اعتراف کیا کہ بجٹ کی دستاویزات وزارت خزانہ کو ملنے سے قبل ہی اخبارات میں شائع ہو گئیں- حکومت نے اس کی تحقیقات کا حکم دے دیا- بجٹ میں 28 ارب روپے کے نئے ٹیکس لگائے گئے- 277 اشیاء پر سیلز ٹیکس نافذ کر دیا گیا- سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 20 تا 35 فیصد اضافہ کیا گیا- مخدوم شہاب نے کہا کہ قوم حکومت کے ساتھ تعاون کرے- ہم مختلف اصلاحات کے ذریعہ قومی پیداوار میں سات فیصد اضافہ کرنا چاہتے ہیں اور پاکستان کو ایشیا کا جدید صنعتی مرکز بنا کر اُسے اکیسویں صدی میں لے جانا چاہتے ہیں-

نواز شریف نے کہا کہ قیمتوں میں اضافے کر کے حکومت نے غریبوں کی کمر میں چھرا گھونپ دیا- قدرتی گیس پر ایکسائز ڈیوٹی سے ہر چیز کی قیمت میں اضافہ ہو گا- سیلز ٹیکس اور سروسز ڈیوٹی سے عوام مہنگائی کی چکی میں پس جائیں گے- حکومت نے آئی- ایم- ایف کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے- سرتاج عزیز نے کہا کہ یہ تو محض منی بجٹ ہے- اصل بجٹ تو تین ماہ بعد آئے گا-

عالمی بنک کے ماہرین نے بجٹ پر اعتراضات کرتے ہوئے کہا کہ وزارت خزانہ نے جو کچھ پیش کیا ہے، اُسے بجٹ کہا ہی نہیں جا سکتا- بجٹ میں بوگس اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں- 14 جون کو مخدوم شہاب نے قومی اسمبلی میں تسلیم کیا کہ بجٹ میں بعض خامیاں، الہام اور بے ضابطگیاں ہیں- انہیں دور کرنے کے لیے جلد ہی بجٹ میں ترامیم پیش کی جائیں گی-

تاجروں کا اجتماع

16 جون کو ملک بھر کے تاجروں اور صنعت کاروں نے بجٹ کو مکمل طور پر مسترد کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اگر اسے واپس نہیں لیا گیا تو غیر معینہ مدت کے لیے ہڑتال کر دی جائے گی اور حکومت کو ٹیکسوں کی ادائیگی روک دی جائے گی- تاجروں نے افسران کے صوابدیدی اختیارات کو بھی مسترد کر دیا- حکومت اور تاجروں کے درمیان مذاکرات ناکام ہو گئے- حکومت

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

نے سیلز ٹیکس واپس لینے اور انکم ٹیکس قوانین میں ترمیم کرنے کا فیصلہ مسترد کر دیا۔ 23 جون کو تاجروں نے 26 جون کو ملک گیر ہڑتال کرنے کا فیصلہ کیا۔

ملک گیر ہڑتال

26 اور 27 جون کو 29 ایوان ہائے تجارت وصنعت اور 140 سے زائد کاروباری اور پیشہ ورانہ تنظیموں کی اپیل پر ملک بھر کے تجارتی اور صنعتی اداروں میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ تمام کارخانے، تجارتی مراکز، منڈیاں، بازار اور سنیما گھر مکمل طور پر بند رہے۔ بندرگاہ پر بھی کام معطل رہا۔ نواز شریف نے ملک گیر کامیاب ہڑتال کو حکومت کے خلاف ریفرنڈم قرار دے کر مطالبہ کیا کہ عوامی خواہشات اور اُمنگوں کا احترام کرتے ہوئے حکومت اقتدار چھوڑ دے۔

بجٹ کی منظوری

27 جون کو صنعت کاروں اور تاجروں کے مطالبات کی روشنی میں چند ترامیم کے ساتھ قومی اسمبلی نے بجٹ منظور کر لیا۔ انکم ٹیکس افسران کے صوابدیدی اختیارات ختم کر دیئے گے۔ خود تشخیصی سکیم بحال کر دی گئی۔ ٹیکس چھپانے پر جرمانہ دس گنا سے کم کر کے چار گنا کر دیا گیا۔ ٹیکس گزاروں کا حساب کتاب چیک کرنے کے اختیارات کو محدود کر دیا گیا۔ انکم ٹیکس افسران سے ٹیکس نادہندگان کی گرفتاری کا اختیار واپس لے لیا گیا اور گوشوارے داخل کرانے میں تاخیر پر بھی جرمانہ میں کمی کر دی گئی۔

بجٹ کو یکطرفہ طور پر منظور کرنے اور اپوزیشن کی تمام ترامیم مسترد کئے جانے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اپوزیشن نے اسمبلی اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم اس ظالمانہ بجٹ کی منظوری کے جرم میں شریک نہیں ہو سکتے۔ کراچی تا خیبر عوام نے بے نظیر پالیسیوں کو مسترد کر دیا ہے۔ پیپلز پارٹی کا اقتدار جلد ختم ہونے والا ہے۔

تاجر برادری نے بھی بجٹ کو تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ اُن کا احتجاج جاری رہے گا۔ بجٹ کی منظوری کے بعد بھی حکومت نے تاجروں کے ساتھ مذاکرات جاری رکھے۔ 30 جون کو اسلام آباد میں حکومت اور تاجروں کے نمائندوں کے ساتھ سات گھنٹے طویل مذاکرات کے بعد متنازعہ اُمور طے کرنے پر اتفاق رائے ہوگیا۔ حکومت نے سیلز ٹیکس کا نفاذ معطل کر دیا۔ بجٹ میں انکم ٹیکس اور دیگر شعبوں کو دیئے گئے اختیارات پر بھی 31 اگست تک عمل نہیں ہوگا۔ وزیراعظم کی وطن واپسی پر نئے ریلیف پیکج کا اعلان کیا جائے گا۔ تاجروں نے ہڑتال کی کال اور ایکشن پلان واپس لے لیا۔

پیپلز پارٹی کی حکومت نے اہم ترین دستاویز قومی بجٹ کی تیاری، اُسے پیش کرنے اور قومی اسمبلی اور قوم سے اُسے منظور کرانے کے تمام مراحل میں اپنی نااہلی، عدم کارکردگی، حقائق سے ناواقفیت اور سرکاری افسران پر اپنے کلی انحصار کو ثابت کر دیا۔ ٹیکسوں کا سارا بوجھ تاجروں، صنعت کاروں اور شہری آبادی پر ڈالا گیا۔ وڈیروں، جاگیرداروں کو خوش کرنے کے لیے حکومت نے شہری آبادی کو اپنا مخالف بنا لیا۔

یکم جون کو بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف عوام کو سڑکوں پر لانا چاہتے ہیں، لیکن اُنہیں غلط فہمی ہے کہ لوگ اُن کے پیچھے آ جائیں گے۔ صرف مٹھی بھر لوگ اُن کے ساتھ ہیں۔

3 جون کو صدر لغاری نے کہا کہ قومی مفادات سے متعلق اُمور میں حکومت اور اپوزیشن اتفاق رائے کا مظاہرہ کریں۔ صدر کی حیثیت سے میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ موجودہ حکومت مستحکم ہے، ملکی مفادات پر سودے بازی نہیں کی جا سکتی۔

وزیراعظم بے نظیر نے میاں نواز شریف کو 5 جون کو اپنے اسمبلی چیمبر میں چائے کی دعوت پر مدعو کیا لیکن نواز شریف نے یہ کہتے ہوئے کہ موجودہ حالات میں یہ ملاقات بے سود ہوگی، یہ دعوت مسترد کر دی۔ حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے ہمارے درمیان فاصلے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اپوزیشن کے خلاف حکومت کی انتقامی کارروائیاں اپنے عروج پر ہیں۔ پیپلز پارٹی کے اقتدار کے خاتمے کا وقت قریب آ گیا۔ عوام مضطرب اور پریشان ہیں لیکن حکمرانوں کو عیش و عشرت سے فرصت نہیں۔ عوام بددیانت اور بدعہد حکمرانوں کے فریب میں نہیں آئیں گے۔ کشمیر مسلم لیگ کے دور حکومت میں آزاد ہوا۔ ہم ملکی اُمور پر قومی اسمبلی میں بحث کے لیے تیار ہیں۔

چیف جسٹس آف پاکستان کی تقرری

5 جون کو جسٹس سجاد علی شاہ نے ایوان صدر میں پاکستان کے چیف جسٹس کے عہدہ کا حلف اُٹھا لیا۔ صدر لغاری نے اُن سے حلف لیا۔

سینٹ کے لیے انتخاب

12 جون کو پنجاب سے سینٹ کی خالی نشست پر پیپلز پارٹی کے اُمیدوار ملک حاکمین بلامقابلہ کامیاب قرار دے دیئے گئے۔ اپوزیشن نے اس میں حصہ نہیں لیا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

اراضی کی فروخت کا سکینڈل

15 جون کو پولیس اور انتظامیہ کی رکاوٹوں کو توڑتے ہوئے نواز شریف ملکی اور غیر ملکی صحافیوں کو اپنے ساتھ لے کر مہران بنک اسکینڈل میں مرکزی اہمیت کی حامل اراضی چوٹی تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ انہوں نے اخبار نویسوں کو فاروق لغاری کی سیم زدہ اراضی کا معائنہ کرایا جو سالہا سال سے بنجر اور ناکارہ پڑی ہے۔ جس میں کئی کئی فٹ گہری کھائیاں ہیں اور جو دلدل کے مانند ہے۔ اس میں کاشت کرنا تو کیا داخل ہونا بھی موت کو دعوت دینا ہے۔ اس کے عقب میں جھاڑ جھنکاڑ کا جنگل ہے۔ صحافیوں نے بنجر زمین کی تصویریں بھی بنائیں۔ نواز شریف نے کہا کہ میں نے اراضی کی فروخت کا سکینڈل بے نقاب کر دیا۔ اس کی تحقیقات کے لیے ایک پارلیمانی کمیٹی قائم کی جائے۔ انہوں نے صدر سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا۔

صدر لغاری نے کہا کہ نواز شریف مجھ پر جھوٹے الزامات لگانے کی غلطی کر رہے ہیں۔ میرے خلاف تمام الزامات غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ تاہم مجھے نہ کوئی شکایت ہے اور نہ غصہ۔ وزیراعلیٰ وٹو نے کہا کہ صحافیوں زمین دکھائی گئی ہے۔ وہ صدر لغاری کی فروخت کردہ اراضی نہیں۔

عدالتی کمیشن کا قیام

17 جون کو وفاقی حکومت نے مہران بنک اور حبیب بنک سکینڈل کی تحقیقات کے لیے سپریم کورٹ کے جج جسٹس عبدالقدیر چوہدری کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کر دیا جو 3 جولائی سے کام کا آغاز کرے گا اور تین ماہ کے اندر اپنی رپورٹ پیش کر دے گا۔ سرتاج عزیز نے مطالبہ کیا کہ عدالتی کمیشن کے ساتھ ارکان قومی اسمبلی پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی بھی تشکیل دی جائے۔

ایدھی ٹرسٹ کا دورہ

2 جون کو ایدھی ٹرسٹ کے دورے کے موقع پر بے نظیر نے کہا کہ کراچی میں اب گولی، خون اور لاش کی سیاست ختم ہو جانا چاہیے۔ لوگ ایدھی کے پاس اپنا اسلحہ جمع کرا دیں، ہم معاوضہ ادا کریں گے۔ ورنہ چھاپے مارے جائیں گے پھر نہ کہنا کہ ہمارے گھروں میں لڑکیاں ہیں۔ وی۔ سی۔ آر بیچو اور اسلحہ خریدو کا دور ختم ہوگیا۔ اب وی۔ سی۔ آر بیچو اور کاروبار کا زمانہ ہے۔ بے نظیر نے ایدھی ٹرسٹ کا ہیلی کاپٹر اُڑانے پر مامور کیپٹن فہیم الزماں کو بلدیہ عظمیٰ کراچی کا ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا۔ گزشتہ انتخابات کے دوران بے نظیر نے یہ ہیلی کاپٹر اپنی انتخابی مہم

چلانے کے لیے استعمال کیا تھا۔

کراچی کے لیے خصوصی پیکج

3 جون کو بے نظیر نے کراچی کے لیے 21 ارب روپے کے خصوصی پیکج کا اعلان کر دیا۔ یہ رقم، بجلی، پینے کے پانی کی فراہمی اور صحت اور تعلیم کے منصوبوں پر صرف کی جائے گی۔ سمندری پانی کو صاف کر کے ایک کروڑ گیلن پانی یومیہ کراچی کو فراہم کیا جائے گا۔

ایم - کیو - ایم - کے مطالبات

4 جون کو ایم - کیو - ایم نے بھی کراچی میں اپنے مطالبات میں حوالے سے 32 صفحات پر مشتمل ایک دستاویز جاری کر دی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ مہاجروں کے خلاف غیر انسانی سلوک بند کیا جائے، اُن کے آئینی حقوق بحال کئے جائیں، آپریشن کلین اپ ختم کر کے فورسز کو واپس بلایا جائے، ہمارے کارکنوں پر قائم مقدمات واپس لیے جائیں، کارکنوں کے قتل کی تحقیقات کے لیے کمیشن تشکیل دیا جائے، وفاقی اور صوبائی ملازمتوں میں مہاجر کوٹہ پچاس فیصد کیا جائے۔ غیر جانبدار مردم شماری کرائی جائے، انتخابی حد بندیوں پر نظر ثانی کی جائے اور ایم - کیو - ایم کو سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دی جائے۔ الطاف حسین نے لندن میں کہا کہ وہ مہاجروں کے خلاف ظلم و ستم کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں اُٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

نواز شریف نے لاہور میں کہا کہ ہم اقتدار میں آ کر سندھ سے بے روزگاری اور دہشت گردی کا خاتمہ کر دیں گے۔

بے نظیر کے کراچی میں قیام کے دوران بھی قتل و غارت گری کا سلسلہ جاری رہا۔

مرتضیٰ بھٹو کی رہائی

5 جون کو مرتضیٰ بھٹو کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ اُن کا حامی بڑی تعداد میں گاڑیوں، ٹرکوں اور موٹر سائیکلوں پر اُن کے استقبال کے لیے دوپہر سے لانڈھی جیل کے سامنے جمع تھے۔ رات 9 بجے کے بعد جب وہ جیل سے باہر نکلے تو اُن پر زبردست گل پاشی کی گئی۔ استقبالی ہجوم "ویلکم، ویلکم مرتضیٰ" اور "الوداع الوداع بے نظیر" کے نعرے لگا رہا تھا۔ مرتضیٰ ایک بڑے جلوس کے ساتھ جس میں بیگم بھٹو بھی شامل ہو گئی تھیں، اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ رات سوا گیارہ بجے پہلے بانی پاکستان کے مزار پر حاضری دی، پھر عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور پھر 16 سال بعد اپنے گھر 70 کلفٹن پہنچے۔ وہاں اپنے حامیوں سے خطاب کرتے ہوئے مرتضیٰ نے کہا

کہ سیاسی جنگ تو اب شروع ہوگی، لوگوں کو معلوم ہو گا کہ بھٹو شہید کا اصل وارث کون ہے۔ عوام سے روٹی، کپڑا اور مکان چھین لیا گیا ہے۔ پانی مانگنے والوں پر بے نظیر حکومت گولیاں برساتی ہے۔ غریبوں کے منہ سے نوالہ چھین کر حکمران اپنے پیٹ بھر رہے ہیں۔ میرے تمام کارکن جب تک رہا نہیں ہو جاتے ہیں، چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ میں اپنا پہلا جلسہ لیاری میں کروں گا۔

6 جون کو کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مرتضیٰ نے کہا کہ میں نئی پارٹی نہیں بنا رہا ہوں۔ پارٹی کے اندر اصلاحات کروں گا۔ بے نظیر کے ساتھ بغیر کسی ایجنڈے کے بات نہیں کروں گا۔ میں کسی پوزیشن میں ہوا تو آصف زرداری اور اُس کے ساتھیوں کے خلاف انکوائری کراؤں گا۔ چاول کے سودے میں کمائے گئے 25 ملین ڈالر کہاں گئے؟ موجودہ حکومت نہیں چل سکتی۔ قومی حکومت بنائی جائے۔

بے نظیر نے کہا کہ مرتضیٰ نے گزشتہ انتخابات کے موقع پر پارٹی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اس میں ناکام ہوگئے۔ اُن کے ساتھ بعض ایسے افراد موجود ہیں جن کے بارے میں ہمیں تحفظات ہیں۔ مرتضیٰ کو ڈسپلن کا پابند ہونا پڑے گا۔

میجر کلیم اغوا کیس کا فیصلہ

9 جون کو انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے اپنے 47 صفحات پر مشتمل فیصلے میں میجر کلیم اور اُن کے ساتھیوں کو اغوا کرنے، اُن پر تشدد کرنے اور سرکاری اسلحہ چھیننے کے جرم میں ایم۔ کیو۔ ایم کے اسیر کارکنوں جاوید کاظمی حاجی عدیل اور اشفاق چیف کو مجموعی طور پر 30, 30 سال قید بامشقت اور 20, 20 ہزار روپے جرمانے کی سزا دی۔ جبکہ الطاف حسین، ڈاکٹر عمران فاروق، سلیم شہزاد، ڈاکٹر صفدر باقری اور دوسرے ملزمان کو اُن کی غیر حاضری میں 27, 27 سال قید سخت اور 30, 30 ہزار جرمانے کی سزا کا حکم دیا۔ فاضل عدالت نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ ایم۔ کیو۔ایم کا یہ نعرہ "قائد کا جو غدار ہے وہ موت کا حقدار ہے۔" انتہائی اہم ہے۔ اس کی روشنی میں وہ متوازی عدالت کے ذریعے اپنے مخالفین کو سزائے موت بھی دیتے رہے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے رہنماء بشمول اسیر اور مفرور ملزمان اپنے حریفوں اور مخالفین کے خلاف تشدد کی کارروائیوں میں ملوث رہے ہیں۔

الطاف حسین اور دیگر 14 رہنماؤں نے خصوصی عدالت کے فیصلے کے خلاف سندھ ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ درخواست میں کہا گیا کہ میجر کلیم کیس خصوصی عدالت کے دائرۂ اختیار سے باہر ہے اور عدالت نے اپنے فیصلے میں صرف استغاثہ کے گواہوں پر انحصار کیا۔

سینیٹر محسن صدیقی قتل کیس

19 جون کو پولیس نے سینیٹر محسن صدیقی کے قتل کیس میں عدالت میں حتمی چالان پیش کر دیا۔ اس کیس میں الطاف حسین کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے گئے۔ سلیم شہزاد عمران فاروق اور صفدر باقری کو پہلے ہی اس میں مفرور قرار دیا جا چکا ہے۔ چالان میں کہا گیا کہ محسن صدیقی کو ایم کیو ایم کے کارکنوں میں اس وقت فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا جب وہ جوہر آباد تھانے کی حدود سے گزر رہے تھے۔

بدامنی کے واقعات

فوج طلب کرنے کے باوجود حکومت بدامنی پر قابو پانے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ 9 جون کو فائرنگ کے واقعات میں پانچ افراد لقمہ اجل بن گئے۔ موٹر سائیکل پر سوار ایک کانسٹیبل کو ٹیکسی سواروں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ ایک بنگلہ پر تعینات گارڈ مسلح افراد کی فائرنگ سے ہلاک ہو گیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم کی طلباء تنظیم کے ایک نوجوان کو قتل کر دیا گیا۔ 12 جون کو لانڈھی میں ایم۔ کیو۔ ایم کے دو نوجوانوں کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ ایک دوسرے نوجوان کو بھی اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ لانڈھی اور کورنگی میں ان ہلاکتوں کے خلاف فائرنگ شروع ہو گئی۔ سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے۔ ٹریفک پر پتھراؤ کیا گیا۔ کئی بسیں اور منی بسیں جلا دی گئیں۔ 14 جون کو پاک کالونی میں دو سپاہیوں کو کلاشنکوف کا برسٹ مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ کورنگی میں ایک کانسٹیبل کو اُس کے گھر سے اغوا کر کے اُسے ہلاک کر دیا گیا اور اُس کی نعش سڑک پر پھینک دی گئی۔ ملیر میں دو نوجوانوں کو کوچ سے اُتار کر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ ملیر ندی اور ایئرپورٹ سے دو نعشیں ملیں۔ ملیر میں ایک کلینک پر فائرنگ کر کے ایک شخص کو ہلاک کر دیا۔ 18 جون کو مختلف مقامات پر فائرنگ کی وارداتوں میں 5 افراد جاں بحق اور ایک درجن سے زائد زخمی ہو گئے۔ ان ہلاکتوں سے کراچی اور اُس کی مضافاتی بستوں میں خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے کراچی کو خانہ جنگی کے سپرد کر دیا ہے۔

مرتضیٰ کا جلسہ عام سے خطاب

30 جون کو میر مرتضیٰ ککری گراؤنڈ میں لیاری میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرنے کے لیے اپنے گھر سے ایک جلوس کے ہمراہ روانہ ہوئے جس میں تقریباً سات سو گاڑیاں شامل تھیں، جلسہ گاہ تک پہنچنے میں جلوس کو ساڑھے پانچ گھنٹے لگے۔ 160 نوجوانوں پر مشتمل دستہ مرتضیٰ کی حفاظت کر رہا تھا۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مرتضیٰ نے کہا کہ ہم وڈیروں

اور ڈاکوؤں کا ساتھ نہیں دیں گے۔ ہم بھٹو شہید کے قاتلوں کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار نہیں۔ آج کی پیپلز پارٹی منافقت، چوری، ہیرا پھیری، لوٹا کریسی اور لفافہ کی سیاست پر یقین رکھتی ہے۔ بے نظیر ڈاکوؤں، لیٹروں اور وڈیروں کی مافیا چھوڑ کر غریبوں کی پارٹی میں آ جائیں۔ اسی مافیا نے بیگم بھٹو کو اُن کے عہدہ سے ہٹانے کی کوشش کی ہے۔ میں مفاد پرست ٹولے کی ٹانگیں توڑ کر اُسے پارٹی سے باہر پھینک دوں گا۔ جیل سے رہائی کے بعد بے نظیر نے مجھے مبارکباد نہیں دی اور نہ ہی رابطہ قائم کیا۔ پارٹی میں 25 سال سے انتخابات نہیں ہوئے ہیں۔ آصف زرداری کو تو ہر وقت مال بنانے کی فکر ہی لگی رہتی ہے۔ جنرل ضیاء نے خود کو بچانے کے لیے میرے والد کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ بھارت کے ایٹم بم اور میزائلوں کے مقابلہ میں پاکستان کے پاس بھی ایٹم بم ہونا ضروری ہے۔ اگر میں چھ ماہ میں لیاری کے مسائل حل نہ کر سکا تو خود کو ککری گراؤنڈ میں پھانسی چڑھنے کے لیے تیار رہوں گا۔ اپوزیشن سے میرے اچھے تعلقات ہیں۔ آج صبح ہی فاروق ستار نے مرتضٰی بھٹو سے ملاقات کی تھی جبکہ وہ عدالت میں پیشی کے لیے آئے ہوئے تھے۔

مخدوم خلیق اور عبداللہ بلوچ نے بھی جلسے سے خطاب کیا۔ فاطمہ اور بھٹو جونیئر نے بھی اسٹیج پر آکر نعرے لگائے۔

توہین رسالت کا قانون

یکم جولائی 1994ء کو آئرلینڈ کے ایک اخبار "آئرش ٹائمز" میں وفاقی وزیر قانون اقبال حیدر کا ایک انٹرویو جو شائع ہوا جس میں وزیر موصوف نے کہا ہے کہ کابینہ نے توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کا فیصلہ کر لیا ہے اور جلد ہی اس میں ترمیم کی منظوری دے دی جائے گی۔ 6 جولائی کو لندن میں مسیحی برادری کے ایک وفد سے بات کرتے ہوئے اقبال حیدر نے کہا کہ ہماری حکومت نے پاکستان میں عیسائی برادری اور دوسری اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ اس مقصد کے لیے توہین رسالت کے قانون میں مناسب تبدیلیاں کرنا ہمارے منشور کا حصہ ہے۔

8 جولائی کو گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں ترمیم کے خلاف پورے ملک میں یوم سیاہ منایا گیا۔ متعدد شہروں میں ہڑتال اور مظاہرے ہوئے۔ تجارتی اور کاروباری مراکز بند رہے۔ مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے مشترکہ احتجاجی جلوس نکالے۔ جمعہ کے خطبات میں قانون میں ترمیم کی مذمت کی گئی۔ سڑکوں پر ٹائر اور وزیر قانون کے پتلے جلائے گئے۔ وکلاء نے بھی ہڑتال میں حصہ لیا۔ نواز شریف نے کہا کہ اپنا اقتدار بچانے کے لیے بے نظیر نے غیر ملکی قوتوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمدردی رکھنے

والوں کو گہرے کالے پانی میں ڈبو کر ختم کر دیا جائے گا۔

صدر لغاری نے کہا کہ توہین رسالت کا قانون برقرار ہے۔ اس میں کسی ترمیم کا کوئی ارادہ نہیں۔ توہین رسالت کے مرتکب کو کسی صورت میں بھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو اپنی سیاسی دکان چمکانے کے لیے استعمال نہ کرے۔ حکومت سے متعلق ہر فرد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام میں کسی کمی کے تصور کو بھی کفر سمجھتا ہے۔ اُنھوں نے وزیر قانون سے منسوب بیان کی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ اقبال حیدر نے کہا کہ میری تردید کے باوجود مجھ پر تہمت لگائی جا رہی ہے۔ کوئی مسلمان توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

شریف گروپ کو قرضوں کی فراہمی

3 جولائی کو ایف۔ آئی۔ اے نے اپنی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا کہ یونس حبیب کی ٹیلی فون پر دی ہوئی ہدایت پر قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مہران بنک لاہور نے ایک دن میں شریف گروپ کی چوہدری شوگر ملز کو 4 کروڑ 94 لاکھ کا قرضہ جاری کر دیا۔ چوہدری شوگر ملز نے ایک ہزار روپے سے بنک میں اپنا اکاؤنٹ کھولا اور اُسی دن بغیر کسی سکیورٹی کے اُسے یہ قرضہ جاری کر دیا گیا۔ 4 جولائی کو نصیر بابر نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نواز شریف نے اپنے خاندان اور دوستوں کے لیے 20 کروڑ روپے کے قرضے حاصل کر کے مہران بنک کو دیوالیہ کر دیا۔ چوہدری شوگر ملز، پاک پنجاب کارپیٹس، حبیب وقاص شوگر ملز اور ظہور ٹیکسٹائل ملز کو ناجائز اثر و رسوخ استعمال کر کے بغیر سکیورٹی کے قرضے دلائے گئے۔ جن میں سے کچھ ہوشیاری کے ساتھ اتفاق فاؤنڈری کو منتقل کر دیئے گئے۔

اہم افراد کے ٹیکس گوشوارے

3 جولائی کو فراہم کی ہوئی تفصیلات کے مطابق فاروق لغاری نے 1985ء سے 1990ء تک اپنی آمدن قابل ٹیکس حد سے کم ہونے کی وجہ سے نہ اپنی آمدنی کا گوشوارہ داخل کیا اور نہ ہی کوئی ٹیکس دیا۔ 1991ء کے گوشوارے میں آمدنی قابل ٹیکس حد سے کم دکھائی گئی۔ بے نظیر بھٹو نے 86-1985ء میں 4831 روپے انکم ٹیکس کی مد میں ادا کئے۔ آصف زرداری نے 91-1990ء میں 5262 روپے ٹیکس ادا کیا۔ حاکم علی زرداری نے 92-1991ء میں کوئی گوشوارہ داخل نہیں کیا۔ بیگم نصرت بھٹو نے 1987ء سے 1989ء تک کوئی ٹیکس ادا نہیں کیا۔ نواز

شریف نے 94-1993ء میں 14698 روپے ٹیکس ادا کیا۔ اُن کے والد میاں شریف نے 10422 شہباز شریف نے 47450 اور عباس شریف نے 89343 روپے ٹیکس ادا کیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ اگر نواز شریف اور ان کے اہل خانہ کی آمدنی یہی ہے تو پھر مری اور لاہور میں محل نما بنگلے، گاڑیاں، فیکٹریاں، ملیں اور ہیلی کاپٹر کہاں سے آئے لیکن نصیر بابر نے یہی سوال اپنی پارٹی کے اہم افراد سے دریافت نہیں کیا۔ یہ سارے اہل ثروت اخلاقی اعتبار سے دیوالیہ ہیں۔ یہ قومی خزانے کو لوٹتے ہیں، اُسے دیتے کچھ نہیں۔

چیف الیکشن کمیشن نے وفاقی انٹی کرپشن کمیٹی کو نواز شریف کے اثاثوں کے اُن گوشواروں کی نقول فراہم کرنے سے انکار کر دیا۔ جو اُنھوں نے انتخاب کے موقع پر کمیشن کو پیش کیئے تھے۔ جسٹس (ریٹائرڈ) نعیم الدین نے کہا کہ عوامی نمائندگی کے ایکٹ میں گوشواروں کے معائنہ کی اجازت شامل نہیں ہے۔

گھوڑے کی ہلاکت

4 جولائی کو وزیراعظم ہاؤس اسلام آباد میں آصف زرداری کا 15 لاکھ روپے مالیت کا ایک گھوڑا بجلی کا کرنٹ لگنے سے ہلاک ہوگیا۔

یوم سیاہ

5 جولائی کو پیپلز پارٹی نے پورے ملک میں یوم سیاہ منایا۔ 5 جولائی 1977ء کو جنرل ضیاء مرحوم نے بھٹو حکومت کو برطرف کر کے مارشل لا نافذ کیا تھا۔ پیپلز پارٹی کے رہنماؤں نے تقاریب سے خطاب کرتے ہوئے جمہوریت کی بحالی میں پارٹی کی جدوجہد کی تعریف کی اور مارشل لاء کے نفاذ کی مذمت کی۔

نواز شریف کا خطاب

7 جولائی کو نواز شریف ایک جلوس کے ہمراہ لاہور سے فیصل آباد کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں جگہ جگہ اُن کا استقبال کیا گیا اور گل پاشی کی گئی۔ فیصل آباد میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ لغاریوں اور زرداریوں کی حکومت اب زیادہ دیر تک نہیں چل سکتی۔ غریبوں کی کمائی لوٹنے والے ایوان صدر میں بیٹھے ہیں۔ لوگ سوکھی روٹی سے بھی محروم ہیں۔ بیٹی باپ کی تاریخ دہرا رہی ہے۔ فاروق لغاری نے استعفیٰ نہ دیا تو ہم ایوان صدر تک مارچ کریں گے۔

بے نظیر نے کہا کہ صدر صاف ستھرے آدمی ہیں۔ اُن پر گندگی اُچھالنے سے حکومت کمزور نہیں ہوگی۔ ان پر لگائے جانے والے الزامات بے بنیاد ہیں۔ ہم انتخابات کے نتیجے میں برسراقتدار آئے ہیں۔ کوئی قوت ہمیں حکومت کرنے سے روک نہیں سکتی۔ سیاست میں فوج کی مداخلت کم ہو رہی ہے۔ تاہم ابھی اُس کے اثرات باقی ہیں۔ مارشل لاء کا خطرہ مکمل طور پر نہیں ٹلا ہے۔ مرتضیٰ کی سیاست سے یہ خدشہ لگا رہتا ہے کہ کہیں پیپلز پارٹی پر پابندی نہ لگا دی جائے۔

12 جولائی کو نواز شریف نے ملتان میں کہا کہ راجیو گاندھی کی مدد کرنے والی بے نظیر اور پاکستان ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ اس ناکام حکومت سے ہماری جنگ ہے۔ ایٹمی پروگرام پر کوئی سودے بازی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ ہم بے نظیر کی مکروہ پالیسیوں سے پاکستان کو بچانے کے لیے میدان میں آئے ہیں۔ حکومت کے خاتمے کے لیے جہاد فرض ہوگیا ہے۔ عوام میری کال کا انتظار کریں۔

بے نظیر نے پریس کلب لاہور میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے 12 جولائی کو کہا کہ ہم مارشل لا کے کندھوں پر چڑھ کر اقتدار میں نہیں آئے ہیں۔ ہماری وفاداریاں عوام کے ساتھ ہیں، جنھوں نے ہمیں اقتدار دیا ہے۔ ہم انقلابی تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں۔ سیاسی طور پر معاف کرائے گئے قرضے وصول کئے جائیں گے۔ اپوزیشن کا لانگ مارچ ہمیں خوفزدہ نہیں کر سکتا۔

گھی کی قیمت میں اضافہ

گھی کارپوریشن نے بجٹ کی منظوری کے بعد وسط جولائی میں گھی کی قیمتوں میں 34 فیصد اضافہ کر دیا۔

علماءدین کو بے نظیر کا مشورہ

16 جولائی کو ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ علماء کرام دینی کردار ادا کریں اور سیاست، سیاست دانوں کو کرنے دیں۔ علماء، اسلام کو اپنی جاگیر تصور کرتے ہیں جبکہ اُن کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے باڈی گارڈز کے بغیر سفر بھی نہیں کر سکتے۔ علماء کو چاہیے کہ وہ عوام کو اُکسانے اور اُن کے اندر غلط فہمیاں پیدا کرنے کی بجائے اچھی فصلیں، بہتر روزگار اور پاکستان کی عزت اور وقار کے لیے دعا کریں۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ دین کو سیاست سے جدا سمجھنے والا مسلمانوں کا رہنما نہیں

ہو سکتا۔ علماء کو سیاست سے دور رکھنے کی وجہ ہی سے ملکی سیاست گندگی کا شکار ہے۔ بے نظیر اگر ایسا کرنا چاہتی ہیں تو حکومت سے دستبردار ہو جائیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ حکومت مذہبی جذبات کو مجروح کرنے سے احتراز کرے۔ علماء سیاست سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

نواز شریف کے جلسے

17 جولائی کو نواز شریف ایک بڑے جلوس کے ساتھ گوجرانوالہ پہنچے جہاں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ بھارت کو ٹوٹنے سے بچانے کے لیے راجیو گاندھی کی مدد کرنے والی بے نظیر حکومت پاکستان کی خیرخواہ کس طرح ہو سکتی ہے۔ موجودہ کرپٹ حکومت کے بس اب تھوڑے ہی دن باقی رہ گئے ہیں۔ غلام اسحٰق چاہتے تھے کہ بے نظیر خاندان مکمل طور پر ختم کر دیا جائے لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی بے نظیر کا رویہ منفی ہے۔ اُن سے صرف نئے انتخابات پر بات چیت ہو سکتی ہے۔ 19 جولائی کو اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکومت کے خلاف اُٹھنے والے طوفان میں بے نظیر کا اقتدار غرق ہو جائے گا۔ صادق آباد میں ایک جلسہ میں کہا کہ مسلم لیگ کی حکومت دوبارہ قائم ہو کر رہے گی۔ پاکستان توڑنے والوں کو جانا اور پاکستان بنانے والوں کو آنا ہو گا۔ 20 جولائی کو کراچی ایئرپورٹ پر کہا کہ پیپلز پارٹی کے وزراء اور جیالوں نے محسوس کر لیا ہے کہ اب اُن کی حکومت کا چل چلاؤ ہے، اس لیے جتنا ملک کو لوٹا جا سکتا ہو، لوٹ لو۔ عوام پچاس میل پیدل لانگ مارچ کے لیے تیار ہیں، لیکن ابھی تک ہم نے کال نہیں دی ہے۔

21 جولائی کو بے نظیر نے کہا کہ یہ بات خوش آئند ہے کہ نواز شریف نے لانگ مارچ کا پروگرام ترک کر دیا ہے۔ ہم محاذ آرائی کے حامی نہیں۔ ہم نے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر اپوزیشن کو مذاکرات کی دعوت دی ہے۔ مسئلہ کشمیر اور ایٹمی پروگرام پر مکمل اتفاق رائے ضروری ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم نے لانگ مارچ کا پروگرام ترک نہیں کیا ہے۔ عوام سڑکوں پر آنے کے لیے ہمارے اشارے کے منتظر ہیں۔ اجمل خٹک نے کہا کہ وقت آنے پر عوام کو تحریک کی کال دیں گے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت کے خاتمے کا آغاز صوبہ سرحد سے ہو گا۔ بے نظیر نے کہا کہ مفاہمت اور محاذ آرائی ایک ساتھ نہیں چلے گی۔ اپوزیشن سے اُس وقت کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی جب تک وہ لانگ مارچ ملتوی نہ کرے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے مذاکرات کے دروازے خود ہی بند کر دیئے۔

21 جولائی کو بے نظیر نے ایوان صدر میں فاروق لغاری سے طویل ملاقات کر کے اپوزیشن سے مذاکرات سمیت تمام اُمور پر تبادلہ خیال کیا۔ بے نظیر نے صدر کو بتایا کہ ہم محاذ آرائی ختم کر کے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔

قاضی حسین احمد کا خطاب

لاہور میڈیا فورم کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر میں کوئی فرق نہیں۔ اسی لیے نہایت آسانی کے ساتھ ادھر کے لوگ ادھر فٹ ہو جاتے ہیں۔ اکتوبر 1993ء کے الیکشن میں جو پالیسی ہم نے پوری طرح سوچ سمجھ کر اختیار کی تھی، وہی جاری رہے گی۔ ہم اس پالیسی کو قوم کی بہتری کا ذریعہ اور مشکلات سے نجات کا راستہ سمجھتے ہیں۔ میں متبادل قیادت کے لیے تمام مثبت قوتوں کو متحد کرنا چاہتا ہوں۔ اسلامی تحریک کا راستہ کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ میں نے کشمیر اور افغانستان کے مسئلہ پر صدر لغاری سے بات کی ہے۔

26 جولائی کو نواز شریف نے کہا کہ محب وطن جماعتیں حکومت کے خلاف راست اقدام کر کے اُسے پاکستان کے مفادات کو نقصان پہنچانے سے روکیں۔ بھارت کو تجارتی مراعات دینا ملکی فائدے کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس وقت ضرورت تو اس بات کی ہے کہ بھارت کو مقبوضہ کشمیر میں ظلم سے باز رکھنے کے لیے اُس پر بھرپور دباؤ ڈالا جائے، نہ کہ تجارتی مراعات دی جائیں۔

بریگیڈیئر امتیاز کی گرفتاری

29 جولائی کو بریگیڈیئر امتیاز کو اسلام آباد میں بغاوت کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ "آپریشن مڈ نائٹ جیکال" کے تحت اُنھوں نے قانونی اور آئینی حکومت کے خلاف سازش کی تھی۔ اُن پر خفیہ فنڈ میں خوردبرد کا بھی الزام ہے۔ اس لیے اُن کے خلاف آئین کے آرٹیکل 6 کے تحت مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔

اپنی گرفتاری سے قبل بریگیڈیئر امتیاز نے ایک روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ مجھے بے نظیر حکومت کو ہٹانے کا مشن نہیں سونپا گیا تھا۔ لیکن میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ بے نظیر حکومت کے خلاف ارکان اسمبلی کی خریداری میں ملوث تھا، لیکن یہ سب کچھ میں نے اپنے مفاد کی خاطر نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو اُس وقت کے آرمی چیف مجھے پھانسی پر چڑھا دیتے۔ اسلامی جمہوری اتحاد کی تخلیق کے بارے میں بھی اُس وقت جس نے بھی جو کردار ادا کیا، وہ ملک کے مفاد میں تھا۔ اُس وقت ملک میں سیاسی خلا کو پُر کرنے کے لیے آئی۔ جے۔ آئی بنانے کی ضرورت پیش آئی۔ کشمیر کے مسئلہ پر نواز شریف نے جو تھرڈ آپریشن کی بات کی تھی۔ وہ اُن کا پالیسی بیان نہیں تھا بلکہ کسی کے کہنے پر اُنھوں نے یہ بات کہہ دی تھی۔

30 جولائی کو بریگیڈیئر امتیاز کے گھر پر صحافیوں سے بات کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ملک کا تحفظ کرنے والوں کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں حب الوطنی کی سزا ہے۔ راجیو گاندھی کی مدد کرنے والے اور سولارز کے سینے پر تمغے سجانے والے اقتدار میں بیٹھے ہیں۔ ہم اقتدار میں آکر موجودہ صدر اور وزیراعظم کے خلاف غداری کے مقدمات قائم کریں گے۔ ہمیں انتقامی کارروائیوں سے خوفزدہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے دلوں میں صرف اللہ کا خوف ہے۔ حکمران انتقام کی آگ میں خود بھسم ہو جائیں گے۔

31 جولائی کو مسلم لیگ ورکرز کنونشن میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ بریگیڈیئر امتیاز اور میجر عامر کے خلاف مقدمات واپس لیے جائیں۔ یہ کارکردگی افواج پاکستان کے ادارے کو تباہ کرنے کی سازش ہے۔

31 جولائی کو وزارت دفاع کے حکم پر نواز شریف کے لیے ہیلی کاپٹر درآمد کرنے والی فرم جاوید ایسوسی ایٹس کا لائسنس منسوخ کر دیا گیا۔ لاہور ہائی کورٹ میں ہیلی کاپٹر استعمال کرنے کے بارے میں نواز شریف کی درخواست زیر سماعت ہے۔ عدالت عالیہ نے نواز شریف کو نجی ہیلی کاپٹر استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔

وزیراعلیٰ وٹو مشکلات میں

پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں منظور وٹو اپنی کابینہ کے وزراء اور چٹھہ لیگ اور پیپلز پارٹی کے ارکان اسمبلی کو ساتھ لے کر چلنے میں ناکام ثابت ہو رہے ہیں۔ اُن کی اقتدار سے علیحدہ کئے جانے کی افواہیں گشت کرنے لگیں، لیکن بے نظیر بھٹو نے 10 جولائی کو یہ کہہ کر کہ منظور وٹو ہمارے ساتھ پانچ سال مکمل کریں گے، اُنہیں وقتی سنبھالا دے دیا۔ اس کے دو دن بعد لاہور میں دو مساجد میں بموں کے دھماکوں میں دو نمازی شہید اور 27 افراد زخمی ہوگئے۔ بے نظیر نے ان دھماکوں پر اپنے افسوس اور تشویش کا اظہار کیا۔ منظور وٹو نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے صوبے کے سیاسی حالات پر گفتگو کی۔ صدر نے کہا کہ گورنر اور وزیراعلیٰ کے درمیان تعلقات میں کشیدگی سے انتظامی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ گورنر پنجاب نے وزیراعظم سے ملاقات کر کے صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ 21 جولائی کو صدر اور وزیراعظم کے درمیان ملاقات میں اس بات پر اتفاق ہوگیا کہ اگر وٹو وزراء اور پارٹی کو مطمئن نہ کر سکے تو اُنہیں مزید مہلت نہ دی جائے۔

ان حالات میں وٹو نے ایک مرتبہ پھر نواز شریف کے ساتھ مفاہمت کی کوشش کی لیکن 21 جولائی کو نواز شریف نے اُن کی اس پیش کش کو بھی ٹھکراتے ہوئے کہا کہ مفاد پرستوں سے کوئی اتحاد نہیں ہو سکتا۔ ایک صوبے کی خاطر میں ایسے عناصر سے مفاہمت نہیں کر سکتا جنہوں

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

نے غلام اسحٰق کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف سازشیں کیں۔ جو برسوں تک میرے ساتھ تھے اور پھر اُن کے ہوگئے۔ آج پھر یہ میرا بننے کی کوشش کر رہے ہیں حالانکہ اصل میں وہ کسی کے بھی نہیں ہیں۔ آئے دن پینترا بدلنے والوں کے لیے مسلم لیگ میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

کیپٹن فرخ پر فائرنگ،

2 جولائی کو تین مسلح افراد نے کیپٹن فرخ کی کار پر فائرنگ کر کے اُنہیں شدید زخمی کر دیا۔ حملہ آور اُن کی کار لے کر فرار ہوگئے۔ اُن کی حالت تشویش ناک ہے۔ کور کمانڈر اور دیگر اہم فوجی حکام نے اُن کی عیادت کی۔

حمید گل کا خطاب

10 جولائی کو آئی۔ ایس۔ آئی کے سابق سربراہ لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) حمید گل نے لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم بنانے میں اُن کا کوئی کردار نہیں تھا۔ یہ کہیں اور بنی ہے۔ آئی۔ ایس۔ آئی وہی کام کرتی ہے جو اُسے سونپا جائے۔ یہ کام غلط بھی ہو سکتا ہے اور صحیح بھی، لیکن اس کی ذمہ داری کام کروانے والے پر عائد ہوتی ہے۔ آئی۔ ایس۔ آئی کے تیز دھار چاقو سے سبزیاں بھی کاٹی جا سکتی ہیں اور قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کا غلط استعمال کروانے والے پر منحصر ہے، اس میں آئی۔ ایس۔ آئی کا کوئی قصور نہیں۔ جب حکومت کمزور ہوتی ہے تو فوج اُسے ڈکٹیشن دینے کی زیادہ بہتر پوزیشن میں ہوتی ہے۔ اُنہوں نے اس سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا کہ کیا اسلامی جمہوری اتحاد بنانے میں اُن کا کوئی ہاتھ تھا۔

نواحی بستیاں ہنگاموں کی زد میں

11 جولائی کو ملیر میں کار اور موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے حقیقی کے دو کارکن سمیت پانچ افراد ہلاک ہوگئے۔ اگلے دن لانڈھی میں بھی دو افراد جاں بحق اور متعدد زخمی ہوگئے۔ اس کے احتجاج میں وہ دو دنوں میں 20 گاڑیاں، 6 دکانیں، 7 مکانات نذر آتش کر دیئے گئے۔ مسلح افراد نے ماڈل کالونی کے تھانے اور پولیس موبائلوں پر حملے کئے۔ فائر بریگیڈ کی گاڑی پر فائرنگ سے فائر آفیسر محمد شفیق جاں بحق اور حوالدار مقبول زخمی ہوگئے۔

بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ موقع پرست عناصر میری حکومت کے خلاف سازش کر کے لوٹ مار کے دور کو واپس لانا چاہتے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم والے ہتھیار رکھ دیں اور قانون کی

حکمرانی کو تسلیم کر لیں۔ ہمیں تشدد کی سیاست پر قابو پانا ہوگا۔ قائداعظم نے کلاشنکوف کے ذریعے نہیں بلکہ نظریہ کی قوت سے پاکستان حاصل کیا۔

بے نظیر کی صدر سے ملاقات

31 جولائی کو وزیراعظم نے ایوان صدر میں فاروق لغاری سے ایک اہم ملاقات کی جس میں کوئی دوسرا شخص موجود نہیں تھا۔ بے نظیر نے اپنے دورہ سندھ کے دوران سامنے آنے والے بعض اہم نکات سے صدر کو آگاہ کیا۔ ایم۔کیو۔ ایم کے ساتھ مذاکرات کا معاملہ بھی زیرِغور آیا۔ ملاقات میں طے پایا کہ قومی اُمور میں اتفاق رائے کے لیے کوشش جاری رکھی جائے لیکن کسی کو سیاسی بلیک میلنگ کی اجازت نہ دی جائے۔ ملاقات کے بعد بے نظیر نے کہا کہ ایم۔کیو۔ ایم سے دہشت گردی کے خاتمے کے اصول پر ہی مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ قانون ہاتھ میں لینے والوں کے ساتھ سختی کے ساتھ نمٹا جائے گا۔ ایم۔کیو۔ ایم نے باہمی مفاہمت کے لیے ہماری شرائط کا کوئی جواب نہیں دیا۔

نواز شریف نے حیدر آباد میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر حکومت نے جو زیادتیاں عوام کے ساتھ کی ہیں، میں اُن کا بدلہ لوں گا۔ میں عوام کے مفاد میں میدان میں آیا ہوں۔ میں اُن کی خاطر اپنا تن، من اور دھن سب کچھ قربان کر دوں گا۔ ہم برادری ازم، لسانیت، عصبیت اور قومیت پر یقین نہیں رکھتے۔ تمام محب وطن عناصر ہمارے قافلہ میں شامل ہو جائیں۔

ایف-16 طیارے

یکم اگست 1994ء کو صدر لغاری نے کہا کہ ایف 16 طیاروں کی فراہمی امریکہ کی اخلاقی اور کاروباری ذمہ داری ہے۔ ورنہ امریکہ ہماری پیشگی ادا کی ہوئی رقم واپس کرے۔ پاکستان دیگر ذرائع سے جدید لڑاکا طیارے خریدنے پر غور کر رہا ہے۔ کبھی دباؤ میں آکر پاکستان یکطرفہ طور پر اپنا ایٹمی پروگرام رول بیک نہیں کرے گا۔ بے نظیر نے کہا کہ پریسلر ترمیم کے باوجود ملک کی دفاعی ضروریات پوری کی جائیں گی۔ 12 اگست کو مظفر آباد میں مہاجروں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پاکستان کی خارجہ پالیسی کا اہم ستون ہے۔ یہ بھارت کے لیے ویت نام ثابت ہوگا۔ اس مسئلہ کے حل کئے بغیر جنوبی ایشیاء میں پائیدار امن قائم نہیں ہو سکتا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پر تمام جماعتیں اتحاد کا مظاہرہ کریں۔

چونسہ آم کے تحائف

2 اگست کو وزیر اعظم بے نظیر نے بھارت کے وزیر اعظم نرسمہا راؤ، وزراء، ممتاز لیڈروں اور سرکاری افسران کے لیے پی۔ آئی۔ اے کی ایک چارٹرڈ پرواز کے ذریعے چونسہ آموں کے تحفے بھیجے۔ مسلم لیگی رہنماؤں نے کہا کہ آموں کے تحفے بھیج کر بے نظیر نے اپنا بھارت نواز رویہ سچ ثابت کر دیا۔ سرکاری ترجمان نے آم بھیجنے کی تردید کی۔

بریگیڈیئر امتیاز کیس

2 اگست کو عدالت میں بیان دیتے ہوئے امتیاز نے کہا کہ نواز شریف پر الزامات لگانے کے لیے مجھ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ عدالت نے اُن کے جسمانی ریمانڈ میں مزید چھ دن کی توسیع کر دی۔ عدالت میں اپنے گھر والوں سے بات کرتے ہوئے امتیاز نے کہا کہ درجنوں سرکاری کارندے مجھ سے روزانہ بیس گھنٹے تک پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ باقی چار گھنٹے بھی مجھے سونے نہیں جاتا۔ میں جھوٹے مقدمات کا سامنا کروں گا۔ پاکستان کی خاطر میں اپنا خاندان بھی قربان کر سکتا ہوں۔ بے نظیر بھٹو نے ملکی سلامتی کے ذمہ دار اہم افراد پر کاری ضرب لگا کر "را" اور "موساد" سے اپنے تعلقات کا حق ادا کر دیا۔ لیکن ظلم کی رات ڈھلنے والی ہے اور ملک دشمنوں کو کہیں منہ چھپانے کی جگہ بھی نہیں ملے گی۔

بریگیڈیئر امتیاز نے عدالت میں اپنی تحریری درخواست پیش کی کہ اُن کے خلاف الزامات کی سماعت کھلی عدالت میں کی جائے تاکہ عوام بھی حقائق سے آگاہ ہو سکیں۔ اُنھوں نے الزام لگایا کہ اُن کے اہل خاندان کو اذیتیں دی جا رہی ہیں۔

میجر عامر کی گرفتاری میں ناکامی پر وزیر اعظم نے ایف۔ آئی۔ اے کی 9 رکنی ٹیم سے جواب طلب کر لیا۔ میجر عامر کو اشتہاری مجرم قرار دے کر اُن کی جائیداد کی ضبطی کے احکام جاری کر دیئے گئے۔

عدلیہ میں جیالوں کی تقرری

5 اگست کو نواز شریف نے لاہور ہائی کورٹ میں پیپلز پارٹی سے منسلک افراد کو ایڈیشنل جج بنانے پر شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ ان سیاسی تقرریوں سے عدلیہ کا وقار مجروح ہوا ہے۔ اپوزیشن کو سزا دلوانے کے لیے "جیالے" جج بنائے جا رہے ہیں۔ ان تقرریوں کے ذریعے حکومت عدالتوں کو یک جماعتی آمریت کے قیام کے لیے اپنا آلہ کار بنانا چاہتی ہے۔ ہم عدلیہ کو کٹھ پتلی نہیں بننے دیں گے۔ اس اقدام کے ذریعے معاشرے کا پورا تانا بانا بکھر جائے گا۔ خاموش

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

تماشائی بننے کے بجائے مسلم لیگ عدلیہ کے وقار کی بحالی کے لیے ہر قربانی دے گی۔ اپنے وطن کی خاطر ہم سب کچھ قربان کرسکتے ہیں۔ عوام ہماری کال کا انتظار کریں۔

یوم آزادی

14 اگست کو یوم آزادی کے موقع پر صدر لغاری نے اپنے پیغام میں کہا کہ تخلیق پاکستان کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا۔ ذاتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر بھوک اور جہالت کے خلاف جدوجہد کی جائے۔ بے نظیر نے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فرقہ واریت، صوبائیت اور نسلی تعصب سے اجتناب کرتے ہوئے متحد ہو کر ملک کی تعمیر کے لیے جدوجہد کی جائے۔ بے نظیر نے ایک مرتبہ پھر اپوزیشن کو مذاکرات کی دعوت دے دی۔

نواز شریف نے کراچی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صدر اور وزیراعظم دونوں مستعفی ہو جائیں اگر 11 ستمبر تک انہوں نے استعفے نہ دیئے تو ایسی تحریک چلائیں گے کہ بے نظیر ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گی۔

یوم آزادی کی تقریبات سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ حکمران جشن منا رہے ہیں جبکہ عوام مشکلات کا شکار ہیں۔ بے نظیر کو اقتدار نواز شریف نے دلوایا ہم اس کے خطاوار نہیں۔

14 اگست کو پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد کے سامنے کلچرل شو ہلڑبازی اور توڑ پھوڑ کی نذر ہوگیا۔ آنے والے جیالوں نے سٹیج کے سامنے رکھی ہوئی مخصوص کرسیوں پر بیٹھنے کی کوشش کی تو پولیس والوں نے انہیں روکا جس پر انہوں نے پولیس اہلکاروں پر حملہ کر دیا۔

کمیٹیوں سے استعفے

ڈپٹی اپوزیشن لیڈر گوہر ایوب نے کہا کہ صدر اور وزیراعظم کی کرپشن، مہران بینک اور عدلیہ میں جیالوں کی بھرتی کے خلاف ہم نے قومی اسمبلی کی تمام مجالس قائمہ سے استعفے دے دیئے ہیں۔ تحریک چلا کر حکومت کو ہٹانے کے ضمن میں یہ ہمارا پہلا قدم ہے۔

صدر لغاری نے کہا کہ ملک میں سیاسی استحکام ہے۔ گزشتہ انتخابات شفاف تھے۔ نئے انتخابات کا کوئی جواز نہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ صدر اور وزیراعظم کے استعفوں کا مطالبہ "اتفاق" کی سلطنت کو بچانے کا ڈرامہ ہے۔ ہمیں دھمکیوں سے مرعوب نہیں کیا جا سکتا۔ اپوزیشن کوئی تحریک نہیں چلا سکے گی۔ وہ لوٹ مار، کرپشن اور اقرباپروری کا دور واپس لانا چاہتے ہیں۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

بھارتی وزیراعظم کی دھمکی

15 اگست کو یوم آزادی پر دہلی کے لال قلعے کی فصیل سے خطاب کرتے ہوئے بھارت کے وزیراعظم نرسیماراؤ نے کہا کہ پاکستان آزاد کشمیر خالی کر دے۔ وہ بھارت کا حصہ ہے۔ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک پاکستان کشمیر میں مداخلت ختم نہیں کر دیتا۔

صدر لغاری نے کہا کہ کشمیر تقسیم ہند کا نامکمل ایجنڈا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی تسلط کو کوئی تسلیم نہیں کرتا۔ بھارتی دھمکیوں کے باوجود ہم کشمیریوں کی حمایت جاری رکھیں گے۔ بے نظیر نے کہا کہ بھارتی میزائل بجن سے آبنائے ملاکا تک باعث تشویش ہیں۔ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے۔ پاکستان بھارتی وزیراعظم کی دھمکی سے مرعوب نہیں ہو گا۔

جنرل ضیاءالحق کی برسی

17 اگست کو فیصل مسجد کے باہر مرحوم جنرل ضیاء کی برسی کے موقع پر ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکومت عوام کی حمایت سے برسر اقتدار نہیں آئی۔ پیپلزپارٹی اقتدار سے چمٹی رہی تو ملک بھر میں کراچی جیسی تباہی آئے گی۔ بے نظیر ملک کا سودا کر کے باہر چلی جائیں گی۔ لیکن ہم انہیں بھاگنے نہیں دیں گے۔ بے نظیر کو سرکاری خزانے سے پچاس کروڑ روپے کی لاگت سے اپنے والد کا مقبرہ بنانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر حکومت مستعفی نہ ہوئی تو عوام اسے راول ڈیم میں غرق کر دیں گے۔ میں لغاری کو صدر نہیں مانتا۔

تحریک نجات

18 اگست کو اسلام آباد میں منعقد ہونے والے اجلاس میں مشترکہ ایکشن کمیٹی نے 11 ستمبر سے "تحریک نجات" چلانے کا اعلان کر دیا۔ اجلاس میں کہا گیا کہ نواز شریف حکومت کو ایک بین الاقوامی سازش کے تحت اندرونی طاقتوں کے ذریعے ختم کیا گیا۔ اس کا مقصد ایٹمی پروگرام رول بیک کرنا، مسئلہ کشمیر بیرونی طاقتوں کی مرضی کے مطابق حل کرانا اور اقتصادی ترقی کو روکنا تھا۔ آج پورا ملک بے نظیر حکومت کے ہاتھوں تنگ ہے۔ 11 ستمبر کا کاروانِ نجات حکومت کو اسلام آباد سے اٹھا کر باہر پھینک دے گا۔ ایم کیو ایم نے تحریک نجات میں غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کر لیا۔

بے نظیر نے کہا کہ مجھے اپوزیشن کے الٹی میٹم کی کوئی پروا نہیں۔ اس کا لانگ مارچ

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

شارٹ میں تبدیل ہو جائے گا- عوام اس کے سامنے دیوار بن جائیں گے- قبل از وقت انتخابات نہیں ہوں گے- ہم نے لوٹ مار کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں-

مشترکہ خصوصی کمیٹی

23 اگست کو وزیر قانون اقبال حیدر اور مسلم لیگ کے افتخار گیلانی نے مشترکہ طور پر آئین پر نظر ثانی کے لیے خصوصی کمیٹی کے قیام کی تجویز قومی اسمبلی میں پیش کی جسے اتفاق رائے سے منظور کر لیا گیا- خصوصی کمیٹی میں تمام جماعتوں کو نمائندگی حاصل ہوگی- ممبران اسمبلی نے تجویز کے حق میں تقاریر کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حالات اس امر کی متقاضی ہیں کہ 1973ء کے آئین پر بشمول آٹھویں ترمیم نظر ثانی کی جائے- سیاسی مبصرین نے کہا کہ ایوان کی خصوصی کمیٹی کے قیام کی تجویز نے پاکستانی سیاست کو ایک نیا رخ دے دیا ہے- اب صدر اور وزیراعظم سے استعفے طلب کرنے اور نئے انتخابات کرانے کا مطالبہ کرنے کا کوئی جواز نہیں رہے گا-

نواز شریف نے کہا کہ قومی اسمبلی میں خصوصی کمیٹی کی تشکیل کسی غلط فہمی کا نتیجہ تھی- آئینی پیکج کا وقت گزر چکا- اب حکومت سے کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی- جب ہم تمام مجالس قائمہ سے مستعفی ہو چکے ہیں تو پھر کسی خصوصی کمیٹی میں کیوں شامل ہوں-

ایٹم بم

23 اگست کو نیلا بٹ آزاد کشمیر میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ پاکستان کے پاس ایٹم بم موجود ہے- بھارت ہم پر حملہ کرنے سے باز رہے ورنہ اسے ایٹم بم کا سامنا کرنا پڑے گا- اگر ہمیں کام کرنے کا موقع ملتا تو کشمیر ہمارے دور میں آزاد ہو سکتا تھا- ہم نے کروڑوں روپے جماعت اسلامی کو جہاد کشمیر کے لیے دیئے تھے- اخبارات میں شائع ہونے والے اشتہارات بالکل درست تھے- میں نے آج تک مصلحت کی خاطر اپنی زبان بند رکھی- قاضی صاحب نے ہمیں شکست دلوانے کے لیے مثالی کردار ادا کیا تھا- بے نظیر ہمیں قاضی صاحب کے خلاف بولنے پر زبان کھینچنے کی دھمکی دیتی تھیں- ستمبر 1993ء میں نواز شریف نے قاضی صاحب کے خلاف جو اشتہارات اخبارات میں شائع کرائے تھے ان میں جہاد کشمیر کا کوئی تذکرہ نہیں تھا- بلکہ ان میں یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ وزیراعظم نواز شریف نے قاضی حسین احمد کے طلب کرنے پر انہیں نفاذ اسلام کے لیے دس کروڑ روپے ادا کیے- قاضی صاحب نے اسلام کی خدمت کے نام پر بیس کروڑ مزید مانگے- لیکن

پہلے جب دس کروڑ روپے کا نواز شریف نے حساب مانگا تو وہ اپوزیشن کے ساتھ چلے گئے۔ اس سے قبل نواز شریف ان اشتہارات سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کرتے رہے تھے۔ اب جہاد کشمیر کا نام لے کر انہوں نے دوسری مرتبہ کذب بیانی سے کام لیا۔

امریکی ترجمان نے کہا کہ نواز شریف کے بیان سے ثابت ہوگیا کہ پاکستان کو دہشت گردی کی واچ لسٹ پر رکھنے کا ہمارا فیصلہ حق بجانب تھا۔ جنوبی ایشیا میں ایٹمی عدم پھیلاؤ کی امریکی پالیسی بالکل درست ہے۔

24 اگست کو بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف کا بیان غیر ذمہ دارانہ ہے۔ اس سے پاکستان کے دشمنوں کو پروپیگنڈہ کا موقع ہاتھ آگیا۔ ایسا دعویٰ انہوں نے اپنی وزارت عظمیٰ کے دوران کیوں نہیں کیا۔ میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتی ہوں کہ ہم نے ایٹم بم نہیں بنایا ہے۔ صدر لغاری نے کہا کہ ہمارا ایٹمی پروگرام پرامن مقاصد کے لیے ہے۔ دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ پاکستان کے پاس ایٹم بم موجود نہیں۔ نواز شریف کا بیان سیاسی ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ ایٹم بم کے بارے میں بیان میں نے فوج کے اشارے پر نہیں بلکہ خوب سوچ سمجھ کر دیا تھا۔ میں اس پر اب بھی قائم ہوں۔ حکومت ایٹمی پروگرام پر سودے بازی کرنے والی تھی۔ میں نے اس کی راہ روک لی۔ ایٹم بم کے بارے میں معذرت خواہانہ رویہ ترک کیا جائے۔ بھارت کو جواب دینے کے لیے ہمیں ایٹمی میزائل بھی بنانا ہوگا۔ میں نے بین الاقوامی طاقتوں پر واضح کر دیا ہے کہ وہ پاکستان کو بھارت کے مساوی درجہ دیں۔ ہمیں مسئلہ کشمیر پر کیمپ ڈیوڈ طرز کے معاہدہ پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

قاضی صاحب نے نواز شریف کے الزامات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ خود لوٹ کھسوٹ میں ملوث رہے ہیں کسی اہم ذمہ داری پر فائز ہونے کے اہل نہیں۔ انہوں نے میرے اوپر بے بنیاد الزام لگایا ہے۔ اگر وہ سچے ہیں تو ان الزامات کو ثابت کریں۔ نواز شریف نے کہا کہ قاضی صاحب بات کو آگے نہ بڑھائیں اور ایسے سوالوں کا جواب نہ مانگیں جن سے انہیں خفت کا سامنا کرنا پڑے۔ اپنے بیانات دینے سے قبل جماعت اسلامی سے پوچھ لیا کریں۔ جس انداز سے وہ ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں اگر اسی طرح سے ہم بھی جوابی حملہ کریں تو ان کے لیے مشکل پیدا ہو جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ ان کے بیانات کو جماعت اسلامی کی تائید حاصل نہیں ہے۔ 25 اگست کو بے نظیر نے لاڑکانہ میں کارکنوں اور شہریوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اپوزیشن پیپلز پارٹی کی نقل میں لانگ مارچ نہ کرے۔ عوام حکومت کے خلاف تمام منصوبے ناکام بنا دیں گے۔ 27 اگست کو لندن روانگی سے قبل نواز شریف نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ اللہ ہمیں بے نظیر کی نقل کرنے سے محفوظ رکھے۔ اگر ایٹمی پروگرام اور کشمیر کاز کوئی نقصان پہنچا تو میں خاموش نہیں رہ سکتا۔

اتفاق گروپ کے خلاف اقدامات

29 اگست کو نواز شریف کے برادر نسبتی اور پنجاب اسمبلی کے رکن سہیل ضیا بٹ کو گرفتار کر لیا گیا- پولیس ذرائع نے بتایا کہ انہیں منشیات کی سمگلنگ کے شبہ میں حراست میں لے لیا گیا ہے- اتفاق گروپ کے دو منیجر بھی گرفتار کر لیے گئے- ان پر جعلی دستخطوں سے رقوم نکلوانے کا الزام ہے- شراکت داروں کی درخواست پر عدالت کے حکم سے اتفاق گروپ کی تین شوگر ملیں سربمہر کر دی گئیں- لیکن سپریم کورٹ نے اس حکم پر عملدرآمد روک دیا- 31 اگست کو پولیس نے اتفاق گروپ کے ہیڈ آفس پر چھاپہ مار کر سولہ کمپنیوں کا ریکارڈ اپنے قبضے میں لے لیا-

امریکی قونصل جنرل کی وضاحت

یکم اگست کو کراچی میں مقیم امریکی قونصل جنرل نے کہا کہ شہر کراچی کو صوبہ سندھ سے علیحدہ کرنے اور اسے ایک الگ شہر بنانے کے لیے امریکہ کی کوئی سرکاری پالیسی نہیں ہے- امریکہ پاکستان کو کراچی سمیت ایک ملک سمجھتا ہے- امریکہ کی کراچی میں دلچسپی اور امریکی سفارت کاروں کے بعض سیاسی عناصر سے مسلسل رابطوں کے پیش نظر بعض گوشوں میں ایک عرصے سے اس شبہ کا اظہار کیا جاتا رہا ہے کہ امریکہ کراچی کو ایک الگ خود مختار شہر بنانا چاہتا ہے- امریکی قونصل جنرل نے اسی شبہ کے ازالے کے لیے یہ بیان جاری کیا-

بھارتی قونصل خانہ

یکم اگست کو حکومت سندھ نے کراچی میں بھارتی قونصل خانہ بند کرنے کی سفارش کر دی- سندھ میں حالیہ فرقہ وارانہ فسادات اور تخریبی سرگرمیوں کے واقعات میں بھارتی قونصل خانے کے ملوث ہونے کے ٹھوس ثبوت ایجنسیوں کو حاصل ہوگئے ہیں- اس کے عملے کے فرقہ وارانہ عناصر سے رابطے ہیں- یہ عناصر بھارت میں تخریب کاری کی تربیت حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو بھرتی کرتے ہیں اور پھر انہیں اسلحہ فراہم کیا جاتا ہے- قونصل خانہ ملک دشمن کارروائیوں اور تخریب کاری کی وارداتوں کی پشت پناہی میں ملوث ہے- صدر لغاری نے کہا کہ سندھ کے حالات خراب کرنے میں بیرونی ہاتھ ہے- حکومت کے پاس اس کے ٹھوس ثبوت موجود ہیں- عوام کے جان و مال سے کھیلنے والے عناصر سے آہنی ہاتھ سے نمٹنے کا فیصلہ کر لیا ہے- وزیر خارجہ سردار آصف نے کہا کہ کراچی کے واقعات میں بھارتی قونصل خانہ ملوث پایا گیا

تو اسے بند کرنا پڑے گا۔

کور کمانڈر سے ملاقات

یکم اگست کو عبداللہ شاہ نے کور ہیڈ کوارٹر میں کور کمانڈر جنرل لہراسپ سے ملاقات میں سندھ اور بالخصوص کراچی میں امن و امان کی صورتحال اور غیر قانونی اسلحہ کی بازیابی کا جائزہ لیا گیا۔ اسی روز پروگرام کے مطابق عبداللہ شاہ نے ایک گھنٹے تک عوام سے براہ راست ٹیلی فون پر ان کی شکایات سن کر موقع پر ان کے ازالے کے لیے فوری احکام صادر کیے جن میں ایک نابینا کو ملازمت دلوانے، ایک غریب کو پلاٹ الاٹ کرنے اور ایک پولیس اہلکار کو معطل کرنے کے احکام شامل تھے۔

یکم اگست کو تین مزید مقدمات میں ایک عدالت نے الطاف حسین کے وارنٹ گرفتاری جاری کرائے۔ ایک دوسری خصوصی عدالت نے الطاف حسین، شعیب بخاری، عمران فاروق، وسیم احمد اور عبدالقادر لاکھانی کو اشتہاری ملزم قرار دے دیا۔

یکم اگست کو بھی کراچی کے مختلف علاقوں میں رات بھر فائرنگ ہوتی رہی۔ کورنگی میں صبح سویرے نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے ایک شخص کو ہلاک کر دیا۔ اس کی نعش کئی گھنٹے تک گلی میں پڑی رہی۔ 2 اگست کو فائرنگ کی وارداتوں میں نو افراد ہلاک ہو گئے۔ لانڈھی میں مسلح افراد نے ایک تھانے کے انچارج سید اصغر علی شاہ کی کار پر فائرنگ کر دی جس سے وہ زخمی ہو گئے۔

جنرل وحید کے نام خط

4 اگست کو الطاف حسین نے بری فوج کے سربراہ جنرل عبدالوحید کے نام اپنے ایک خط میں تحریر کیا کہ میں ایک سچے محب وطن پاکستانی کی حیثیت سے آپ کو ملک کی سلامتی کے خلاف کی جانے والی گھناؤنی سازش سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ سندھ میں گزشتہ دو برسوں سے جاری فوجی آپریشن جرائم پیشہ افراد، اغوا برائے تاوان کی وارداتیں کرنے والوں اور ڈاکوؤں کے خلاف نہیں بلکہ اس کا اصل نشانہ ملک کی تیسری بڑی جماعت ایم کیو ایم اور مہاجر ہیں۔ اس آپریشن کے دوران ہزاروں معصوم اور بے گناہ مہاجروں کو قتل اور زخمی کیا گیا۔ چھاپوں کی آڑ میں گھروں کو لوٹا گیا۔ خواتین اور بزرگوں کی بے حرمتی کی گئی۔ اربوں روپے کی رشوت وصول کی گئی۔ 31 جنوری 1994ء سے 2 اگست 94ء تک ایم کیو ایم کے 48 کارکنوں اور حامیوں کو سرکاری اہلکاروں اور دہشت گردوں نے ہلاک کیا۔ مجھ سمیت ایم کیو ایم کے دوسرے رہنماؤں کے "را" سے تعلقات کی جھوٹی رپورٹیں اور جعلی ٹیپ فوجی قیادت کو فراہم کیے گئے۔ میں اللہ

کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کبھی "را" کے کسی اہلکار سے ٹیلی فون پر یا بالمشافہ بات چیت نہیں کی۔ میری گفتگو کا جو ٹیپ آپ کو فراہم کیا گیا ہے وہ جعلی اور خود ساختہ ہے۔ مہاجروں نے ہمیشہ "پاک فوج زندہ باد" کے نعرے لگائے ہیں۔ مشرقی پاکستان میں اپنے مستقبل اور انجام کی پروا کیے بغیر پاک فوج کا ساتھ دیا۔ لیکن انہیں کیمپوں میں کسمپرسی کی زندگی گزارنے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ محب وطن جرنیلوں کے ساتھ بیٹھ کر مہاجروں کے خلاف کی جانے والی کارروائیاں رکوائیں۔ مہاجر پاکستان دشمنوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔

میرپور خاص میں ٹیلی فون پر خطاب کرتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ ہم پر توپیں چلیں یا ٹینک چڑھائے جائیں لیکن ہم کسی دھمکی میں نہیں آئیں گے۔ کراچی پریس کلب میں ٹیلی فون پر ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ مہاجروں کو دیوار سے نہ لگایا جائے۔ اگر پانی سر سے گزر گیا تو پھر عوام میری اپیل پر بھی کان نہیں دھریں گے۔ زبان بندی کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ ہم حکومت سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں۔

بے نظیر نے کہا کہ ایم کیو ایم پہلے مجرموں سے علیحدہ ہو پھر اس سے مذاکرات ہوں گے۔ الطاف حسین بے گناہ ہیں تو واپس آ کر عدالتوں کا سامنا کریں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ الطاف حسین مجرم ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ البتہ ہم ایم کیو ایم سے مفاہمت چاہتے ہیں۔ اور اشتیاق اظہر کے ساتھ ہمارے مذاکرات جاری ہیں۔ عبداللہ شاہ نے تسلیم کیا کہ نظام میں کوئی بڑی خرابی رونما ہوگئی ہے جس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ عوام پولیس والوں کو دوست نہیں بلکہ ڈاکو سمجھتے ہیں اور سرکاری ملازمین عوام کے خادم کے بجائے حاکم نظر آتے ہیں۔ یہ رویہ بدلنے کی ضرورت ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ کراچی میں امن و امان کی صورتحال خراب ہے۔ لوگوں کو تشدد اور فائرنگ کر کے ہلاک کیا جا رہا ہے۔

6 سے 12 اگست تک ایک ہفتے کے دوران فائرنگ کی وارداتوں میں ایک پولیس افسر سمیت 24 جاں بحق ہوگئے۔ کورنگی اور لیاقت آباد میں مسلح افراد گھروں پر حملے کرتے رہے۔ 11 اگست کو مسلح افراد نے لانڈھی تھانے پر فائرنگ کی۔ کورنگی میں پولیس موبائل پر فائرنگ کی گئی جس سے ایک سپاہی زخمی ہوگیا۔ سات گاڑیاں جلا دی گئیں۔

یوم آزادی پر دہشت گردی

14 اگست کو یوم آزادی کے موقع پر کراچی میں ہنگاموں اور فائرنگ سے دس افراد جاں بحق اور تیس زخمی ہوگئے۔ پانچ گاڑیاں اور ایک ہوٹل جلا دیا گیا۔ 16 اگست کو آفاق احمد کے چچا

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

زاد بھائی آفتاب صدیقی، ایک فرم کے منیجر عبدالحمید، پیپلز پارٹی کے ایک رہنما ور ایک سپاہی سمیت چودہ افراد نقاب پوشوں کی فائرنگ سے ہلاک ہوگئے۔ 17 سے 31 اگست تک فائرنگ کی وارداتوں میں کراچی میں بلدیہ کے سب انسپکٹر الطاف صدیق اور ایم کیو ایم کے ایک کارکن سمیت 35 افراد ہلاک اور 25 زخمی ہوگئے۔ بوریوں میں بند لاشیں ملیں جنہیں تشدد کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔ متعدد گاڑیاں جلا دی گئیں، لوگ احتجاج کرتے رہے اور ٹریفک پر پتھراؤ کیا۔ پولیس نے ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس کے شیل پھینکے۔

حیدر آباد میں 22 اگست کو موٹر سائیکل سواروں نے ایک ہسپتال کے اندر گھس کر فائرنگ کر کے 20 افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

24 اگست کو کراچی میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ کراچی کے عوام نے جن کو اپنا نمائندہ منتخب کیا انہوں نے کراچی کو کیا دیا۔ حکومت مجرموں کو سیاسی بلیک میلنگ کی اجازت نہیں دے گی۔ مجرموں اور سیاسی عناصر میں امتیاز کیا جانا ضروری ہے۔ صوبائی حکومت تسلی بخش طور پر اپنے فرائض انجام دے رہی ہے۔ اس میں تبدیلی کی افواہیں بے بنیاد ہیں۔

26 اگست کو مرتضیٰ بھٹو کہا کہ ملک میں عدم استحکام اور سیاسی اداروں کے تباہ ہو جانے کے پیش نظر موجودہ حکومت کا خاتمہ اور قومی حکومت کا قیام ضروری ہو گیا ہے۔ وڈیروں کے کتے مکھن اور شہد کھا رہے ہیں لیکن غریبوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔ بے نظیر نے گھوڑوں کی خریداری کے لیے آئرلینڈ کا دورہ کیا تھا۔

نواز الطاف مذاکرات

نواز شریف نے اپنے لندن میں قیام کے دوران الطاف حسین کے ساتھ مذاکرات کے تین دور مکمل کیے۔ میاں صاحب کی کوشش تھی کہ 11 ستمبر سے شروع کی جانے والی ''تحریک نجات'' میں ایم کیو ایم تعاون کرے۔ الطاف حسین کا کہنا تھا کہ ماضی میں ہم پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کر کے قربانی کا بکرا بنتے رہے ہیں۔ اب مسلم لیگ کو اپنا تعاون پیش کرنے کے لیے الطاف حسین اپنی شرائط پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگر مسلم لیگ مخلص ہے تو وہ اپنے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کو مستعفی کرائے، سندھ میں فوجی آپریشن ختم کرنے اور فوج کو واپس بلانے کے مطالبہ کی حمایت کرے اور ایم کیو ایم کے رہنماؤں اور کارکنوں کے خلاف مقدمات واپس لینے کی تائید کرے۔ نواز شریف نے بعض شرائط مان لیں لیکن ارکان اسمبلی کے استعفوں کے بارے میں انہیں تحفظات تھے۔ ملاقات کے آخری دور میں اجمل خٹک اور حاجی غلام احمد بلور بھی موجود تھے۔ کوئی پیش رفت نہ ہونے کے باعث یہ مذاکرات ناکام

ہو گئے۔ لیکن کراچی واپسی پر اجمل خٹک اور حاجی بلور نے کہا کہ لندن میں ہمارے الطاف حسین سے مفید مذاکرات ہوئے ہیں۔ الطاف حسین نے اپنے تعاون کے لیے کوئی شرائط پیش نہیں کی ہیں۔ قومی اہمیت کی حامل "تحریک نجات" سے الطاف حسین جیسی شخصیت لاتعلق کس طرح رہ سکتی ہے۔ گو اس سے قبل نواز شریف الطاف حسین کے ساتھ مذاکرات کرنے کی تردید کر چکے تھے۔

جنرل سیلز ٹیکس

یکم ستمبر کو وزیر مملکت شہاب الدین نے کہا کہ 277 اشیاء پر جنرل سیلز ٹیکس 15 فیصد کی شرح سے آج سے نافذ ہو جائے گا۔

نواز شریف کے خلاف ریفرنس

لاہور پیپلز پارٹی کے نائب صدر عبدالقادر شاہین نے ایٹم بم کے بارے میں نواز شریف کے بیان کو بنیاد بنا کر سپیکر قومی اسمبلی اور چیف الیکشن کمشنر کو انہیں اسمبلی کی رکنیت کا نااہل قرار دینے کے لیے ریفرنس داخل کر دیا۔ انہوں نے صدر، وزیر اعظم اور بری فوج کے سربراہ کے نام اپنے مراسلہ میں یہ بیان دینے پر نواز شریف کے خلاف مقدمہ درج کرنے اور انہیں گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا۔

قاہرہ کانفرنس

3 ستمبر کو مخالفت کے باوجود بے نظیر قاہرہ کانفرنس میں شرکت کے لیے روانہ ہو گئیں۔ یکم ستمبر کو بعض ارکان قومی اسمبلی نے کہا تھا کہ مجوزہ کانفرنس کے ایجنڈے میں بے حیائی، جنسی آوارگی، اسقاط حمل اور ہم جنس پرستی جیسے اسلامی اقدار کے مخالف امور شامل ہیں اس لیے بے نظیر اس میں شرکت نہ کریں۔ نواز شریف نے کہا کہ قابل اعتراض کانفرنس میں شرکت کے لیے روانگی سے بے نظیر نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ امریکہ کو خوش کرنے کے لیے سب کچھ قربان کر سکتی ہیں۔ نوابزادہ نصراللہ خاں نے کہا عنقریب پاکستان میں منعقد ہونے والی مسلم ممالک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس قاہرہ کانفرنس سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ اس لیے صدر اور وزیر اعظم کو اس دوران ملک میں رہنا چاہیے۔

5 ستمبر کو قاہرہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ کانفرنس کا طویل ایجنڈا نقائص سے پر ہے۔ اس کے بعض حصے اسلامی اقدار سے متصادم ہیں۔ اس میں کچھ

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

ایسی سنگین غلطیاں ہیں جو شمال سے جنوب تک اور مسجد سے چرچ تک ثقافتی اقدار کو متاثر کرتی ہیں۔ اس کانفرنس کو متنازعہ بنا دیا گیا ہے۔ ہم کانفرنس کو بے راہ روی کا ذریعہ نہیں بننے دیں گے۔ اسلامی اقدار کے مخالف اعلامیہ کو ہم مسترد کر دیں گے۔ اسقاط حمل پاکستان کا مسئلہ نہیں اسلام اسے مسترد کرتا ہے۔ اسلام زندگی کی حرمت پر زور دیتا ہے۔ وہ بچوں کو قتل کرنے سے منع کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ان کو رزق عطا کرتا ہے۔ مغرب کے ٹی وی نے بچوں کی رہی سہی معصومیت بھی چھین لی ہے۔ اسلام نے خاندان کی جو اہمیت بیان کی ہے اس پر مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ اسلام ہی بنی نوع انسان کی ترقی کا ضامن ہے۔ اہل مشرق پر بے جا دباؤ نہ ڈالا جائے۔

نواز شریف نے کہا کہ کانفرنس میں بے نظیر کی تقریر ڈرامہ بازی ہے۔ انہوں نے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کر خفیہ طور پر تمام شرائط قبول کرلی ہیں۔

بے نظیر کا انٹرویو

قاہرہ میں مصر کی ایک خبر رساں ایجنسی کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا اسرائیل کو تسلیم کرنے کے بارے میں اسلامی ممالک سے مشورہ کر رہی ہیں۔ اس بارے میں بیت المقدس سمیت بعض شرائط غور طلب ہیں۔ اسرائیل کو تسلیم کرنے کا ابھی وقت نہیں آیا ہے۔

کاروان نجات کی روانگی

۱۱ ستمبر کو نواز شریف مزار قائد سے ایک جلوس کے ہمراہ کینٹ سٹیشن پہنچے۔ ان کی قیادت میں کاروان نجات ساڑھے نو بجے بذریعہ خیبر میل روانہ ہوگیا۔ مسلم لیگ، جے یو پی، اے این پی اور جمعیت اہلحدیث کے قائدین ان کے ہمراہ ہیں۔ ٹرین کی روانگی سے قبل سٹیشن پر موجود لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ قافلہ نجات چل پڑا ہے۔ حکومت سے چھٹکارے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ حکومت کے خاتمے پر ہمارا جہاد مکمل ہو گا۔ کراچی والے پورے ملک کے لیے روٹی کماتے ہیں لیکن ان کا کوئی پرسان حال ہے۔ یہاں نہ بجلی ہے، نہ پانی، نہ روٹی اور نہ روزگار۔

حیدر آباد میں پلیٹ فارم پر موجود ہزاروں افراد نے نعروں کی گونج میں ٹرین کا استقبال کیا۔ عوام نعرے لگا رہے تھے۔ "نواز شریف قدم بڑھاؤ، ہم تمہارے ساتھ ہیں" ان سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ آج کی رات بے نظیر حکومت کی آخری رات ہے۔ حکومت اعتماد کھو چکی ہے، عزت سے اقتدار چھوڑ دے۔ پوری قوم کا مطالبہ ہے کہ نئے

انتخابات کرائے جائیں۔ ایم کیو ایم کی عدم موجودگی کے بارے میں صحافیوں کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہم ایم کیو ایم کے بغیر دو مرتبہ اپنی طاقت کا بھرپور مظاہرہ کر چکے ہیں۔

بے نظیر نے کراچی میں کہا کہ نواز شریف دس ٹرین مارچ کر لیں وہ حکومت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ ملک لوٹنے والے احتساب سے بچنے کے لیے ٹرین مارچ کر رہے ہیں۔

12 ستمبر کو ملتان چھاؤنی پر لوگوں کے ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکومت کے دن گنے جا چکے ہیں۔ ساہیوال سٹیشن پر ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انجینئرڈ الیکشن کے ذریعے اقتدار میں آنے والے صدر اور وزیراعظم کو اب جانا ہو گا۔ ٹرین مارچ کی کامیابی حکومت کے خلاف ریفرنڈم ہے۔

12 ستمبر کو نو بجے جب ٹرین لاہور پہنچی تو ہزاروں مسلم لیگی کارکنوں نے اس کا استقبال کیا۔ ٹرین کی آمد پر زبردست آتش باری کی گئی۔ "نواز شریف کو لائیں گے۔ ایٹم بم بنائیں گے۔" کے پرجوش نعرے لگائے گئے۔ ٹرین مارچ کا پہلا مرحلہ ختم ہونے پر نواز شریف نے داتا دربار پر حاضری دی۔ بھاٹی گیٹ کے سامنے ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر لاہور سے الیکشن لڑیں۔ وہ جیت گئیں تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔

صدر لغاری نے کہا کہ پرامن ٹرین مارچ اپوزیشن کا حق ہے۔ حکومت کو کوئی خطرہ نہیں۔ مجھ پر جانبداری کا الزام درست نہیں۔

کاروان نجات کا دوسرا دور

ایک رات قیام کے بعد کاروان نجات 13 ستمبر کو تیزرو کے ذریعے لاہور سے روانہ ہو کر اسی دن پشاور پہنچ گیا۔ پشاور میں اس کا زبردست خیرمقدم کیا گیا۔ استقبالی ہجوم نعرے لگا رہا تھا۔ "بے نظیر کو جانا ہے، نواز شریف کو لانا ہے" اور "پوری قوم کا ایک ہی نعرہ، نواز شریف آئے دوبارہ۔" سویکارنو چوک پر ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عوام کے سیلاب کے سامنے کوئی بند نہیں باندھ سکتا۔ حکومت عزت کے ساتھ رخصت ہو جائے۔ صدر کا بیان ان کی شکست خوردہ ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔ ہمارا جہاد ملک کو لٹیروں سے پاک کرنے کے لیے ہے۔ ہم اقتدار میں آکر عدلیہ میں حکومت کا عمل دخل ختم کرنے کے لیے آئینی اقدامات کریں گے۔ ہم ایوان کے اندر تبدیلی کے لیے عدم اعتماد کی تحریک بھی پیش کریں گے۔ میں پاکستان بچانے کے لیے جلد ہی کال دوں گا۔ عوام سروں پر کفن باندھ کر میدان میں آ جائیں۔

توقعات اور دعوؤں کے بالکل برعکس ٹرین مارچ "فلاپ شو" ثابت ہوا ہے۔ نواز شریف کے اس ٹرین مارچ نے اپوزیشن کو کمزور اور حکومت کو مضبوط بنا دیا۔ مارچ کے آغاز کی رات کو

وہ حکومت کی آخری رات قرار دے رہے تھے۔ لیکن اس کی ناکامی کے بعد اب یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ وہ جلد ہی دوبارہ کال دیں گے۔ بے نظیر نے شروع ہی سے اسے قابل اعتنا قرار نہیں دیا تھا۔ ٹرین مارچ کے آغاز ہی پر وہ بیرونی دورہ پر روانہ ہو گئی تھیں۔

ملک گیر ہڑتال

15 ستمبر کو نواز شریف کی صدارت میں مسلم لیگ اور حلیف جماعتوں نے اپنے اجلاس میں 20 ستمبر کو ملک گیر ہڑتال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تجارتی اداروں نے بھی ہڑتال میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔ پوری تاجر برادری سیلز ٹیکس کے نفاذ پر مضطرب اور پریشان تھی اور حکومت اسے نافذ کرنے پر بضد۔

"واشنگٹن پوسٹ" میں نواز شریف کا انٹرویو

امریکی اخبار "واشنگٹن پوسٹ" میں نواز شریف کا ایک انٹرویو ایسے وقت شائع ہوا جب وہ ٹرین مارچ پر تھے۔ اس انٹرویو میں جو اخبار کے نمائندے نے ان سے ان کی رہائش گاہ لاہور میں لیا گیا تھا: نواز شریف سے یہ بیان منسوب کیا گیا کہ 1991ء کے اوائل میں بری فوج کے سربراہ جنرل اسلم بیگ اور آئی ایس آئی کے سربراہ میجر جنرل اسد درانی نے منشیات کی سمگلنگ کے لیے ایک منصوبہ ان کے سامنے پیش کیا تھا۔ جس کا مقصد انہیں یہ بتایا گیا کہ اس طرح بعض خفیہ آپریشنوں کے لیے فنڈز حاصل کیے جائیں گے۔ نواز شریف کے بقول جنرل اسلم بیگ اور درانی دونوں نے یہ یقین دلایا کہ سمگلنگ کے اس مبینہ منصوبے میں پاکستان کا کسی جگہ کوئی ذکر نہیں آئے گا۔ یہ سارا منصوبہ ایک انتہائی قابل اعتماد تیسرے فریق کے ذریعے عمل میں آئے گا۔ انٹرویو کے مطابق نواز شریف نے جو اس وقت وزیراعظم تھے دونوں کو ایسا کرنے سے سختی کے ساتھ روک دیا اور صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ ایسی کوئی کارروائی ہرگز نہ کی جائے۔ جنرل اسلم بیگ کو بلا کر میں نے صاف طور پر کہہ دیا کہ سمگلنگ کے اس منصوبے کو میں مسترد کرتا ہوں۔

جنرل اسلم بیگ نے "واشنگٹن پوسٹ" میں اس کی تردید شائع کرائی جس میں کہا کہ ہم کبھی بھی ایسے غیر ذمہ دار نہیں رہے کہ اس قسم کی بات کریں۔ پاکستانی سیاست دان اقتدار سے ہٹ جاتے ہیں تو ایسی باتیں بناتے ہیں۔ اسد درانی نے بھی جو اس وقت جرمنی میں پاکستان کے سفیر ہیں، "واشنگٹن پوسٹ" میں شائع کیے جانے والے اپنے بیان میں کہا کہ سابق وزیراعظم نواز شریف کی جانب سے ایسا بیان تباہ کن غیر ذمہ داری کا ارتکاب ہے۔ امریکی وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی اطلاع نہیں ہے جس سے اسلم بیگ اور درانی

پر عائد الزام کی تصدیق ہوسکے۔ پاکستانی افواج کے ایک افسر نے کہا کہ یہ ناقابل فہم اور تضحیک آمیز بات ہے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔

پاکستان مسلم لیگ کے سیکرٹری اطلاعات مشاہد حسین نے کہا کہ یہ امر شدید صدمے کا باعث ہے کہ امریکی اخبار نے حزب اختلاف کے قائد کا ایک ایسا جھوٹا انٹرویو شائع کیا ہے جو انہوں نے دیا ہی نہیں۔ اس خود ساختہ انٹرویو کا مقصد پاکستان کو بدنام کرنا ہے۔ نواز شریف نے "واشنگٹن پوسٹ" کو کوئی انٹرویو نہیں دیا۔ اخبار کے مطابق یہ انٹرویو مئی میں لیا گیا تھا جو پانچ ماہ بعد ستمبر میں شائع کیا گیا ہے۔ اس سے بھی اس کی پشت پر سازش بے نقاب ہو جاتی ہے۔ اس جعل سازی میں حکومت پاکستان کا ہاتھ بالکل صاف نظر آ رہا ہے۔ اسے "کاروان نجات" کے آغاز پر امریکہ میں شائع کرانے سے حکومت کے پس پردہ مذموم عزائم بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ اس کا مقصد پاک آرمی کے امیج کو تباہ کرنا ہے۔ ملک کے باشعور عوام اس سازش کو ناکام بنا دیں گے۔ ہم "واشنگٹن پوسٹ" کی انتظامیہ کے سامنے یہ مسئلہ رکھیں گے تاکہ وہ خود بھی اس سازش کی تحقیق کر سکیں۔

دہلی میں مقیم اخبار کے نمائندے جان وارڈ اینڈرسن نے کہا کہ مشاہد حسین نے مجھ سے ٹیلی فون پر بات کرتے ہوئے کہا کہ اخبار نے یہ انٹرویو ایک ایسے وقت شائع کیا جبکہ نواز شریف ٹرین مارچ پر تھے۔ جواب میں ہم نے انہیں بتایا کہ پاکستان کی داخلی سیاست پر اثر انداز ہونے میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

نواز شریف کی تردید

14 ستمبر کو اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ واشنگٹن پوسٹ کا انٹرویو من گھڑت ہے۔ میں نے 1994ء کے دوران مذکورہ اخبار کو کوئی انٹرویو نہیں دیا۔ اس کے نمائندے کامران خاں سے شاید ملا ہوں لیکن اسے باقاعدہ کوئی انٹرویو نہیں دیا۔ حکومت عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے ملک دشمن حربے استعمال کر رہی ہے۔ پاکستان ٹیلی ویژن کے ذریعہ اس من گھڑت انٹرویو کی تشہیر کی جا رہی ہے۔ جس کا مقصد محب وطن عناصر اور مسلح افواج کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنا ہے۔ یہ من گھڑت انٹرویو بے نظیر، ملیحہ لودھی اور حسین حقانی کی سازش کا نتیجہ ہے۔ پیپلز پارٹی نے 1972ء میں سقوط ڈھاکہ کی فلم ٹی وی پر چلا کر مسلح افواج کو بدنام کرنے کی سازش کی تھی۔ اسی سازشی ٹولے نے مرحوم جنرل آصف نواز کے قتل کا الزام مجھ پر ایسے وقت میں لگایا جب ملک میں عام انتخابات ہونے والے تھے۔ اب اس جعلی انٹرویو کے ذریعے ملکی مفاد کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔ میں اخبار کے خلاف امریکی عدالت میں چارہ جوئی کروں گا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

آرمی چیف جنرل عبدالوحید نے امریکی اخبار میں شائع انٹرویو کو عالمی سازش قرار دے دیا- پاک فوج ایک پیشہ ورانہ ادارہ ہے جو خفیہ آپریشنوں پر یقین نہیں رکھتا- پاکستانی وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے نواز شریف کی جانب سے اس انٹرویو کی تردید پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس کی بنیاد کا کھوج لگا رہے ہیں- انٹرویو میں پاک فوج اور آئی ایس آئی پر سنگین الزامات لگائے گئے ہیں جبکہ یہ دونوں ادارے سمگلنگ کی روک تھام میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں- یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ نواز شریف سے منسوب مئی میں لیا گیا انٹرویو ستمبر میں شائع کیا گیا- ہم ان شرانگیز الزامات کی تحقیقات کرائیں گے- اس سے قبل بھی امریکی اخبارات میں شائع مضامین میں پاک فوج اور آئی ایس آئی پر سنگین الزامات لگائے گئے ہیں-

صدر فاروق لغاری نے کہا کہ اخباری انٹرویو کا تفصیلی جائزہ لیا جا رہا ہے- جو بھی ملوث ہو گا- قانون سے بچ نہیں سکے گا- کسی کو ملکی سالمیت کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی- نصیر بابر نے کہا کہ سیاست دانوں کے خلاف کارروائی کوئی مذاق نہیں- ہم کوئی بری روایت قائم کرنا نہیں چاہتے- انٹرویو کا ثبوت ملنے کے بعد ہی نواز شریف کے خلاف کوئی کارروائی کی جا سکے گی-

جنرل اسلم بیگ نے کہا کہ فوج کو بدنام کرنے کی جو سازش ہو رہی ہے اس کی کڑیاں واشنگٹن سے ملی ہوئی ہیں-اس وقت کامران خاں اور ان کے "محسنوں" کا اصل ہدف افواج پاکستان کی کردار کشی ہے- اس سے قبل مہران بینک کے حوالے سے میری کردار کشی کی گئی-

پاکستان میں واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے کامران خاں نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ انہوں نے 6 مئی 1994ء کو لاہور میں نواز شریف کی رہائش گاہ پر ان کا انٹرویو لیا تھا- اس وقت ان کے پریس سیکرٹری مشاہد حسین بھی موجود تھے- نواز شریف کی جانب سے اس انٹرویو کی تردید سے مجھے صدمہ ہوا ہے- نواز شریف عدالت جائیں میں اس انٹرویو کے ناقابل تردید ثبوت مہیا کر دوں گا-

16 ستمبر کو "واشنگٹن پوسٹ" کی انتظامیہ نے کہا کہ اس نے سابق وزیراعظم نواز شریف کا جو انٹرویو شائع کیا ہے وہ بالکل درست ہے- یہ انٹرویو اسی سال نواز شریف سے 16 مئی کو لاہور میں لیا گیا تھا- اخبار اس کی صداقت پر قائم ہے- انٹرویو کیسٹ ہمارے پاس محفوظ ہے- جو ثبوت کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے- اس انٹرویو کا انکار کر کے اخبار کی ساکھ کو نقصان پہنچایا گیا ہے- اس لیے انتظامیہ ان کے خلاف مقدمہ دائر کرنے پر غور کر رہی ہے- مذکورہ اخبار نے انٹرویو کی تصدیق پاکستانی سفارت خانہ کو واشنگٹن میں کرا دی-

17 ستمبر کو دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا کہ تحقیقات کی روشنی میں جو حقائق سامنے آئے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ نواز شریف نے اس سال مئی میں لاہور میں اخبار کے نمائندے کامران خاں کو انٹرویو دیا تھا-

ہرجانہ کانوٹس

17 ستمبر کو نواز شریف کی جانب سے ان کے قانونی مشیر محمد اکرم شیخ ایڈووکیٹ نے "واشنگٹن پوسٹ" کو دس کروڑ ڈالر ہرجانے کا دعویٰ بذریعہ فیکس جاری کر دیا۔ نوٹس میں کہا گیا کہ اخبار فوری طور پر انٹرویو کی تردید اور معذرت شائع کرے ورنہ اس کے خلاف مناسب فورم کے روبرو مقدمہ دائر کیا جائے گا۔ اکرم شیخ نے کہا کہ اچھے فلمی سٹوڈیو میں ایسی جدید ٹیکنالوجی موجود ہے جس سے کسی شخص سے ملتی جلتی آواز تیار کی جا سکتی ہے۔

اخبار نے نواز شریف کے قانونی نوٹس کا کوئی جواب نہ دیا۔ جس پر نواز شریف کے قانونی مشیر نے کہا کہ اب اخبار کے خلاف واشنگٹن کی عدالت میں دعویٰ دائر کیا جائے گا۔

اخبار کی انتظامیہ نے مشاہد حسین کے نام اپنے جوابی خط میں لکھا کہ آپ کا یہ موقف درست نہیں ہے کہ یہ انٹرویو خود ساختہ تھا۔ کامران خاں نے نواز شریف سے گزشتہ مئی میں ملاقات کر کے یہ انٹرویو لیا تھا۔ اس کے تاخیر سے شائع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے رپورٹروں نے پاکستان میں منشیات کی سمگلنگ اور اس میں پاکستانی فوج کے حکام کے ملوث ہونے کے امکانات کے حوالے سے جو معلومات مرتب کرنا تھیں ان کی تکمیل کے بعد ہی اسے شائع کیا گیا۔ تاہم یہ محض ایک اتفاق ہے کہ یہ مضمون اس دن شائع ہوا جب نواز شریف کی سیاسی تحریک کا پہلا دن تھا۔ مشاہد حسین نے کہا کہ اخبار نے ہمارے سوالات کے تسلی بخش جواب نہیں دیئے ہیں۔ ان کے پاس انٹرویو کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر نواز شریف نے اخبار کو انٹرویو نہیں دیا تو اس پر مقدمہ دائر کرنے میں اتنی تاخیر کیوں کر رہے ہیں۔

شریعت کانفرنس

16 ستمبر کو شریعت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ حکمران شریعت کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ امریکہ اور اُس کے شاگردوں سے جان چھڑائے بغیر حقیقی آزادی نہیں مل سکتی۔ عدل و انصاف خدا کا خوف رکھنے والے ہی دلا سکتے ہیں۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی ملک کے سیاسی خلا کو پُر ہی نہیں کر سکتے۔

صدر کا نجی دورہ

18 ستمبر کو صدر لغاری دو روزہ نجی دورہ پر جدہ پہنچے جہاں ایک روزنامے سے بات کرتے

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

ہوئے صدر نے کہا کہ 20 ستمبر کی ہڑتال کا حشر بھی ٹرین مارچ جیسا ہوگا۔ اپوزیشن جمہوریت کو نقصان پہنچا رہی ہے۔

ملک گیر ہڑتال

20 ستمبر کو مسلم لیگ اور حلیف جماعتوں کی اپیل پر ملک گیر ہڑتال کی گئی۔ لاہور میں نواز شریف ایک جلوس کی شکل میں شاہراہ قائداعظم سے گزر رہے تھے کہ پولیس کے ساتھ مڈبھیڑ ہوگئی۔ پولیس نے فائرنگ کی، لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کی شیلنگ کی۔ شاہراہ کئی گھنٹے تک میدان کارزار بنی رہی۔ ایک کارکن زخمی ہوگیا۔ مظاہرین نے کہا کہ پولیس نے نواز شریف کی کار پر فائرنگ کی۔ مشاہد حسین نے کہا کہ وزیراعلیٰ وٹو کے خلاف نواز شریف پر قاتلانہ حملے کا مقدمہ درج کرایا جائے گا۔ وٹو نے کہا کہ فائرنگ نواز شریف کی کار سے کی گئی، مقدمات ہم قائم کریں گے۔ لاہور میں تقریباً ایک سو کارکنوں کو گرفتار کرلیا گیا۔ اسلام آباد میں نواز کھوکھر سمیت 800 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ کراچی میں بھی لاٹھی چارج اور فائرنگ سے خواتین سمیت متعدد کارکنان زخمی ہوگئے اور 44 کو گرفتار کرلیا گیا۔ پشاور میں بھی پولیس نے جلوس پر آنسو گیس کے گولے پھینکے۔ بیگم نسیم ولی نے کہا کہ اگر حکومت پرامن احتجاج نہیں چاہتی تو آئندہ ہم بھی خالی ہاتھ نہیں آئیں گے۔

21 ستمبر کو نواز شریف کے کہا کہ کراچی سے خیبر تک پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ وزیراعظم کے گھر لاڑکانہ میں بھی ہڑتال ہوئی۔ ریفرنڈم ہوگیا۔ حکومت مستعفی ہو جائے۔ ہڑتال کے موقع پر حکومت نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرلیں۔ مجھ پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا۔ وٹو نے وائرلیس پر پولیس کو پیغام دیا کہ شوٹ کر دو۔ ہم بھی بے نظیر، وٹو اور شیرپاؤ کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو آج وہ ہمارے ساتھ کر رہے ہیں۔ تحریک انجام تک پہنچے بغیر ختم نہیں ہوگی آنکھ کے آگے انگلی رکھ کر سورج کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ بے نظیر کے مستعفی ہونے پر کوئی طالع آزما اقتدار پر قابض ہوتا ہے یا نہیں، مجھے اس کی پروا نہیں۔

بری فوج کے سربراہ جنرل عبدالوحید نے کہا کہ فوج سیاست میں مداخلت نہیں کرے گی۔ میں ایک سپاہی ہوں۔ سیاست سے میرا کوئی تعلق نہیں۔

21 ستمبر کو بے نظیر نے کہا کہ ناکام ہڑتال کے بعد اپوزیشن کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ نواز شریف احتساب سے بچنے کے لیے ہڑتالوں کا سہارا لے رہے ہیں۔ نصیر بابر نے بھی کہا کہ ملک کی سیاست پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

نواز شریف کے خلاف ریفرنس

21 ستمبر کو نواز شریف کے خلاف اپنے دور حکومت میں پلاٹوں کی ناجائز الاٹمنٹ، اختیارات سے تجاوز کرنے اور سرکاری خزانے کو نقصان پہنچانے کے الزامات کے تحت لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس تنویر احمد خاں پر مشتمل خصوصی عدالت کے روبرو فوجداری ریفرنس دائر کر دیا گیا۔

بے نظیر کے خلاف ریفرنس

23 ستمبر کو شیخ رشید نے وزیراعظم بے نظیر کے خلاف ریفرنس قومی اسمبلی کے اسپیکر کے حوالے کر دیا جس میں کہا گیا کہ بے نظیر نے اپنے والد کو پھانسی دیئے جانے کے بعد عدلیہ کی آزادی اور وقار کے منافی رویہ اختیار کیا اور اپنے حکومت ریفرنسوں کی سماعت کرنے والی خصوصی عدالتوں کو کنگرو کورٹس کہتی رہیں۔ اب وہ دوبارہ اقتدار میں آ کر اعلیٰ عدالتوں میں تقریروں سے عدلیہ کی آزادی کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔

دعائے نجات

مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعتوں کی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں اسمبلیوں اور سینٹ سے استعفوں کے فیصلے کا اختیار نواز شریف کو دے دیا گیا۔ اجلاس میں طے پایا کہ 23 ستمبر کو ملک کی تمام مساجد میں اس ظالم حکومت سے نجات کے لیے دعا مانگی جائے۔ اس موقع پر نواز شریف نے کہا کہ میں میدان میں نکل آیا ہوں۔ جسے ملک بچانا ہو، وہ نواز شریف کا ساتھ دے۔ کارکن جیل بھرو تحریک میں گرفتاری پیش کرنے کے لیے نام درج کرائیں۔ اپوزیشن نے ملک بھر میں 29 ستمبر کو یوم احتجاج منانے کا اعلان کردیا۔ نواز شریف ریگل چوک کراچی میں مظاہرے کی قیادت کریں گے۔

عبدالولی خان نے لندن سے واپس آنے کے بعد اسلام آباد میں نواز شریف سے ملاقات کر کے آئندہ لائحہ عمل پر تبادلہ خیال کیا۔ بعد میں ولی خاں نے کہا کہ نواز شریف مرد مجاہد ہیں، وہ پاکستان کے مسائل کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

جمعہ 23 ستمبر کو نواز شریف کی اپیل پر نماز جمعہ کے بعد "دعائے نجات" کی گئی۔ جماعت اسلامی کے سیکرٹری اطلاعات امیرالعظیم نے کہا کہ ہم دونوں بڑی جماعتوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے قوم کی دعاؤں میں شریک ہیں۔ جماعت اسلامی کے نائب امیر سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ جماعت اسلامی، پاکستان مسلم لیگ سے پارلیمنٹ کے اندر یا باہر کوئی اتحاد

توبہ توبہ ۔ یااللہ توبہ

صرف پانچ مہینے کے اندر مہنگائی کا سیلاب

نواز شریف اور بے نظیر کی حکومتوں میں قیمتوں کا فرق دیکھئے!

کھانے پینے کی چیزیں	نواز شریف دور کی قیمتیں	بے نظیر دور کی قیمتیں	فرق
آٹا 20 کلو	60 روپے	115 روپے	55 روپے تھیلا
گھی	18 روپے	30 روپے	12 روپے کلو
دال مسور	15 روپے	35 روپے	20 روپے کلو
دال چنا	10 روپے	20 روپے	10 روپے کلو
بڑا گوشت	22 روپے	45 روپے	23 روپے کلو
چھوٹا گوشت	60 روپے	90 روپے	30 روپے کلو
دودھ	8 روپے	10 روپے	2 روپے
چینی	$10\frac{1}{2}$ روپے	13 روپے	$2\frac{1}{2}$ روپے

بھائیو اور بہنو ۔ یہ تو پانچ مہینے کا حال ہے

بینظیر حکومت پانچ سال تک رہ گئی تو کیا ہوگا؟

آیئے مل کر دعا کریں اور "دوا" بھی

کہ اے اللہ اِس "عذابِ عظیم" سے نجات دلا

پاکستان مسلم لیگ

نہیں کرے گی کیونکہ نواز شریف نے اپنے دور اقتدار میں امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وہ سب کچھ کیا جو ہمارے اتحاد کے منشور کے خلاف تھا۔

نواز شریف کو نوٹس

27 ستمبر کو صدر لغاری نے اپنے اوپر لگائے جانے والے الزامات پر نواز شریف کو 15 روز کے اندر چار ارب روپے ہرجانے کا نوٹس دے دیا۔ نواز شریف نے صدر پر مہران بنک سکینڈل میں ملوث ہونے اور کپاس کم قیمت پر فروخت کرنے کے الزامات لگائے تھے۔

سندھ میں داخلے پر پابندی

27 ستمبر کو حکومت سندھ نے نواز شریف، نواز کھوکھر، عبدالستار لالیکا اور فخر امام کے سندھ میں داخلے پر پابندی لگا دی۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ پابندی کا مقصد ان کا تحفظ کرنا ہے۔ نواز شریف نے اس پابندی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اُنھوں نے سندھ ہائی کورٹ میں اس پابندی کے خلاف رٹ بھی داخل کر دی۔ نواز شریف نے کہا کہ ان حالات میں فوج کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے، اس کا تعین وہ خود کرے۔ غوث علی شاہ نے کہا کہ نواز شریف پروگرام کے مطابق 29 ستمبر کو کراچی پہنچیں گے۔ انھیں ایئرپورٹ سے جلوس کی شکل میں ریگل چوک لایا جائے گا جہاں مظاہرہ ہو گا۔ 29 ستمبر کے روزناموں میں ایک نمایاں اشتہار بھی شائع کرایا گیا جس میں عوام سے ایئرپورٹ پہنچ کر نواز شریف کا استقبال کرنے کی استدعا کی گئی۔ اشتہار کی فوٹو کاپی درج ہے۔

بے نظیر نے کہا کہ ہماری حکومت کو کوئی غیر مستحکم نہیں کر سکتا۔ ہم عوام کے ووٹوں سے اقتدار میں آئے ہیں۔ عوام حکومت کے خلاف نواز شریف کی سازش کو ناکام بنا دیں گے۔

28 ستمبر کو فخر امام اور الٰہی بخش سومرو کو خیرپور کے قریب اُس وقت گرفتار کر لیا گیا جب وہ بذریعہ کار نواب شاہ جا رہے تھے۔ لیکن سخت ناکہ بندی کے باوجود اجمل خٹک اور لالیکا سڑک کے ذریعے سندھ میں داخل ہو گئے۔ کراچی اور سندھ میں اپوزیشن کے ہزاروں افراد گرفتار کر لیے گئے۔

29 ستمبر کو حکومت سندھ نے نواز شریف اور دیگر رہنماؤں کے سندھ میں داخلے پر پابندی کا فیصلہ واپس لے لیا اور کراچی سے دفعہ 144 بھی ہٹا لی گئی۔

جمعرات 29 ستمبر کو نواز شریف بذریعہ طیارہ کراچی پہنچے۔ وہ ایک جلوس کے ساتھ جس میں سینکڑوں گاڑیاں، بسیں، ٹرک، ویگن اور موٹر سائیکلیں شامل تھیں، چھ گھنٹے میں ایئرپورٹ

سے ریگل چوک پہنچے۔ وہاں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عوام جیت گئے اور حکومت ہار گئی۔ کراچی کی جو رونقیں حکومت نے لوٹ لی ہیں۔ ہم اقتدار میں آ کر اُنہیں بحال کریں گے۔ ہم ہفتے کے اندر کراچی کو خونریزی اور قتل و غارت گری سے نجات دلا دیں گے۔ حکومت کا خاتمہ اب چند ہفتوں کی بات ہے۔ کراچی نے میرا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ اب یہ مسلم لیگ کا شہر بن چکا ہے۔ ایوان کے اندر تبدیلی کے امکان کو بھی مسترد نہیں کیا جا سکتا۔

29 ستمبر کو بے نظیر نے لاڑکانہ میں کہا کہ ہماری مستحکم اور مضبوط حکومت کو کوئی ہلا بھی نہیں سکتا۔ اپوزیشن کی منفی کارروائیاں عوام کے خلاف ہیں۔

30 ستمبر کو صدر لغاری نے کہا کہ اپوزیشن کو احتجاج کرنے کا حق حاصل ہے لیکن قانون شکنی کا نہیں۔

مردم شماری

30 ستمبر کو حکومت پاکستان نے اعلان کیا کہ پانچویں خانہ اور مردم شماری کا کام 18 اکتوبر سے شروع ہو کر 2 نومبر تک جاری رہے گا۔ اس پر 80 کروڑ روپے خرچ ہوں گے جن کا نصف اقوام متحدہ مہیا کرے گی۔ مردم شماری پاک فوج کی نگرانی میں کرائی جائے گی، لیکن اس کام کے آغاز سے قبل ہی صوبہ بلوچستان میں اس مسئلہ پر بلوچوں اور پختونوں کے درمیان شدید کشیدگی پیدا ہوگئی۔ بلوچستان اسمبلی نے مردم شماری کے التوا کی قرارداد منظور کر لی۔ اس کے پیش نظر 17 اکتوبر کو وفاقی حکومت نے مردم شماری کا کام ایک بار پھر ملتوی کر دیا۔

مرتضیٰ بھٹو کا الزام

یکم ستمبر کو میر مرتضیٰ نے 70 کلفٹن میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت کے ایک وزیر نے ایف 16 طیاروں کی خریداری پر 50 ملین ڈالر کمیشن لیا۔ دوسرے وزیر نے سب میرین کی خریداری پر 80 ملین ڈالر ہضم کر لیے۔ گندم، چینی، چاول اور تیل کے سودوں میں بھی کمیشن لیا جا رہا ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت جنوری 95ء تک ختم ہو جائے گی۔ ملک کو تباہی سے بچانے کے لیے ایماندار افراد پر مشتمل قومی حکومت قائم کی جائے۔ اُنہوں نے الزام لگایا کہ اگر وہ 23 اگست کو نواب شاہ سے ہالا جاتے تو راستے میں اُنہیں قتل کر دیا جاتا۔ میرے قتل کا منصوبہ آئی۔جی سندھ کی موجودگی میں تیار کیا گیا تھا۔

ایم-کیو-ایم کارکنوں کی سپاہ صحابہ میں شمولیت

یکم ستمبر کو سپاہ صحابہ کے رہنماء مولانا اعظم طارق نے کراچی میں کہا کہ ایم-کیو-ایم کے ہزاروں کارکن ہماری تحریک میں شامل ہوگئے ہیں- وہ جرائم پیشہ لوگ نہیں ہیں- کراچی کے حالات کو وفاقی وزراء نصیر بابر اور اقبال حیدر جان بوجھ کر خراب کر رہے ہیں- حکومت کا خاتمہ نزدیک ہے-

مذاکرات کا آغاز

سرکاری ذرائع نے اعلان کیا کہ طویل تعطل کے بعد ایم-کیو-ایم کے ساتھ مذاکرات کا اگلا دور 7 ستمبر سے اسلام آباد میں شروع ہو رہا ہے لیکن 7 ستمبر کو شیخ آفتاب نے کہا کہ آج مذاکرات نہیں ہوں گے- 9 ستمبر کو ایم-کیو-ایم کے رہنماؤں نے کہا کہ ہمارا کوئی مطالبہ تسلیم نہیں کیا جا رہا ہے اور ہم پر حکومتی شرائط تسلیم کرنے کے لیے دباؤ ڈالا جا رہا ہے- الطاف حسین نے لندن میں کہا کہ سرکاری مشینری ایم-کیو-ایم کو کچلنے پر لگا دی گئی ہے-

14 ستمبر کو وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ نے آٹھ گھنٹے تک کراچی کے مختلف مقامات کا دورہ کیا- اُنہوں نے کہا: کراچی کے عوام خوف و ہراس کی صورت حال سے پریشان ہیں، اُنہیں پیار چاہیے-

الطاف حسین کا اسلم بیگ پر الزام

15 ستمبر کو الطاف حسین نے لندن میں انکشاف کیا کہ بری فوج کے سابق سربراہ مرزا اسلم بیگ نے مجھے خریدنے کی کوشش کی تھی- اُن کا ایک پیغامبر رقم کا تھیلا لے کر میرے پاس آیا تھا لیکن میں نے اُسے لینے سے انکار کر دیا- لیکن اسلم بیگ کے آدمی ایم-کیو-ایم کے بعض کارکنوں کو بدعنوان کرنے میں کامیاب ہوگئے- میں نے جب مہاجر قومی موومنٹ کو متحدہ قومی موومنٹ میں تبدیل کرنے کی کوشش کی تو ہمارے خلاف آپریشن شروع کر دیا گیا-

مرزا اسلم بیگ نے کہا کہ میں نے الطاف حسین کو کوئی رقم نہیں بھجوائی- اُن کا دعویٰ من گھڑت ہے-

الطاف حسین کی سالگرہ

16 ستمبر کو کراچی اور سندھ کے دیگر شہروں میں الطاف حسین کی سالگرہ کے موقع پر ایم-

کیو ایم نے اظہار خوشی کے لیے آتش بازی اور ہوائی فائرنگ کی۔ الطاف حسین نے اپنے ٹیلی فونک خطاب میں کہا کہ اُن کی سالگرہ پر خوشیاں نہ منائی جائیں۔ جب ہر دل زخمی ہو تو سالگرہ منانے کی اجازت کس طرح دے سکتا ہوں۔

حکومت سندھ نے 17 ستمبر کو جلسہ عام کے موقع پر الطاف حسین کے مواصلاتی خطاب کی اجازت نہیں دی۔ اس لیے کراچی میں منعقد ہونے والے اس جلسہ عام کو منسوخ کر دیا گیا۔

علیحدہ صوبے کا قیام

الطاف حسین نے کہا کہ سندھ میں مہاجروں کے استحصال، اُن کے جسمانی اور معاشی قتل کے پیش نظر اُن پر عوام کا شدید دباؤ ہے کہ ایم۔ کیو۔ ایم کو بلا تاخیر ایک علیحدہ صوبے کے قیام کا مطالبہ کر دینا چاہیے۔ نئے صوبے کا قیام آئین کے منافی نہیں ہے۔ مہاجروں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا گیا ہے کہ علیحدہ صوبہ ہی اُن کے مسائل کا حل ہے۔ مہاجروں کو بھارت بھیجنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ نئے صوبے کا شوشہ اصل مسائل سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے چھوڑا گیا ہے۔ ستمبر کے مہینے میں بھی بدامنی کے واقعات میں لوگ موت کی آغوش میں جاتے رہے۔

آپریشن کلین اپ

21 اور 22 ستمبر کو نئی کراچی، کورنگی، لائنز ایریا اور فیصل کالونی میں ناکہ بندی کر کے آپریشن کلین اپ کیا گیا۔ جرائم پیشہ افراد کی کمین گاہوں کو مسمار کر دیا گیا۔ 840 ہتھیار برآمد ہوئے۔ 21 ہزار کارتوس پکڑے گئے۔ 17 مسروقہ گاڑیاں ملیں۔ آپریشن کے دوران 300 افراد کو حراست میں لیا گیا۔ انہی دنوں میں کراچی میں فائرنگ کی وارداتوں میں چھ افراد ہلاک ہو گئے۔

23 ستمبر کو رات کے وقت مسلح دہشت گردوں نے ایک تھانہ پر اندھا دھند فائرنگ کر کے ایک سپاہی کو ہلاک اور دو کو زخمی کر دیا۔ ایک دہشت گرد نے تھانہ پر ہینڈ گرینڈ پھینکنا چاہا جو اُس کے ہاتھ میں دھماکے سے پھٹ گیا جس سے اُس کے پرخچے اُڑ گئے۔ پولیس نے فائرنگ کر کے دوسرے ملزم کو ہلاک کر دیا۔ اُن کی کار سے دو دستی بم، کلاشنکوف، دو ٹی ٹی اور کارتوس برآمد ہوئے۔

پہیہ جام ہڑتال

یکم اکتوبر کو لاہور میں مسلم لیگ اور حلیف جماعتوں نے ملک بھر میں ۱۱ اکتوبر کو پہیہ جام ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ملک کو تباہی سے بچانے کے لیے قوم ہمارے ساتھ ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ عوام پہلے کی طرح ۱۱ اکتوبر کی ہڑتال کو بھی مسترد کر دیں گے۔ اپوزیشن احتجاجی سیاست ترک کر دے۔ عوام نے اُس کے احتجاج کا نفی میں جواب دے کر حکومت پر اپنے اعتماد کا اظہار کر دیا ہے۔ اپوزیشن کو بدامنی پھیلانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

3 اکتوبر کو لاہور میں ایک پریس کانفرنس میں نواز شریف نے کہا کہ ۱۱ اکتوبر کی پہیہ جام ہڑتال ملک کی تاریخ کی سب سے زیادہ کامیاب ہڑتال ثابت ہوگی۔ کارکن ایک ہاتھ میں مکا بنائیں اور دوسرے میں ڈنڈا اٹھالیں۔ ہماری تحریک پُرامن ہے۔ ہم انتخابات کے ذریعے جلد ہی دوبارہ اقتدار میں آؤں گا۔ 4 اکتوبر کو بے نظیر نے نئے انتخابات کا مطالبہ مسترد کر دیا۔

پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ امریکی سرمایہ کاری کا مقصد ایٹمی پروگرام کی نگرانی کرنا ہے۔ توانائی کے نظام کو امریکیوں کے ہاتھ میں دیا جا رہا ہے۔

وائیں کی برسی

4 اکتوبر کو وائیں کی برسی کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ۱۱ اکتوبر بے نظیر حکومت کا آخری دن ہوگا۔ ہڑتال میں رکاوٹیں ڈالنے والوں کی ٹانگیں توڑ دوں گا۔ منظور وٹو محسن کش اور احسان فراموش ہیں۔ اُنھوں نے مسلم لیگ غداری کی، اُن کا حشر دنیا یاد رکھے گی۔

ملک کے بیشتر روز ناموں میں صفحہ اول پر نواز شریف کی جانب سے ہڑتال کو کامیاب بنانے کے لیے اشتہارات شائع کرائے گئے۔ جن میں درج تھا "مکمل اور پہیہ جام ہڑتال کر کے غریبوں کی کمائی گھوڑوں، ڈیوٹی فری کاروں اور شکار گاہوں پر ضائع کرنے والوں کا بستر گول کر دیں گے۔" "۱۱ اکتوبر بے روزگاری اور مہنگائی سے نجات دلانے اور بھارت کو ٹوٹنے سے بچانے والوں کو مٹانے کا دن ہوگا۔" نصیر بابر نے کہا کہ ۱۱ اکتوبر کو خود اپوزیشن کا پہیہ جام ہوگا۔ اپوزیشن کو کھلی چھٹی نہیں دیں گے۔ قانون شکنی کو سختی کے ساتھ کچل دیا جائے گا۔

صدر سے ملاقات

4 اکتوبر کو بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے متعدد اُمور پر تبادلہ خیال کیا۔ صدر نے کہا کہ ۱۱ اکتوبر کی ہڑتال ناکام ہوگی۔ بے نظیر نے کہا کہ معین قریشی کو

امریکہ سے ہم نہیں، بلکہ نواز شریف لائے تھے۔ سیاسی سرگرمیوں پر پابندیاں عائد نہیں کی جائیں گی۔ اپوزیشن ترقیاتی منصوبوں کو سبوتاژ کرنا چاہتی ہے۔

بے نظیر کی پیش کش

6 اکتوبر کو بے نظیر نے اپنے خط میں نواز شریف کو دعوت دی کہ قومی مفاد میں اپنے اختلافات فراموش کر کے وہ اقوام متحدہ میں جتوئی، چٹھہ اور نوابزادہ پر مشتمل پاکستانی وفد کی قیادت کر کے عالمی برادری کو مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے موقف سے آگاہ کریں۔ صدر لغاری نے کہا کہ قوم کے وسیع مفاد میں نواز شریف پاکستانی وفد کی قیادت کرنا قبول کر لیں۔ نواز شریف نے کہا کہ خط کا جواب ۱۱ اکتوبر کی ہڑتال کے بعد دیا جائے گا۔ آئینی اور قانونی راستے بند کر کے ہمیں تحریک کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ بے نظیر نے حلف اُٹھاتے ہی سرحد میں اپنی حکومت بنانے کے لیے سرکاری مشینری استعمال کی۔

نواز شریف کا آئینی پیکج

6 اکتوبر کو اسلام آباد میں اپوزیشن کے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے اپنے نو نکاتی آئینی پیکج کا اعلان کیا:

(1) نئے انتخابات سے قبل ضمانت دی جائے کہ انتخابی نتائج تسلیم کرنے کے سب پابند ہوں گے اور اسمبلیاں اپنی مدت پوری کریں گی۔

(2) ہر آزاد کامیاب اُمیدوار حلف اُٹھانے سے قبل کسی پارلیمانی پارٹی کی رکنیت حاصل کرنے کا پابند ہو گا۔

(3) اگلے دس سال کے دوران وزیراعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش نہیں کی جا سکے گی۔

(4) پارلیمنٹ کی بالادستی میں حائل تمام انفرادی اختیارات ختم کر دیئے جائیں گے۔

(5) خواتین کی نشستیں بحال کر دی جائیں گی۔

(6) عدالتی تقرریوں کے ضابطوں کی اصلاح کی جائے گی۔

(7) قومی اور ملکی اُمور میں اپوزیشن کی شرکت کو یقینی بنایا جائے گا۔

(8) منصفانہ اور آزادانہ انتخابات کے لیے آئینی ضمانت مہیا کی جائے گی۔

(9) کرپشن اور اختیارات کے ناجائز استعمال کے خاتمے کے لیے بااختیار ادارے قائم کئے جائیں گے۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

نواز شریف نے کہا کہ ملک میں سیاسی استحکام اور بحران کے خاتمے کے لیے دونوں پارٹیاں ان نکات پر اتفاق رائے کے بعد درج ذیل آئینی اقدامات کریں:

(1) نئے انتخابی شیڈول کے اعلان کے بعد صدر لغاری اور وزیراعظم بے نظیر اپنے عہدوں سے مستعفی ہو جائیں۔

(2) مجوزہ آئینی ترامیم قومی اسمبلی سے متفقہ طور پر منظور کرائی جائیں۔

(3) دونوں پارٹیاں اتفاق رائے سے نگران وزیراعظم کا انتخاب کریں۔

(4) آئینی ترامیم کا عمل 30 دن کے اندر مکمل کرلیا جائے۔

(5) دونوں پارٹیوں کے مشورہ سے قائم مقام صدر اور چاروں صوبوں میں گورنر مقرر کئے جائیں۔

(6) آئینی تبدیلیوں کی تکمیل کے ساتھ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں توڑ دی جائیں۔

(7) چیف الیکشن کمشنر 90 دن کے اندر انتخابات کرائیں۔

نواز شریف نے کہا کہ اگر بے نظیر نے ہمارا یہ آئینی پیکج نہ مانا تو وہ اپنے پیروں پر خود کلہاڑی ماریں گی۔ مجید ملک اور عابدہ حسین نے کہا کہ آئینی پیکج کوئی سیاسی چال نہیں ہے اور نہ ہی اس کا مقصد نواز شریف کو وزیراعظم بنانا ہے۔ صدر اور وزیراعظم بے نظیر نے اسے مسترد کر دیا اور کہا کہ ہم کسی کو ملک میں بحران پیدا کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

17 اکتوبر کو مسعود شریف کو انٹیلی جنس بیورو کا قائم مقام ڈائریکٹر جنرل مقرر کر دیا گیا۔

نواز شریف کو پروٹوکول کی فراہمی

15 اکتوبر کو جب نواز شریف اسلام آباد پہنچے تو پہلی مرتبہ اُنھیں اپوزیشن لیڈر کا پروٹوکول فراہم کیا گیا۔ اُن کی گاڑی کے آگے ٹریفک پولیس کا سارجنٹ اور پنجاب پولیس کی جیپ چل رہی تھی۔ نواز شریف نے حزب اختلاف کے وسیع تر اتحاد کے لیے مختلف سیاست دانوں سے رابطے قائم کئے۔ مسلم لیگ کی مذاکراتی ٹیم نے اس بارے میں پیر پگارا اور سردار بگٹی سے ملاقاتیں کیں۔ اکبر بگٹی نے کہا کہ حکومت کے خاتمہ کا فیصلہ نواز شریف نہیں بلکہ عوام کریں گے۔ ولی خاں نے کہا کہ پنجاب نے بہت عرصے کے بعد ایک مجاہد رہنماء پیدا کیا ہے۔ ہم اُن کے حکم پر لبیک کہیں گے۔ اجمل خٹک نے کہا کہ ایوان کے اندر تبدیلی کے لیے ہمیں مطلوبہ ارکان کی حمایت حاصل ہوگئی ہے۔

اپوزیشن کی وقتی پسپائی

17 اکتوبر کو اپوزیشن کی سپریم کونسل نے ایجی ٹیشن کو چار ماہ کے لیے موخر کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم اسمبلیوں سے استعفے نہیں دیں گے۔ ہمارے پاس بہت سے راستے باقی ہیں۔ اگلا قدم ہم انتہائی احتیاط کے ساتھ اُٹھائیں گے۔ مقاصد حاصل ہونے تک تحریک ختم نہیں کی جائے گی۔ فسطائی حکومت سے نجات حاصل کرنا قومی فریضہ ہے۔ حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے قوم کو سر پر کفن باندھ کر نکلنا ہوگا۔ ہمارا آخری کارڈ حکومت کے لیے ڈیتھ وارنٹ ثابت ہوگا۔ کونسل نے اگلے مرحلے کے لیے مجید ملک کی سربراہی میں ایک ٹاسک فورس تشکیل دے دیا۔ اس سے قبل نواز شریف نے کہا تھا کہ 11 اکتوبر کی ہڑتال کا دن بے نظیر حکومت کا آخری دن ہوگا۔

بے نظیر کے نام خط

18 اکتوبر کو نواز شریف نے بے نظیر کے نام اپنے جوابی خط میں لکھا کہ کشمیر کاز مجھے دل و جان سے عزیز ہے۔ آپ سے سنگین اختلاف رکھنے کے باوجود میں جنرل اسمبلی میں وفد کی قیادت کرنے پر غور کرنے کے لیے تیار ہوں۔ آپ مسئلہ کشمیر پر تفصیلی بحث اور اس بارے میں اتفاق رائے سے قومی حکمت عملی وضع کرنے کے لیے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس فوری طور پر طلب کریں۔ میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ آپ کی حکومت ہمارے حامیوں اور کارکنوں کے ساتھ جو غیر انسانی سلوک کر رہی ہے۔ وہ بھارت میں اپوزیشن کے ساتھ نہیں ہو رہا۔ اس سے قبل نواز شریف، بے نظیر کی اس پیش کش کو مسترد کر چکے تھے۔

وفاقی حکومت نے نواز شریف کے خط پر سردمہری کا رویہ اختیار کیا۔ اپوزیشن نے اپنی احتجاجی تحریک کے متوقع نتائج پیدا نہ ہونے پر اپنے رویہ میں لچک پیدا کر لی جبکہ حکومت کے رویے میں سختی آ گئی کیونکہ حکمرانوں کو یہ یقین ہوگیا کہ اپوزیشن اسمبلی کے اندر یا باہر اُس کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وفاقی وزیر قانون اقبال حیدر نے کہا کہ ہم فی الحال مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی جنرل کونسل میں نہیں اُٹھا رہے۔ وفاقی حکومت نے مسئلہ کشمیر پر پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کرنے کے بجائے ایک گول میز کانفرنس طلب کرنے کا فیصلہ کیا جس میں نواز شریف سمیت 16 سیاسی جماعتوں کے سربراہوں کو شرکت کی دعوت دی جائے گی۔

24 اکتوبر کو بے نظیر نے نواز شریف کے نام اپنے خط میں لکھا کہ آپ کی آمادگی کے اظہار کے بعد دفتر خارجہ کو آپ کے دورے کی تفصیلات طے کرنے کی ہدایت جاری کر دی گئی ہیں۔ بے نظیر نے پارلیمنٹ کے اجلاس اور کارکنوں پر زیادتی کی شکایت کے بارے میں خاموشی

اختیار کی- وزیر خارجہ سردار آصف نے نواز شریف کے نام اپنے خط میں لکھا کہ جنرل اسمبلی میں آپ کی قیادت کی ضرورت ہے-

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر نے میرا خط پڑھے بغیر جواب بھجوا کر انتہائی غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا ہے- اگر مجھے اپنے سوالات کا مثبت جواب نہ ملا تو میں سمجھوں گا کہ حکومت نے اپنی پیش کش واپس لے لی ہے-

شباب ملی کونسل سے خطاب

17 اکتوبر کو قاضی حسین احمد نے شباب ملی کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہ کہ تحریک نجات چلانے والے ملک کو درپیش بدترین صورت حال سے نجات نہیں دلا سکتے- صورت حال کی اصلاح کے لیے ایک اسلامی انقلاب کی ضرورت ہے جو انتخابات کے علاوہ کسی دوسرے راستے سے بھی لایا جا سکتا ہے- غریب اور مظلوم لوگوں کو متحد کر کے ایک قوت میں تبدیل کرنا ہو گا- اپنے دامن میں وسعت پیدا کرنا ہوگی- ہم تمام جماعتوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں- انقلابی قیادت کی فراہمی کے لیے ہم نے تحریک بیداری ملت کا پروگرام بنایا ہے- 21 اکتوبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ شباب ملی اور پاسبان دونوں تحریک بیداری ملت کا حصہ ہیں- ہم نوجوانوں کو منظم کر کے انقلاب اور تبدیلی لائیں گے- ہماری تحریک غیر سیاسی ہوگی جس میں کسی بھی جماعت سے تعلق رکھنے والا شہری شامل ہو سکتا ہے- پختون ازم کے نعرے میں ناکامی کے بعد ولی خاں پنجابی وزیراعظم کا نعرہ لگا کر پنجاب میں صوبائی تعصب کی تحریک چلانا چاہتے ہیں- 22 اکتوبر کو راولپنڈی میں میٹ دی پریس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ موجودہ دور میں دشمن فوج کشی نہیں کرتا بلکہ سرمایہ کاری کر کے دوسرے ممالک کو خریدتا اور حکومت کرتا ہے- حکومت بھاری سود پر قرضے لے کر ملک کا سودا کر رہی ہے اور قوم بے بس تماشائی ہے-

24 اکتوبر کو مسلم لیگ کے نائب صدر اعجاز الحق نے قاضی صاحب سے اسلام آباد میں اُن کی رہائش گاہ پر تفصیلی ملاقات کی- دونوں رہنماؤں نے علیحدگی میں بھی تبادلہ خیال کیا- اعجاز الحق نے جماعت اسلامی کو مسلم لیگ کی تحریک نجات میں تعاون کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی اور بتایا کہ اس ضمن میں مسلم لیگ دوسری دینی جماعتوں سے رابطہ قائم کر رہی ہے-

27 اکتوبر کو کرک میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہ نواز شریف اور بے نظیر دونوں امریکی مفادات کے لیے کام کر رہے ہیں- لٹیرے کبھی ملک و ملت کے خیرخواہ نہیں ہوسکتے- 31 اکتوبر کو ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ایک کانفرنس سے خطاب کرتے

آج یوم احتجاج ہے

میں آرہا ہوں

آندھی چلے یا طوفان
لاٹھی چلے یا گولی۔

مجھے دنیا کی کوئی طاقت عوام سے الگ نہیں رکھ سکتی: نواز شریف

پاکستان کی بقا کی جنگ شروع ہو چکی

— ظلم اور زیادتی کے خلاف

— بدامنی اور ناانصافی کے خلاف

— مہنگائی اور بے روزگاری کے خلاف

سب سواریوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ عوام کو بلا معاوضہ ائرپورٹ پہنچائیں گے۔

کراچی والو وقت کی پکار سنو

نواز شریف کا ساتھ دو — ائرپورٹ چلو ۔ ائرپورٹ چلو

نواز شریف کا جہاز آج ۱۲:۳۰ بجے دوپہر کراچی ائرپورٹ پہنچے گا

جاری کردہ: جوائنٹ ایکشن کمیٹی ۔ تحریک نجات

ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ لوگ اگر اب بھی نواز شریف اور بے نظیر کے چکر میں پھنسے رہے تو اُن کی تقدیر نہیں بدلے گی۔

24 اکتوبر کو نواز شریف نے اپنی رہائش گاہ پر پنجاب اسمبلی کے اپوزیشن ارکان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت سے نجات صرف چند ہفتوں کی بات ہے۔ قوم حکمرانوں کو اُٹھا کر باہر پھینک دے گی۔ ہمیں مسلسل آگے بڑھنا ہے۔ اس لیے ایوان کے اندر اور باہر ہم اپنی تحریک جاری رکھیں گے۔ پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد میاں شہباز شریف ان دنوں لندن میں زیر علاج ہیں۔ سابق وفاقی وزیر الٰہی بخش سومرو نے لندن میں اُن سے ملاقات کر کے تحریک کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔

افواج پاکستان میں تقرریاں

وائس ایڈمرل منصور الحق کو ایڈمرل کے عہدہ پر ترقی دے کر پاک بحریہ کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔ وہ 9 نومبر سے اپنے عہدہ کا چارج لیں گے۔ 26 اکتوبر کو جنرل شمیم عالم کی جگہ ایئر مارشل کی فاروق فیروز کو جوائنٹس چیف آف اسٹاف کمیٹی کا چیئرمین مقرر کر دیا گیا۔ ایئر وائس مارشل عباس خٹک کو ایئر چیف مارشل کے عہدہ پر ترقی دے کر پاک فضائیہ کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔

قومی اسمبلی میں ہنگامہ آرائی

29 اکتوبر کو اپوزیشن کی ریکوزیشن پر ہونے والے قومی اسمبلی کے اجلاس میں اسپیکر کی ہدایت کے باوجود تمام اسیر ممبران کو اجلاس میں نہ لانے پر حکومت اور اپوزیشن کے درمیان شدید ہنگامہ آرائی ہوئی۔ ہاتھاپائی اور گالی گلوچ تک نوبت پہنچی۔ تہمینہ، وزیراعظم کی طرف لپکیں لیکن گوہر ایوب نے اُنہیں روک لیا۔ جاوید ہاشمی آستینیں چڑھا کر ذوالفقار مرزا کی جانب بڑھے، اقبال حیدر نے روکا۔ جاوید ہاشمی نے خورشید شاہ کی ٹائی پکڑ لی۔ خواجہ آصف اسمبلی کے ٹوائلٹ سے ایک لوٹا اٹھا لائے اور اُسے ہال میں لڑھکانا شروع کر دیا جس سے کشیدگی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ بے نظیر نے آئینی پوزیشن کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ جو ارکان عدالت کی تحویل میں ہیں، اُن کی پیرول پر رہائی کا اختیار صرف عدالت کو حاصل ہے۔ گوہر ایوب نے بھی اسپیکر کی حیثیت سے اسی موقف کا اظہار کیا تھا۔ اسپیکر کو یہ اختیار دینے کے لیے آئین میں ترمیم کرنے پر آمادہ ہوں۔ ہم اپوزیشن اور نواز شریف کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔ میں نے جمہوریت کی خاطر بڑی قربانیاں دی ہیں۔ میرے والد کو پھانسی دی گئی اور بھائی کو قتل کیا گیا۔ بے نظیر کے موقف کے برعکس آصف زرداری نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے لانگ مارچ کے دوران نواز

شریف حکومت نے اسلام آباد کی سڑکوں پر ہمارے ساتھیوں کو جس طرح تشدد کا نشانہ بنایا، اُس کا تقاضا ہے کہ اب اپوزیشن کے اسیر ارکان اسمبلی بھی ڈھائی سال تک جیلوں میں پڑے رہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ آصف زرداری کی دھمکیوں کے بعد حکومت سے دوستی کس طرح ہو سکتی ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ اقتدار کی کشمکش میں ملک کمزور ہو گا۔ آئین کا احترام کرتے ہوئے سب متحد ہو کر کام کریں تو دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو ترقی کرنے سے نہیں روک سکتی۔ اسپیکر قومی اسمبلی یوسف رضا گیلانی نے حکومت کو پھر ہدایت دی کہ وہ اسیر اراکین اسمبلی کو ایوان میں لائے۔ اسپیکر نے بے نظیر کے دباؤ کے باوجود قومی اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کرنے سے انکار کر دیا۔ حکومت اسپیکر کے اس رویہ پر ناخوش ہے۔ بعض حکومتی ارکان نے کہا کہ وہ دوسرے فخر امام بننے والے ہیں۔ اپوزیشن نے اسپیکر کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ اگر اسپیکر اجلاس برخاست کر دیتے تو اپوزیشن کے ارکان دھرنا دے کر بیٹھ جاتے۔

29 اکتوبر کو ایوان صدر میں صدر، وزیراعظم اور اسپیکر کے درمیان صلاح مشورے کے بعد طے پایا کہ نظر بند ارکان اسمبلی کو اجلاس میں شرکت کا موقع دیا جائے۔ فوجداری اور سنگین مقدمات میں ملوث ارکان اسمبلی کو پیرول پر رہا کر دیا جائے۔

بھارتی ہائی کمشنر کی ملاقات

29 اکتوبر کو پاکستان میں بھارت کے ہائی کمشنر ایس۔ کے۔ لامبا نے اسلام آباد میں میاں نواز شریف سے چوہدری شجاعت حسین کی رہائش گاہ پر ایک اہم ملاقات کی جو تنہائی میں آدھے گھنٹے تک جاری رہی۔ اس ملاقات میں جن اُمور پر تبادلہ خیال کیا گیا ان کی کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی۔

نواز شریف نے کہا کہ عوامی سیلاب رکتا نہیں ہے بلکہ اپنا راستہ خود بناتا ہے۔ بے نظیر کو آخری موقع دیتا ہوں، جلد ہی فیصلہ کن راؤنڈ ہو گا۔

ہنی مون پریڈ

31 اکتوبر کو آصف زرداری نے کہا کہ نئی حکومت کا پہلا سال ہنی مون پریڈ ہوتا ہے۔ ملک میں سیاسی آلودگی کم ہوئی ہے۔ یہ غلام اسحٰق کا دور نہیں، صدر ہمارے اپنے ہیں۔ اسمبلی میں ہمیں اکثریت حاصل ہے۔ اپوزیشن کی تحریک عدم اعتماد کامیاب نہیں ہو سکتی۔

برطانوی روزنامے کا تجزیہ

بے نظیر حکومت کے دوسرے دور کے پہلے سال کی تکمیل پر برطانوی اخبار "دی گارڈین" نے اپنے تبصرہ میں لکھا ہے کہ وعدے پورے نہ کرنے، غلطیوں کا ارتکاب کرنے، نسلی اور فرقہ وارانہ تشدد کی وارداتوں میں اضافوں اور اپوزیشن کی حکومت ہٹاؤ مہم کے باوجود بے نظیر حکومت کی کارکردگی بہتر رہی ہے۔ حکومت کی قوت کا انحصار فوج اور صدر مملکت پر ہے۔ صدر لغاری سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنے آئینی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے حکومت کو برطرف کر دیں۔ فوج کے اعلیٰ طبقے بھی بے نظیر کو پہلے سے زیادہ بہتر اور سلجھی ہوئی وزیراعظم خیال کرتے ہیں۔ وہ نواز شریف سے زیادہ مفاہمت پسند ہیں۔ بجٹ خسارہ میں کمی، نجکاری میں وسعت اور توانائی کے شعبہ میں بیرونی سرمایہ کا حصول حکومت کی نمایاں کامیابیاں ہیں، البتہ آصف زرداری کے خلاف بدعنوانی کے معاملات منظر عام پر آ رہے ہیں۔ پنجاب کے وزیراعلیٰ وٹو کی جانب سے وفاقی حکومت کو گرانے کی کوشش بے نظیر حکومت کے لیے خطرہ ثابت ہو سکتی ہے۔

عوام کا دائمی دکھ

حکومتوں میں بار بار کی تبدیلیوں کے باوجود عوام کے شب روز نہیں بدلتے۔ اُن کے نصیب میں دائمی دکھ اور مصائب ہی لکھے ہیں۔ پاکستان پر فی الحقیقت ایک سدا بہار خاندان کی حکمرانی مسلط ہے۔ اسی حکمران خاندان کا کچھ حصہ حسب ضرورت اپوزیشن کا کردار بھی ادا کر دیتا ہے۔ پارلیمنٹ، عدلیہ، انتظامیہ اور افواج پاکستان کے اہم افراد ایک دوسرے کے ساتھ رشتوں میں منسلک ہیں۔ باہمی رشتوں ناطوں کی اکاش بیل نے پورے ملک کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ مارشل لاء ہو یا جمہوریت، یہ ہر دور کے حکمران ہیں۔ پیپلز پارٹی کے حمایت یافتہ صدر لغاری سب سے زیادہ اہم اور موثر رشتہ داریوں کے حامل ہیں۔ بری فوج کے سربراہ سے لے کر ایک وزیراعلیٰ، تین گورنروں اور بے شمار اعلیٰ افسران تک چاروں صوبوں میں اُن کی رشتہ داریاں پھیلی ہوئی ہیں۔ شیرپاؤ کی بھتیجی صدر کی اہلیہ ہیں، جنرل وحید کی کزن ہیں۔ ایک برادر نسبتی پنجاب کے آئی۔ جی اور دوسرے اسسٹنٹ سب انسپکٹر جنرل پولیس ہیں۔ غلام اسحٰق خان، سیف اللہ اور خٹک فیملی قریبی رشتہ دار ہیں۔ جنرل حبیب اللہ، گوہر ایوب، چوہدری شجاعت، گل حمید روکڑی، بیگم مسرت صادق، اور اصغر خان کے درمیان رشتے ناتے ہیں۔ گوہر ایوب کے صاحبزادے کا انور سیف اللہ کی صاحبزادی سے، میر افضل کے بھتیجے کا رشتہ عابدہ حسین کی بیٹی سے اور عرفان مروت کی بہن کا رشتہ ہارون بلور سے ہے۔ خالد کھرل، فیصل صالح

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

حیات، مخدوم علی رضا اور سید سجاد حیدر قریبی عزیز ہیں۔ ان رشتوں کے ذریعے ملتان کے خاکوانی، پشاور کے بلور، ہری پور کا ایوب خاندان، ایبٹ آباد کے جدون اور سابق والئی سوات کا خاندان باہم قربت دار ہیں۔ پاکستان پر اسی قسم کے سدا بہار خاندان کا راج ہے۔ آزاد پاکستان کے عوام ہر دور میں اس کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔

کالاباغ ڈیم

31 اکتوبر کو ولی خان نے چار سدہ میں کہا کہ کالا باغ ڈیم کسی صورت میں نہیں بننے دیا جائے گا۔ اگر ایسی کوئی کوشش کی گئی تو ہم ڈیم کو بم سے اُڑا دیں گے۔ بجلی پیدا کرنے کے نام پر پنجاب کے چولستان والے علاقے کو آباد کرنے کی خاطر سندھ اور سرحد کو بنجر اور ویران کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ اس سے قبل بلوچستان کی صوبائی اسمبلی نے اپوزیشن لیڈر سردار اختر مینگل کی طرف سے پیش کی جانے والی کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے خلاف قرار داد متفقہ طور پر منظور کرلی تھی۔ وزیراعلیٰ بلوچستان ذوالفقار علی مگسی سمیت 18 صوبائی وزراء اُس وقت ایوان میں موجود نہیں تھے۔ سندھ کے وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ نے بھی کہا کہ کالا باغ ڈیم پورے ملک کے لیے تباہ کن ہوگا۔ لیکن پنجاب اسمبلی میں 23 نومبر کو اپوزیشن کی عدم موجودگی میں کالا باغ ڈیم کے حق میں قرارداد منظور کرلی گئی۔

پنجاب اسمبلی میں ہنگامہ

اسیر ارکان اسمبلی کو اجلاس میں لانے کے مسئلہ پر پنجاب اسمبلی میں بھی ہنگامہ آرائی ہوئی۔ اسپیکر نے کہا کہ اسیر ارکان کی اجلاس میں شرکت کو لازمی بنانے کا انہیں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ اس معاملہ میں عدالت سے رجوع کیا جائے پرویز الٰہی نے کہا کہ حکومت نے اسیر ارکان کو اسمبلی میں لانے کا وعدہ کیا تھا لیکن اب عدالت سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا جا رہا ہے۔

بیگم وائیں کا احتجاج

پنجاب کے سابق وزیراعلیٰ غلام حیدر وائیں مرحوم کی بیوہ نے احتجاج کیا کہ جن ظالموں نے 29 ستمبر 1992ء کو اُن کا سہاگ چھینا۔ وہ آج بھی اسمبلیوں میں بیٹھے انہوں نے قاتلوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا۔

بدامنی کے واقعات

2 اکتوبر کو لالہ موسیٰ سے ڈنگہ جانے والی بس میں سیٹ کے نیچے رکھے ایک بم کے پھٹنے سے 9 مسافر جاں بحق اور 37 شدید زخمی ہوگئے۔ جن میں سے 20 کی حالت نازک ہے۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ مسافروں کے اعضاء دور تک بکھر گئے۔

4 اکتوبر کو لاہور میں مسلم لیگ کے رہنماء امیرالدین بٹ شاہ عالمی چوک میں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اپنے گھر کے سامنے چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ نامعلوم نقاب پوش کار سواروں نے کلاشنکوف کا برسٹ مار کر اُنہیں موقع پر ہلاک کر دیا۔ 24 گولیاں اُن کے جسم میں پیوست ہوگئیں، حملہ آور فرار ہوگئے۔

12 اکتوبر کو سہ پہر ساڑھے تین بجے صرافہ بازار راولپنڈی میں تاریخ کی سب سے بڑی ڈکیتی کی واردات میں چھ مسلح ڈاکو ایک کروڑ روپے مالیت کا سونا اور نقد رقم لوٹ کر فرار ہوگئے۔ پولیس کی مزاحمت پر ڈاکوؤں نے اُن پر خودکار اسلحہ سے فائرنگ کر کے دو پولیس والوں کو ہلاک اور تین کو زخمی کر دیا۔

مذاکرات کا آغاز

طویل تعطل اور غیر یقینی صورت حال کے بعد حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان 2 اکتوبر سے مذاکرات کا دوبارہ آغاز ہوگیا۔ یہ مذاکرات 3 اور 4 اکتوبر کو بھی جاری رہے۔ ان میں طے پایا کہ نظر بند سینیٹروں کو جیل سے اُن کے گھروں پر منتقل کر دیا جائے۔ شعیب بخاری نے کہا کہ ایجنڈے میں علیحدہ صوبے کا نکتہ شامل نہیں ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم سندھ کی تقسیم نہیں چاہتی۔ عوام کی رائے معلوم کرنے کی بات کی تھی۔ پاکستان مسلم لیگ سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں۔ ہم اپوزیشن میں رہیں گے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ مذاکرات سست روی کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ سنگین مقدمات واپس نہیں لیے جا سکتے۔ الطاف حسین کے خلاف مقدمات کا فیصلہ عدالت کرے گی۔ میں بات چیت کے بارے میں پُرامید ہوں۔ کراچی اور حیدر آباد سے ساڑھے پانچ ہزار افراد گرفتار کئے گئے۔ اس وقت سندھ کی جیلوں میں 369 سیاسی قیدی ہیں جن میں کوئی سیاسی لیڈر شامل نہیں ہے۔ سندھو دیش یا جناح پور کی باتیں کرنے والے غدار ہیں۔

ایم۔ کیو۔ ایم سے تعلق رکھنے والے سینیٹرز آفتاب شیخ، نسرین جلیل اور اشتیاق اظہر کو جیل سے منتقل کر کے اُن کے گھروں میں نظر بند کر دیا گیا۔ اُنہیں دو ماہ قبل گرفتار کیا گیا تھا۔

فوجی آپریشن

14 اور 15 اکتوبر کو گلشن اقبال، پاک کالونی اور پاپوش نگر کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ لوگوں کو گھروں سے باہر نہ نکلنے کی ہدایت کی گئی۔ تلاشی کے دوران ہتھیار اور کارتوس برآمد ہوئے اور 150 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔

فوجی آپریشن کے باوجود 17 اور 18 اکتوبر کو فائرنگ کی وارداتوں میں 39 افراد ہلاک اور 20 سے زائد زخمی ہوگئے۔ رفاہ عام سوسائٹی میں مورچہ بند افراد کی پولیس موبائل پر اچانک جدید ہتھیاروں سے فائرنگ سے تھانہ انچارج اور کانسٹیبل جاں بحق ہوگئے۔ بفرزون میں فائرنگ سے دو نو عمر لڑکے بھی جاں بحق ہوگئے۔ ایک کلینک پر فائرنگ سے ڈاکٹر کو ہلاک کر دیا گیا۔ سعود آباد میں بھی موبائل پر فائرنگ کی گئی۔ دو بسوں کو آگ لگا دی گئی۔ شہر میں فوج طلب کر لی گئی۔

دس نکاتی معاہدہ

19 اکتوبر کو حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان مذاکرات میں ان دس نکات پر اتفاق رائے ہوگیا۔ ایم کیو ایم کے لیڈروں اور کارکنوں کے خلاف قائم مقدمات کی چھان بین نہیں ہوگی۔ چھوٹے مقدمات واپس لینے کے لیے نرم رویہ اختیار کیا جائے گا۔ معمولی نوعیت کے مقدمات واپس لے لیے جائیں گے۔ ضبط کی گئی اشیاء واپس کر دی جائیں گی۔ ایم کیو ایم کو قانونی دائرہ کے اندر سیاسی سرگرمیوں کی اجازت ہوگی۔ روپوش رہنما اپنے گھروں کو واپس آ سکیں گے۔ ارکان پارلیمنٹ کو گارڈ فراہم کئے جائیں گے۔ کراچی کی تعمیر نو کے لیے گرانٹ دی جائے گی۔ ٹیلی فون کنکشن بحال کر دیئے جائیں گے۔ کارکنوں کو قانونی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے گشت کرنے پر بھی اتفاق رائے ہوگیا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ اس معاہدہ سے کراچی کی صورتحال بہتر ہو جائے گی۔ لیکن سندھ کابینہ کے بعض وزراء نے اس معاہدہ کی بعض شقوں پر اعتراض کیا۔ صوبائی اسمبلی کے رکن پیر صبغت راشدی نے کہا کہ ایم کیو ایم کے ساتھ مذاکرات نتیجہ خیز نہیں ہوسکے۔ شعیب بخاری نے پیر پگاڑا سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ لیکن شعیب بخاری نے اس خبر کی تردید کر دی۔

21 اور 22 اکتوبر کو ناصر کالونی، عباسی ٹاؤن اور گلزار ہجری کے علاقوں میں گھر گھر کی تلاشی کا سلسلہ صبح پانچ بجے سے شروع ہو کر تقریباً پندرہ گھنٹے جاری رہا۔ لاؤڈ سپیکر سے اعلان کیا گیا کہ لوگ گھروں کے اندر رہیں۔ متاثرہ لوگوں نے کہا کہ مہاجروں کے ساتھ جنگی قیدیوں جیسا سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ یہ طرز عمل علیحدہ صوبے کی سوچ کو تقویت فراہم کرے گا۔ وفاقی ایوانہائے تجارت اور صنعت پاکستان کے صدر ایس ایم منیر نے کہا کہ کراچی میں اب گھر بھی

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

محفوظ نہیں رہے۔ ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی نے کہا کہ کارکنوں کے قتل عام کا سلسلہ جاری رہا تو نتائج انتہائی ناخوشگوار ہو سکتے ہیں۔

22 اکتوبر کو فار ایسٹرن اکنامک ریویو کے نمائندوں کو انٹرویو دیتے ہوئے مختلف ذمہ دار شہریوں نے کہا کہ کراچی کے حالات اعصاب شکن ہیں۔ سیاسی گروپوں نے اپنے مسلح دستے بنا لیے ہیں۔ مسلح افراد کی فائرنگ سے ہر روز آٹھ دس افراد ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کاروبار کراچی سے دوسرے مقامات پر منتقل ہو رہا ہے۔ بدعنوانی، منظم جرائم اور لسانی نفرت نے پولیس، عدلیہ اور دوسرے اداروں کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ وزیراعظم بے نظیر نے کراچی کے لیے تین ارب ڈالر سے زائد پیکج کا اعلان کیا ہے لیکن اصل مسئلہ امن و امان کی بحالی کا ہے۔

23 اکتوبر کو انٹرنیشنل مہاجر کونسل کے سیکرٹری جنرل محمد اسلم نے لندن میں کہا کہ حکومت سندھ میں ایک علیحدہ مہاجر صوبہ بنانے کے مطالبے پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے۔

عبداللہ شاہ کی صدارت میں ہونے والے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ کراچی میں امن کے قیام کے لیے ایک سریع الحرکت فورس تشکیل دی جائے جو جدید اسلحہ سے لیس ہو اور چوبیس گھنٹے شہر کا گشت کرے۔ عبداللہ شاہ نے اجلاس کو بتایا کہ ایم کیو ایم سے ہماری مفاہمت ٹھوس بنیادوں پر آگے بڑھ رہی ہے۔

برطانیہ میں مقیم پاکستانیوں نے ایمنسٹی انٹرنیشنل اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نام اپنی ایک یاد داشت میں مطالبہ کیا کہ مہاجروں کے ساتھ مفتوحہ قوم اور جنگی قیدیوں جیسا سلوک فوری طور پر بند کرایا جائے۔

25 اکتوبر کو تین بجے شب لیاقت آباد کو محاصرہ میں لے کر گھر گھر تلاشی لی گئی۔ یہ آپریشن 26 اکتوبر تک جاری رہا۔ پوری آبادی کے روزمرہ کے معمولات متاثر ہوئے۔ لوگ اپنے دفاتر اور کاروبار پر بھی نہیں جا سکے۔ لیاقت آباد میں داخلے کے تمام راستے بند کر دیئے گئے تھے۔ صبح کو لوگوں کو دودھ بھی نہیں مل سکا۔ آپریشن کے دوران 264 ہتھیار اور سات ہزار سے زائد راؤنڈ برآمد ہوئے۔ کچھ لوگوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ رابطہ کمیٹی نے کہا کہ طویل محاصروں کے دوران بچوں کے لیے دودھ، مریضوں کے لیے دوا اور انہیں ہسپتال منتقل کرنا بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔ پولیس لائسنس یافتہ اسلحہ ضبط کر لیتی ہے۔ نقدی اور زیورات چھین لیتی ہے۔

26 اکتوبر کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ گھر گھر تلاشی عوام کی بے عزتی ہے۔ قوم کو تقسیم کیا جا رہا ہے۔

27 اکتوبر کو نواز شریف نے کراچی کا دورہ کیا۔ لوگوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت روشنیوں کے شہر کراچی کو برباد کر رہی ہے۔ حکومت کے خاتمے کے لیے سر پر کفن باندھ کر نکلنا ہوگا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ نواز شریف سندھ کا ماحول خراب کرنے کے لیے بار بار کراچی آتے ہیں۔ وہ بادشاہی مسجد میں مجمع لگا کر اپنی دکان چمکائیں، سندھ کا

مستقبل محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

وزیر داخلہ نصیر بابر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے انہیں امن و امان کی مجموعی صورتحال سے مطلع کیا۔ صدر نے کہا کہ قانون کے نفاذ کے لیے طاقت کا استعمال ناگزیر ہے۔ حکومت عوام کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے مزید اقدامات کرے۔

27 اکتوبر کو بی بی سی نے ایدھی فاؤنڈیشن کے حوالے سے بتایا کہ اس سال جنوری سے اب تک 480 افراد کو آتشیں اسلحہ سے ہلاک کیا جا چکا ہے۔ کراچی میں تشدد اور مسلح کارروائیاں آئے دن کا معمول بن گئی ہیں۔ نامعلوم حملہ آور اپنے مخالفین کو گولیوں کا نشانہ بناتے رہتے ہیں لیکن حملہ آوروں میں سے شاید ہی کوئی گرفتار کیا جا سکا ہے۔

27 اکتوبر کو بھی کراچی میں فائرنگ سے تیرہ افراد ہلاک ہوگئے۔ کورنگی میں ایک کالج کے نزدیک کھڑی ہوئی پک اپ سے دو نوجوانوں کی نعشیں ملیں جنہیں تشدد کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔ 28 اکتوبر کو شپ اونرز کالج کے قریب گھات میں بیٹھے دہشت گردوں نے ایک پولیس پارٹی پر اندھا دھند فائرنگ کر کے سب انسپکٹر سمیت تین پولیس اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔ 29 اور 30 اکتوبر کو 29 افراد فائرنگ کی بھینٹ چڑھ گئے۔ کورنگی میں دولہا اپنی گاڑی سجانے لے گیا۔ اس کی نعش گھر واپس آئی۔ جو ایک سوزوکی کار سے ملی۔ گھر ماتم کدہ بن گیا۔ دلہن شادی کے دن ہی بیوہ ہو گئی۔

شہدائے 31 اکتوبر کی آٹھویں برسی کے موقع پر الطاف حسین نے لندن میں کہا کہ 31 اکتوبر کو ایم کیو ایم کو ختم کرنے کی سازش کی گئی تھی جسے ضیاء الحق نے تیار کیا تھا۔ اگر اس بارے میں کوئی تحقیقاتی کمیشن قائم ہو تو میں اس کا ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔

مقدمات کی واپسی اور اندراج

یکم نومبر 1994ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے بے نظیر بھٹو، کھر، اعتزاز احسن، شیخ رفیق سمیت پیپلز پارٹی کے تین سو رہنماؤں کے خلاف نواز شریف کے دور حکومت 1992ء میں ان کے خلاف لانگ مارچ کے دوران درج کیے گئے مقدمات واپس لے لیے۔ اب بے نظیر حکومت لانگ مارچ کے ضمن میں نواز شریف اور مسلم لیگ کے دوسرے رہنماؤں کے خلاف مقدمات درج کر رہی ہے۔

امریکی فوجی دستہ کی آمد

یکم نومبر کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ ہماری اطلاع کے مطابق کراچی ایئرپورٹ پر اقوام

متحدہ کے فلیگ کے ساتھ ایک آر مرڈ امریکی فوجی دستہ اترا ہے۔ حکومت قوم کو اعتماد میں لے کر صحیح صورتحال سے آگاہ کرے۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کرپشن کے سرطان میں مبتلا ہیں۔ عورت کی سربراہی قوم کے لیے آزمائش ہے۔ ہم عوام کو مایوسی اور بے چینی سے نکال کر امید کی شمع روشن کرنا چاہتے ہیں۔ نواز شریف خود انقلاب نہیں لا سکتے۔ اگر وہ عوام کو اس حکومت سے نجات دلانا چاہتے ہیں تو ہمارا ساتھ دیں۔ ملک کو مجاہد قیادت کی ضرورت ہے۔ ہم عوام کو اس حکومت سے نجات دلا سکتے ہیں۔

یکم نومبر کو ولی خاں نے نواز شریف کو سیاست کا استاد قرار دیتے ہوئے کہا کہ لوگوں کو چاہیے کہ وہ نواز شریف سے سیاست سیکھیں۔ نواز شریف نے بونیر میں کہا کہ وقت آگیا ہے کہ قوم کو لٹیروں اور چوروں سے نجات دلائی جائے۔ لوگ سر پر کفن باندھ کر اسلام آباد کی طرف مارچ کریں گے۔ نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے نواز شریف کو گرفتار نہ کر کے ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔

مسلم لیگ فرانس نے وزیراعظم بے نظیر کو ایک احتجاجی مراسلہ ارسال کیا جس میں ان ہزاروں کارکنوں کو رہا کرنے کا مطالبہ بھی کیا گیا جنہیں تحریک نجات کے دوران گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا گیا ہے۔ اس میں خواتین پر تشدد کی مذمت بھی کی گئی۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

باب 12

قومی اسمبلی میں بد نظمی

اسیر کارکنان کی اسمبلی میں شرکت

سپیکر یوسف رضا گیلانی کی رولنگ کے باوجود حکومت نے اسیر کارکنان اسمبلی کو رہا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ اس بارے میں عدالتوں سے رجوع کرے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت ہٹ دھرمی پر اتر آئی ہے۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ گیلانی نے کہا کہ میں نے رولنگ دے دی۔ اب عوام، اپوزیشن اور حکومت جانے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم سپیکر کی رولنگ کا احترام کرتے ہیں۔ قانونی مشکلات کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ ڈپٹی سپیکر نے کہا کہ حکومت نے سپیکر کے حکم کی خلاف ورزی کر کے ایوان کی بالادستی کو نقصان پہنچایا ہے۔

شیخ رشید سے ملاقات

5 نومبر کو نواز شریف نے نیو سینٹرل جیل بہاولپور میں شیخ رشید سے ملاقات کی۔ اس موقع پر نواز شریف نے کہا کہ کراچی سے خیبر تک آگ لگی ہوئی ہے۔ عوامی سیلاب بے نظیر حکومت کو بہا کر لے جائے گا۔ بے نظیر پر ان کی ماں اور بھائی اعتبار نہیں کرتے تو میں کس طرح کر لوں۔ اگر میرے خلاف کوئی ثبوت موجود ہیں تو حکومت مقدمہ کیوں نہیں چلاتی۔

مولانا فضل الرحمٰن نے گوہر ایوب کے مکان پر نواز شریف سے ملاقات کی جو ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہی۔ نواز شریف نے کہا اس ملاقات سے حکمت عملی طے کرنے میں مدد ملے گی۔

بھارتی ہائیڈروجن بم

5 نومبر کو امریکی انٹیلی جنس کے ادارے سی آئی اے نے واشنگٹن میں انکشاف کیا کہ بھارتی سائنسدانوں نے بھابھا اٹامک ریسرچ سینٹر میں ہائیڈروجن بموں کی تیاری کا کام مکمل کر لیا ہے۔

7 نومبر کو حکومت نے بجلی کے نرخوں میں 19 فیصد اضافہ کر دیا۔ پورے ملک میں اس پر شدید احتجاج کیا گیا۔

مسئلہ کشمیر پر قرارداد

وزیر خارجہ سردار آصف اور سیکرٹری خارجہ نجم الدین شیخ نے اقوام متحدہ کی جنرل کونسل میں مسئلہ کشمیر پر قرار داد پیش نہیں کی۔ کشمیر کمیٹی کے سربراہ نوابزادہ نصراللہ نے اس پر اپنی برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کمیٹی سے مستعفی ہونے کا اشارہ دیا۔ پروفیسر خورشید احمد نے اس پر احتجاج کرتے ہوئے جنرل اسمبلی میں جانے والے وفد سے علیحدگی اختیار کر لی۔ نواز شریف نے کہا کہ قرارداد پیش نہ کرنا سقوط کشمیر کی تیاری ہے۔ وطن دشمن حکومت نے بھارت کی بالادستی قبول کر لی ہے۔ ہم قومی امور پر جماعت اسلامی سمیت ہر جماعت سے غیر مشروط تعاون کے لیے تیار ہیں۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ہم نے مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اجاگر کیا ہے۔ کشمیر کی تحریک آزادی اپنے آخری مراحل میں ہے۔ اقوام متحدہ ایک مردہ گھوڑا بن چکی ہے جس کی کسی قرارداد پر عمل نہیں ہوتا۔ کشمیر کے مسئلہ پر پاکستان اور بھارت کے درمیان ایک جنگ ہو سکتی ہے۔ تھرڈ آپشن سے کشمیر ایک اور یوگوسلاویہ بن جائے گا۔ بے نظیر نے مسئلہ کشمیر پر قرارداد پیش نہ کرنے کے بارے میں رپورٹ طلب کر لی۔

نئے چیف الیکشن کمشنر

12 نومبر کو جسٹس نعیم کی ریٹائرمنٹ کے بعد پشاور ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج جسٹس فخر عالم کو چیف الیکشن کمشنر مقرر کر دیا گیا۔ ایک سادہ تقریب میں انہوں نے اپنے عہدہ کا حلف لیا۔

میاں محمد شریف کی گرفتاری اور رہائی

13 نومبر کو نواز شریف کے والد اور اتفاق گروپ کے چیئرمین میاں محمد شریف کو نصف

ظلم کی یہ داستان نئی نہیں!

1972ء میں اتفاق کے صنعتی اداروں پر پیپلز پارٹی کی حکومت نے قبضہ کر لیا۔

1989ء میں پیپلز پارٹی کی حکومت نے جوناتھن جہاز روک کر اتفاق فونڈری کو تباہ و برباد کر دیا۔

1993ء میں تمام بینک سہولتیں ختم، فیکٹریاں بند اور 44 مقدمات قائم کر دیئے گئے۔

اور اب

1994ء میں میاں محمد شریف کو اپنے انتقام کی آگ ٹھنڈی کرنے کیلئے نہایت ظالمانہ طریقے سے گرفتار کر لیا گیا۔

ان کا جرم صرف یہ ہے کہ

◁ اتفاق کی کمپنیاں ہر سال قومی خزانے کو ڈیڑھ ارب روپے سے زائد ٹیکس اور ڈیوٹی ادا کرتی ہیں۔

◁ اتفاق خاندان کم و بیش ۸ کروڑ روپے سے زیادہ ٹیکس دیتا ہے۔

◁ اتفاق کے کارخانوں میں بیس ہزار افراد کام کرتے ہیں اور بالواسطہ لاکھوں افراد روزی کماتے ہیں۔

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

منجانب ـ اراکین Ittefaq کمپنیز

گھنٹے کے کمانڈو ایکشن کے بعد ان کے لاہور آفس سے گرفتار کر کے ایک خصوصی طیارے کے ذریعے انہیں اسلام آباد پہنچایا گیا۔ پولیس کے ساتھ چل کر جانے سے انکار کرنے پر انہیں اٹھا کر لے جایا گیا۔ یہ گرفتاری تعزیرات پاکستان کی مختلف دفعات اور انکم ٹیکس کے ضمن میں عمل میں آئی۔ ان پر دھوکہ دہی اور جعل سازی کے ذریعہ کروڑوں روپے ہضم کرنے کے الزامات ہیں۔ اہلکار ریکارڈ بھی ساتھ لے گئے۔ اسلام آباد میں ان کا چودہ دن ریمانڈ لے کر ایف آئی اے کے ہیڈ کوارٹرز کی حوالات میں بند کر دیا گیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ میاں شریف کی گرفتاری مکمل ثبوت ملنے کے بعد انکم ٹیکس کمشنر کی شکایت پر عمل میں آئی ہے۔ نواز شریف اور ان کے بھائیوں کے خلاف بھی ریفرنس دائر کرنے پر غور کیا جا رہا ہے۔ نواز شریف نے وزیراعظم کی حیثیت سے کالے دھن کے کروڑوں روپے بینکوں میں جمع کرا کے اس کی آڑ میں قرضے حاصل کیے۔ انہوں نے غیر قانونی دھندے کو تحفظ دیا۔ وزیراعلیٰ وٹو نے کہا کہ میاں نواز شریف کے خلاف مقدمات کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ انہیں ایف آئی اے نے گرفتار کیا ہے۔ نواز شریف کو گرفتار کرنے کا ابھی ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ حکومت ذاتی مخاصمت پر اتر آئی ہے۔ وہ جمہوریت کو خدا حافظ کہنے پر تلی ہوئی ہے۔ میرے پورے خاندان کو بھی گرفتار کر لیا جائے تب بھی میں اپنے مشن پر قائم رہوں گا۔ مقدمات کا مقابلہ قانونی طریقے سے کروں گا۔ غریبوں کے منہ سے نوالہ چھین کر گھوڑوں کے اصطبل بنائے جا رہے ہیں فرانس میں محلات خریدے جا رہے ہیں۔ امریکی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے میاں شریف کی گرفتاری پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ اقدام درست نہیں ہے۔

16 نومبر کو سیاست دانوں اور صنعت کاروں نے میاں شریف کی گرفتاری کے خلاف لاہور کی سڑکوں پر احتجاجی مظاہرے کیے۔ لکشمی چوک لاہور میں پولیس نے مسلم لیگی جلوس پر کمانڈو ایکشن کر کے متعدد مظاہرین کو زخمی کر دیا۔ جلوس پر لاٹھی چارج کیا، خواتین کے ساتھ بدسلوکی کی گئی، خواتین سمیت درجنوں افراد کو گرفتار کر کے نامعلوم جگہ لے جایا گیا۔

ایف آئی اے نے میاں شریف کو عدالت میں پیش کر کے ان کا تین دن کا جسمانی ریمانڈ لے لیا اور انہیں نیشنل بینک کے ریسٹ ہاؤس اسلام آباد میں منتقل کر دیا گیا۔ اسی روز 5 نومبر کو سہ پہر دو بجے میاں شریف کو کارڈیالوجی یونٹ میں داخل کرا دیا۔ میاں نواز شریف اور ان کی والدہ نے میاں شریف کی عیادت کی۔

16 نومبر کو لاہور ہائی کورٹ نے میاں شریف کی غیرقانونی حراست کے خلاف رٹ درخواست کو ضمانت کی درخواست کے طور پر بھی منظور کر لیا اور ڈی جی ایف آئی کو ریکارڈ سمیت عدالت میں طلب کر لیا۔

16 نومبر کو ماہر ڈاکٹروں کے ایک بورڈ نے میاں شریف کا طبی معائنہ کیا۔ ڈاکٹروں کے

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

مشورہ پر حکومت نے ان کی فوری رہائی کا فیصلہ کیا اور 16 نومبر ہی کو رات گئے میاں شریف کو پیرول پر رہا کر کے اسلام آباد سے ان کے گھر لاہور منتقل کر دیا گیا۔

میاں شریف کی گرفتاری اور پھر تین دن بعد ان کی رہائی سے حکومت کو رسوائی، سبکی اور بدنامی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوسکا۔ اس نے اخلاقی حدود کو پامال کر کے اپنے سیاسی دیوالیہ پن کا ایک مزید ثبوت فراہم کر دیا۔

صدر کا پارلیمنٹ سے خطاب

14 نومبر کو نئے پارلیمانی سال کے آغاز پر صدر لغاری نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیا۔ اس موقع پر پارلیمانی تاریخ کی بدترین ہنگامہ آرائی،اور ہلڑ بازی کا مظاہرہ ہوا۔ گالم گلوچ، ہاتھا پائی اور ایک دوسرے پر حملے کیے گئے۔ بے نظیر کے گرد زنانہ پولیس کا عملہ حصار بنائے کھڑا تھا بعض اہلکار صدر کے روسٹرم کی طرف جانے والے راستہ پر کھڑے کیے گئے۔ صدر کی آمد اور ان کی تقریر کے دوران اجلاس کے خاتمے تک دھینگا مشتی جاری رہی۔ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اپوزیشن کے ارکان نے صدر اور وزیراعظم کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ تہمینہ دولتانہ صدر کی طرف لپکیں اور اپنے سر سے چادر اتار کر صدر کی طرف پھینک دی۔ تقریر کے دوران "چور لغاری چور" کا راگ الاپا گیا۔ ایوان میں بینرز، کتبے اور پلے کارڈ لہرائے گئے۔ کبیر خاں نے ایک رکن کے کندھے پر چڑھ کر نعرے لگائے۔ ارکان نے ایک دوسرے کو تھپڑ مارے، مکے رسید کیے اور بعض کو گھسیٹا گیا۔ کچھ فرش پر گر گئے۔ اپوزیشن کے راؤ قیصر نے قربان علی کو تھپڑ رسید کر دیا۔ مسلم لیگ کی حلیف جماعت اے این پی اور جماعت اسلامی جے یو آئی (الیف) سپاہ صحابہ، این پی پی، پختونخواہ ملی عوامی پارٹی کے ارکان نے خاموشی کے ساتھ اپنی نشستوں پر بیٹھ کر صدر کی تقریر سنی۔

صدر نے شور شرابے کے باوجود اپنی تقریر جاری رکھی۔ کئی مرتبہ پانی پیا اور پسینہ صاف کیا۔ اپنی تقریر میں صدر نے کہا کہ پارلیمنٹ کی حاکمیت اور قومی امور پر اتفاق رائے کو یقینی بنانا ضروری ہے۔ حکومت کی ایک سالہ کارکردگی اطمینان بخش ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر بڑھ گئے ہیں۔ افراط زر میں کمی ہوئی ہے۔ عوام بدعنوانی سے تنگ ہیں۔ یہ قومی مسئلہ فوری حل کا متقاضی ہے۔ حکومت نے مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اجاگر کیا ہے۔ مسلح افواج ملک کے دفاع کی پوری صلاحیت رکھتی ہیں۔

اجلاس کے بعد صدر لغاری نے کہا کہ اپوزیشن کے احتجاج کا انداز غیرمہذب تھا۔ غلام اسحٰق کے خطاب کے دوران ہمارا احتجاج جمہوری، آئینی اور مہذب تھا۔ بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن نے صدر، وزیراعظم اور سپیکر پر حملوں کا پروگرام بنایا تھا۔ ایوان میں تشدد اور مار پیٹ

کرنے والے ارکان کو نااہل بنانے کا قانون بنایا جائے گا۔ غیر جمہوری رویہ سے ایوان کا وقار مجروح ہوا ہے۔ ایسی ہلڑ بازی سے سیاست کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اپوزیشن لیڈر کے والد کے خلاف دھوکہ دہی کا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ قوم کی دولت لوٹنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ اتفاق فاؤنڈری نواز شریف کی نہیں حکومت کی ملکیت ہے۔ یہ ناجائز دولت کا مجموعہ اور جنرل ضیاء کا تحفہ ہے۔ ہم اہم قومی امور میں اپوزیشن سے مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ میرے خلاف عدم اعتماد کی تحریک آئی تو میں اس کا خیر مقدم کروں گی۔

نواز شریف نے کہا کہ مذاکرات کے دروازے حکومت نے خود ہی بند کر دیئے ہیں۔ صدر کی تقریر کے دوران ہمارا طرز عمل شائستہ تھا۔ ایک منصوبے کے تحت پارلیمنٹ کی گیلریاں پہلے ہی جیالوں سے بھر دی گئی تھیں۔

جنرل وحید نے کہا کہ پارلیمنٹ کے واقعہ میں کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ فاروق فیروز نے کہا کہ ہنگامہ آرائی جمہوریت کا حصہ ہے۔ عباس خٹک نے کہا کہ اچھا ہے یہ سب کچھ ایوان کے اندر ہوا۔

مشترکہ اجلاس کے بعد جب اپوزیشن کے ارکان پارلیمنٹ ہاؤس سے باہر نکلے تو پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ راؤ قیصر کا چہرہ لہولہان ہو گیا۔ انہیں سٹریچر پر ڈال کر ہسپتال لے جایا گیا۔ سپیکر نے اپوزیشن کے ارکان پر حملے کی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ جیالوں کے حملوں سے بھٹو دور کی یاد تازہ ہو گئی۔

یہ بات ناقابل فہم ہے کہ بے نظیر حکومت نے میاں شریف کی گرفتاری کے لیے صدارتی خطاب سے محض ایک دن قبل 13 نومبر کا دن منتخب کیا۔ ظاہر ہے کہ اس اشتعال انگیزی کے بعد صدر کی تقریر کے دوران جو کچھ ہوا وہی متوقع تھا۔

رابن رافیل کی ملاقات

15 نومبر کو امریکہ کی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے امریکی سفیر جان سی مانجو کے ہمراہ نواز شریف سے ان کی قیام گاہ پر ملاقات کر کے مسئلہ کشمیر اور بھارت کے میزائل پروگرام پر تبادلہ خیال کیا۔ ملاقات کے بعد رابن رافیل نے اسلام آباد میں کہا کہ اپوزیشن اپنی باری کا انتظار کرے۔ چودھری نثار نے اس پر اپنے سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ رابن رافیل وائسرائے کا کردار ادا نہ کریں۔ انتظار کرنے کا مشورہ انہوں نے بے نظیر کو کیوں نہیں دیا تھا۔

سینٹ کے اجلاس میں ہنگامہ

17 نومبر کو سینٹ کے اجلاس میں بھی حکومت اور اپوزیشن کے ارکان کی طرف سے شور شرابہ، الزامات اور جوابی الزامات کی بوچھاڑ ہوئی۔ حکومتی ارکان نے کہا کہ اپوزیشن نے صدر اور وزیراعظم پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ اپوزیشن کے ارکان نے الزام لگایا کہ پیپلز پارٹی پارلیمنٹ کو تباہ کرنا چاہتی ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ ایوان کے اندر تبدیلی کے لیے پیپلز پارٹی کے ارکان کی بڑی تعداد نے ہمیں اپنی حمایت کا یقین دلایا ہے۔ حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک آخری مراحل میں ہے۔ وسیع تر اتحاد کے لیے مثبت پیش رفت ہوئی ہے۔ یہ حکومت کا آخری سال ہے۔ فوجی سربراہ اپنے ادارے کو بے نظیر کے مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال ہونے سے بچائیں۔ بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن عدم اعتماد کی تحریک پیش نہیں کر سکتی۔ نواز شریف دوبارہ اقتدار میں نہیں آ سکتے۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ صدر لغاری پیپلز پارٹی کے آدمی نہیں ہیں۔ مسلم لیگی اراکین صدر کے بجائے بے نظیر اور آصف زرداری کو نشانہ بنائیں اور صدر کے ہاتھ مضبوط کریں تاکہ وہ اس بدعنوان حکومت سے نجات دلا سکیں۔ حکومت کے خلاف کارروائی کا واحد راستہ صدر کے پاس ہے۔ میاں نواز شریف مظلوم انسان ہیں لیکن ان کے پاس مسائل کا حل نہیں۔ اگر حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک منظور ہو سکتی ہے تو ہمارے تین ووٹ تحریک کے حق میں ہوں گے۔ ہم تحریک بیداری ملت کے ذریعے عوام کو متحد کر کے مسائل حل کرنے کے لیے لائحہ عمل تیار کر رہے ہیں۔ ہم کسی اتحاد میں شامل نہیں ہوں گے۔ البتہ قومی امور پر مشترکہ لائحہ عمل اختیار کیا جا سکتا ہے۔

چودھری شجاعت کی گرفتاری

20 نومبر کو مسلم لیگی سینیٹر چودھری شجاعت حسین کو دوپہر کے وقت ایف آئی اے نے اسلام آباد میں ان کے گھر کے سامنے سے گرفتار کر لیا۔ پولیس کمانڈوز نے ان کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ وہ سینٹ کے اجلاس میں شرکت کے لیے اسلام آباد پہنچ کر جیسے ہی اپنے گھر کے پاس آئے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ سات روز کا ریمانڈ لے کر انہیں ریسٹ ہاؤس بھیج دیا گیا۔ یہ گرفتاری سینٹ کے چیئرمین کی اجازت کے بغیر عمل میں آئی۔ حسب معمول نصیر بابر نے کہا کہ چودھری شجاعت تیس کروڑ روپے کے قرضے دھوکہ دہی سے حاصل کرنے میں ملوث ہیں۔ پرویز الٰہی اور دیگر افراد کو بھی جلد ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔ جس پر پرویز الٰہی نے ہائی کورٹ سے 4

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

دسمبر تک کی عبوری ضمانت منظور کرالی۔ سینٹ کے اجلاس میں اپوزیشن نے چودھری شجاعت کی گرفتاری پر شدید احتجاج کرتے ہوئے اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ چیئرمین وسیم سجاد نے تحریک استحقاق پر اپنی رولنگ محفوظ کرلی۔ نواز شریف نے کہا کہ یہ گرفتاریاں ہمارا راستہ نہیں روک سکتیں۔ عوامی ردعمل بہت جلد طوفان بن کر اٹھے گا۔ اور تاج و تخت بہالے جائے گا۔

20 نومبر کو بے نظیر نے کہا کہ سنگین جرائم میں ملوث افراد کی ضمانتوں پر رہائی منظور کرتے وقت عدالتیں احتیاط برتیں۔ ایسے ملزمان نے رہائی کے بعد قانون نافذ کرنے والے متعدد افسران کو ہلاک کیا ہے۔

بھٹو کا مقبرہ

21 نومبر کو وزیراعظم بے نظیر نے گڑھی خدا بخش میں ذوالفقار علی بھٹو کے مقبرہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ 71 فٹ بلند عمارت کی تعمیر پندرہ ماہ کی ریکارڈ مدت میں مکمل کرلی جائے گی۔ مقبرہ کی تعمیر میں غیر معمولی عجلت سے کام غالباً اس لیے لیا جا رہا ہے کہ خود حکومت کو بھی یقین نہیں کہ وہ کب تک برسراقتدار رہ سکے گی۔

چیئرمین سینٹ کی رولنگ

چیئرمین سینٹ وسیم سجاد نے رولنگ دی کہ چودھری شجاعت کو ایوان میں لایا جائے لیکن اس کے باوجود 23 نومبر کے اجلاس میں حکومت نے انہیں اجلاس میں شرکت کی اجازت نہیں دی۔ وسیم سجاد نے کہا کہ حکومت نے ان کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ سپیکر قومی اسمبلی یوسف رضا گیلانی نے کہا کہ وسیم سجاد کا فیصلہ ان کے اختیارات کے مطابق ہے۔ اس بارے میں ہم دونوں کا موقف یکساں ہے۔ اپوزیشن نے اجلاس کا بائیکاٹ جاری رکھا۔

بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن اول روز سے محاذ آرائی کی سیاست کر رہی ہے۔ وہ ہمیں ڈکٹیشن دینا چاہتی ہے۔ نواز شریف کا خیال ہے کہ حکمرانی کا حق صرف انہیں ہی حاصل ہے۔ انہوں نے ہماری حکومت کو تسلیم نہیں کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر نسل در نسل دشمنی چلانا چاہتی ہیں۔ وہ تیسری قوت کے لیے راہ ہموار کر رہی ہیں۔ ان کے طرز عمل سے جمہوریت ہی کو نہیں بلکہ ملک کو خطرہ لاحق ہے۔

قومی اسمبلی میں حکومت کو شکست

27 نومبر کو قومی اسمبلی میں صدر کے خطاب کے موقع پر ہنگامہ آرائی اور ممبران اسمبلی

کو زدوکوب کرنے کے بارے میں حکومتی قرار داد دو ووٹوں سے مسترد کر دی گئی جبکہ اپوزیشن کی قرار داد دو ووٹوں کی اکثریت سے منظور کر لی گئی۔ اپوزیشن کے ممبران نے اپنی فتح کی خوشی میں ڈیسک بجائے اور مطالبہ کیا کہ وزیراعظم اکثریت کھو بیٹھی ہیں اس لیے وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں۔ نواز شریف نے کہا کہ قومی اسمبلی میں حکومتی پارٹی کی شکست اس بات کا ثبوت ہے کہ تبدیلی کی ہوائیں چلنے لگی ہیں۔ میری حکومت کے خلاف سازش کرنے والوں سے حساب لیا جائے گا۔

چودھری شجاعت کی رہائی

27 نومبر کو خصوصی عدالت نے چودھری شجاعت کو دس لاکھ روپے کی ضمانت پر رہا کر دیا۔ چودھری شجاعت نے کہا کہ حکومت نے پوری کوشش کی کہ میں ضمانت پر رہا نہ ہو سکوں۔ حکومت اگر میرے خلاف الزامات ثابت کر دے تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔ چودھری شجاعت نے سینٹ میں اپنی گرفتاری کے خلاف تحریک استحقاق پیش کرتے ہوئے چیئرمین سینٹ کو اپنا مشروط استعفیٰ بھی پیش کر دیا اور کہا کہ اگر نصیربابر مجھ پر تیس کروڑ روپے کی بدعنوانی کا الزام ثابت کر دیں تو میں ایوان میں کبھی واپس نہیں آؤں گا۔

نواز شریف کی منصورہ آمد

28 نومبر کو نواز شریف اپنے رفقاء میاں اظہر، ذوالفقار کھوسہ اور چودھری عبدالغفور کے ہمراہ جماعت اسلامی کے دفتر منصورہ میں خلیل حامدی مرحوم کی وفات پر تعزیت کے لیے تشریف لائے۔ اس موقع پر نواز شریف اور قاضی حسین احمد کے درمیان دونوں جماعتوں کے رہنماؤں کی موجودگی میں بات چیت کے علاوہ دونوں کے درمیان تنہائی میں بھی تقریباً ایک گھنٹے تک ملاقات ہوئی۔ قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف اور ہمارے درمیان پرانی ہم آہنگی ہے۔ ہم ایک کشتی میں بیٹھے ہیں، مشترک مقاصد کے لیے کشیدگی اور رکاوٹیں دور کرنا چاہتے ہیں اس قسم کی ملاقاتیں آئندہ بھی ہوں گی۔ اتحاد کے بارے میں بات نہیں ہوئی۔ اہم معاملات میں مشترکہ حکمت عملی زیر غور آئی۔ نواز شریف نے کہا کہ دیر کے بعد جو ملاقات ہوتی ہے وہ اچھی ہوتی ہے۔ ملکی اور قومی امور پر ہمارے درمیان ہم آہنگی ہے۔ گفتگو کا اصل موضوع یہ تھا کہ اس وقت پاکستان جس تباہی اور بربادی کی طرف بڑھ رہا ہے اسے کس طرح متحد ہو کر تباہی سے بچایا جائے۔

قاضی صاحب نے بعد میں وضاحت کی کہ جماعت اسلامی اور مسلم لیگ میں کوئی اتحاد

نہیں ہوا ہے۔ موجودہ سیاسی کشمکش اقتدار کے بھوکے گروہوں کے درمیان جاری ہے۔ موجودہ پارلیمنٹ عوام کے مسائل حل کرنے کی اہل نہیں۔ نواز شریف، جتوئی یا جمالی کو وزیراعظم بنوانے سے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں نے عوام کو دستر خوان سمجھ رکھا ہے۔ دستر خوان پر بیٹھے ہوئے گروہ سے دوسرا گروہ کہہ رہا ہے کہ تم اٹھو اب ہم اس پر بیٹھ کر کھائیں گے۔

کھرل کا مشورہ

30 نومبر کو وفاقی وزیر اطلاعات خالد کھرل نے کہا کہ جو لوگ ٹی وی پر ناچ گانا دیکھنا نہیں چاہتے وہ ایسے پروگراموں کے وقت اپنا ٹی وی بند کر دیا کریں۔ بہت سے لوگ ناچ گانا پسند کرتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں۔ "ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو۔"

مسئلہ کشمیر

30 نومبر کو "گلف نیوز" نے لکھا کہ پاکستان کے وزیر خارجہ سردار آصف نے پچھلے دنوں مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کے لیے جن ممکنہ طریقوں کا ذکر کیا تھا ان میں ریاست کی تقسیم اور خود مختار کشمیر کا آپشن شامل تھا۔ امریکی حکومت کی دعوت پر ہونے والے مذاکرات میں سردار آصف نے تین آپشنز کی بات کی تھی۔ ان میں ریاست کی ایسی تقسیم بھی شامل تھی جس کے نتیجہ میں جموں کو بھارت کے حوالے کر دیا جائے اور وادی پاکستان کے حصہ میں آئے۔ یا پھر کشمیر کو لسانی خطوط پر یا کسی دوسری بنا پر چھوٹے یونٹوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ بھارتی وزیر خارجہ نے بھی 47 سالہ قدیم مسئلہ کو اوسلو طرز کے مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ ریاست کی موجودہ صورتحال کو تسلیم کر لیا اور رائے شماری کے نتیجے میں ضروری تبدیلیاں کر لی جائیں۔ لیکن بے نظیر نے ایک روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ کشمیر پاکستان کی شہہ رگ اور اس کا قدرتی حصہ ہے۔ یہ ہمارے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ ہم اس بارے میں کوئی دباؤ قبول نہیں کریں گے۔

نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے اس مسئلہ کا ستیاناس کر کے کشمیریوں کو مایوس کر دیا ہے۔ مسلم لیگ مجاہدین کی عملی مدد کرنے کے علاوہ بیرون ملک وفود بھیجے گی۔ مسئلہ کے حل کے لیے اقوام متحدہ کی قرار دادوں پر اسی طرح عمل کرایا جائے جیسا کہ کویت کے معاملہ میں کیا گیا۔ پیپلز پارٹی کو آخری بار اقتدار ملا ہے۔ حکمرانوں کو ہٹانا ہمارا قومی فریضہ ہے۔ مجھے قتل کیا گیا تو عوام تحریک سنبھال لیں گے۔

باب 13

بدامنی اور ہنگامے

پنجاب اسمبلی میں ہنگامے

یکم نومبر کو پنجاب اسمبلی کا اجلاس دھرنا، ہنگامہ آرائی اور ہلڑ بازی کے باعث غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ اپوزیشن اور سرکاری ارکان کے درمیان نعرے بازی کا مقابلہ ہوتا رہا۔ اپوزیشن نے حکومتی ارکان پر لوٹوں کی بارش کر دی۔ وزیراعلیٰ اور سپیکر کے خلاف نعرے لگائے۔ پرویز الٰہی نے کہا کہ ہم سپیکر راے کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کریں گے۔ 13 نومبر کے اجلاس میں بھی سرکاری اور اپوزیشن کے ارکان آپس میں الجھ پڑے۔ اسمبلی عملاً میدان جنگ میں تبدیل ہو گئی۔

بدامنی کے واقعات

21 نومبر کو سپاہ صحابہ کی مرکزی کمیٹی کے رکن مولانا مطیع الرحمٰن کو ڈیوٹی پر سکول جاتے ہوئے بادشاہی مسجد لاہور کے نزدیک دو مسلح موٹر سائیکل سواروں نے کلاشنکوف کا برسٹ مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ 25 نومبر کو کھاریاں کے قریب پجارو میں سوار افراد کی ایک بس پر فائرنگ سے تحریک جعفریہ کے چھ کارکن جو مینار پاکستان پر اپنے کنونشن میں شرکت کے بعد راولپنڈی واپس جا رہے تھے، جاں بحق ہو گئے۔ اس سانحہ کے بعد تحریک جعفریہ نے پیپلز پارٹی سے اپنے تعاون کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ علامہ ساجد نقوی نے کہا کہ حکومت مستعفی ہو جائے۔ حکمران نوشتہ دیوار پڑھ لیں۔ مارشل لا کو دعوت دی جا رہی ہے۔ 26 نومبر کو لاہور میں

لوئر مال کی جامع مسجد میں نماز عصر کے وقت دو مسلح موٹر سائیکل سواروں نے یکے بعد دیگرے تین دستی بم پھینکے جن کے ہولناک دھماکوں میں تین نمازی جاں بحق اور اکیس شدید زخمی ہوگئے۔ حملہ آور فرار ہوگئے۔ 28 نومبر کو صدر لغاری نے کہا کہ حالیہ فرقہ وارانہ فسادات خطرہ کی گھنٹی ہیں۔ ان میں غیر ملکی ہاتھ خارج از امکان نہیں۔ فسادات کی آگ بھڑکانے والوں سے آہنی ہاتھ کے ساتھ نمٹا جائے گا۔

صوبہ سندھ گھپ اندھیرے میں

یکم نومبر کو فوج، رینجرز اور پولیس نے بلدیہ ٹاؤن کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ محاصرہ میں بکتر بند گاڑیاں استعمال کی گئیں۔ 180 افراد کو حراست میں لے لیا گیا لیکن فوج اور رینجرز کے استعمال، گھر گھر تلاشی، گرفتاریوں اور گشت میں اضافوں کے باوجود کراچی خون میں نہاتا رہا۔ یکم نومبر کو لیاقت آباد میں زری کے ایک کارخانے میں رات کے وقت دہشت گردوں نے چھ نوجوانوں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ خون میں لت پت ان کی لاشیں کارخانے کی سیڑھیوں اور دوسری منزل پر پڑی تھیں۔ سوگ میں لیاقت آباد کے بازار بند رہے۔ دوسرے علاقوں میں بھی فائرنگ سے ایک کمسن بچے سمیت چار افراد جاں بحق اور 31 زخمی ہوگئے۔ حیدر آباد میں بھی موٹر سائیکل پر سوار مسلح افراد نے فائرنگ کر کے دس کو ہلاک اور تین کو زخمی کر دیا۔ 2 نومبر کو فیصل کالونی میں چار گاڑیوں میں سوار مسلح افراد نے رات دس بجے کے بعد حقیقی کے سیکٹر آفس پر فائرنگ کر کے چار کارکنوں کو ہلاک اور سات کو زخمی کر دیا۔ 3 اور 4 نومبر کو فائرنگ کی وارداتوں میں ایک سات سالہ بچے سمیت 25 افراد جاں بحق اور نو زخمی ہوگئے۔ مکانات، دکانوں اور گاڑیوں کو نذر آتش کیا گیا۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ دہشت گردوں نے غیر ملکی آقاؤں کے اشارے پر خوف و ہراس پھیلا رکھا ہے۔ وفاقی وزیر احمد مختار نے کہا کہ بھارت سندھ میں گڑ بڑ کا ذمہ دار ہے۔ نئے صوبے سے حالات بہتر نہیں ہوں گے۔ سندھ میں مزید تین ماہ تک فوج رکھنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ اپوزیشن کی پارلیمانی پارٹی نے کہا کہ کراچی میں قتل ہونے والوں کی ذمہ داری بے نظیر پر عائد ہوتی ہے، قوم حساب لے گی۔ ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی نے کہا کہ یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ قتل کے واقعات ایم کیو ایم کے دو گروہوں کے باہمی تصادم کے نتیجے میں ہو رہے ہیں۔ حالانکہ قتل کی ان وارداتوں میں ایجنسیاں خود ملوث ہیں۔ آفاق احمد نے کہا کہ فوج کی موجودگی میں ہمارے کارکنوں کا قتل تشویش ناک ہے۔

بی بی سی نے کہا کہ روشنیوں کا شہر کراچی آج جیل خانہ بن چکا ہے۔ ہر طرف مایوسی، بے اطمینانی اور گھبراہٹ ہے۔ تشدد کی وارداتوں میں ہر روز چار افراد کی ہلاکت ایک معمول بن چکی

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

ہے۔ وائس آف امریکہ نے کہا کہ گزشتہ ماہ مسلح وارداتوں میں چھ سو سے زائد افراد ہلاک ہوئے۔ حالات ناگفتہ بہ ہیں۔ بیشتر علاقے بنیادی سہولتوں سے بھی محروم ہیں۔ تاجروں کی تنظیم کے صدر ایس ایم منیر نے کہا کہ گزشتہ نو ماہ کے عرصے میں 1665 شہری، 25 پولیس اہلکار اور 7 فوجی قتل کیے جا چکے ہیں۔ امن قائم کرنے کی خاطر فوج کو دستور کی دفعہ 245 کے تحت اختیارات دیئے جائیں۔ مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ کراچی مقتل بنا ہوا ہے لیکن حکمرانوں کو صرف اپنے اقتدار کی فکر ہے۔ ایک درخواست گزار نے گھر گھر تلاشی کے اقدام کو ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔

گورنر محمود اے ہارون نے کہا کہ پولیس تھانوں پر حملوں کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ یہاں بیروت جیسے حالات پیدا نہ کیے جائیں میں الطاف حسین سے ملاقات کے لیے لندن جانے کو تیار ہوں۔ وفاقی وزیر مخدوم امین فہیم نے کہا کہ ایم کیو ایم سے مذاکرات جاری ہیں۔ الطاف حسین نے کہا ظلم ہوگا تو مہاجر عوام صوبے کا مطالبہ کریں گے۔

اعلیٰ سطحی اجلاس

8 نومبر کو اسلام آباد میں دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے وزیراعظم کی صدارت میں ایک اہم اجلاس ہوا جس میں چاروں صوبوں کے گورنروں، وزرائے اعلیٰ اور حساس اداروں کے سربراہوں نے شرکت کی۔ اجلاس پانچ گھنٹے جاری رہا۔ جنرل وحید نے اسلام آباد میں کہا کہ سندھ میں فوجی آپریشن کے بارے میں فیصلہ حکومت کو کرنا ہے۔ آئینی طور پر فوج حکومت کی پالیسیوں کی حمایت کرے گی۔ ہمارا کام ملک کا دفاع کرنا ہے۔ ہر کوئی اپنا کام کرے تو اچھا ہے۔ حکومت سندھ نے فوج کے قیام میں توسیع کی درخواست کی۔

رابن رافیل سے ملاقاتیں

10 نومبر کو کراچی میں امریکی قونصل جنرل کی رہائش گاہ پر ایم کیو ایم کے رہنماؤں نے امریکہ کی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل سے ملاقات کر کے کراچی کے حالات، انتقامی کارروائیوں، مہاجروں کے ساتھ زیادتیوں اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر تفصیل سے تبادلہ خیال کیا۔ اس کے بعد صوبائی وزیر نثار کھوڑو نے بھی رابن رافیل سے ملاقات کر کے حکومتی پارٹی کے موقف سے آگاہ کیا۔ رابن رافیل نے کہا کہ امریکی حکومت کی خواہش ہے کہ پاکستان میں جمہوری نظام تسلسل کے ساتھ چلتا رہے۔

11 تا 13 نومبر کراچی میں فائرنگ کی وارداتوں میں ایک نرس اور فضائیہ کے ایک افسر

سمیت 22 افراد لقمہ اجل بن گئے۔ ڈی ایس پی بابر کی گاڑی پر فائرنگ کی گئی۔ وہ بال بال بچ گئے۔ الفلاح میں ڈپٹی کمشنر کی کار پر فائرنگ سے ڈرائیور زخمی ہوگیا۔ گیارہ گاڑیاں جلا دی گئیں، گاڑیوں کو جلانے کے خلاف ٹرانسپورٹرز نے ہڑتال کی دھمکی دے دی۔ 16 اور 17 نومبر کو فائرنگ سے دو پولیس والوں سمیت آٹھ افراد جاں بحق اور گیارہ زخمی ہوگئے۔ ایک گاڑی سے جلی ہوئی لاش ملی۔ کورنگی میں سب انسپکٹر کے گھر پر فائرنگ سے اس کی ساس ہلاک ہوگئی۔ سب انسپکٹر شیر زماں شدید زخمی ہوگئے۔ مومن آباد میں ایک ریٹائرڈ کرنل پر فائرنگ کرکے انہیں زخمی کر دیا گیا۔ ایک ویگن جلا دی گئی۔ 18 تا 20 نومبر فائرنگ سے تین کانسٹیبلوں سمیت 19 افراد جاں بحق اور 26 زخمی ہوگئے۔ پولیس موبائلوں، بکتر بند گاڑیوں اور ایدھی ایمبولینس پر فائرنگ کی گئی۔

وزیراعظم نے ان وارداتوں پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے سخت کارروائی کرنے کا حکم دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ کراچی میں انسانوں کا خون بہنے پر قائداعظم کی روح تڑپ رہی ہوگی۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ ایجنسیاں جانبدار ہیں۔ فریاد کس سے کریں۔ الطاف حسین نے کہا کہ گیارہ مہینوں میں ایم کیو ایم کے سو سے زیادہ کارکنوں کو قتل کیا جا چکا ہے۔ 22 نومبر کو اسلام آباد میں اپوزیشن کے آٹھ ممبران قومی اسمبلی نے کہا کہ کراچی میں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ موجودہ حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد ایک ہزار افرد سڑکوں پر ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ 23 نومبر کو بحالی امن کے لیے تاجروں اور صنعت کاروں کی نمائندہ تنظیم کے تحت ہزاروں تاجروں اور صنعت کاروں نے کراچی پریس کلب سے گورنر ہاؤس اور وزیراعلیٰ ہاؤس تک مارچ کیا۔ ان کا نعرہ تھا "امن دو ٹیکس لو" 24 نومبر کو نعمت اللہ خاں ایڈووکیٹ کی رہائش گاہ پر مولانا شاہ احمد نورانی اور قاضی حسین احمد درمیان ملاقات ہوئی جو ڈھائی گھنٹے جاری رہی۔ کراچی کے حالات بالخصوص زیر گفتگو آئے۔

24 اور 25 نومبر کو فائرنگ سے دو پولیس افسران سمیت دس افراد ہلاک اور ایک درجن سے زائد زخمی ہوگئے۔ کورنگی میں فائرنگ سے ایک لڑکی ہلاک ہوگئی جس کی نو ماہ قبل شادی ہوئی تھی۔ جمشید کوارٹرز میں ایک فیکٹری کے مالک کو اغوا کرکے ہلاک کر دیا گیا۔

آصف زرداری نے کہا کہ ہم نئے پرانے سندھیوں اور ایم کیو ایم سے بات کرنے کے لیے تیار ہیں۔ الگ صوبے کے مطالبہ کے نتائج بڑے خطرناک ہوں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت کراچی کو خود مختار ملک بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ کراچی کو ہانگ کانگ بنانے کے ماسٹر پلان پر عمل کیا جا رہا ہے۔ ایم کیو ایم کو نظرانداز کرکے کوئی حل تلاش نہیں کیا جا سکتا۔ انسپکٹر جنرل پولیس سندھ افضل شکری نے کہا کہ کراچی میں امن کی بحالی پولیس کے لیے چیلنج ہے۔ جنوبی ایشیائی امور سے متعلق امریکہ محکمہ خارجہ کے ایک اعلیٰ عہدیدار نے کہا کہ امریکہ کراچی کو سیاسی معنوں میں ہانگ کانگ بنانے کی کوئی خواہش یا منصوبہ نہیں رکھتا۔ امریکہ پاکستان کی

علاقائی سالمیت اور جغرافیائی سرحدوں کا احترام کرتا ہے۔

25 نومبر کو ناجائز اسلحہ کی موجودگی کی خبر پر فوج، رینجرز اور پولیس نے یوسف گوٹھ نیو کراچی کا پانچ گھنٹے تک محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ کسی کو گھر سے باہر نہیں نکلنے دیا گیا۔ سرکاری اطلاع کے مطابق 42 ہتھیار اور 900 سے زائد راؤنڈ برآمد ہوئے۔

نومبر کے مہینے میں کراچی میں فائرنگ سے 120 افراد ہلاک ہوئے۔ سب سے زیادہ اموات کورنگی میں ہوئیں۔ تعلیمی ادارے اور بازار بند رہے۔ لانڈھی، نئی کراچی، لیاقت آباد، اورنگی، بلدیہ ٹاؤن اور ناظم آباد میں خوف طاری رہا۔ یہ بات باعث حیرت ہے کہ تھانوں، پولیس موبائلوں، بکتربند گاڑیوں اور لوگوں پر فائرنگ کرنے والے ملزمان گرفتار نہیں کیے جا سکے۔

بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ بیرونی طاقت کراچی میں گوریلا جنگ کی تربیت دے رہی ہے۔ دہشت گردوں کو عوام کی حمایت حاصل نہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کراچی میں قتل و غارت گری میں "را" کا ہاتھ ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ 28 مہینوں سے جاری آپریشن میں ہمارے ہزاروں بے گناہ کارکن شہید اور زخمی کیے جا چکے ہیں۔ مہاجروں کی نسل کشی کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔

30 نومبر کو حیدر آباد میں میٹ دی پریس سے خطاب کرتے ہوئے مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ سندھ جل رہا ہے۔ یہی صورتحال باقی رہی تو مارشل لا آئے گا۔ بے نظیر "ضیاء" کی اے ٹیم کے ساتھ حکومت چلا رہی ہیں۔ بے نظیر نے میری سزا ختم نہیں کرائی۔ انہوں نے تو میرے خلاف مقدمات کی فائلیں دوبارہ کھولنے کی ہدایت دی ہے۔ مہاجروں کے پاس سب کچھ ہے اب کیا وہ ہمارا گلا کاٹیں گے۔ بے نظیر نے کہا کہ میر مرتضیٰ سے مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ وہ نواز شریف کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔

صوبہ سرحد

16 نومبر کو سپریم کورٹ کے بارہ ججوں پر مشتمل فل بنچ نے کثرت رائے سے الیکشن کمیشن کے فیصلے کے خلاف سرحد کے سابق وزیراعلیٰ صابر شاہ کی اپیل مسترد کرتے ہوئے وفاداری تبدیل کرنے والے اختر شاہ اور شاہ محمد خاں کی سرحد اسمبلی کی رکنیت بحال رکھی۔ پانچ ججوں نے اس فیصلے سے اختلاف کیا۔ بی بی سی نے کہا کہ صابر شاہ کی اپیل مسترد ہونے سے لوٹا کریسی کو فروغ حاصل ہوگا، جمہوریت کمزور ہوگی، پارٹی وفاداریاں بدلنے والے ارکان اسمبلی کو نا اہلی کا کوئی خوف باقی نہیں رہے گا۔

سپریم کورٹ کے اس اکثریتی فیصلے کے بعد صوبہ سرحد میں مسلم لیگ حکومت کے قیام کے امکانات معدوم ہوگئے۔ نواز شریف اس صورتحال پر شدید برہم تھے۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

یکم دسمبر کو اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس میں جس میں غیر ملکی سفراء اور سفارت کار بھی موجود تھے، نواز شریف نے دعویٰ کیا کہ پیپلز پارٹی نے صابر شاہ کی حکومت کے خاتمے اور شیرپاؤ کی حکومت کے قیام کے لیے مہران بینک سے 26 کروڑ روپے حاصل کیے تھے۔ یہ رقم بے نظیر نے اپنے سیاسی مفادات کے حصول اور انتخابات پر اثر انداز ہونے کے لیے استعمال کی۔ اس میں سے بارہ کروڑ شیرپاؤ کو، پانچ کروڑ زرداری کو، ایک کروڑ 23 لاکھ لغاری اور دو کروڑ بیس لاکھ انور سیف اللہ کو دیئے گئے۔ اس کے بدلے میں مہران بینک کو مراعات دینے اور سرکاری محکموں کا ایک ارب روپیہ بینک میں جمع کرانے کا وعدہ کیا گیا۔ نواز شریف نے اس ضمن میں آفتاب شیرپاؤ اور مہران بینک کے اعلیٰ افسران کے درمیان ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو کے ٹیپ پریس کانفرنس میں سنائے اور یہ ٹیپ شرکاء کو جاری کرائے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم نے 1993ء کے انتخابات کے مشکوک ہونے کے ثبوت پیش کر دیئے۔ فاروق لغاری اور بے نظیر کا اصل ٹھکانہ جیل ہے۔ انہوں نے شیرپاؤ حکومت کی فوری برطرفی کا مطالبہ کیا۔

ایوان صدر کے ترجمان نے کہا کہ نواز شریف کے الزامات بے بنیاد ہیں۔ صابر شاہ حکومت کو گرانے کے لیے کوئی سازش نہیں کی گئی۔ بے نظیر نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ اپوزیشن کے جعلی کیسٹیں لندن پلان کا حصہ ہیں۔ یہ جعلی کیسٹ لندن میں تیار ہوا ہے۔ مہران بینک کے فنڈز تو 1990ء کے الیکشن میں مسلم لیگ کے امیدواروں کو کامیاب بنانے کے لیے استعمال ہوئے تھے۔ نصیر بابر نے اسے جھوٹ کا پلندہ قرار دیا اور کہا کہ نواز شریف جھوٹ اور سکینڈل کا سہارا لے کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ یہ تحریک نجات کی ناکامی پر پردہ ڈالنے کی ایک بھونڈی کوشش ہے۔

2 دسمبر کو راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ اگر حکومت یہ ثابت کر دے کہ کیسٹ جعلی ہے تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔ صوبہ سرحد کے شہریوں کے ایک وفد سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ صدر لغاری، وزیراعظم بے نظیر اور وزیراعلیٰ آفتاب شیرپاؤ نے مہران بینک سکینڈل میں ملوث ہو کر اقتدار خریدا ہے۔ اس قسم کی حکمرانی اپنے اندر کے انسان کو قتل کیے بغیر حاصل نہیں کی جا سکتی۔ مجھے اس قیمت پر اگر ساری دنیا کی حکمرانی بھی ملے تو اسے ٹھکرا دوں۔

شیخ رشید کی نظر بندی

2 دسمبر 1994ء کو حکومت نے شیخ رشید کی نظر بندی میں ایک ماہ کی مزید توسیع کر دی۔ شیخ رشید نے جیل سے اپنے پیغام میں کہا کہ باہر آ کر پیپلز پارٹی کی حکومت کو پاش پاش کر دوں گا۔ بھٹو خاندان اور پاکستان ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ چیئرمین سینٹ اور قومی اسمبلی کی رولنگ

کے باوجود حکومت نے اسیر ارکان کو ایوان میں لانے سے انکار کر دیا۔ بے نظیر نے کہا کہ جو ارکان پارلیمنٹ عدالتی تحویل میں ہیں، انہیں ایوان میں حاضری کی اجازت دینا عدالتوں کا اختیار ہے۔ حکومت اس بارے میں کسی دباؤ میں نہیں آئے گی۔ اپوزیشن نے اس مسئلہ پر بطور احتجاج سینٹ اور قومی اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ بے نظیر نے اپنے اسپیکر یوسف گیلانی اور ڈپٹی اسپیکر ظفر علی شاہ کی رولنگ اور اپوزیشن کے متفقہ احتجاج کو مسترد کر کے ثابت کر دیا کہ وہ کمزور حکومت کی سربراہ ہونے کے باوجود ضد اور ہٹ دھرمی میں خاصی مضبوط ہیں۔

"تکبیر" کے مدیر اعلیٰ کا قتل

اتوار 4 دسمبر کو کراچی میں شام سات بج کر 20 منٹ پر دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ہفت روزہ "تکبیر" کے مدیر اعلیٰ اور ملک کے ممتاز صحافی صلاح الدین کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ وہ اپنی گاڑی میں دفتر سے گھر جا رہے تھے کہ کیمبل اسٹریٹ پر اُن پر اندھا دھند فائرنگ کر دی گئی۔ 16 گولیاں اُن کے جسم میں پیوست ہو گئیں اور وہ موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ حملہ آور فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اُن پر پہلے بھی کئی بار حملے ہو چکے تھے۔ ایک بار اُن کے گھر کو بھی آگ لگا دی گئی تھی۔ 5 جنوری 1935ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے تھے۔

صدر نے تحقیقات کے لیے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی مقرر کر دی اور امن قائم رکھنے میں ناکامی پر اپنی برہمی کا اظہار کرتے ہوئے عبداللہ شاہ سے جواب طلبی کی۔ وزیراعظم نے قاتلوں کی فوری گرفتاری کی ہدایت کی۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ قاتلوں کو بخشا نہیں جائے گا۔ رینجرز کے ڈی۔ آئی۔ جی نے کہا کہ قاتلوں کی گرفتاری میں کوئی کوتاہی نہیں کی جائے گی۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت صلاح الدین کے قتل کی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتی۔ کراچی سے مالاکنڈ تک خون ہی خون ہے۔

قاضی حسین احمد نے صلاح الدین کے قتل پر اپنے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے قاتلوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ صحافی برادری نے فیصلہ کیا کہ صلاح الدین کے قتل کے خلاف بطور احتجاج 10 دسمبر کو پورے ملک میں کوئی اخبار شائع نہیں ہوگا۔

6 دسمبر کو عالمی بنک کے ڈائریکٹر یال آئزن مین نے وزیراعظم ہاؤس میں بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی۔ بے نظیر نے پاکستان کے ترقیاتی پروگراموں میں عالمی بنک کی امداد کو سراہتے ہوئے کہا کہ اُن کی حکومت عالمی بنک کی عائد کردہ تمام پابندیوں پر عمل کرے گی۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم نے غیر ملکی امداد کا کشکول پھینک دیا تھا، بے نظیر نے اسے دوبارہ اُٹھا لیا۔

نواز شریف کی لندن روانگی

8 دسمبر کو نواز شریف اپنی اہلیہ اور بیٹی کے ہمراہ کراچی سے لندن کے لیے روانہ ہوگئے جہاں اُن کے بیٹے حسن نواز زیر علاج ہیں۔ پہلے ایف۔ آئی۔ اے نے اُن سے کہا کہ اُن کے بیرون ملک جانے پر پابندی ہے، لیکن قائم مقام صدر وسیم سجاد کی مداخلت پر اُنہیں جانے کی اجازت مل گئی۔ وزیراعظم بے نظیر نے حسن نواز کے لیے خیرسگالی کے طور پر لندن سے گلدستے اور نیک خواہشات کا پیغام بھجوایا۔

چوہدری شجاعت کی دوبارہ گرفتاری

8 دسمبر کو چوہدری شجاعت کو 2 کروڑ روپے کی نئی ضمانت کے لیے سوا گیارہ بجے لاہور میں اسپیشل جج کے سامنے پیش ہونا تھا۔ وکیل صفائی نے بتایا کہ موسم کی خرابی کے باعث اُن کی آمد میں دس منٹ کی تاخیر ہوگئی ہے لیکن جج نے چوہدری شجاعت کی آمد کا انتظار کئے بغیر اُن کی ضمانت مسترد کر دی۔ اس لیے جیسے ہی تھوڑی دیر بعد چوہدری شجاعت وہاں پہنچے تو بینکنگ ٹربیونل کے احاطے سے گرفتار کر کے اُنہیں اسلام آباد پہنچا دیا گیا۔ چوہدری شجاعت نے کہا کہ حکومت عدلیہ کو تباہ کر رہی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت اپنے سیاسی مخالفین کو راستے سے ہٹانے کے لیے عدالتوں کو استعمال کر رہی ہے۔ جج صاحبان اس پر خاموش رہیں یا انصاف کر کے ملک کو تباہ ہونے سے بچالیں۔

ایدھی کی عارضی ہجرت

8 دسمبر کو عبدالستار ایدھی ملک چھوڑ کر لندن روانہ ہوگئے۔ لندن پہنچ کر اُنہوں نے کہا کہ اگر میں یہاں نہ آتا تو مجھے قتل کر دیا جاتا۔ میں خفیہ اداروں کے اہلکاروں، ریٹائرڈ فوجی افسروں اور سماجی ورکروں پر مشتمل ایک خفیہ پریشر گروپ کی سازشوں کی وجہ سے پاکستان چھوڑنے پر مجبور ہوگیا۔ میں نے اس پریشر گروپ کو یہ سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ بے نظیر کو اپنی آئینی مدت پوری کرنے دیں۔ چہرے بدلنے سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا لیکن میری یہ بات ماننے کے بجائے اس گروپ نے میرے گرد اپنا گھیرا تنگ کر دیا۔ پاکستان میں کئی خفیہ ایجنسیوں کی حکمرانی ہے۔ یہ ایجنسیاں لوگوں کو قتل کرا دیتی ہیں۔ وہ مجھے بھی قتل کرا دیتے اور بعد میں کہہ دیتے کہ مجھے ایم۔ کیو۔ ایم یا فرقہ پرستوں نے قتل کیا ہے۔ میں کسی سازش میں شریک ہونا نہیں چاہتا۔ جو لوگ حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، وہ دوسروں کو اپنا آلہ کار بنانے کے بجائے خود سامنے آئیں۔ میں دوسروں کے ہاتھ مرنا نہیں چاہتا۔ اگر میری ضرورت باقی نہ

رہی تو میں اپنے آپ کو خود ہی گولی مار لوں گا۔ میں زندہ رہا تو ملک توڑنے والوں کے نام بتا دوں گا۔ میں نے اپنے بیوی بچوں کو بھی ملک چھوڑنے کا نہیں بتایا۔ 11 دسمبر کو ایدھی نے لندن سے ٹیلی فون پر کہا کہ میرا اور میرے اہل خاندان کا جینا مرنا پاکستان اور عوام کے لیے ہے۔ میں بہت جلد وطن واپس آ جاؤں گا۔ میری عارضی ہجرت نے ملک کو ایک بڑے فتنے سے بچا لیا۔

صدر لغاری نے گورنر سندھ کو ہدایت کی کہ ایدھی کو جلد وطن واپس لانے کا بندوبست کیا جائے۔ بے نظیر نے کہا کہ ایدھی کو دھمکیاں دینے والوں میں وہ بھی شامل ہیں جو خود کو فوجی ظاہر کر کے دہشت گردی کرا رہے ہیں۔

ایدھی نے پریشر گروپ میں سماجی ورکروں کی شمولیت کی بات تو کی تھی لیکن کرکٹ کے عظیم کھلاڑی عمران خان کا نام نہیں لیا تھا۔ لیکن 12 دسمبر کو عمران خاں نے کہا کہ میں نے ایدھی کو کبھی یہ مشورہ نہیں دیا کہ ہم ایک پریشر گروپ بنا کر حکومت پر قبضہ کر لیں۔ میں اپنی والدہ کی کینسر کے ہاتھوں موت پر دکھی اور دل برداشتہ ہوں۔ میں غریبوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں اور میرے کوئی سیاسی عزائم نہیں ہیں۔ ایدھی سے میری ملاقات لندن میں ڈاکٹر ہارون کی موجودگی میں ہوئی تھی۔ ہم نے طے کیا تھا کہ سماجی خدمات انجام دینے کے لیے ایک پریشر گروپ بنائیں گے، جو حکومت کو صحت اور تعلیم کے شعبوں میں خصوصی توجہ دینے پر متوجہ کرے گا۔ اگر حکومت کا تختہ الٹنا میرا مقصد ہوتا تو میں ایدھی کے بجائے اپوزیشن یا کسی اسلحہ بردار گروپ سے بات کرتا۔

چوہدری شجاعت کی سینٹ میں شرکت

8 دسمبر کو چوہدری شجاعت کو گرفتار کر کے 12 روز کے عدالتی ریمانڈ پر اڈیالہ جیل بھیج دیا گیا تھا۔ چیئرمین سینٹ وسیم سجاد کی رولنگ پر حکومت انہیں 13 دسمبر کو سینٹ کے اجلاس میں شرکت کے لیے لے آئی۔ وفاقی وزیر اقبال حیدر نے چوہدری شجاعت سے اپوزیشن لیڈر کی نشست پر بیٹھنے کی درخواست کی تو ارکان نے ڈیسک بجا کر اس پر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ چوہدری شجاعت نے چیئرمین کی رولنگ تسلیم کرنے پر حکومت کا شکریہ ادا کیا، لیکن 29 دسمبر کے اجلاس میں حکومت چوہدری شجاعت کو رولنگ کے باوجود اجلاس میں شرکت کے لیے نہیں لائی۔ اس پر اپوزیشن نے بطور احتجاج ایوان سے واک آؤٹ کر دیا۔

اسلامی سربراہ کانفرنس

14 دسمبر کو کاسابلانکا میں اسلامی سربراہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا

کہ اجتماعی اجلاس کے لیے اسلامی ممالک اپنا بلاک قائم کریں۔ امیر ممالک اپنے غریب اسلامی ممالک کی امداد کو یقینی بنائیں۔ ایک مسلم ملک پر حملے کو تمام اسلامی ممالک کے خلاف جارحیت تصور کیا جائے۔ کشمیر میں بھارتی دہشت گردی روکنے کے لیے اسلامی ممالک اپنا کردار ادا کریں۔

سقوط مشرقی پاکستان کی برسی

16 دسمبر کو سقوط مشرقی پاکستان کی 23 ویں برسی کے موقع پر نواز شریف نے لندن سے جاری ہونے والے اپنے بیان میں کہا کہ بے نظیر اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بچے ہوئے پاکستان کو بھی توڑنا چاہتی ہیں۔ عوام اپنی صفوں میں اتحاد اور یک جہتی پیدا کر کے ملک کو خطرات سے نجات دلائیں۔

شادی کی سالگرہ

18 دسمبر کو بے نظیر بھٹو نے اپنی شادی کی ساتویں سالگرہ وزیراعظم ہاؤس میں اسلام آباد میں سادگی کے ساتھ صرف اہل خانہ کے ساتھ منائی۔

اقبال حیدر کی سبکدوشی

19 دسمبر کو وزیر قانون اقبال حیدر کو اُن کے عہدہ سے سبکدوش کر دیا گیا۔ بظاہر تو وفاقی کابینہ کو یہ بتایا گیا کہ کوآپریٹو اسکینڈل سے متعلق مقدمات عدالت میں پیش کرنے سے قبل اُنھوں نے پوری تیاری نہیں کی جس کی وجہ سے ملزمان ضمانتوں پر رہا ہو رہے ہیں لیکن اُن پر اصل الزام یہ تھا کہ اُنھوں نے بھٹو کی پھانسی کے موقع پر خوشی منائی تھی۔ اقبال حیدر نے کہا کہ بیگم بھٹو نے مجھ پر ایک الزام عائد کیا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بھٹو کی پھانسی پر میں نے مٹھائی نہیں بانٹی۔ میں نے سات وزیروں کے برابر کام کیا ہے۔ بے نظیر اب بھی مجھ پر اعتماد کرتی ہیں۔

20 دسمبر کو وفاقی کابینہ میں این۔ ڈی۔ خاں کو بطور وفاقی وزیر قانون اور شاہ محمد قریشی، رضا ربانی اور پیر عبدالقادر جیلانی کو بطور وزرائے مملکت شامل کر لیا گیا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

صدر سے ملاقات

20 دسمبر کو نوابزادہ نصر اللہ، غلام مصطفیٰ جتوئی اور بلخ مزاری نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے بے نظیر کے رویہ کی شکایت کی اور کہا کہ ہماری جدوجہد کے نتیجے میں وہ برسر اقتدار آئی ہیں، لیکن اس کے باوجود ہر معاملے میں ہمیں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ جب اُن کی حکومت کو کوئی خطرہ درپیش ہوتا ہے تو اُس وقت اُنہیں اپنے حلیفوں کی یاد آتی ہے۔ جتوئی نے ایوان کے اندر تبدیلی کے لیے کی جانے والی کوششوں کی وجوہات سے بھی صدر کو آگاہ کیا۔ نوابزادہ نے قومی اتفاق رائے کے حصول کے لیے دلیرانہ اقدامات کی ضرورت پر زور دیا۔ ان سینئر ممبران اسمبلی کے صدر سے ملاقات اور بے نظیر کے خلاف شکایت کے اظہار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان سب کا خیال تھا کہ خود صدر بھی بے نظیر حکومت کی کارکردگی سے پوری طرح مطمئن نہیں ہیں۔

نواز شریف کی وطن واپسی

20 دسمبر کو نواز شریف لندن سے کراچی واپس پہنچ گئے۔ اُنھوں نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر نے ملکی سیاست کو گندا کر دیا ہے۔ اُن کی حکومت ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہے۔ ہم قوم کو موجودہ حکومت سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ اپوزیشن جماعتیں اسلامی نظام کے قیام کے لیے ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ قوم جلد خوشخبری سنے گی۔ 22 دسمبر کو نواز شریف نے پشاور میں ولی خاں سے علیحدگی میں ملاقات کر کے نئی حکمت عملی پر تبادلہ خیال کیا۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ نواز شریف سمیت اُن کے خاندان کے 13 افراد پر بیرون ملک جانے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

شیخ رشید کی اجلاس میں شرکت

20 دسمبر کو شیخ رشید نے ہائی کورٹ کے حکم پر قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی عدالت عالیہ کے فیصلہ پر حکومت اُنہیں اجلاس میں شرکت کے لیے اسلام آباد لائی۔ شیخ رشید نے کہا کہ یہ میری پہلی فتح ہے۔ اب تک اسپیکر کی واضح رولنگ کے باوجود حکومت نے اُنہیں اجلاس میں شرکت کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

شیخ رشید نے قومی اسمبلی میں کہا کہ مجھ پر بنائے گئے تمام مقدمات جھوٹے ہیں۔ اس وقت اقتدار پر جمہوریت کے قاتلوں کا قبضہ ہے۔ اُنھوں نے اسپیکر کو اپنا مشروط استعفیٰ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگر میرے خلاف کلاشنکوف رکھنے اور دیگر الزامات عدالت میں درست

ثابت ہو جائیں تو اسے منظور کر لیا جائے۔

صدر اور وزیر اعظم کی تردید

27 دسمبر کو صدر لغاری نے کہا امریکہ کے سیکرٹری خارجہ کا متوقع دورہ کسی طرح بھی ہمارے ایٹمی پروگرام یا گوادر کو بیرونی ہاتھوں میں دینے سے متعلق نہیں ہے۔ ہم یہ بھی سوچ بھی نہیں سکتے کہ پاکستان کا کوئی حصہ یا گوادر جیسا اہم علاقہ کسی بیرونی قوت کو سونپا جا سکتا ہے۔ وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ پاکستان این۔ پی۔ ٹی یکطرفہ طور پر دستخط نہیں کرے گا۔ ہم امریکی دباؤ کے باوجود اپنا ایٹمی پروگرام ختم نہیں کریں گے۔

پیپلز پارٹی کی مجلس عاملہ نے اس افواہ کی سختی کے ساتھ تردید کی کہ بے نظیر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کا عہدہ سنبھالنے کے لیے ملک چھوڑ کر جا رہی ہیں۔ نہ گوادر کا کوئی سودا کیا جا رہا ہے اور نہ ایٹمی عدم پھیلاؤ (این۔ پی۔ ٹی) کے معاہدہ پر یکطرفہ دستخط کئے جائیں گے۔

30 دسمبر کو نواز شریف نے لاہور میں کہا کہ اگر بے نظیر کو مزید چار سال دے دیئے گئے تو وہ پاکستان کو افریقہ کے کسی پسماندہ ملک کے مشابہ بنا دیں گی۔ جیالے جج غلط فیصلے سنا کر خود کو آخرت کے بجائے بے نظیر کے سامنے جواب دہ سمجھ رہے ہیں۔ اجمل خٹک نے کہا کہ بے نظیر کو ہٹانے کے لیے کوئی بھی اُمیدوار قبول ہے۔ ولی خاں نے کہا کہ ہم بے نظیر کی فسطائی حکومت کو اُس کے انجام تک پہنچائیں گے، نوابزادہ اور ملک قاسم کس خوش فہمی میں بے نظیر کے ساتھ بیٹھے ہیں۔

30 دسمبر کو قاضی حسین احمد نے سانگلہ ہل میں کہا کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ایک ہی گندے پانی کی دو مچھلیاں ہیں۔ جب تک عوام بیدار اور منظم نہیں ہوں گے، چند ہزار افراد پر مشتمل مراعات یافتہ طبقہ عوام کا استحصال کرتا رہے گا۔ بے غرض اور دیانت دار افراد ہی لٹیروں کا محاسبہ کر سکتے ہیں۔ مفاد پرستی کے اس دور میں جماعت اسلامی ہی غریب عوام کے مفادات کا تحفظ کر سکتی ہے۔

فوج کی بیرکوں میں واپسی

سندھ کے وزیر اعلیٰ شاہ عبداللہ شاہ نے وفاقی حکومت سے درخواست کی تھی کہ ابھی فوج کو بیرکوں میں واپس نہ کیا جائے۔ بدامنی کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کے پیش نظر بعض حلقوں کی جانب سے مطالبہ کیا گیا کہ فوج کو موثر کردار ادا کرنے کے لیے اُسے دستور کے آرٹیکل 245 کے تحت اختیارات تفویض کئے جائیں، لیکن وزیر اعظم نے ان دونوں مطالبات کو مسترد

کرتے ہوئے 30 نومبر کو فوج کو بیرکوں میں واپس کر دیا۔ اس کے فوراً بعد یکم دسمبر سے کراچی سے قتل و غارت گری کی وارداتوں میں خوفناک اضافہ ہوگیا۔ پہلے پانچ دنوں میں ایک کم سن بچی اور حقیقی کے ایک یونٹ انچارج سمیت 33 افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ 2 بچوں سمیت 15 افراد زخمی ہوئے۔ دو نوجوانوں کی نعشیں جن کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور جسموں پر تشدد کے نشانات تھے، گندے پانی کے نالے سے ملیں۔ گل بہار میں ایک تاجر کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ کپڑے کے ایک معروف تاجر سعید غنی کو بہادر آباد میں اُن کے گھر میں قتل کر دیا گیا۔ وفاقی وزیر صحت اکبر لاسی کے فیڈرل بی ایریا میں واقع بنگلہ پر مسلح افراد نے کلاشنکوف کا برسٹ مار کر پولیس گارڈ، ڈرائیور اور ایک مہمان کو ہلاک کر دیا۔ ڈی۔ آئی۔ جی کے بنگلہ کے نزدیک 15 منٹ تک فائرنگ کی جاتی رہی۔ پولیس موبائل فائرنگ کی زد میں آئی۔ 60 ڈاکے پڑے اور 40 گاڑیاں چھین لی گئیں۔

باب 14

ایم کیو ایم اور حکومت کے درمیان رسہ کشی

الطاف حسین کا چوتھا کھلا خط

الطاف حسین نے لندن سے جنرل عبدالوحید اور دوسرے جرنیلوں کے نام اپنے کھلے خط میں ایم۔ کیو۔ ایم کے اُن 88 کارکنوں کی تفصیلات جاری کر دیں جو 8 اکتوبر 1992ء سے 4 دسمبر 1994ء تک قانون نافذ کرنے والے اداروں اور دہشت گردوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔ بعض حکام پر ایم۔ کیو۔ ایم کو ختم کرنے یا ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا جنون سوار ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ فوج کو آرٹیکل 245 کے تحت اختیارات دے کر واپس بلا لیا جائے۔ مہاجروں کو دیوار سے لگانے اور اُن کے ساتھ مفتوحہ قوم جیسا سلوک کرنا ملک و قوم کے مفاد میں نہیں۔

کھلے خط کے ساتھ کراچی میں کھلے عام خون بھی بہتا رہا۔ 6 سے 8 دسمبر تک تین دنوں میں ٹریفک مجسٹریٹ ارشد مغل، رینجرز کے حوالدار، اداکار سلطان خاں اور ایک خاتون سمیت 44 افراد جاں بحق اور 20 سے زائد زخمی ہوگئے۔ متاثرہ علاقوں میں پولیس اور رینجرز کا عملہ دخل انداز نہیں ہوسکا۔ بجلی کے کئی ٹرانسفارمر اُڑا دیئے گئے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے روزنامہ "پرچم" کے ایڈیٹر کی عدم موجودگی میں اخبار کے منیجر غلام صمدانی کو اُن کے دفتر میں فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اس سے قبل اُن کا جواں سال بیٹا بھی قتل کیا جا چکا تھا۔ پاک کالونی میں نقاب پوشوں کی فائرنگ سے دس افراد ہلاک ہوگئے۔ دو گھنٹے تک اُن کی لاشیں نہیں اُٹھانے دی گئیں۔ ڈپٹی کمشنر کے دفتر اور پولیس موبائلوں پر حملے ہوئے۔ سرجانی ٹاؤن میں ایک اسکول پر فائرنگ کر کے اُس کے مالک کو ہلاک کر دیا گیا۔ سوسائٹی آفس کے نزدیک مسجد اکبر میں مسلح افراد نے فائرنگ کی۔ پیش امام سمیت 8 افراد جاں بحق ہوگئے۔ فیڈرل بی ایریا میں اسلحہ کی ایک دکان لوٹ لی

گئی۔

8 دسمبر کو بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ کراچی میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال سے لوگوں پر خوف و ہراس طاری ہے۔ حکومت حالات کو قابو میں لانے پر ناکام ہوگئی ہے۔ دہشت گرد وارداتوں کے بعد فرار ہو جاتے ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی حالات کو درست کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ کراچی پاکستان کا دل ہے، ہم اُسے بچائیں گے۔ کراچی کو اُس کے جائز حقوق دیئے جائیں۔ داخلے اور ملازمتیں میرٹ کی بنیاد پر دی جائیں۔ میں ایک بار نہیں، دس بار الطاف حسین سے ملنے کے لیے تیار ہوں۔ بے نظیر نے کہا کہ کراچی میں امن و امان کے لیے اپوزیشن کے پاس کوئی ٹھوس تجاویز ہیں تو وہ حکومت کو دے۔ مٹھی بھر دہشت گردوں نے کراچی میں تباہی پھیلا رکھی ہے۔ صرف 12 علاقوں میں حالات خراب ہیں۔ آفاق احمد نے کہا کہ حقیقی کے کارکنوں اور اُن کے گھروں پر حملے کئے جا رہے ہیں، لیکن دہشت گرد گرفتار نہیں کئے جاتے۔

صدر کی سندھ آمد

9 دسمبر کو صدر لغاری نے نواب شاہ میں شکار کھیلا۔

اعلیٰ سطحی اجلاس

10 دسمبر کو ایوان صدر اسلام آباد میں سندھ کی صورت حال پر غور کرنے کے لیے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا جس میں صدر، وزیراعظم، سندھ کے وزیراعلیٰ، وزیر داخلہ نصیر بابر، مسلح افواج اور قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے سربراہوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں فوج کی واپسی سے پیدا ہونے والی تشدد کی نئی لہر پر بحث ہوئی۔ اجلاس تین گھنٹے تک جاری رہا۔ اجلاس کے بعد بے نظیر نے کہا کہ اب سندھ میں فوج کو واپس نہیں بلایا جائے گا۔ فوج غیر جانبدار ہے۔ مارشل لاء کا کوئی امکان نہیں۔ سندھ میں گورنر راج یا ایمرجنسی کے نفاذ کا معاملہ زیر غور نہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ دہشت گرد آخری سانس لے رہے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم حکومت کے ساتھ مذاکرات کرے، میں خود بات کروں گا۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت مذاکرات چاہتی ہے تو پہلے مظالم بند کرائے۔

حکومت کی تمام کوششیں دم توڑ گئیں۔ 10 سے 14 دسمبر تک پانچ دنوں میں شہر کراچی میں تین پولیس والوں، ایک ڈاکٹر اور نمازیوں سمیت 38 افراد جاں بحق ہوگئے۔ کورنگی میں ایک ہیڈ کانسٹیبل کو اغوا کر کے کلاشن کوف کا برسٹ مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ نارتھ ناظم آباد میں ایک

 Copyright © www.bhutto.org

نوجوان کو بجلی کے جھٹکے دے کر مارا گیا- بلدیہ ٹاؤن میں پولیس موبائل پر فائرنگ کی گئی- 14 دسمبر کو ایک کار میں سوار مسلح افراد نے عزیز آباد میں ایم- کیو- ایم کے دفتر پر اچانک فائرنگ کی جس سے اُس کے تین کارکن جاں بحق ہوگئے- عبداللہ شاہ نے فائرنگ کے ملزموں کی فوری گرفتاری کا حکم دے دیا- الطاف حسین نے کہا کہ حکومت اور ایجنسیاں اس فائرنگ کی ذمہ دار ہیں- نواز شریف نے لندن میں ہونے کے باوجود الطاف حسین سے کوئی رابطہ قائم نہیں کیا-

کراچی کے حساس علاقوں میں بلند بالا عمارتوں پر جدید مواصلاتی نظام سے لیس 40 چوکیاں قائم کر دی گئیں- پولیس کی 20 چوکیاں مزید قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا- متاثرہ علاقوں میں گشت بھی بڑھا دیا گیا- 13 دسمبر کو خصوصی عدالت نے اپوزیشن لیڈر فاروق ستار اور ارکان اسمبلی ڈاکٹر صغیر احمد، ہارون صدیقی، وسیم احمد اور کنور خالد یونس سمیت 150 افراد کی درخواست ضمانت مسترد کر دی-

14 دسمبر کو قومی اسمبلی نے کراچی کی صورت حال پر غور کرنے اور مسئلہ کے حل کے لیے موثر اقدامات تجویز کرنے کے لیے تمام پارلیمانی گروپوں پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی جو ایک ماہ کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرے گی-

بے نظیر کا انٹرویو

کراچی کے ایک رسالہ کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ بھارت میں ایسے تربیتی کیمپ قائم ہیں جہاں مسلمانوں کو پاکستان میں تخریب کاری اور گوریلا جنگ کی تربیت دی جاتی ہے- پاکستانیوں کی بڑی تعداد اپنے رشتہ داروں سے ملنے بھارت جاتی ہے- اسی طرح بھارت سے مسلمان اپنے عزیز و اقرباء سے ملنے پاکستان آتے ہیں- یہ معلوم کرنا ناممکن ہے کہ ان میں کون سے افراد تخریب کاری کی تربیت لے کر آتے ہیں، لیکن جب بھی کوئی تخریب کار پکڑا جاتا ہے تو وہ ہندو نہیں، بلکہ مسلمان نکلتا ہے- کراچی میں بدامنی کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کا مقصد یہ ہے کہ حکومت فوج کو سندھ میں رکھنے پر مجبور ہو جائے تاکہ یہ کہا جا سکے کہ اگر مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج موجود ہے تو پاکستانی فوج کراچی میں بھی تو تعینات ہے- کراچی میں بدامنی کی تمام تر ذمہ داری مہاجروں پر ڈال کر بے نظیر نے اپنی جانبداری اور متعصبانہ ذہنیت کا اظہار کر دیا- اس الزام تراشی کے باوجود حکومت نے کسی ایک بھی ایسے تخریب کار کو کسی عدالت کے سامنے پیش نہیں کیا جو مسلمان ہونے کے باوجود بھارت سے تربیت حاصل کر کے پاکستان میں تخریب کاری میں ملوث پایا گیا ہو-

صدر سے ملاقات

16 دسمبر کو شعیب بخاری کی قیادت میں ایم۔ کیو۔ ایم کے گیارہ رکنی وفد نے صدر لغاری سے کراچی میں ملاقات کی۔ صدر کی معاونت عبداللہ شاہ، غوث بخش، مہر علی شاہ اور نثار کھوڑو نے کی۔ مذاکرات تین گھنٹے تک جاری رہے۔ وفد نے مہاجروں کے ساتھ امتیازی سلوک کی شکایت کی۔ صدر نے کہا کہ جب بھی کراچی کے حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بیرونی قوتیں حالات خراب کر دیتی ہیں۔ کراچی دوسرا ہانگ کانگ نہیں بن سکتا۔ پاکستان ناقابل تقسیم ہے۔ بلدیاتی انتخابات کے لیے حالات سازگار نہیں ہیں۔ کراچی کی پیچیدہ صورت حال کے عمل کے لیے اپنا آئینی کردار ادا کروں گا۔ الطاف حسین پاکستان آ کر اپنی بے گناہی ثابت کریں۔ اُن کی مرضی کے مطابق عدالتی طریقہ کار اپنائیں گے۔ صورت حال کی بہتری کے لیے ایم۔ کیو۔ ایم کو حکومت میں شریک کیا جا سکتا ہے۔

ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک تین رکنی وفد نے کراچی میں صدر لغاری سے پھر دو گھنٹے تک مذاکرات کئے۔ صدر نے دوسرے وفود سے ملاقات کے دوران کہا کہ کراچی کو کسی کے ہاتھوں میں یرغمال نہیں بننے دیں گے۔ اگر ڈیڑھ ہزار دہشت گردوں کا خاتمہ کر دیا جائے تو کراچی کے حالات معمول پر آ جائیں۔

سندھ اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر فاروق ستار نے کہا کہ صدر، وزیراعظم اور وزیر اعلیٰ کے موقف میں تضادات ہیں۔ ہم عوام کے سامنے جواب دہ ہیں۔ ڈکٹیشن نہیں لیں گے کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر بات کرنا ہوگی۔ شعیب بخاری نے کہا کہ امن کی بحالی کے لیے حقیقی گروپ کو گرفتار کیا جائے۔

شعیب بخاری کی قیادت میں ایم۔ کیو۔ ایم کے چار رکنی وفد نے عبداللہ شاہ سے ملاقات کی۔ بعض مقدمات کی واپسی پر دونوں کے درمیان اتفاق رائے ہوگیا۔ وزیراعظم بے نظیر نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے بتایا کہ ایم کیو ایم کے جائز مطالبات تسلیم کر لیے گئے ہیں۔

امریکہ کے نائب وزیر برائے توانائی نے اسلام آباد میں کہا کہ کراچی کے حالات سے امریکی سرمایہ کاروں کی حوصلہ شکنی نہیں ہوگی۔ پاکستان کی وزارت خارجہ کے ترجمان نے وضاحت کی کہ کراچی کی خونریزی میں بھارت ملوث ہے۔ یہ امریکی پلان کا حصہ نہیں۔

مذاکرات کے باوجود کراچی میں 17 تا 21 دسمبر پانچ دنوں میں فائرنگ کی وارداتوں میں دو کانسٹیبل اور ایک خاتون سمیت چالیس افراد جاں بحق اور 20 سے زائد زخمی ہوگئے۔ ڈی۔ سی سنٹرل کے دفتر، تیموریہ اور کورنگی پر فائرنگ کی گئی۔ ایک بکتر بند گاڑی اور پولیس موبائلوں پر حملے ہوئے۔ 23 ٹرانسفارمر تباہ کر دیئے گئے جس سے بجلی کی کمپنی کو 50 لاکھ روپے سے زائد کا نقصان ہوا۔ ملیر میں ٹرین پر فائرنگ کی گئی۔ کورنگی میں ریڈیو پاکستان کی گاڑی پر گولیاں برسائی

گئیں۔ 33 گاڑیاں، دو بنک اور ایک ہوٹل جلا دیا گیا۔ ایک بس پر فائرنگ سے اُس کا ڈرائیور ہلاک ہوگیا۔

کورنگی میں ایک نوجوان کے ہاتھ پیر بندھی لاش ملی ہے ہے جسے کلاشنوف کا برسٹ مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ 21 دسمبر کی شام کو بھٹائی رینجرز کے چار نوجوان جامعہ ملیر کے کیمپ سے نکل تھے کہ اُنہیں اغوا کرلیا گیا۔ بعد میں اُن کی نعشیں ملیر میں کچرے کے ڈھیر سے ملیں۔ اُن کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور آنکھوں پر پٹیاں تھیں۔ جسموں پر تشدد کے نشانات اور بدن گولیوں سے چھلنی تھے۔ سرکاری ترجمان نے کہا کہ رینجرز کے قتل میں غیر ملکی ہاتھ ہے۔ عبداللہ شاہ نے صوبائی اسمبلی کو بتایا کہ نومبر1993ء سے اب تک کراچی میں 8 فوجی اور 26 پولیس اہلکار سمیت 428 افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

21 دسمبر کو پولیس نے گلستان جوہر کے تین فلیٹوں، ناتھا خاں گوٹھ اور جہانگیر آباد کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ پولیس نے بارہ دہشت گردوں کو گرفتار کر کے اُن سے پانچ مشین گنیں، میگزین، 3 کلاشنکوف، چار دستی بم، چار ریوالور، 5 ٹی ٹی پستول اور کارتوس برآمد کئے۔ حساس علاقوں اور چوراہوں پر پکی چوکیاں قائم کر دی گئیں۔ 23 اور 24 دسمبر کو کورنگی ماڈل ٹاؤن اور گلبرگ میں فائرنگ سے 9 افراد جاں بحق ہوگئے۔ گلبرک میں ندی کے کنارے سے دو نعشیں ملیں اور نگی ٹاؤن میں ایک نوجوان کو تشدد کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اُس کی نعش جھاڑیوں سے ملی۔

23 دسمبر کو سائٹ تھانے کی حدود میں ایک بارات پر پولیس کی فائرنگ سے دولہا سمیت دو افراد جاں بحق اور 12 زخمی ہوگئے۔ بارات دلہن کو لے کر واپس جا رہی تھی۔ اُس میں شامل افراد اپنے رواج کے مطابق خوشی میں ہوائی فائرنگ کر رہے تھے۔ ایک پرائیویٹ گاڑی میں سوار پولیس اہلکاروں نے یہ سمجھ کر کہ فائرنگ اُن پر کی جا رہی ہے، گولی چلا دی۔ مشتعل ہجوم نے پیرآباد تھانے پر حملہ کر دیا۔ اُس کے گیٹ کو آگ لگا دی اور شدید فائرنگ کی۔ سڑکوں پر ٹائر جلائے۔ رینجرز نے تھانے کا گھیراؤ ختم کرا دیا۔ دس پولیس والوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ 24 دسمبر کو تھانے پر پھر فائرنگ کی گئی اور علاقے میں سوگ منایا گیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ اہلکاروں نے مہاجروں کے ساتھ اب پختونوں کو بھی تشدد کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

بھارتی قونصل خانہ بند

26 دسمبر کو وزارت خارجہ اسلام آباد میں بھارتی ہائی کمشنر کو طلب کر کے بتایا گیا کہ حکومت پاکستان نے کراچی میں بھارتی قونصلیت جنرل کو فوری طور پر بند کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس لیے بھارت دس روز کے اندر کراچی قونصلیٹ میں کام کرنے والے سفارت کاروں اور

عملے کے ارکان کو واپس بلا لے۔ یہ فیصلہ کراچی میں "را" کے تربیت یافتہ دہشت گردوں کی گرفتاری کے بعد کیا گیا۔ سکیورٹی ایجنسیوں نے وزارت دفاع کے ایک ریٹائرڈ آفیسر سید راحت علی کو مشکوک انداز میں کراچی قونصلیٹ سے باہر آتے ہوئے گرفتار کر کے اُس سے تخریبی لٹریچر، رقم اور "را" کے حکام سے ہدایات پر مبنی دستاویزات برآمد کر لیں۔

وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے کہا کہ بھارت کراچی میں دہشت گردی بند کرے۔ رینجرز کے چار نوجوانوں کا بزدلانہ قتل اُس کی دہشت گردی کا ثبوت ہے۔ کوئی پاکستانی ایسا نہیں کر سکتا۔ دہشت گردوں نے بھارت میں تربیت حاصل کرنے کا اعتراف کر لیا ہے۔

قاضی حسین احمد نے مطالبہ کیا کہ سندھ کے شہری علاقوں سے قومی اسمبلی کے موجودہ ارکان مستعفی ہو جائیں تاکہ دوبارہ انتخابات میں ایم۔کیو۔ایم سمیت ہر جماعت کو اُن میں حصہ لینے کا موقع مل سکے۔ کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن کے انتخابات بھی بلا تاخیر کرائے جائیں اور کارپوریشن کے اختیارات کو وسعت دی جائے۔

صدر لغاری نے کہا کہ سنگین جرائم میں ملوث افراد کے خلاف مقدمات واپس نہیں لیے جائیں گے۔ وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ میں دہشت گردوں کو نہیں چھوڑوں گی۔ ہم کراچی میں امن قائم کر کے اُسے پیرس اور نیویارک بنانا چاہتے ہیں، ہانگ کانگ نہیں۔ ایسی سازش تیار کی گئی ہے کہ پہلے مرحلے میں سندھ میں ایک الگ صوبہ بنایا جائے۔ اس کے بعد انتخابات ہوں، جن کے بعد اُس کا ملک سے علیحدگی کا اعلان کر دیا جائے۔ ہم نے ایم۔کیو۔ایم کا مرکزی دفتر اس لیے بند کیا ہے کیونکہ وہاں دہشت گردی کی منصوبہ بندی کی جاتی تھی۔ وہاں سے ٹیلی فون پر دہشت گردوں کو فلاں کو قتل کر دینے اور فلاں کو مار دینے کی ہدایات دی جاتی تھیں۔ اگر ایم۔کیو۔ایم کراچی میں امن و امان کی بحالی کی ذمہ داری قبول کرے تو ہم اُس سے مذاکرات کرنے اور سیاسی معاہدہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اُسے وزارتیں دی جا سکتی ہیں اور مہاجر سندھ کا وزیر اعلیٰ بھی بن سکتا ہے۔ ہم نے فوج بیرکوں میں واپس بھیج دی ہے، لیکن اگر اب بھی امن قائم نہیں ہوا تو ہمیں پھر پولیس، رینجرز اور فوج پر انحصار کرنا پڑے گا۔ الطاف حسین نے کہا کہ فوج محض دکھاوے کے لیے واپس گئی ہے۔

سابق وفاقی وزیر ڈاکٹر محبوب الحق نے کہا کہ کراچی شور کیوں نہ مچائے، اُس کی آبادی 8 فیصد ہے لیکن اُس کا کوٹہ صرف دو فیصد ہے۔ 120 ارب روپے مالیت کی جاگیریں رکھنے والے ایک پیسہ بھی ٹیکس نہیں دیتے۔

ایم کیو ایم کی رٹ درخواست

28 دسمبر کو بیرسٹر فاروق حسن نے ایم۔کیو۔ایم کی جانب سے سپریم کورٹ میں ایک رٹ

درخواست دائر کر دی جس میں الزام لگایا گیا کہ حکومت اور فوج سندھ کے شہری علاقوں میں آباد مہاجرین کے بنیادی حقوق سلب کرنے میں ملوث ہے۔ گزشتہ برس اکتوبر میں ہونے والے انتخابات میں فوجی اور سول حکام نے زبردستی ایم۔ کیو۔ ایم کو اُن میں حصہ لینے سے روکا۔ ہمیں مجبوراً انتخابات کا بائیکاٹ کرنا پڑا۔ موجودہ اسمبلی اس وجہ سے غیر آئینی ہے۔ بین الاقوامی اداروں کی مداخلت پر ہمیں صوبائی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت دی گئی۔ سپریم کورٹ نے فنی بنیاد پر رٹ واپس کر دی اور ہدایت دی کہ ضروری قانونی تقاضے پورے کر کے درخواست دوبارہ دائر کی جائے جو ٹائپ کی غلطیوں سے مبرا اور مخصوص سائز کے کاغذ پر ہو اور اُس میں واضح طور پر ضمیمہ جات درج کئے جائیں۔

الطاف حسین نے کہا کہ ہم نے استحصال کے خاتمے کے لیے سپریم کورٹ سے رجوع کیا ہے۔ انصاف نہ ملا تو سوچیں گے کہ آئندہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ اگر ہمارے 8 نکاتی مطالبات تسلیم کر لیے جائیں تو ہم اپنی آئینی درخواست واپس لے لیں گے۔

ایم۔کیو۔ایم سے مذاکرات

28 دسمبر کو وزیراعظم بے نظیر نے ایم۔ کیو۔ ایم سے ملاقات کر کے مذاکرات کئے جو دو گھنٹے تک جاری رہے۔ الطاف گروپ کے وفد نے امن و امان کے بارے میں اپنا دس نکاتی فارمولا پیش کیا۔ 29 دسمبر کو بے نظیر نے حقیقی کے وفد کے ساتھ بات چیت کی۔ حقیقی نے اپنی یادداشت میں اورنگی کو نیا ضلع بنانے، ملیر کی دوبارہ حد بندی کرنے اور ملازمتوں میں 40 اور 60 کے تناسب پر عمل کرنے کا مطالبہ کیا۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ بے نظیر اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان پہلے براہ راست مذاکرات ناکام ہوگئے۔ مرتضیٰ بھٹو نے ان مذاکرات کو ڈرامہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ ملک میں سیاسی تبدیلی آ رہی ہے۔ مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ ہماری پارٹی اصل پیپلز پارٹی ہے، بے نظیر سے مفاہمت کا کوئی امکان نہیں۔

31 دسمبر کو بے نظیر نے وزیراعظم ہاؤس اسلام آباد میں اپنی پارٹی کی مجلس عاملہ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت مسئلہ کشمیر سے توجہ ہٹانے کے لیے کراچی میں گڑبڑ کرا رہا ہے۔ ہم غیر ملکی مداخلت کو سختی کے ساتھ کچل دیں گے۔ کراچی کو ہانگ کانگ بنانے کا عزم ناکام بنا دیا جائے گا۔ کرپشن کے خاتمے کے لیے احتساب کا عمل جاری رہے گا۔

31 دسمبر کو ملیر کراچی میں فوجی افسران اور نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے بری فوج کے سربراہ جنرل عبدالوحید نے کہا کہ فوج مکمل طور پر ملک کے دفاع کے لیے وقف ایک فوجی ادارہ ہے۔ مادر وطن کے استحکام کی علامت ہے۔

31 دسمبر کو قاضی حسین احمد نے کوٹ ادو میں کہا کہ ملک کی حالت بدلنی ہے تو چہروں کے

بجائے نظام کو بدلنا ہوگا۔ پاکستان کے تمام ادارے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ خودغرض حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے عوامی جدوجہد ضروری ہے۔ اہل خیر میدان میں آکر ہمارا ساتھ دیں۔ اندھیری رات کے خاتمے تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔

1994ء کے سال کو حکومت اور اپوزیشن کے مابین فری اسٹائل دنگلوں کا سال قرار دیا جا سکتا ہے جو اپنے دامن میں خونی داستانیں سمیٹے ہوئے رخصت ہوگیا۔ عوام کے لیے یہ سال مہنگائی، کرپشن، بدامنی، عدم تحفظ اور غیریقینی صورت حال کا سال تھا۔ دوران سال فرقہ وارانہ اور سیاسی فسادات میں بڑی تعداد میں افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔ مساجد اور امام بارگاہوں پر بم پھینکنے اور فائرنگ کرنے کے واقعات ہوئے۔ کراچی میں 86 پولیس اہلکار سمیت 1105 افراد قتل ہوئے۔ دو ہزار سے زائد شہری زخمی ہوئے۔ ڈکیتی کی چار ہزار سے زائد وارداتیں ہوئیں۔ پولیس مقابلہ میں 43 ڈاکو ہلاک ہوئے۔ 35 ہزار گاڑیاں چھین لی گئیں۔ اشیائے صرف کی قیمتوں میں پچاس فیصد سے زائد اضافہ ہوا۔ صوبہ سرحد میں صابر شاہ کی حکومت پر مہران بنک اور کرپشن کے دوسرے حوالوں سے تابڑ توڑ حملے کئے۔ سکھوں کے حوالے سے راجیو حکومت کی مدد کرنے کا اعتراف کرنے کے بارے میں بے نظیر کے انٹرویو کو اچھالا گیا۔

مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعتوں نے پورے ملک میں تحریک چلائی۔ قومی اسمبلی میں بے نظیر حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن ایوان کے اندر اور باہر اپوزیشن کو کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ حکومت نے بھی اپوزیشن کے خلاف جارحانہ حکمت عملی اپنائی۔ اپوزیشن کے اہم رہنماؤں اور نواز شریف کے والد محترم کو گرفتار کیا گیا۔ جماعت اسلامی نے پورے ملک میں تحریک بیداری ملت چلائی۔ اُس کا موقف ہے کہ پیپلزپارٹی اور مسلم لیگ دونوں میں ملک کے اندر کوئی مثبت تبدیلی لانے کی اہلیت سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ صرف جماعت اسلامی ہی عوام کے تعاون کے ساتھ ملک میں کوئی خوشگوار تبدیلی لا سکتی ہے۔ نواز شریف نے 1994ء کو امت مسلمہ اور پاکستان کے لیے ایک تاریک سال قرار دیا۔ میرے اقتدار کے دوران دسمبر 1992ء میں ملک ترقی پذیر تھا جبکہ بے نظیر کے دور حکومت میں پاکستان دسمبر 1994ء میں زوال پذیر ہے۔ 1992ء میں ہم نے کراچی کو امن کا گہوارہ بنا دیا تھا۔ بے نظیر کی ظالم اور کرپٹ حکومت کا خاتمہ اب بالکل نزدیک ہے۔ سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ نے کہا کہ 1994ء میں قومی اداروں کی تذلیل کی گئی۔ یہ سال پاکستان کی تاریخ کا سب سے زیادہ تکلیف دہ سال ثابت ہوا جو مجھے پوری زندگی یاد رہے گا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

وفاقی کابینہ کے فیصلے

یکم جنوری 1995ء کو وفاقی کابینہ نے شریف الدین پیرزادہ ایڈووکیٹ کو اعزازی سفیر مقرر کر دیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ تشدد کرنے والے رکن اسمبلی کو سات سال کے لیے نااہل قرار دینے کا مسودہ قانون پارلیمنٹ میں برائے منظوری پیش کیا جائے۔ اس خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے گوہر ایوب نے کہا کہ مجوزہ قانون کو ہم منظور نہیں ہونے دیں گے۔ یہ اگر قومی اسمبلی میں پاس کرا لیا گیا تب بھی اسے سینٹ میں منظور نہیں کرایا جا سکے گا۔

رولنگ کی خلاف ورزی

یکم جنوری کو چیئرمین سینٹ وسیم سجاد کی رولنگ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چوہدری شجاعت کو اجلاس میں شرکت کے لیے نہیں لایا گیا۔ وسیم سجاد نے کہا کہ حکومت میری رولنگ پر عمل نہیں کر رہی ہے، اُسے کس طرح اس کے لیے مجبور کیا جائے۔ اپوزیشن نے کہا کہ ایک سینیٹر کی عدم شرکت کی وجہ سے ایوان نامکمل ہے، لیکن وزیر مملکت رضا ربانی نے اس موقف کو رد کر دیا۔

عدلیہ کی آزادی

2 جنوری کو لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس عبدالمجید ٹوانہ نے کہا کہ سپریم کورٹ نے عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی کے لیے 23 مارچ 1994ء کی جو تاریخ مقرر کی تھی۔ اُس کے بعد سے انتظامی مجسٹریٹوں کی جانب سے عدالتی حوالوں سے کئے جانے والے تمام اقدامات اور فیصلے غیر موثر اور غیر قانونی ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ پاکستان میں آئین، قانون اور انصاف نام کی کسی چیز کا وجود باقی نہیں ہے۔

نواز کھوکھر کی گرفتاری

3 جنوری کو اسلام آباد میں مسلم لیگ کے رکن قومی اسمبلی حاجی محمد نواز کھوکھر کو ایف۔ آئی۔ اے نے کوئی وارنٹ دکھائے بغیر گرفتار کر لیا۔ نواز شریف نے کہا کہ کھوکھر کی گرفتاری سے پیپلز پارٹی کا اصل چہرہ کھل کر سب کے سامنے آ گیا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

رائے ونڈ کا محاصرہ

3 جنوری کو پولیس نے نواز شریف کے رائے ونڈ فارم کا محاصرہ کر کے ملازمین سے اُن کے داماد کیپٹن صفدر کے بارے میں پوچھ گچھ کی۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے ابلیسی سیاست شروع کر دی ہے۔

اشتہاری ملزم

4 جنوری کو جوڈیشل مجسٹریٹ لاہور نے بھینس کیس میں قاضی حسین احمد، لیاقت بلوچ، امیر العظیم سمیت جماعت اسلامی کے 90 افراد کو اشتہاری مجرم قرار دے دیا گیا۔ 29 جنوری کو یہ افراد عدالت میں پیش نہ ہوئے تو انہیں مفرور قرار دے کر اُن کی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد ضبط کر لی جائے گی۔ عدالت نے کہا کہ ملزمان کھلے عام گھومتے ہیں، جلسوں سے خطاب کرتے ہیں لیکن پولیس ہربار اُن کی عدم دستیابی کا عذر پیش کر دیتی ہے۔

بھٹو کی سالگرہ

5 جنوری کو ذوالفقار علی بھٹو کی 67 ویں سالگرہ پورے ملک میں سرکاری اہتمام میں منائی گئی۔ بے نظیر نے کہا کہ بھٹو نے اپنی قربانی دے کر پیپلز پارٹی کو ملک کی سب سے بڑی پارٹی بنا دیا۔

مرغابیوں کا شکار

6 جنوری کو صدر لغاری نے وفاقی وزیر مصطفٰی کھر کے ہمراہ تونسہ بیراج میں مرغابیوں کا شکار کھیلا۔ پورے علاقے میں سخت حفاظتی اقدامات کئے گئے تھے اور عام لوگوں کو گرد و نواح میں بھی جانے کی اجازت نہیں تھی۔

ایدھی کی واپسی

7 جنوری کو ایدھی جس طرح گئے تھے، اُسی طرح اچانک لندن سے کراچی پہنچ گئے۔ ایدھی نے کہا کہ مجھے خطرہ تھا کہ مجھے مار کر پھینک دیا جائے گا۔ حکومت کی جانب سے تحفظ فراہم کرنے کی یقین دہانی پر واپس آگیا ہوں۔ میں نے نشان دہی کر دی، اب اُس گروہ کو بے نقاب کرنا حکومت کا کام ہے۔ میں 200 صفحات پر مشتمل ایک دستاویز لندن میں چھوڑ کر آیا

ہوں، اگر مجھے قتل کر دیا گیا تو اُس کے ذریعے قاتل پہچان لیے جائیں گے۔

برطانوی وزیر کی پاکستان آمد

8 جنوری کو برطانیہ کے وزیر خارجہ ڈگلس ہرڈ نے اسلام آباد میں کہا کہ مسئلہ کشمیر پر اقوام متحدہ کی تمام قرار دادیں اب پرانی ہو چکی ہیں۔ کشمیر کا مسئلہ اب شملہ معاہدہ کے تحت حل ہونا چاہیے۔ اُنھوں نے مقبوضہ کشمیر میں انتخابات کرانے کی بھارتی تجویز کی حمایت کی۔ بے نظیر نے کہا کہ ہرڈ کے بیان پر عوام کو دکھ ہوا ہے۔ حکومت پاکستان نے کشمیر پر برطانوی موقف کو مسترد کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ہرڈ کا یہ موقف اُن کے مسئلہ کشمیر سے ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ جب تک کشمیریوں کو آزادی نہیں ملتی، اقوام متحدہ کی قراردادیں غیر موثر قرار نہیں دی جا سکتیں۔

وزیراعظم بے نظیر نے ڈگلس ہرڈ سے بات کرتے ہوئے کہا کہ کشمیری عوام نے انتخابات کا ڈھونگ مسترد کر دیا ہے۔ وہ صرف استصواب رائے ہی کو تسلیم کریں گے۔ ڈگلس ہرڈ نے کہا کہ برطانیہ اس مسئلہ پر کسی فریق کی حمایت نہیں کرتا، ہم تنازع کا پُرامن حل چاہتے ہیں۔

10 جنوری کو امریکہ کے سیکرٹری دفاع ولیم پیری نے وزیراعظم بے نظیر سے اسلام آباد میں ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران بے نظیر نے کہا کہ پاک بھارت تعلقات کی راہ میں کشمیر کا مسئلہ حائل ہے۔ بعض ذرائع نے بتایا کہ ولیم پیری نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بارے میں بھی بات کی تھی لیکن بے نظیر نے اس کی تردید کر دی۔

وزیراعظم کی صدارت میں عسکری قیادت کا ایک اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا جس میں طے پایا کہ مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے اقوام متحدہ کی قراردادوں کو اولین ترجیح حاصل ہے۔ البتہ متبادل تجاویز پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ ایٹمی پروگرام پر امریکی دباؤ قبول نہیں کیا جائے گا۔

صدر لغاری کا دعویٰ

11 جنوری کو صدر لغاری نے سول جج اسلام آباد کی عدالت میں نواز شریف کے خلاف چار ارب روپے ہرجانے کا دعویٰ دائر کر دیا۔ یہ دعویٰ مہران بنک کے بارے میں ایک پمفلٹ شائع کرانے اور کپاس سکینڈل میں اُنہیں ملوث کر کے صدر کی شہرت کو نقصان پہنچانے پر دائر کیا گیا۔ عدالت نے نواز شریف کو 14 فروری کو طلب کر لیا۔ دعویٰ دائر کیے جانے کے باوجود نواز شریف نے کوئی معذرت کرنے سے انکار کر دیا۔

گوادر کی اراضی کا مسئلہ

12 جنوری کو دفتر خارجہ ترجمان نے وضاحت کی کہ گوادر کو فروخت نہیں کیا گیا ہے بلکہ قانون کے مطابق گوادر کی زمین عمان کے سلطان قابوس کو پٹہ پر دی گئی ہے۔ مسلم لیگ کے ترجمان نے کہا کہ گوادر کو پٹہ پر دینا قومی مفادات سے غداری ہے۔ حکومت نے خود سازش کا اعتراف کر لیا، عوام اس سازش کو ناکام بنانے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔ نواز شریف نے اس معاملہ کو پارلیمنٹ میں لانے کا مطالبہ کیا۔ بے نظیر نے کہا کہ گوادر پاکستان کا حصہ ہے۔ 17 جنوری کو گوادر کے مسئلہ پر قومی اسمبلی میں زبردست ہنگامہ آرائی ہوئی۔ اپوزیشن کا موقف تھا کہ عمان پر امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کا اثر ہے۔ امریکہ گوادر میں اپنا اڈہ بنا کر ایران، چین اور وسط ایشیا پر اپنا کنٹرول حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وفاقی وزراء نے کہا کہ گوادر کے چھوٹے سے رقبہ کی سلطان قابوس کو فروخت سے امریکہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ یہ تاثر غلط ہے، امریکہ یہ زمین عمان سے حاصل کر کے وہاں اپنے اڈے تعمیر کرے گا۔ اپوزیشن کے ارکان اس پر احتجاج کرتے ہوئے اجلاس سے واک آوٹ کر گئے۔ بے نظیر نے کہا کہ گوادر سمیت ملک کے کسی حصے کو فروخت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سیکرٹری خارجہ نجم الدین شیخ نے کہا کہ گوادر کی زمین فروخت کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم نے اپنی سکیورٹی پر کوئی سمجھوتہ کر لیا ہے۔ اس سے قبل بھی خلیجی ممالک کے سربراہوں کی رعایتی قیمت پر زمین فروخت کی جا چکی ہے۔ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ مگسی نے کہا کہ گوادر کی اراضی فروخت نہیں ہو گی، اسے ایشو بنانا قومی مفاد میں نہیں۔ 18 جنوری کو بیگم بھٹو نے قومی اسمبلی میں کہا کہ گوادر کی صرف 1300 ایکڑ زمین فرروخت کر رہے ہیں۔ اسے لیز پر دیا جا رہا ہے۔ وہاں پر کسی امریکی سی۔ آئی۔ اے والے کو نہیں آنے دیا جائے گا۔ نواز شریف نے بھی اپنے دور اقتدار میں پورٹ قاسم کی سینکڑوں اراضی ڈائیوو کو لیز پر دینے کی پیش کش کی تھی لیکن وفاقی وزیر دفاع شعبان میرانی نے کہا کہ بیگم بھٹو حکومت کا حصہ نہیں۔ حکومت نے گوادر کو نہ فروخت کیا ہے اور نہ لیز پر دیا ہے۔

18 جنوری کو صدر لغاری نے کہا کہ گوادر کی 100 ایکڑ زمین عمان کے سلطان قابوس کو بطور عطیہ دی جا رہی ہے۔ کراچی کی بندرگاہ پر بہت زیادہ دباؤ ہے، اس لیے گوادر کو تیار کیا جا رہا ہے۔ گوادر ہمیشہ پاکستان کا حصہ رہے گا، اسے فروخت کرنے کی کوئی جرات نہیں کر سکتا۔ ابو ظہبی کے سلطان کو اس سے بڑا علاقہ دیا گیا، اُس وقت کسی نے کوئی آواز نہیں اُٹھائی۔ نواز شریف نے کہا کہ صدر گوادر پر بے نظیر کی حمایت کر کے فریق بن گئے ہیں۔ اس بارے میں صدر، وزیر اعظم اور بیگم بھٹو کے بیانات مختلف ہیں۔ عوام کو حقائق سے آگاہ نہیں کیا جا رہا ہے۔

قاضی حسین احمد نے بجا طور پر کہا کہ صدر کو گوادر اور رحیم یار خاں کی زمین میں فرق نظر نہیں آتا۔ امریکہ کراچی اور گوادر کے ذریعے پاکستان، افغانستان، ایران اور وسط ایشیا کو گھیرنا

چاہتا ہے۔ امریکی مداخلت کے لیے ساحلوں کے راستے کھولے جا رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ بلوچستان مگسی نے کہا کہ سلطان قابوس کو 100 ایکڑ زمین کا تحفہ دیا گیا ہے، لیکن اراضی کی نشاندہی ابھی نہیں ہوئی ہے۔ گوادر صرف بندرگاہ نہیں، بلکہ پورے علاقے کا نام ہے۔ گورنر پنجاب نے کہا کہ گوادر ہمارا تھا ہی نہیں، بلاوجہ اسے ایشو بنا دیا گیا ہے۔

19 جنوری کو وزیر دفاع قومی اسمبلی میں گوادر کے مسئلہ پر کوئی پالیسی بیان نہیں دے سکے۔ اپوزیشن کے ارکان نے کہا کہ حکومت کے غیرواضح اور متضاد بیانات نے پوری قوم کو شکوک و شبہات میں مبتلا کر دیا ہے۔ کئی مقتدر شخصیات گوادر کے معاملہ میں قیمتی تحائف وصول کر رہی ہیں۔ ہم اپنی بندرگاہ کسی دوسرے ملک کو دینے کی اجازت نہیں دیں گے۔ بے نظیر نے کہا کہ گوادر کی کوئی زمین کسی غیرملکی کو نہ فروخت کی گئی ہے اور نہ ہی لیز پر دی گئی ہے۔ وزیر دفاع نے کہا کہ ایک خلیجی ریاست کے سربراہ کو گوادر میں زمین کا ایک ٹکڑا رہائشی تعمیر کے لیے الاٹ کیا گیا ہے۔ اسے فروخت کرنے یا لیز پر دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اپوزیشن بھارتی سازش کا شکار ہو رہی ہے۔ اپوزیشن نے کہا کہ گوادر میں سلطان قابوس کا محل ہماری لاشوں پر ہی تعمیر ہو سکتا ہے۔

22 جنوری کو قومی اسمبلی میں گوادر سے متعلق اپوزیشن کی صدر اور وزیراعظم کے خلاف تحریک استحقاق اسپیکر نے یہ کہتے ہوئے خلاف ضابطہ قرار دے دی کہ یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ کسی وزیر نے جان بوجھ کر ایوان کو گمراہ کرنے کے لیے غلط بیانی سے کام لیا ہو۔ نواز شریف نے کہا کہ گوادر سمیت ساحل مکران کے حساس ترین علاقہ میں حکومت نے ایک انچ زمین بھی کسی غیرملکی کو دینے کی کوشش کی تو وہ غداری کی مرتکب ہوگی۔ اس بارے میں کئے جانے والے معاہدہ کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے۔

29 جنوری کو عمان کے وزیر تجارت نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ سلطان قابوس کو جو زمین گوادر میں تحفہ دی گئی ہے، اُسے سلطان نے قبول کر لیا ہے۔ اس زمین کو ہم پاکستان کے خلاف استعمال کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ پاکستان نے پورٹ قاسم اور پسنی کو بھی ترقی دینے کے لیے غیرملکی سرمایہ کاروں کو سرمایہ کاری کی اجازت دی ہے۔ گورنر سندھ نے کراچی میں کہا کہ سلطان قابوس نے گوادر کی 100 ایکڑ اراضی قبول نہیں کی۔ حکومت نے اُس اہم معاملہ کو ایک معمہ بنا دیا۔

گرین ٹیلی فون میں دخل اندازی

15 جنوری کو وزیراعظم بے نظیر اپنے گرین ٹیلی فون پر کسی سے بات کر رہی تھی کہ درمیان میں کسی نے مداخلت کی اور لائن کٹ گئی۔ بے نظیر کا گرین ٹیلی فون ٹیپ کئے جانے کی

شکایت پر فوری طور پر تحقیقات شروع کر دی گئیں۔ محکمہ کے کئی سینئر حکام کو معطل کر دیا گیا۔ انٹیلی جنس بیورو نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ سرکاری اداروں کے بعض اہلکار اپوزیشن کے لیے کام کر رہے ہیں۔

ہرجانہ کا دعویٰ

16 جنوری کو آصف زرداری نے انتخابات کے دوران اخباری اشتہارات کے ذریعے اُن کی ہتک کرنے اور نازیبا کلمات لکھنے کے الزام میں کراچی کی عدالت میں نواز شریف کے خلاف پانچ کروڑ روپے کا ہرجانہ دائر کر دیا۔

16 جنوری کو لاہور ہائی کورٹ نے نواز شریف کے خلاف پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے ضمن میں فوجداری ریفرنس کی سماعت کے دوران اُن کے وکیل نے کہا کہ حکومت نواز شریف کے خلاف کوئی شہادت پیش نہیں کر سکی ہے۔

ارکان اسمبلی کی نااہلی کا بل

وفاقی کابینہ نے ارکان اسمبلی کو نااہل قرار دینے کے بارے میں بل کے مسودہ کی منظوری دے دی۔ 17 جنوری کو صدر لغاری نے نااہلی کے بل کے مسودہ کو بعض اعتراضات اور ترامیم کے ساتھ حکومت کو واپس بھیج دیا۔ صدر مملکت اور وفاقی حکومت کے درمیان ہم آہنگی نہ ہونے کا یہ دوسرا مظاہرہ تھا۔ اپوزیشن نے الزام لگایا کہ اس کی آڑ میں حکومت اپوزیشن کے سرگرم ارکان پارلیمنٹ کو نااہل قرار دینا چاہتی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ اگر بے نظیر کا بس چلے تو وہ پوری اپوزیشن کو جیل بھیج دیں۔

اسپیکر کی رولنگ

7 جنوری کو اپوزیشن نے قومی اسمبلی میں یہ نکتہ اعتراض اُٹھایا کہ ایف۔ آئی۔ اے اسیر ارکان نواز کھوکھر، شیخ رشید اور چوہدری شجاعت کے ساتھ ناروا سلوک کر رہی ہے۔ اس کی تحقیقات کرائی جائے۔ حکومت نے اپوزیشن کے اس موقف کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اسیر ارکان کے بارے میں کوئی نکتہ اعتراض نہیں اُٹھایا جا سکتا لیکن اسپیکر یوسف گیلانی نے حکومت کے موقف کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ناروا سلوک کی تحقیقات کرائی جائے۔

بے نظیر حکومت نے صدر کے بعد اب اپنے اسپیکر سے محاذ آرائی مول لے لی۔ اسیر ارکان پارلیمنٹ کے بارے میں حکومت چیئرمین سینٹ اور اسپیکر قومی اسمبلی دونوں کی رولنگ

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

کی خلاف ورزی کر رہی ہے جو اُس کے لیے مشکلات کا سبب بن سکتی ہے۔

18 جنوری کو مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی نے بے نظیر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ بے نظیر نے کہا کہ تحریک عدم اعتماد کا حشر بھی تحریک نجات جیسا ہی ہو گا۔

19 جنوری کو لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ ایوان کے اندر تبدیلی کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا، مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں کا قبلہ ایک ہے۔ قوم کو غلامی کی زنجیریں پہنانے کی سازشیں کی جا رہی ہیں۔ ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا جا رہا ہے۔

دینی مدارس پر پابندیاں

23 جنوری کو وزیر اعظم بے نظیر کی صدارت میں ہونے والے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ دینی مدارس پر براہ راست غیر ملکی امداد وصول کرنے پر پابندی لگائی جائے۔ انہیں نجی فوجی تربیتی کیمپ قائم کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ انہیں اپنا نصاب تعلیم تبدیل کرنا ہو گا۔ ان کے حسابات کا باقاعدہ آڈٹ کرایا جائے گا۔ نصیر بابر نے کہا کہ دینی مدارس کی رجسٹریشن ہو گی۔ پنجاب کے گورنر چودھری الطاف حسین نے کہا کہ پنجاب کے 67 دینی مدارس کو غیر ملکی امداد مل رہی ہے۔ ایک مذہبی جماعت کے "جرنیل" نے بڑے فخر کے ساتھ مجھ سے کہا کہ ہم اپنے 80 مخالفین کو قتل کر چکے ہیں۔ مولانا نورانی نے کہا کہ دینی مدارس کو باہر سے ملنے والی امداد کی تحقیقات ہونی چاہیے لیکن امریکہ کے اشارہ پر دینی مدارس کے خلاف اقدام کی بھرپور مزاحمت کریں گے۔ ولی خاں نے کہا کہ غیر ملکی امداد لینے والے ملا اپنے مدارس کہیں اور قائم کریں۔ نواز شریف نے کہا کہ دینی مدارس پر قبضے یا انہیں بلیک میل کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ دینی مدارس کو ختم نہیں ہونے دیں گے۔ علماء نے دینی مدارس میں مداخلت پر حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کر دیا۔

صدر لغاری کی وارننگ

23 جنوری کو صدر لغاری نے ڈیرہ غازی خاں میں بہت کھل کر کہا کہ جو حکومت عوام کو تعلیم، روٹی، کپڑا اور مکان مہیا نہ کر سکے اسے اقتدار میں رہنے کا حق نہیں۔ جب تک صدر ہوں ملک کے مفاد میں کام کرتا رہوں گا۔ صدر نے سکرنڈ کے جنگل میں شکار کھیلا۔

عمران خان کی شکایت

27 جنوری کو عمران خان نے لاہور میں کہا کہ حکومت نے ٹی وی پر شوکت میموریل ہسپتال کا اشتہار بند کر دیا ہے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں بے نظیر سے بات کروں۔ میں عوام کی خدمت کروں یا بے نظیر کی چمچہ گیری۔ مجھے سیاست میں آنا ہوتا تو ڈنکے کی چوٹ پر آتا۔ حکومت کینسر ہسپتال کو بھی سیاسی حریف کی فیکٹری کی طرح بند کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ میں عدالت سے رجوع کروں گا۔ بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے عمران خان نے کہا کہ حکومت ٹی وی پر میری شکل نہ دکھائے لیکن علاج سے متعلق اشتہار تو بند نہ کرے۔ میں حمید گل کی عزت کرتا ہوں۔ انہوں نے ہسپتال کے لیے فنڈ اکٹھا کرنے میں میری مدد کی ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ عمران خان لوگوں کی خدمت کر کے اچھا کام کر رہے ہیں۔ ہماری دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ وہ ملک کو ظلم اور ناانصافی سے نجات دلانے کے لیے جماعت اسلامی کا ساتھ دیں۔

سپیکر کا احتجاج

پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں پہلی مرتبہ 29 جنوری کو قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی نے بطور احتجاج اجلاس کی صدارت کرنے سے انکار کر دیا۔ قواعد و ضوابط کی رو سے حکومت جب بھی کسی رکن اسمبلی کو گرفتار یا اس کے خلاف کوئی مقدمہ قائم کرے اس کی اطلاع سپیکر کو دینا لازمی ہے۔ لیکن سپیکر کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود حکومت ایسے اقدامات سے انہیں بے خبر رکھتی رہی ہے۔ سپیکر کی رولنگ کے باوجود اسیر کارکنوں کو اسمبلی میں شرکت کے لیے بھی نہیں لایا جاتا۔ اس طرح بے نظیر حکومت نے اپنے صدر کے علاوہ اپنے بنائے ہوئے سپیکر سے بھی محاذ آرائی مول لے لی۔ اس بدنما صورت حال کے بعد بے نظیر نے 30 جنوری کو ممبران کے خلاف مقدمات واپس لینے پر اپنی آمادگی کا اظہار کر دیا جس کے بعد سپیکر نے اجلاس کی صدارت کی۔ بے نظیر نے کہا کہ مرکزی اور صوبائی حکومتیں کسی کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کریں گی۔ اور نہ ہی کسی کا بلاوجہ احتساب کیا جائے گا۔ حکومت تمام شہریوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنے کی پابند ہے۔

احتساب یا انتقام

وفاقی حکومت نے نواز شریف اور ان کے خاندان کے خلاف 13 کیسوں کو آخری شکل دے دی۔ ان پر بینکوں سے خلاف ضابطہ اربوں روپے کے قرضے حاصل کرنے کا الزام ہے۔ 29 جنوری کو نواز شریف کے چھوٹے بھائی عباس شریف اور شہباز شریف کے 19 سالہ بیٹے حمزہ

شریف نے خود کو ایف آئی اے کے لاہور آفس میں گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔ ایف آئی اے نے انہیں اپنی تحویل میں لے کر اسلام آباد روانہ کر دیا۔ اسسٹنٹ کمشنر اسلام آباد نے دونوں کو ایف آئی اے کو چار روز کے لیے جسمانی ریمانڈ پر دے دیا۔

جماعت اسلامی کے خلاف مقدمات

حکومت نے قاضی حسین احمد اور جماعت اسلامی کے دیگر 95 رہنماؤں کے خلاف ایم پی او کے تحت اس الزام میں مقدمات درج کیے کہ وہ ایک جلوس کی شکل میں ایک موضع میں گئے جہاں انہوں نے ہلڑ بازی کی اور راستوں میں رکاوٹیں کھڑی کیں۔ 29 جنوری کو جوڈیشل مجسٹریٹ لاہور نے قاضی حسین احمد اور دیگر رہنماؤں کو مفرور قرار دے دیا۔

سعید قادر کی گرفتاری

30 جنوری کو نواز دور میں نجکاری کمیشن کے چیئرمین سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ر) سعید قادر کو لاہور سے گرفتار کر کے اسلام آباد پہنچا دیا گیا۔ ان کے خلاف بعض صنعتی اداروں کی نجکاری میں بے قاعدگیوں کے الزامات کی تحقیقات ہو رہی ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ سعید قادر نے قومی خزانے کو ساڑھے تین کروڑ روپے سے زیادہ کا نقصان پہنچایا ہے۔

رہائی کے احکام

31 جنوری کو اسلام آباد میں سپریم کورٹ کی تین رکنی بنچ نے کثرت رائے سے چودھری شجاعت کی درخواست ضمانت منظور کرتے ہوئے انہیں رہا کرنے کا حکم دے دیا۔ خصوصی عدالت نے نواز کھوکھر کی درخواست کو عبوری طور پر منظور کر کے ان کی رہائی کا حکم دے دیا۔

قاضی حسین احمد سے ملاقات

31 جنوری کو مسلم لیگ کے دو مرکزی رہنماؤں صدیق کانجو اور فخر امام نے قاضی حسین احمد سے ملاقات کی۔ ملاقات کے بعد ان رہنماؤں نے کہا کہ برف پگھلی ہے اور قاضی صاحب کے رویہ میں لچک پیدا ہوئی ہے۔ ملاقات کی تفصیلات سے نواز شریف کو آگاہ کیا گیا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

سال نو کا جشن

31 دسمبر کی شب کو پنجاب یونیورسٹی لاہور میں نیو ایئر نائٹ منانے کے لیے غیر اخلاقی تقریبات کا انعقاد کیا جا رہا تھا۔ اسلامی جمعیت طلبہ نے اس پر احتجاج کیا۔ لیکن پولیس نے ان تقریبات کو تحفظ دینے کے لیے طلباء پر وحشیانہ لاٹھی چارج کیا اور فائرنگ کی جس کے نتیجہ میں ایک نوجوان طالب علم امین اللہ شہید ہوگئے۔ پولیس کی گولی ان کے سر میں لگی، سینکڑوں طلباء زخمی ہوگئے۔

پرویز الٰہی کی گرفتاری

18 جنوری کو پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن کے قائم مقام قائد اور پنجاب مسلم لیگ کے صدر چودھری پرویز الٰہی نے جنہیں عدالت نے اشتہاری ملزم قرار دے دیا تھا، خود کو ایف آئی اے کے آفس میں گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔ عدالت کے حکم پر انہیں دس روز کے ریمانڈ پر جیل بھیج دیا گیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ اگر وہ گرفتاری نہ دیتے تو ان کی جائیداد ضبط کی جا سکتی تھی۔

صوبہ سندھ کے حالات

یکم جنوری کو وزیراعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے سندھ کے حالات پر تبادلہ خیال کیا۔ بے نظیر نے صدر کو بتایا کہ کراچی کے حالات تیزی کے ساتھ معمول پر آ رہے ہیں۔ صوبے میں امن و امان کی صورتحال تسلی بخش ہے۔ صدر نے وزیراعظم کو مشورہ دیا کہ ایم کیو ایم کی جائز شکایات دور کی جائیں یکم جنوری کو وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ نے مولانا احترام الحق تھانوی کو اپنا مشیر مقرر کرلیا۔

لیاقت جتوئی کی ضمانت

2 جنوری کو سندھ ہائی کورٹ نے مسلم لیگ سندھ کے سیکرٹری جنرل اور سابق صوبائی وزیر خزانہ لیاقت جتوئی کی پچاس ہزار روپے کی ضمانت قبل از گرفتاری منظور کرلی۔ انٹی کرپشن کے محکمے نے ان کے خلاف پانچ لاکھ روپے خورد برد کرنے کا مقدمہ درج کیا تھا۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

سروں کی قیمت

2 جنوری کو حکومت سندھ نے سنگین عزائم میں ملوث ایم کیو ایم کے دس مفرور رہنماؤں کے سروں کی قیمت ایک بار پھر مقرر کردی۔ سرکاری اعلان کے مطابق عمران فاروق کی گرفتاری یا سر کی قیمت 30 لاکھ، سلیم شہزاد کی 20 لاکھ، صفدر باقری، جاوید اکرم، کامران اور جاوید لنگڑا کی 15 ,15 لاکھ روپے اور یامین اور اعجاز حسین کے لیے 10 ,10 لاکھ روپے مقرر کر دیئے۔ سینیٹر اشتیاق اظہر نے کہا کہ سروں کی قیمتیں مقرر کرنا مہاجر دشمنی ہے۔ ہائی کورٹ اسے پہلے ہی غیر قانونی قرار دے چکی ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ سروں کی قیمت مقرر کرنے والے جنرل آصف نواز کے انجام سے سبق حاصل کریں۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم ایم کیو ایم سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کے ناجائز مطالبات نہیں مانیں گے۔ صدر لغاری نے الطاف حسین کو خیرسگالی کے پیغامات بھجوائے۔ انہوں نے صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ کراچی کے حالات کنٹرول میں ہیں۔

بھارتی قونصل خانہ

4 جنوری کو حکومت پاکستان کے دیئے گئے دس روز سے چوبیس گھنٹے قبل کراچی میں بھارتی قونصل خانہ باضابطہ طور پر بند کر دیا گیا اور اس کے عملے کے 46 ارکان بمبئی چلے گئے۔ بھارتی ہائی کمشنر مسٹر ایس کے لامبا نے کہا کہ ہم دہشت گردی میں ملوث نہیں اور نہ ہی پاکستان نے قونصل خانے کے دہشت گردی میں ملوث ہونے کے کوئی شواہد دیئے۔ اس کی بندش سے منقسم خاندانوں کو تکلیف ہوگی اور دونوں ملکوں کے تعلقات متاثر ہوں گے۔ بھارتی حکومت نے بھی پندرہ پاکستانی سفارت کاروں کے بھارت چھوڑنے کا مطالبہ کر دیا۔ وفاقی وزیر سردار آصف نے کہا کہ کراچی میں دہشت گردی کے احکامات قونصل خانہ دیتا تھا۔ خالد کھرل نے کہا کہ بھارتی قونصلیٹ کی بندش سے کراچی میں حالات بہتر ہو رہے ہیں۔

لیکن عملاً حکومت کا یہ دعویٰ درست ثابت نہیں ہوا۔ کراچی میں 4 جنوری سے 12 جنوری تک ایک سکیورٹی گارڈ نیوی کے ایک ملازم اور دو کانسٹیبلوں سمیت 33 افراد ہلاک اور 26 سے زائد زخمی کر دیئے گئے۔ ملزمان پرائیویٹ گارڈ کی رائفل بھی ساتھ لے گئے۔ پولیس موبائل پر فائرنگ کی گئی۔ ایک بس نذر آتش کر دی گئی۔ مختلف علاقے فائرنگ کی آوازوں سے گونجتے رہے، کار سواروں نے دینی کتابوں کے سٹال پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جو تبلیغی اجتماع کے موقع پر مدنی مسجد کے قریب لگایا گیا تھا۔ الطاف حسین نے اسے فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے کی ایک سازش قرار دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت ملکی سلامتی کے لیے خطرہ

ہے۔ ایم کیو ایم کے بغیر کراچی میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ قادر مگسی نے کہا کہ سندھ کے کسی حصہ کو دہشت گردوں کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔

ایم کیو ایم کی رٹ درخواست

فنی اعتراضات دور ہونے کے بعد سپریم کورٹ نے ایم کیو ایم کی درخواست سماعت کے لیے منظور کر لی۔ 8 جنوری کو درخواست کی ابتدائی سماعت کے بعد اسے 17 جنوری تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ 17 جنوری کو عدالت نے مرکزی اور سندھ کی صوبائی حکومت کو طلب کر لیا تاکہ وہ اپنا موقف پیش کر سکیں۔ اور آئندہ سماعت دو ماہ کے لیے ملتوی کر دی گئی۔ ایم کیو ایم کے وکیل فاروق حسن نے عدالت کو بتایا کہ 1993ء میں انتخابات میں حصہ لینے سے روکے جانے پر ہم فوری طور پر عدالت سے اس لیے رجوع نہیں کر سکے کیونکہ ہمارے لیے راستے مسدود کرائے گئے تھے۔ 9 جنوری کو فاروق حسن نے کہا کہ اگر ہمیں انصاف نہیں ملا تو پھر عالمی عدالت سے رجوع کریں گے۔ یہ محض ایک سیاسی جماعت کا نہیں بلکہ پندرہ فیصد آبادی کا مسئلہ ہے۔ ایم کیو ایم کے بیس ہزار افراد مارے جا چکے ہیں۔ الطاف حسین نے کہا کہ ہمیں مہاجروں کے حقوق کی آئینی ضمانت درکار ہے۔ ہم عزت کے ساتھ جئیں گے ورنہ موت کو ترجیح دیں گے۔

مذاکرات کا تیسرا دور

23 جنوری کو حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان مذاکرات کا تیسرا دور شروع ہو گیا جسے فریقین نے کامیاب قرار دیا۔ اس بات پر اتفاق رائے ہو گیا کہ آئندہ مقدمات کی سماعت جیل کے اندر نہیں ہوگی۔ سروں پر انعام کے علامیہ پر نظر ثانی کی جائے گی۔ طے شدہ نکات پر ایک ہفتے میں عملدرآمد ہو جائے گا اور بقیہ پر آئندہ اجلاس میں غور کیا جائے گا۔ فاروق ستار نے کہا کہ ان فیصلوں سے کشیدگی میں کمی ہوگی۔ الطاف حسین نے کہا کہ آئندہ انتخابات میں ہم پورے ملک میں حصہ لیں گے۔ نواز شریف نے کراچی میں حالات کو بہتر بنانے کے لیے حکومت کو اپنا تعاون پیش کر دیا۔ اور کہا کہ پاکستان کو بچانا ہے تو کراچی کو بچانا ہو گا۔

باہمی مذاکرات کے باوجود جنوری کے آخری ہفتوں میں ایک اے ایس آئی ایک ہیڈ کانسٹیبل اور دو سپاہی سمیت 81 افراد ہلاک اور 36 سے زائد زخمی ہوگئے۔ فیصل کالونی میں سٹیل ملز کی ایک بس کو اغوا کر کے آگ لگا دی گئی۔ پولیس موبائلوں پر حملے جاری رہے۔

الطاف حسین نے کہا کہ جرائم پیشہ افراد دندناتے پھر رہے ہیں۔ انہیں پکڑنے والا کوئی

نہیں آفاق احمد نے کہا کہ حکومت دہشت گردوں کی سرپرستی کر رہی ہے۔ میر مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ بے نظیر کے گرد ملک کے غداروں، ضمیر فروشوں اور شہید بابا کے قاتلوں کا گھیرا ہے۔

باچاخاں کی برسی

20 جنوری کو باچا خاں کی برسی کے موقع پر ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے ولی خاں نے کہا کہ سیاست پر ایسے لوگوں کا قبضہ ہے جن کی بولیاں لگتی ہیں۔ بہت خونریزی ہو چکی۔ اب حساب کتاب کا وقت ہے۔ ایم کیو ایم کے ایم اے جلیل نے کہا کہ باچا خاں قومی ہیرو ہیں۔ مہاجروں اور پختونوں کے درمیان اچھے تعلقات قائم رہیں گے۔

نواز کھوکھر کی رہائی

یکم فروری 1995ء کو نواز کھوکھر کو اڈیالہ جیل سے اچانک رہا کر دیا گیا۔ انہیں 3 جنوری کو ایف آئی اے نے گرفتار کیا تھا۔ رہائی پانے کے بعد اپنی رہائش گاہ پر ایک پریس کانفرنس میں ایک تحریری بیان پڑھتے ہوئے کہا کہ آج سے میرے اور نواز شریف کے سیاسی راستے جدا ہو گئے۔ میں پیپلز پارٹی یا جونیجو لیگ میں شامل نہیں ہوں گا بلکہ مسلم لیگ میں رہتے ہوئے اپنا فارورڈ بلاک بناؤں گا۔ بارہ ارکان اسمبلی میرے ساتھ ہیں۔ میں نے رہائی کی بھیک نہیں مانگی بلکہ مجھے عدالت نے رہا کیا ہے بی بی سی نے کہا کہ کھوکھر کی گرفتاری کے بعد ہی حکومت کے ساتھ ان کے سمجھوتے کا تاثر پیدا ہو گیا تھا۔ اس سے حکومت کو تقویت ملے گی اور اپوزیشن کمزور ہوگی۔ سرتاج عزیز نے کہا کہ کھوکھر حکومت کا دباؤ برداشت نہیں کر سکے۔ انہیں مسلم لیگ اسلام آباد کی صدارت اور پارلیمانی پارٹی کی سیکرٹری شپ سے ہٹا دیا گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ کھوکھر کے ساتھ کوئی دوسرا رکن نہیں ہے۔ وہ تنہا حکومت کے دباؤ میں آئے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ فارورڈ بلاک ادھر بنتا ہے یا ادھر۔ حکمرانوں کو جلد اقتدار سے باہر پھینک دیں گے۔ کھوکھر نے جو بیان پڑھا وہ حکومت کا لکھا ہوا تھا۔

7 فروری کو قومی اسمبلی کے ایک دوسرے رکن راؤ خضر حیات نے بھی نواز شریف کا ساتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ نواز شریف نے حکومت کے ساتھ دشمنی کا راستہ اختیار کیا ہے اور وہ اس میں فریق نہیں بن سکتے۔ سیالکوٹ سے مسلم لیگ کے رکن قومی اسمبلی اشفاق تاج نے بھی حکومت کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ لیکن اشفاق تاج نے جلد ہی اپنا ارادہ تبدیل کر لیا اور کہا کہ میں مسلم لیگ سے غداری کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ میں ٹریپ میں آ گیا تھا وزیراعظم نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں پارٹی تبدیل کر لوں تو فنڈز ملیں گے۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

چودھری شجاعت کی رہائی اور گرفتاری

یکم فروری کو چودھری شجاعت کو اڈیالہ جیل سے رہا کیا گیا۔ لیکن رہائی کے فوراً بعد انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے خلاف مقدمہ جون 1992ء میں 14 ملین روپے قرضے کی رقم پھالیہ شوگر مل کے نام منتقل کرنے کے الزام میں وفاقی وزیر احمد مختار کی درخواست پر درج کیا گیا۔ گرفتاری سے قبل آصف زرداری کے قریبی ساتھیوں نے چودھری شجاعت سے ملاقات کر کے نواز شریف کا ساتھ چھوڑ کر مسلم لیگ کا فارورڈ بلاک بنانے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ جسے انہوں نے مسترد کر دیا۔ نواز شریف نے اسے حکومت کی بزدلی قرار دیا اور کہا کہ حکومت کی اس پالیسی سے پورا نظام خطرہ میں پڑ جائے گا۔ سرتاج عزیز نے کہا کہ چودھری شجاعت کے خلاف جن قرضوں کی بنیاد پر مقدمہ درج کیا گیا ہے وہ پہلے ہی ادا کیے جا چکے ہیں۔

یکم فروری کو ایف آئی اے نے نواز شریف کے پرائیویٹ سیکرٹری خیام قیصر کو گرفتار کر لیا۔ ان پر سرکاری ریسٹ ہاؤس کے واجبات کی عدم ادائیگی کا الزام ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ جعلی مقدمات سے حکومت پوری قوم کے سامنے بے نقاب ہو گئی ہے۔

شیخ رشید کا صدر کے نام خط

2 فروری کو شیخ رشید نے صدر لغاری کے نام ایک خط اڈیالہ جیل سے روانہ کیا جس میں کہا گیا کہ ان کے خلاف مقدمہ کی سماعت سینئر ججوں سے کرائی جائے۔ اس وقت ان کے خلاف کلاشنکوف کی جعلی برآمدگی کا مقدمہ ایک ایسے جج کی عدالت میں چلایا جا رہا ہے جسے عبوری حکومت نے 22 ستمبر 1993ء کو برطرف کر دیا تھا۔ لیکن میرے خلاف مقدمہ چلانے کے لیے پنجاب کے گورنر نے اسے بحال کر دیا۔

شیخ رشید نے عدالت میں اپنا 22 صفحات پر مشتمل تحریری بیان داخل کیا جس میں انہوں نے کہا کہ میں اپنی والدہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے خلاف مقدمہ بالکل جھوٹا ہے۔ میں 16 الیکشن جیت چکا ہوں اور تنکا تنکا جوڑ کر اپنا سیاسی مقام بنایا ہے۔

احتساب کا عمل

نصیر بابر نے قومی اسمبلی میں یقین دلایا کہ بدعنوان عناصر خواہ حکومت میں ہوں یا اپوزیشن میں ان کا احتساب ضرور ہو گا۔ انہوں نے یہ اعتراف بھی کیا کہ اب تک احتساب کا عمل یک طرفہ ہے۔

احتساب کے بارے میں نواز شریف نے قومی اسمبلی میں اپنی یہ تجویز پیش کی کہ سیاست

دانوں کا احتساب کرنے کے لیے ایوان کی دو تہائی اکثریت سے بہترین افراد پر مشتمل ایک پارلیمانی عدالتی کمیشن قائم کیا جائے جس کے ارکان تاحیات جج کے عہدوں پر قائم رہیں۔ حکومت اور اپوزیشن کو کمیشن کے سامنے مقدمات پیش کرنے کی اجازت ہو، کمیشن کو کسی بھی بدعنوان رکن پارلیمنٹ کو تاحیات نااہل قرار دینے کا اختیار ہو۔ نواز شریف کی اس عجیب و غریب اور مضحکہ خیز تجویز کو کسی نے سنجیدگی سے نہیں لیا اور اس پر ایوان میں کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ نواز شریف اسے پیش کرتے وقت نہ خود اس کے عواقب پر غور کیا اور نہ ہی مسلم لیگ اور حلیف جماعتوں سے کوئی مشورہ کیا۔ وہ عدالتی اختیارات بھی ارکان پارلیمنٹ کو منتقل کرنا چاہتے ہیں جو خود تو ایک مقررہ مدت کے لیے منتخب کیے جاتے ہیں لیکن اگر پارلیمانی عدالتی کمیشن کے ممبر بن جائیں تو تاحیات اس منصب پر فائز رہیں۔ انہیں یہ وسیع اختیار بھی ہو کہ وہ کسی بھی رکن کو تاحیات نااہل قرار دے دیں۔

چکوال مانیٹرنگ سینٹر

وزارت خارجہ کے سابق سیکرٹری جنرل اکرم ذکی نے کہا کہ امریکی امداد سے چکوال میں مانیٹرنگ سسٹم کے قیام کا مقصد پاکستان کا ایٹمی پروگرام ختم کرانا ہے۔ اس سینٹر کے ذریعے پاکستان، بھارت، چین اور ایران کے ایٹمی پروگرام مانیٹر کیے جا سکیں گے۔ ہمارے پڑوسی ممالک پر ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔ ہمیں یک و تنہا کیا جا رہا ہے۔ بے نظیر حکومت نے 1989ء میں امریکہ کو اپنا ایٹمی پروگرام روک دینے کی یقین دہانی کرائی تھی۔ بعد میں نواز شریف حکومت نے بھی اس معاہدہ کا احترام کیا۔ ایٹمی پروگرام روک دینے کے بدلے میں ہمیں ایف 16 طیاروں کے حصول میں کامیابی نہیں ہوگی۔

8 فروری کو وزارت خاجہ نے تصدیق کر دی کہ امریکی امداد سے پاکستان اور اس کے اردگرد کے ممالک میں ایٹمی دھماکوں کا پتا چلانے کے لیے زلزلہ پیمائی کا ایک بین الاقوامی سسٹم چکوال میں نصب کیا گیا ہے۔ یہ ایٹمی دھماکوں کی نگرانی کے بین الاقوامی سمجھوتے کا حصہ ہے۔ اس مرکز کو صرف پاکستانی ماہرین چلا رہے ہیں۔ کئی غیر ملکی موجود نہیں۔ وفاقی وزیر قانون نے قومی اسمبلی میں کہا کہ مرکز مکمل طور پر پاکستان کے کنٹرول میں ہے اور چین اور ایران کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

شیخ رشید کے خلاف عدالتی فیصلہ

9 فروری کو راولپنڈی میں خصوصی عدالت کے جج نے سخت حفاظتی انتظامات میں اپنی

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

نشست کے قریب قریب کھڑے کھڑے شیخ رشید کو لال حویلی کلاشنکوف کیس میں سات سال قید سخت اور دو لاکھ روپے جرمانے کا ایک سطری فیصلہ سنایا اور فوراً ہی اپنے چیمبر میں چلے گئے۔ اس فیصلے کے خلاف راولپنڈی میں لوگ احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے بار بار لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس استعمال کی۔ نواز شریف نے کہا کہ یہ عدالتی نہیں بلکہ حکومتی فیصلہ ہے۔ ظلم مٹنے کے دن آ گئے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ اس طرح کے فیصلوں سے عدلیہ کی رہی سہی ساکھ بھی ختم ہو جائے گی۔ اس سزا کے خلاف اپوزیشن نے پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر مظاہرہ کیا۔ پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کیا اور شیلنگ کی۔ خواتین سمیت متعدد مظاہرین زخمی ہوگئے۔ شیخ رشید نے کہا کہ جس وقت میرے گھر لال حویلی سے کلاشنکوف برآمد کی گئی اس وقت میں جیل میں تھا۔ بی بی سی نے کہا کہ 21 سال کے دوران کسی رکن پارلیمنٹ کو سزا سنانے کا یہ پہلا موقع ہے۔

توہین رسالت مقدمہ کا فیصلہ

9 فروری کو ایڈیشنل سیشن جج لاہور نے توہین رسالت کے مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے دو ملزموں سلامت مسیح عمر چودہ سال اور رحمت مسیح عمر چالیس سال کے خلاف توہین آمیز پمفلٹ کی تقسیم کا جرم ثابت ہونے پر دونوں کو سزائے موت اور 28 ہزار روپے جرمانے کی سزا سنا دی۔ لاہور کی عدالتی تاریخ میں یہ پہلا مقدمہ ہے جس میں توہین رسالت میں کسی کو موت کی سزا سنائی گئی ہو۔ ملزموں نے سزا سننے کے بعد کہا کہ انہیں جھوٹے مقدمے میں پھنسایا گیا ہے۔ وہ ایسی گستاخی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ چودہ سالہ بچے کو سزائے موت کا حکم دیتے وقت اقوام متحدہ کے چارٹر کا خیال نہیں رکھا گیا۔ ہم توہین رسالت کے قوانین میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ توہین رسالت کے بارے میں یہ بیان دے کر بے نظیر نے اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت فراہم کر دیا۔

13 فروری کو برطانوی وزیر خارجہ نے لندن میں پاکستان سفارت کار کو طلب کر کے توہین رسالت کے مرتکب دو عیسائی افراد کو موت کی سزا سنانے پر احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ برطانیہ پاکستان کے عدالتی عمل میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ تاہم ہماری حکومت پاکستان سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ان افراد کی زندگی بچائے۔

16 فروری کو ملزمان نے لاہور ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ 23 فروری کو لاہور ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے دونوں ملزموں کو سزائے موت منسوخ کر کے انہیں بری کر دیا۔ عدالت نے کہا کہ ہمارے فیصلہ پر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم شاباش دیں گے۔ قابل

اعتراض پمفلٹ کسی تجربہ کار آدمی کا لکھا ہوا ہے جس کا مقصد مختلف فرقوں کے درمیان منافرت پھیلانا ہے۔ ایک مخصوص گروہ اس کے لیے سرگرم عمل ہے۔

24 فروری کو ملزمان کی بریت کے خلاف ملک گیر احتجاج کیا گیا۔ احتجاجی مظاہر ہوئے، سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے، مظاہرین اور پولیس کے درمیان تصادم ہوا، مختلف مذہبی تنظیموں نے اس فیصلے کے خلاف ملک گیر مہم چلانے کا اعلان کر دیا۔

یکم مارچ کو سلامت مسیح اور رحمت مسیح اسلام آباد سے فرینکفرٹ کے لیے روانہ کر دیئے گئے۔ حکومت نے انہیں دس دس ہزار ڈالر بھی فراہم کیے تاکہ بیرون ملک جرمنی میں وہ مالی مشکلات سے دوچار نہ ہوں۔ ان کی روانگی کو خفیہ رکھا گیا۔ اعجاز الحق نے کہا کہ حکومت نے توہین رسالت کے ملزمان کو ملک سے فرار ہونے میں مدد دی ہے۔ شاتمان رسول کو پناہ دینے والے مغربی ممالک سے تعلقات توڑ لیے جائیں۔

یوسف رمزی امریکہ کے حوالے

9 فروری کو وزارت خارجہ کے ترجمان نے اخبار نویسوں کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے امریکہ میں دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ایک عراقی باشندے یوسف رمزی کو امریکہ کی درخواست پر انٹرپول کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ نیویارک میں بم دھماکوں کے کیس میں ملوث ہے۔ اسے اسلام آباد کے ایک ہوٹل سے گرفتار کر کے انٹرپول کے حوالے کر دیا گیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ رمزی یوسف کو قانون کے مطابق امریکہ کے حوالے کیا گیا ہے۔ ہمیں 1993ء میں امریکہ سے اس کی گرفتاری کا وارنٹ موصول ہوا تھا۔ وہ پاکستانی نہیں بلکہ عراقی ہے۔ اس نے جعلی شناختی کارڈ اور پاکستانی پاسپورٹ بنوایا لیکن بی بی سی نے کہا کہ رمزی یوسف کویت میں پیدا ہوا۔ اس کے والدین پاکستانی تھے۔ وہ عربی، انگریزی اور اردو روانی سے بولتا ہے۔ اور بم بنانے میں مہارت رکھتا ہے۔

بے نظیر نے پاکستانی شہری رمزی یوسف کو امریکہ کے حوالے کرنے میں جس کوتاہی کا ارتکاب کیا اس پر اپنی خفت مٹانے کے یہ داستان گڑھ لی کہ رمزی یوسف نے کراچی میں اکتوبر 1993ء میں ان پر قاتلانہ حملہ کیا تھا لیکن بم پھٹنے سے وہ خود زخمی ہو گیا۔ ایک پرائیویٹ ڈاکٹر نے زخمی رمزی یوسف کا علاج کیا اور پولیس کو اس کی اطلاع نہیں دی لیکن پولیس ذرائع نے کہا کہ بے نظیر پر قاتلانہ حملہ کی بات ہم نے پہلی بار سنی ہے۔ مبینہ حملے کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہیں کرایا گیا۔

ہارس ٹریڈنگ

13 فروری کو بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ اپوزیشن نے فی رکن اسمبلی دس لاکھ ڈالر کی پیش کش کی ہے۔ لیکن میں نواز شریف کو پیسوں کے عوض حکومت تبدیل نہیں کرنے دوں گی۔ ہارس ٹریڈنگ کے لیے میرے پاس رقم نہیں ہے۔ وفاداریاں بدلنے کے معاملہ پر قانون سازی کے لیے میں نواز شریف سے ملاقات کرنے پر تیار ہوں۔ میں ہارس ٹریڈنگ یا سودے بازی کرنے کے بجائے نئے انتخابات کو ترجیح دوں گی۔ نواز شریف نے کہا کہ اگر وزیراعظم کے پاس پیسے نہیں ہیں تو کراچی میں کروڑوں روپے کی اراضی، فرانس میں تین بڑے بڑے محلات، قیمتی کاریں اور گھوڑے کہاں سے خریدے۔ وہ ہارس ٹریڈنگ کی بدترین مثال قائم کر رہی ہیں۔ اس کے لیے مہران بینک کا پیسہ کافی ہے۔ محترمہ نے بھٹو کی پھانسی میں شریک لوگوں سے سودے بازی کر کے اقتدار حاصل کیا ہے۔

سپیکر کا احتجاج

14 فروری کو قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی نے ایک مرتبہ پھر کہا کہ میری واضح رولنگ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسیر ارکان اسمبلی کو ایوان میں نہیں لایا جا رہا ہے۔ حکومت میرے آئینی اختیارات کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔ کل حکومتی ارکان بھی ایسی ہی صورتحال سے دوچار ہوں گے۔ میں پیپلزپارٹی کا نہیں قومی اسمبلی کا سپیکر ہوں۔

قاضی حسین احمد کا افطار ڈنر

15 فروری کو قاضی حسین احمد نے اسلام آباد میں افطار ڈنر دیا جس میں چوٹی کے رہنماؤں میاں نواز شریف، سپیکر یوسف گیلانی، چیئرمین سینٹ وسیم سجاد، ڈپٹی سپیکر ظفر علی شاہ، ڈپٹی چیئرمین سینٹ میر عبدالجبار، غلام مصطفیٰ جتوئی، میر بلخ شیر مزاری، وفاقی وزراء این ڈی خاں، خورشید شاہ، مخدوم شہاب، رضا ربانی، شاہ محمود قریشی، مولانا فضل الرحمٰن، محمود خان اچکزئی، اسفند یار ولی، گوہر ایوب، ملک قاسم، راجہ ظفر الحق، ممبران پارلیمنٹ اور غیر ملکی سفیروں نے شرکت کی۔ اس موقع پر اخبار نویسوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ وسیع تر اتحاد کے بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ نواز شریف 106 ارکان لے آئیں تو ہمارے تین ارکان عدم اعتماد کی تحریک کی حمایت کریں گے۔ 1993ء میں انتخابات میں شکست کے باوجود بدلتے ہوئے سیاسی حالات میں جماعت اسلامی کو خصوصی حیثیت حاصل ہو گئی۔ مسلم لیگ کی خواہش تھی کہ حکومت مخالف تحریک میں اسے جماعت اسلامی کا تعاون حاصل ہو جبکہ

حکمران اس سے خائف تھے۔

سینیٹر خورشید کا خط

16 فروری کو جماعت اسلامی کے سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے چیئرمین سینٹ کے نام اپنے خط میں لکھا کہ سینٹ اور قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیاں سال میں صرف چند روز کے لیے ملتی ہیں۔ اس کے باوجود ایک آرڈیننس کے ذریعے ان کمیٹیوں کے تمام چیئرمینوں کی تنخواہوں اور سہولتوں میں اضافہ، اسلام میں رہائش اور نئی گاڑیوں کی فراہمی کا کوئی اخلاقی یا سیاسی جواز نہیں۔ قومی خزانہ پر غیر ضروری بوجھ ہے۔ پروفیسر خورشید نے خود سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے ان تمام سہولتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

گرفتاریوں کے خلاف احتجاج

17 فروری کو مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں نے حکومت کی انتقامی کارروائیوں اور گرفتاریوں کے خلاف پورے ملک میں احتجاج کیا۔ متعدد مقامات پر پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے ان پر لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس استعمال کی۔ راولپنڈی میں لال حویلی کے سامنے ایک بڑے احتجاجی جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکومت کے خاتمے اور شیخ رشید کی رہائی کے لیے جلد ہی قوم کو آواز دوں گا۔ محب وطن سیاسی قوتوں میں حکومت کے خلاف اتفاق رائے پیدا ہو رہا ہے۔ اعجاز الحق نے جلسہ عام میں کلاشنکوف لہراتے ہوئے کہا کہ گر اس جرم میں شیخ رشید کو سزا دی گئی ہے تو حکومت آئے اور مجھے بھی گرفتار کرے۔ وفاقی وزیر شعبان میرانی نے کہا کہ عدلیہ کے فیصلے کے خلاف احتجاج ملک و قوم کے لیے نقصان دہ ہے۔

اعجاز الحق کی گرفتاری اور رہائی

18 فروری کو اعجاز الحق کو جلسہ عام میں کلاشنکوف لہرانے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ تھانہ میں سماعت کے بعد مجسٹریٹ نے اعجاز الحق کا تین روز کا ریمانڈ دے دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم اعجاز الحق کی گرفتاری پر خاموش نہیں بیٹھیں گے۔ گوہر ایوب نے کہا کہ ضیاء الحق مرحوم کے گھر پر چھاپہ مار کر سابق صدر اور فوج کی توہین کی گئی ہے۔ گرفتاری سے قبل اعجاز الحق نے وضاحت کی تھی کہ جلسہ عام میں انہوں نے پلاسٹک کی کلاشنکوف لہرائی تھی۔

21 فروری کو اعجاز الحق کو پچاس، پچاس ہزار روپے کے دو مچلکے داخل کرنے پر رہا کر دیا

گیا۔ مطلوبہ کلاشنکوف مع لائسنس عدالت میں پیش کر دی گئی۔ اعجاز الحق بڑے جلوس کے ساتھ گھر پہنچے۔ انہوں نے کہا کہ بے نظیر نے ملک کو پولیس سٹیٹ بنا دیا ہے۔ دہشت گرد ہم نہیں بھٹو خاندان ہے۔ عدالتیں تھانوں میں لگ رہی ہیں۔

چودھری شجاعت کی رہائی

21 فروری کو چودھری شجاعت لاہور ہائی کورٹ کے حکم پر چار کروڑ روپے کی عبوری ضمانت پر رہا کر دیئے گئے۔ جیل سے باہر مسلم لیگی کارکنوں نے ان پر پھول نچھاور کیے۔ انہیں ایک جلوس کی شکل میں ان کے گھر لایا گیا۔ 22 فروری کو چودھری شجاعت نے سینٹ کے اجلاس میں شرکت کی۔ چیئرمین سینٹ کے حکم پر ایم کیو ایم اسیر ارکان سینٹ اشتیاق اظہر، نسرین جلیل اور آفتاب شیخ کو بھی ایوان میں پیش کر دیا گیا۔ البتہ مسلم لیگ کے سینیٹر سعید قادر کو ایوان میں نہیں لایا گیا۔

28 فروری کو سپیشل جج کراچی نے سعید قادر کی درخواست ضمانت مسترد کر دی۔ نواز شریف نے کہا کہ سعید قادر کو جیل میں رکھنا انتقامی کارروائی ہے۔ جھوٹے مقدمات ہمارے حوصلے پست نہیں کر سکتے۔ تحریک عدم اعتماد مناسب وقت پر پیش کی جائے گی۔ وفاقی وزیر شیر افگن نے کہا کہ نواز شریف کے ساتھی خود ان کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔

یونس حبیب کو سزا

28 فروری کو سپیشل بنکنگ کورٹ نے مہران بینک کے سابق سربراہ یونس حبیب کو ایک ارب دس کروڑ روپے کی مالیت کے امریکی بیرر سرٹیفکیٹ خورد برد کرنے کے مقدمہ میں سترہ سال قید اور دو ارب بیس کروڑ روپے جرمانہ کی سزا سنا دی۔ یونس حبیب نے جنہیں 24 مارچ 1994ء کو گرفتار کیا گیا تھا کہا کہ میرے خلاف کھیل کھیلا گیا ہے۔ میں ہائی کورٹ میں اپیل دائر کروں گا۔

ایٹمی پروگرام پر خفیہ مذاکرات

28 فروری کو قاضی حسین احمد اور پروفیسر خورشید احمد نے مطالبہ کیا کہ بھارت کی ریاست گوا میں اسلام آباد اور دہلی کے مندوبین کے درمیان ایٹمی بندش پر جو خفیہ مذاکرات ہوئے ہیں ان کے بارے میں حکومت قوم کو اعتماد میں لے۔ ایٹمی پروگرام ہمارے تحفظ کی ضمانت ہے۔ خفیہ مذاکرات سے پوری قوم کو تشویش ہے۔ وزیر خارجہ سردار آصف نے کہا کہ

ریاست گوا میں پاکستان کے بعض افراد نے ایٹمی بندش کے مذاکرات میں شرکت کی ہے لیکن حکومت پاکستان اس سے بالکل لاتعلق ہے۔ دفتر خارجہ نے وضاحت کی گوا مذاکرات ایٹمی اسلحہ پر تجدید کے لیے غیر سرکاری کوششوں کا حصہ تھے۔ غیر سرکاری سطح پر بھی ایٹمی اسلحہ پر بندش کے مذاکرات حکومت کی تائید، تعاون اور آشیرباد کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتے تھے۔ لیکن ایسے اہم مسئلہ پر بھی حکومت نے پارلیمنٹ اور قوم کو اعتماد میں نہیں لیا۔

بلدیاتی انتخابات

19 فروری کو لاہور ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے پنجاب میں تین ماہ کے اندر بلدیاتی انتخابات کرانے کا حکم دے دیا۔ بلدیاتی ادارے اگست 1993ء کو توڑ دیئے گئے تھے۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا کہ اگر تین ماہ کے اندر انتخابات نہ کرائے گئے تو سابق بلدیاتی ادارے خود بخود بحال ہو جائیں گے۔

لیکن 20 جون کو سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف حکم امتناعی جاری کر دیا۔

بدامنی کے واقعات

10 فروری کو میاں چنوں میں موٹر سائیکل سواروں نے نماز تراویح پڑھ کر مسجد سے نکلنے والے نمازیوں پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس سے دو حقیقی بھائیوں سمیت پانچ افراد جاں بحق ہو گئے۔

23 فروری کو پنجاب پولیس نے فرقہ واریت کے خلاف گرینڈ آپریشن میں سپاہ صحابہ، سپاہ محمد اور تحریک جعفریہ کے درجنوں افراد کو گرفتار کر لیا۔ سپاہ صحابہ کے مرکزی دفتر پر چھاپہ کے دوران وہاں موجود محافظوں نے پولیس پر فائرنگ شروع کر دی۔ پولیس نے جوابی فائرنگ کی۔ اس دوران مولانا اعظم طارق وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ صدر لغاری نے کہا کہ فرقہ واریت میں ملوث ملزمان کو معاف نہیں کیا جائے گا۔

سپاہ صحابہ پاکستان کے رہنما اور قومی اسمبلی کے رکن مولانا اعظم طارق نے 23 فروری سے طویل روپوشی کے بعد پشاور میں سرحد پولیس حکام کے سامنے اپنی گرفتاری پیش کر دی۔ اور کہا کہ وہ عدالتوں کے سامنے مقدمات کا سامنا کریں گے۔

26 فروری کو پولیس اہلکار ملزموں کو عدالت میں پیش کرنے کے بعد اڈیالہ جیل واپس لے جا رہے تھے کہ بارہ خطرناک ملزم پولیس گاڑی اور پولیس رائفل سمیت فرار ہو گئے۔

مذاکرات کا آغاز

4 فروری کو کراچی میں حکومت سندھ اور ایم کیو ایم کے درمیان مذاکرات پھر شروع ہو گئے جو نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئے۔ لیکن سرکاری ذرائع نے کہا کہ مذاکرات میں کوئی ڈیڈلاک پیدا نہیں ہوا ہے۔ لیکن ایم کیو ایم نے کہا کہ سروں کی قیمت اور جعلی مقدمات کی واپسی کے بغیر کوئی مذاکرات نہیں ہو سکتے۔ ہم پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ ہم سپریم کورٹ سے اپنی آئینی درخواست واپس لے لیں۔ بعد میں وزیراعظم بے نظیر نے خود بھی کہا کہ سروں کی قیمت کا اعلان اسی وقت واپس لیا جا سکتا ہے جب ایم کیو ایم اپنی آئینی درخواست واپس لے لے۔

قتل و غارت میں شدت

رمضان اور فروری کے پہلے ہفتے میں کراچی میں فائرنگ سے ایک سب انسپکٹر، حقیقی کے ایک رکن اور ایک خاتون سمت 69 افراد جاں بحق اور 58 زخمی ہو گئے۔ ایک کلینک پر فائرنگ سے نو سالہ بچی چل بسی۔ دو گاڑیاں، دو مکانات اور ایک ڈاکخانہ کو جلا دیا گیا۔ گلشن اقبال میں جامعہ احیاء العلوم کے طلباء پر کار سواروں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے دو طالب علموں کو ہلاک اور چار کو زخمی کر دیا۔ سپاہ صحابہ کے ایک کارکن کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ نارتھ کراچی میں نماز تراویح کے دوران مسجد میں نمازیوں پر فائرنگ کی گئی۔ لیاقت آباد میں حرکت الانصار کے امدادی کیمپ پر کار میں سوار پانچ حملہ آوروں نے فائرنگ کی۔ مسجد اور کیمپ پر فائرنگ سے 24 افراد جاں بحق ہو گئے۔ کیمپ کے منتظمین نے کہا کہ امدادی کیمپ پر فائرنگ بھارتی ایجنٹوں نے کی ہے۔

وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ کراچی کی خونریزی میں غیرملکی ہاتھ ہے۔ اس طرح کے واقعات ہمیں کشمیریوں کی اخلاقی، سیاسی اور سفارتی حمایت سے باز نہیں رکھ سکتے۔ نصیربابر نے کہا کہ امدادی کیمپ پر فائرنگ کرنے والے غیرملکی ایجنٹ ہو سکتے ہیں مسجد پر فائرنگ کا واقعہ فرقہ وارانہ نوعیت کا ہے۔ ان واقعات میں ملوث دہشت گردوں کو پکڑا جا چکا ہے لیکن فی الوقت ان کی تفصیلات بتانا ملکی مفاد میں نہیں۔

6 فروری کو وزیراعظم ہاؤس اسلام آباد میں ایک اہم اجلاس ہوا جس میں صدر لغاری، وزیراعظم بے نظیر اور آرمی چیف جنرل عبدالوحید نے شرکت کی۔ تینوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ کراچی کے واقعات میں غیرملکی ہاتھ ہے۔ ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں بے نظیر نے عبداللہ شاہ کو دہشت گردی کو کچلنے کے لیے سخت اقدامات کرنے کی ہدایت کی۔ 7 فروری کو سندھ کابینہ کے اجلاس میں کہا گیا کہ بھارت کراچی میں دہشت گردی کرا رہا ہے اس کے تربیت یافتہ ایجنٹ

لسانی اور فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے کے لیے بے گناہوں کو قتل کر رہے ہیں۔ ہمیں اس کے ٹھوس ثبوت مل گئے ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ یہ واقعات حکومت کی بے بسی کا ثبوت ہیں۔ حکومت غیرملکی ہاتھ ظاہر کرے۔ ایم کیو ایم کی نمائندہ حیثیت تسلیم کی جائے۔ کراچی کو دانستہ طور پر تباہی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ مسلم لیگ کراچی کے معاملات کو حل کر سکتی ہے۔ قاضی حسین احمد نے مطالبہ کیا کہ بیرونی ہاتھ کو بے نقاب کر کے عبرت ناک سزا دی جائے۔ محض بیانات دے کر حکومت قوم کو بے وقوف نہ بنائے۔ الطاف حسین نے کہا کہ ایم کیو ایم کو کچلنے کا عمل جاری ہے۔ ہم پر الزام لگانے والے خود بھارت کے ایجنٹ ہیں۔

حکومتی اعلانات اور یقین دہانیوں کے باوجود رمضان کے دوسرے عشرے میں بھی پولیس کے چار اہلکاروں اور ایک خاتون سمیت 89 افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں بھی کراچی میں 45 افراد جاں بحق اور درجنوں زخمی ہوگئے۔ 22 رمضان اور فروری کی 23 تاریخ کو الکرم سکوائر کی مسجد بیت الکرم میں نماز عصر سے قبل مسلح افراد نے مسجد کے اندر داخل ہو کر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے دو نوجوان شہید اور چار زخمی ہوگئے۔ مسجد کا فرش اور صفیں خون میں رنگ گئیں۔ اسی روز گلبہار میں ایک عورت کو گولی لگی جب وہ اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ 24 فروری کو کار میں سوار دہشت گردوں نے سوسائٹی کے علاقے میں المرتضیٰ مسجد پر نماز فجر کے وقت اچانک حملہ کر کے سولہ افراد کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے گولیوں سے بھون ڈالا۔ الٰہی بخش کالونی کی مسجد میں چار مسلح افراد نے فائرنگ کر کے موذن سمیت چھ افراد کو ہلاک کر دیا۔ شہداء کے لواحقین دھاڑیں مار کر روتے رہے۔ بعض خواتین شدت غم سے بے ہوش ہوگئیں۔ اثنا عشری جماعت کے صدر حمید علی بھوجانی اور ان کے بھائی انور عباس محفل مرتضیٰ میں اپنے ایک عزیز کی میت کو غسل دے رہے تھے کہ دہشت گردوں نے انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ سید آل حسن بلگرامی جو ان کی مدد کر رہے تھے وہ بھی نقاب پوشوں کی فائرنگ کا نشانہ بن گئے۔ تیموریہ میں ایم کیو ایم کے تین کارکنوں اور ایک سولہ سالہ لڑکے کو گولی مار دی گئی۔

26 فروری کو جی ایچ کیو میں ایک اجلاس میں داخلی سلامتی اور کراچی کے واقعات اور فرقہ وارانہ کشیدگی پر غور کیا گیا۔ وزیراعظم کو تین گھنٹے تک بریفنگ دی گئی۔

وزیراعظم بے نظیر نے مساجد اور امام بارگاہوں پر حملوں میں ملوث دہشت گردوں کی گرفتاری کی ہدایت دی اور کہا کہ دہشت گردی ملک کی سلامتی کے لیے خطرہ ہے۔ عوام خود بھی دہشت گردوں کا مقابلہ کریں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ پراسرار دہشت گردی کراچی کا اصل مسئلہ ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ ایم کیو ایم سے نکالے ہوئے لوگ دہشت گردی کر رہے ہیں۔ مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث افراد کو تحریک میں نہیں رکھا جائے گا۔ قاضی حسین احمد نے کہا

کہ مساجد اور امام بارگاہوں پر فائرنگ مذہبی طبقوں کو بدنام کرنے کی سازش ہے۔ سپاہ صحابہ کے طارق محمود مدنی نے کہا کہ ایک منظم سازش کے ذریعے شیعہ سنی فساد کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ علامہ حسن ترابی نے کہا کہ مساجد پر حملوں میں شیعہ سنی نہیں بلکہ کوئی تیسرا گروہ ملوث ہے۔

صدر لغاری نے کہا کہ کراچی کے واقعات میں جرائم پیشہ گروہ بھی ملوث ہے۔ کراچی کے مسئلہ کے حل کے لیے میں اپنا آئینی کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ بے نظیر نے کہا کہ حکومت فرقہ واریت کو ختم کرکے دم لے گی۔

نوائے وقت کے دفتر پر حملہ

25 فروری کو کراچی میں مسلح افراد نے روزنامہ نوائے وقت اور دی نیشن کے دفاتر پر ہلہ بول دیا۔ عملہ کو دو کمروں میں محبوس کر دیا۔ پرنٹنگ پریس، فرنیچر اور چالیس سے زائد گاڑیوں کو آگ لگا دی۔ ریزیڈنٹ ایڈیٹر سینیٹر علوی سمیت بعض صحافیوں نے دیواریں کود کر پڑوس میں پناہ لی۔ دو گھنٹے تک توڑ پھوڑ جاری رہی۔ مسلح افراد نے دفاتر کی چھت سے پولیس موبائلوں پر فائرنگ کی۔ اخبار کا دفتر جل رہا تھا لیکن قانون کے محافظ غائب تھے۔ ایک پولیس اہلکار نے صحافی سے کہا کہ ہم اپنی جانیں بچائیں یا انہیں روکیں۔ اخبارات کے دفاتر پر حملے کے خلاف پورے ملک میں احتجاج کیا گیا۔

بھتوں کی لعنت

ایک رپورٹ میں کہا گیا کہ کراچی میں ہر روز لاکھوں روپے جبری بھتے اور چندے کی صورت میں وصول کیے جاتے ہیں۔ دکاندار کہتے ہیں کہ بھتہ نہ دیں تو ڈکیتی ہو جاتی ہے اور تشدد کیا جاتا ہے۔ ٹرانسپورٹروں کا کہنا ہے کہ بھتہ نہ دیں تو بسوں پر پتھراؤ ہوتا ہے یا نذر آتش کر دیا جاتا ہے۔ گاڑیوں کو جلانے کی وارداتیں عام ہیں۔ لیکن شدید ہنگاموں کے دنوں میں بھی کاروں کے شو روم کے اندر باہر کھڑی گاڑیوں کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ بھتہ ان کی حفاظت کا ضامن ہے۔ انتظامیہ اور پولیس بھتہ کے دھندے میں خاموش رہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ خود بھی اس میں ملوث ہو۔ لیکن کراچی کے حکام نے کہا کہ جبری چندہ وصول کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے بعض نوجوانوں کو رنگے ہاتھوں پکڑا بھی جا چکا ہے۔

بی بی سی نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ ایم کیو ایم کے جنگجو پناہ کی تلاش میں فرقہ پرست گروہوں میں شامل ہو گئے ہیں۔ فرقہ وارانہ کشیدگی محض ایک بہانہ ہے۔ اسلحہ کے بل پر کراچی میں دہشت گرد دندناتے پھر رہے ہیں۔ بڑی تعداد میں خودکار اسلحہ ان کے ہاتھ آگیا ہے۔ کراچی

ایک شہر نہیں رہا بلکہ علاقوں میں بٹ گیا ہے۔ مسلح تنظیمیں ان علاقوں کو کنٹرول کرتی ہیں۔ پولیس بے بس ہے، لوگوں نے یہ سوچنا بھی چھوڑ دیا ہے کہ کون مارا گیا۔ واشنگٹن میں امریکہ کی انسانی حقوق کی سالانہ رپورٹ میں کہا گیا کہ سندھ میں بے امنی ختم کرنے کی کوشش میں پولیس مقابلوں کے نام پر لوگ ہلاک کیے گئے۔ نصیر بابر نے کہا کہ فرقہ پرست تنظیموں پر پابندی لگائی جا سکتی ہے۔

کراچی کے حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ دہشت گردوں کا نیٹ ورک پولیس اور انتظامیہ سے کہیں زیادہ طاقتور اور منظم ہے۔ انتظامی ڈھانچہ روبہ زوال ہے۔ سماج دشمن عناصر کی نگرانی، سراغ رسانی کا نظام اور نتیجہ خیز تفتیش کی مشینری برقرار نہیں۔ پولیس کے پاس ہسٹری شیٹرز کے بارے میں اطلاعات کا اندراج نہیں۔ ان کے فنگر پرنٹ رکھنے کا بھی کوئی بندوبست نہیں۔ بعض اوقات دباؤ میں آ کر مجرموں کا ریکارڈ بھی تبدیل یا تباہ کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے مجرموں تک رسائی ممکن نہیں رہی۔ اس کے برعکس دہشت گرد تنظیمیں اپنے مسلح افراد کو معقول مشاہرے، خصوصی معاوضے اور تحفظ فراہم کرتی ہیں۔ گرفتاری یا ہلاک ہو جانے کی صورت میں ان کے افراد خاندان کی مالی مدد کی جاتی ہے۔

سرکاری ذرائع نے بتایا کہ آپریشن کلین اپ کے دوران 150 سرکاری اہلکار جاں بحق ہو گئے، 450 ڈاکو مارے گئے، 1800 افراد کو گرفتار کیا گیا۔ یہ آپریشن نواز شریف کے دور حکومت میں سندھ کے دیہی علاقوں میں مئی 1992ء میں شروع کیا گیا۔ جون 1992ء میں اسے شہری علاقوں تک وسیع کر دیا گیا۔ آپریشن پر ایک ارب 60 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ رمضان کے مہینے میں دہشت گردی سے 223 افراد ہلاک ہوئے۔

الطاف حسین نے کہا کہ کراچی میں مختلف ایجنسیوں میں کام کرنے والے ہزاروں اہلکاروں پر حکومت 80 کروڑ روپے سالانہ خرچ کر رہی ہے لیکن وہ کسی ایک دہشت گرد کو بھی گرفتار نہیں کر سکے۔ مہاجروں کے قتل عام کے منصوبے پر عمل کیا جا رہا ہے۔ ایم کیو ایم کے کارکن اور ہمدرد کشمیریوں اور بوسنیا کے مسلمانوں کی طرح مظلوم ہیں۔ ہم کراچی کو گریٹر پنجاب کی سیٹلائیٹ ریاست نہیں بننے دیں گے۔

مذاکرات کی دعوت

2 مارچ کو بے نظیر بھٹو نے نواز شریف کے نام اپنے خط میں اُنہیں مذاکرات کی دعوت دے دی تاکہ نازک حالات میں حکومت کے ساتھ تعاون کر کے متحد ہو کر آگے بڑھا جا سکے۔ نواز شریف نے اپنے جوابی خط میں اسے دورہ امریکہ سے قبل ایک سیاسی چال قرار دیتے ہوئے حکومت سے تعاون کی پیش کش مسترد کر دی۔ حکومت احتساب کے نام پر زیادتیاں کر رہی ہے۔

عدالتیں حکمرانوں کے رحم و کرم پر ہیں- بے نظیر خود فیصلہ کر لیں کہ اُنہیں ملک کی سلامتی مطلوب ہے یا اقتدار-

اتفاق فیملی کا اشتہار

3 مارچ کو ملک کے روزناموں میں ارکان اتفاق فیملی کی جانب سے ایک بڑا اشتہار شائع کرایا گیا جس میں واضح کیا گیا کہ کس طرح وہ ریاستی جبر کا شکار اور انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بن رہے ہیں- ہمارا مرنا اور جینا تو پاکستان کے لیے ہے جبکہ وہ نقصان پہنچا کر واپس چلے جائیں گے- اشتہار کی نقل شامل ہے-

امریکی سفارت کاروں کی ہلاکت

بدھ 8 مارچ کو شارع فیصل پر نرسری کے نزدیک صبح 8 بج کر گیارہ منٹ پر امریکی قونصل خانہ کی وین پر جو عملے کو لے کر جا رہی تھی نامعلوم مسلح افراد نے گھیرے میں لے کر خودکار ہتھیاروں سے اندھا دھند فائرنگ کر کے قونصل خانہ کے دو امریکی سفارت کاروں کو ہلاک اور ایک کو شدید زخمی کر دیا- اُس وقت سگنل پر ٹریفک پولیس کا کوئی اہلکار موجود نہیں تھا- وہاں موجود لوگوں نے کہا کہ ہم نے فائرنگ کی آواز سنی لیکن حملہ آوروں کو نہیں دیکھا- ڈرائیور نے جو معجزانہ طور پر بچ گیا، اپنے ہوش و حواس برقرار رکھے اور تباہ شدہ گاڑی کو چلا کر ہلاک شدگان اور زخمی کو آغا خاں ہسپتال پہنچا دیا- امریکی سفارت خانے نے پوسٹ مارٹم کی اجازت نہیں دی-

حکومت پاکستان نے قاتلوں کی گرفتاری کے لیے خصوصی ٹیمیں تشکیل دے دیں- کراچی کی ناکہ بندی کر دی گئی- ایئرپورٹ کو سخت نگرانی میں لے لیا گیا- بے نظیر کو سنگاپور میں اس واقعہ کی اطلاع دے دی گئی- صدر لغاری نے کہا کہ قاتلوں کی گرفتاری کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے گی- بے نظیر نے امریکی صدر کے نام اپنے خط میں کہا کہ یہ منظم دہشت گردی ہے، مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا- سرکاری ذرائع نے کہا کہ میرٹھ کیمپ میں تربیت حاصل کرنے کے بعد بھارتی تخریب کاروں کا ایک گروہ کراچی پہنچ گیا ہے- امریکی وزیر خارجہ وارن کرسٹوفر نے اپنے گہرے غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجرموں کو ہر صورت میں انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے-

9 مارچ کو امریکی حکومت نے قاتلوں کی گرفتاری کے لیے بیس لاکھ ڈالر انعام کا اعلان کر دیا- امریکہ کی چھ رکنی سکیورٹی ٹیم کراچی پہنچ گئی- 10 مارچ کو قتل کی تحقیقات کے لیے امریکی

ہمارا جینا مرنا پاکستان کیلئے ہے
وہ تو نقصان پہنچا کر واپس چلے جائیں گے

اتفاق کی صنعتی تباہی، قومی خسارہ، بے روزگاری میں اضافہ

بے نظیر کے انتقام کی آگ میں پاکستان جل رہا ہے

جون ۱۹۹۴ء میں اتفاق فونڈری کو بند کرادیا گیا۔

- قومی خزانہ کو [illegible] کروڑ روپے کا نقصان ہوا۔ لوگوں کا روزگار متاثر ہوا۔
- دس ہزار افراد کی ملازمت گئی۔ [illegible]
- قومی پیداوار میں ۳ سو کروڑ کا خسارہ ہوا
- اتفاق کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پاکستان میں کسی اور صنعتی گروپ پر ابھی تک ۶۵ مقدمات قائم نہیں ہوئے جو اس وقت اتفاق گروپ کے خلاف زیر سماعت ہیں۔
- **ان مقدمات کی حقیقت یہ ہے کہ** ان میں [illegible] اتفاق کے صنعتی یونٹ کوڑیوں کے بھاؤ نیلام کر کے قائد حزب اختلاف کے خاندان سے انتقام لیا جائے اور اپنی صنعتی پالیسی کے مطابق صنعتوں کو تباہ کر دیا جائے۔

صنعتی تباہی کی یہ کوششیں

لاکھوں مزید افراد کے معاشی قتل کی راہ ہموار کریں گی

[illegible]

اتفاق سیاسی انتقام کا نشانہ صرف اس لیے ہے کہ اس کے شراکت داروں میں قائد حزب اختلاف

مُحمّد نواز شریف

اور ان کے اہل خانہ بھی شامل ہیں۔

انتقام کا دائرہ صرف صنعتی اداروں تک محدود نہیں ہے

- ۷۴ سالہ بزرگ [illegible] میاں محمد شریف کی گرفتاری [illegible]
- عباس شریف اور حمزہ شہباز کی گرفتاری [illegible]
- [illegible] دو سال کی نواسی مہرالنساء مقدمات اور گرفتاری کی منتظر ہے [illegible]
- اتفاق گروپ کے جنرل منیجر خواجہ ہارون پاشا اور محمد اکرم [illegible] پرسنل سٹاف کے ارکان [illegible] پرسنل سیکرٹری خیام قیصر [illegible]

یہ احتساب ہے کہ انتقام، مقدمات ہیں کہ ریاستی جبر

فیصلہ پاکستان کے عوام کریں

منجانب : ارکان اتفاق فیملی

ماہرین کی 30 رکنی ٹیم بھی کراچی آ گئی- ١١ مارچ کو دو امریکیوں کی میتیں اور ایک زخمی اہلکار کو شام کے وقت ایک مختصر سی دعائیہ تقریب کے بعد امریکی ایئرفورس کے طیارے کے ذریعے امریکہ روانہ کر دیا گیا- 16 مارچ کو نصیربابر نے کہا کہ سفارت کاروں کا قتل امریکی قونصل خانہ کی غلطی سے ہوا- اُس نے سکیورٹی کا مناسب بندوبست نہیں کیا- ہمیں بتایا جاتا تو ہم حفاظتی دستہ فراہم کر دیتے- قاتل گرفتار ہوگئے تو اُن پر پاکستان ہی میں مقدمہ چلایا جائے گا-

جنرل وحید سے ملاقات

8 مارچ کو نواز شریف نے جی- ایچ- کیو راولپنڈی میں فوج کے سربراہ جنرل وحید سے ملاقات کی جو ڈھائی گھنٹے جاری رہی- اقتدار سے علیحدگی کے بعد یہ جنرل وحید سے اُن کی پہلی ملاقات تھی- نواز شریف نے کہا کہ حالات اس درجہ خراب ہوگئے ہیں کہ صدر اور وزیراعظم دونوں کو فارغ کیا جائے- جنرل وحید نے اُنہیں مشورہ دیا کہ ملک کی خاطر حکومت اور اپوزیشن اپنے اختلافات بالائے طاق رکھ دیں-

جس طرح جولائی 1993ء میں جنرل وحید نے اپنی شٹل ڈپلومیسی کے ذریعے اس وقت کے صدر غلام اسحٰق اور وزیراعظم نواز شریف دونوں کو اُن کے عہدوں سے فارغ کرا دیا تھا- نواز شریف کی بھی خواہش ہے کہ اُسی جیسے کردار کا اعادہ کر کے صدر لغاری اور وزیراعظم کو فارغ کرا دیں، لیکن اس وقت حالات بالکل مختلف ہیں اور نواز شریف کی یہ خواہش پورے ہونے کا بظاہر کوئی امکان نہیں-

واجبات کی وصول یابی

9 مارچ کو نیشنل بنک، حبیب بنک اور یونائیٹڈ بنک نے لاہور ہائی کورٹ میں ایک درخواست دائر کر دی جس میں کہا گیا کہ اتفاق گروپ کے ایک یونٹ رمضان شوگر ملز نے تینوں بنکوں سے مجموعی طور پر 25 کروڑ 80 لاکھ روپے کے قرضے حاصل کئے جو ادا نہیں کئے گئے- بنکوں نے واجبات کی ادائیگی کے لیے شوگر ملز کو نیلام کرنے اور نواز شریف سمیت اس کے تمام ڈائریکٹران کو ادائیگی کا پابند بنانے کی درخواست کی-

نصیربابر نے کہا کہ اپوزیشن کو اپنی بدعنوانیوں کی وجہ سے جیل جانا پڑے گا- وہ اپنے ماضی کے کردار کے باعث دوبارہ اقتدار میں نہیں آ سکتی- نواز شریف نے کہا کہ منتخب ارکان کو جیلوں میں ڈالنے والے اقتدار میں نہیں رہیں گے- حکمران ڈرگ مافیا کی سپورٹ کر رہے ہیں- بے نظیر کو پاکستان سے کوئی دلچسپی نہیں- غریب گھی کے لیے لائنوں میں لگے ہوئے ہیں اور وہ

سنگاپور میں خریداری کر رہی ہیں۔

بے نظیر کا دورۂ امریکہ

17 مارچ کو مسلم لیگی ذرائع نے انکشاف کیا کہ بے نظیر نے اپنے دورہ امریکہ کی تشہیر کے لیے ایک امریکی فرم کو دس لاکھ ڈالر کا ٹھیکہ دیا ہے۔ یہ ملک کے وزیراعظم کا نہیں بلکہ پیپلز پارٹی کی سربراہ کا دورہ ہے۔ حکومت کی ناقص خارجہ پالیسی نے ہمارے دوستوں کو دشمن بنا دیا۔ بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن نے میرے دورہ امریکہ کے دوران ہنگامے کرانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس مقصد کے لیے کرنسی نیویارک اور واشنگٹن بھیجی جا رہی ہے۔

21 مارچ کو بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ پاکستان بنیاد پرستی کے خلاف لڑنے والا ملک ہے۔ میری حکومت کو دہشت گردوں اور اسلامی شدت پسندوں سے تشویش لاحق ہے۔ انتہا پسندوں کی سرکوبی کے لیے مغربی ممالک ہماری مدد کریں۔

21 مارچ کو جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنی قرار داد میں کہا کہ بے نظیر اسلام کے خلاف امریکی حکومت کی کارروائیوں میں ایک مہرہ بننا چاہتی ہیں۔ اُنہوں نے امریکی اور مغربی ممالک کو پاکستان کے معاملات میں مداخلت کی کھلی دعوت دے کر سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ بے نظیر اسلامی شدت پسندی کا نام لے کر امریکہ کی حمایت حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ شاہ احمد نورانی نے کہا کہ حکومت غیر ملکی ایجنٹ ہے۔ مرزا اسلم بیگ نے کہا کہ بنیاد پرستی کے خلاف امریکہ سے امداد طلب کرنا ایک تباہ کن سوچ ہے۔

صدر لغاری سے ملاقات

25 مارچ کو نوابزادہ نصراللہ خاں نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے اہم ملکی اُمور پر تفصیل سے بات چیت کی۔ نوابزادہ نے صدر سے کہا کہ وہ حکومت کو اپنے سیاسی مخالفین کو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنانے اور سیاسی ماحول کو کشیدہ کرنے سے روکیں۔

26 مارچ کو امریکہ کی خاتون اول ہیلری کلنٹن نے اسلام آباد میں بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی۔ اُنہوں نے منشیات، دہشت گردی اور تشدد کے خلاف حکومت پاکستان کے اقدامات کی تعریف کی۔

25 مارچ کو ایسٹرن اکنامک ریویو نے رپورٹ میں کہا کہ اقتصادی مشکلات پر قابو پانے کے لیے بے نظیر حکومت کے تمام دعوے باطل ثابت ہوگئے۔ گرانی نے سابقہ 25 سال کے ریکارڈ توڑ دیئے۔ زبردست مہنگائی لوگوں کے لیے ناقابل برداشت بن گئی ہے۔ فروری میں حکومت

صرف تین ارب روپے کے ٹیکس جمع کر سکی جو کہ اُس کے ہدف کے نصف ہیں۔

دفتر پر چھاپہ

25 مارچ کو ایک خفیہ ایجنسی نے اسلام آباد میں واقع جماعت اسلامی آزاد کشمیر کے دفتر پر چھاپہ مار کر ایک رہنماء خالد محمود کو اپنی تحویل میں لے لیا اور دفتر کی اہم فائلیں بھی اپنے قبضہ میں لے لیں۔ اُسی دن ایف۔ آئی۔ اے کے اہلکاروں نے جماعت اسلامی تحصیل مری کے امیر حاجی بنی عباس کے ہوٹل "الجیب" پر رات گئے چھاپہ مار کر اُن کے دو عزیزوں کو حراست میں لے لیا۔ ہوٹل کا ریکارڈ بھی اپنے قبضے میں لے لیا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ حکومت کے ان اقدامات نے اُس کے عزائم کو بے نقاب کر دیا۔ نوابزادہ نصراللہ خاں اور مسلم لیگی رہنماؤں نے بھی اُس کی مذمت کی۔

کرنل قذافی کا انٹرویو

26 مارچ کو طرابلس میں پاکستانی صحافیوں کو انٹرویو دیتے ہوئے لیبیا کے سربراہ کرنل قذافی نے کہا کہ بھٹو کو ایٹمی پروگرام کی وجہ سے امریکہ نے قتل کرایا۔

لاہور میں آپریشن

یکم مارچ کو پولیس کی بھاری جمعیت نے رات تین بجے ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں چھپے ہوئے دہشت گردوں کی گرفتاری کے لیے آپریشن کر کے 18 افراد کو گرفتار کر لیا۔ بھاری تعداد میں خود کار اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ دہشت گردوں کی تلاش میں امام بارگاہ، مساجد اور گھروں کی تلاشی لی گئی۔ سپاہ محمد کے مرکزی دفتر پر پولیس نے قبضہ کر لیا۔ چھپے ہوئے مسلح افراد نے پہلے تو پولیس پر فائرنگ کی لیکن بعد میں ہتھیار ڈال دیئے۔ پولیس نے آبادی میں اپنی ایک چوکی بھی قائم کر لی۔ ٹھوکر نیاز بیگ پر یہ اپنی نوعیت کا پہلا آپریشن تھا۔

یکم مارچ کو وزیراعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے پنجاب کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ اس موقع پر گورنر چوہدری الطاف اور صوبائی وزیر مخدوم الطاف بھی موجود تھے۔

5 مارچ کو جھنگ میں دہشت گردوں کی فائرنگ سے ایک سابق رکن پنجاب اسمبلی سمیت 6 افراد جاں بحق اور 10 زخمی ہوگئے۔ سابق رکن صوبائی اسمبلی ایک نماز جنازہ میں شرکت کے بعد واپس جا رہے تھے کہ گھات میں بیٹھے ہوئے افراد نے اُن پر فائرنگ کر دی۔

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

جھنگ میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔

7 مارچ کو ملتان روڈ لاہور پر صبح 8 بجے موٹر سائیکل پر سوار مسلح افراد نے سینکڑوں افراد کی موجودگی میں تحریک جعفریہ کی مرکزی کابینہ کے رکن اور امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے بانی صدر ڈاکٹر محمد علی نقوی، اُن کے گن مین تقی محمد اور ایک 14 سالہ راہ گیر کو کلاشنکوف کا برسٹ مار کر قتل کر دیا اور اسلحہ لہراتے ہوئے فرار ہوگئے۔ تحریک جعفریہ پاکستان کے سربراہ علامہ ساجد نقوی نے ڈاکٹر محمد علی کے قتل کو حکومت اور دہشت گردوں کے درمیان گٹھ جوڑ کا نتیجہ قرار دیا۔ سپاہ صحابہ کے رہنماء مولانا اعظم طارق نے کہا کہ یہ مصالحتی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کی سازش ہے۔ قاضی حسین احمد فرقہ وارانہ تنازعہ ختم کرانے کے لیے اپنا مصالحتی کردار ادا کریں۔

عید کے تین دن

حفاظتی انتظامات کے باوجود عید کے تین دنوں میں دہشت گردی کی مختلف وارداتوں میں 4 سپاہیوں سمیت 29 افراد جاں بحق ہوگئے۔ عین عید کے دن شقی القلب قاتلوں نے سوسائٹی کے ایک بنگلہ میں دو خاندانوں کے سات افراد کو گولیوں سے بھون ڈالا۔ اُن کے ہاتھ پیر باندھ کر باری باری اُن کے سروں پر گولیاں چلائی گئی۔ فائر کھولنے سے قبل وہ مقتول سے کہتے کہ کلمہ پڑھ لو۔ قاتل موبائل فون اور واکی ٹاکی پر مسلسل کسی سے رابطے میں تھے اور دوسری جانب سے ملنے والی ہدایات کے مطابق عمل کر رہے تھے۔ خواتین اپنے عزیزوں کو اس طرح قتل ہوتے ہوئے دیکھ کر بے ہوش ہوگئیں۔ حکومت سندھ نے قاتلوں کی گرفتاری کے لیے دس لاکھ روپے انعام کا اعلان کر دیا۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ حکومت دہشت گردی پر قابو پانے میں ناکام ہو چکی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت صورت حال کو قابو میں لانے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ الطاف حسین نے کہا کہ سندھو دیش کے قیام اور کراچی کو طفیلی ریاست بنانے کا سمجھوتہ ہوگیا ہے۔ مہاجروں کا قتل عام منظم مہم کا حصہ ہے۔ صدر اگر تحفظ فراہم نہیں کر سکتے تو مستعفی ہو جائیں۔

5 سے 10 مارچ تک کراچی میں ایک پولیس انسپکٹر، دو سپاہی، ایک عورت اور دو سگے بھائیوں سمیت 58 افراد ہلاک اور 50 سے زائد زخمی ہوگئے۔ سب انسپکٹر کو کار سمیت اغوا کر کے گولی مار دی۔

جمعہ 10 مارچ کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے موقع پر جامع مسجد جامع حسینی کراچی میں بم کے ایک زبردست دھماکے اور فائرنگ کے نتیجے میں 13 نمازی جاں بحق اور 40 سے زائد زخمی ہوگئے۔ دھماکہ مسجد کے اندر کھڑی وین میں نصب بم کے پھٹنے سے ہوا۔ نمازی جب زخمیوں کو

لے کر باہر نکلے تو ایک گاڑی سے اُن پر گولیاں چلائی گئیں۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ مسجد میں بم کا دھماکہ کرنے والے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچا کر دم لیں گے۔ مجرموں کی نشاندہی کے لیے حکومت نے 20 لاکھ روپے کے انعام کا اعلان کر دیا۔ تحریک جعفریہ کے سربراہ آغا سید حامد علی موسوی نے کہا کہ شیعہ سنی صبر و تحمل سے کام لیں، یہ سپر طاقتوں کی سازش ہے۔ قاضی حسین احمد نے کراچی آ کر امام بارگاہ حسینی اور ملیر میں بم دھماکے کا نشانہ بننے والی مسجد کا دورہ کیا اور کہا کہ اس قتل و غارت گری میں شیعہ سنی نہیں بلکہ دشمن کے ایجنٹ ملوث ہیں۔

10 مارچ کو قاضی حسین احمد کی اپیل پر ملک بھر میں کراچی میں ہونے والی دہشت گردی، تخریب کاری اور عبادت گاہوں پر حملوں کے خلاف عوام سے اظہار یک جہتی کے لیے یوم احتجاج منایا گیا۔ ملک کے طول و عرض میں مساجد میں دعائیں مانگی گئیں۔ ہینڈ بل تقسیم کئے گئے اور پوسٹر لگائے گئے۔

پیر پگارا کے بنگلہ پر فائرنگ

11 مارچ کو پیر پگارا کے بنگلے کنگری ہاؤس پر صبغت اللہ راشدی کے بیڈ روم کا نشانہ لے کر راکٹ لانچر سے حملہ کیا گیا۔ نقاب پوش حملہ آوروں نے چار مختلف اطراف سے بنگلہ پر فائرنگ کی اور راکٹ پھینکا۔ پیر صاحب موجود نہیں تھے۔ مکان کو نقصان پہنچا لیکن کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ پیر صاحب نے کہا کہ پورا شہر حملہ آوروں کی زد میں ہے تو میرا گھر کس طرح بچ سکتا ہے۔ عبداللہ شاہ نے پیر صاحب کے گھر جا کر خیریت دریافت کی۔ امریکی نائب وزیر خارجہ رابن فیل نے کہا کہ کراچی میں بڑے پیمانے پر اسلحہ پہنچ رہا ہے جس پر ہمیں تشویش ہے۔

حقیقی کے دفتر پر حملہ

12 مارچ کو پاک کالونی کراچی میں پیدل، موٹر سائیکلوں اور کاروں میں سوار درجنوں افراد نے حقیقی کے سیکٹر آفس کو گھیرے میں لے کر اندھا دھند فائرنگ کر کے اُس کے 13 کارکنوں کو ہلاک کر دیا۔ حملہ آوروں نے راکٹ چلا کر اور دستی بم پھینک کر پورے علاقے میں خوف و ہراس طاری کر دیا۔ ایک سفید رنگ کی کار میں نصب مشین گن سے فائرنگ کی گئی۔ کارکنوں کے گھروں پر بھی گولیاں برسائی گئیں۔ لاشیں ایک گھنٹے کے بعد اُٹھائی جا سکیں۔ پولیس اطلاع ملنے کے باوجود کئی گھنٹے بعد جائے واردات پر پہنچی۔ آفاق احمد نے کہا کہ حقیقی کو حب الوطنی کی سزا دی جا رہی ہے۔

امریکی حکومت کی ہدایت

کراچی میں امن و امان کی صورت حال کے پیش نظر امریکی حکومت نے 16 مارچ کو اپنے سفارتی عملے کو ہدایت دی کہ وہ غیر ضروری دورے نہ کریں اور خطرناک علاقوں میں نہ جائیں۔ امریکی بچوں اور عملے کے کچھ افراد کے انخلاء کا فیصلہ بھی کیا گیا۔

محاصرے اور چھاپے

حکومت کے فیصلے کے مطابق 17 مارچ سے چھاپوں اور محاصروں میں مزید شدت آ گئی۔ کراچی کے تمام تھانوں کا چارج رینجرز کو دے دیا گیا۔ اور اُنہیں چھاپے مارنے، تلاشی لینے اور ملزمان کو گرفتار کرنے اور تفتیش کرنے کا حق دے دیا گیا۔ 17 مارچ کو چھاپوں کے دوران 250 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ 19 مارچ ملیر کورنگی اور فیصل کالونی میں گھر گھر تلاشی لی گئی اور تقریباً سو افراد گرفتار کر لیے گئے۔ فیصل کالونی میں محاصرہ کے دوران شدید فائرنگ کی گئی جس کی وجہ سے رینجرز کو واپس جانا پڑا۔ 20 مارچ کو رات گئے چھاپے مار کر پولیس نے 25 افراد کو گرفتار کر لیا۔ تین روز سے بعض علاقوں میں مسلسل گھر گھر تلاشی کی وجہ سے چھ لاکھ افراد اپنے گھروں کے اندر محصور ہو کر رہ گئے۔ بازار اور دکانیں بند پڑی ہیں۔ کرفیو کا سماں ہے۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ اُن کی کوششوں سے شہر میں امن قائم ہوگیا۔ اسلحہ، گاڑیاں اور دیگر سامان برآمد کیا گیا۔

خفیہ ایجنسیوں کے درجنوں اہلکاروں نے 17 مارچ کو اسلام آباد میں ایم۔ کیو۔ ایم کے مرکزی دفتر پر چھاپہ مار کر چیف آرگنائزر سمیت متعدد کارکنوں کو گرفتار کر لیا۔ ٹیلی فون اور فیکس لائنیں کاٹ دیں۔ الطاف حسین نے اسے مہاجر دشمنی کی بدترین انتقامی کارروائی قرار دیا۔

لیکن مارچ کے تیسرے ہفتے میں بھی دہشت گردی کے واقعات میں 25 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔

سینیٹر اشتیاق اظہر نے مطالبہ کیا کہ کراچی میں اقوام متحدہ کی امن فوج تعینات کی جائے۔ قتل کی تحقیقات کے لیے امریکی ٹیم آ سکتی ہے تو امن کے لیے فوج بلانے میں کیا حرج ہے۔

نواز شریف الطاف حسین مذاکرات

19 مارچ کو لندن میں مسلم لیگ کے صدر ڈاکٹر طوسی کے گھر پر نواز شریف اور الطاف حسین کے درمیان مذاکرات کا آغاز ہوا، جو تین دن تک جاری رہے۔ الٰہی بخش سومرو اور اجمل خٹک بھی نواز شریف کے ہمراہ تھے۔ نواز شریف اور الطاف حسین نے تنہائی میں بھی ملاقاتیں

Benazir Hookumat Ka Urroj-O-Zawal Part I; Copyright © www.bhutto.org

کیس - 21 مارچ کو کامیاب مذاکرات کے بعد دونوں جماعتوں نے ایک مشترکہ اعلامیہ میں کہا کہ تمام متاثرین کو معاوضہ ادا کیا جائے۔ جھوٹے مقدمات واپس لیے جائیں منتخب نمائندوں کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو سیاسی عمل میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے۔ بلدیاتی انتخابات فوری طور پر کرائے جائیں۔ شہریوں کو زبان، مذہب، فرقہ اور قومیت کے امتیاز کے بغیر بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے۔ کراچی کے بحران کے حل کو دوسرے اُمور پر فوقیت دی جائے۔ نواز شریف نے کہا کہ الطاف حسین ضرور وطن واپس آئیں گے۔ اُنہیں کوئی نہیں روک سکتا۔ الطاف حسین نے کہا کہ نواز شریف رن وے بنائیں گے تو ہم لینڈ کریں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ الطاف حسین قیام امن کے لیے اپنا کردار ادا کریں تو مسلم لیگ۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے علاقوں سے اپنی نشستوں سے دستبردار ہو جائے گی۔

الطاف حسین نے وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ یہ معاہدہ اتحاد نہیں بلکہ مسلم لیگ کے ساتھ مفاہمت کا آغاز ہے۔ پیپلز پارٹی نے اپنے وعدے پورے نہیں کئے اور مذاکرات خود ہی ختم کر دیئے۔

وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ نواز الطاف ملاقات ہمارے لیے پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ جب تک کراچی میں خون خرابہ بند نہیں ہوتا۔ اُس وقت تک ایم۔ کیو۔ ایم سے کوئی مصالحت نہیں ہو سکتی۔ نصیر بابر نے کہا کہ الطاف حسین کو عام معافی دے کر دوسرا "اگرتلہ سازش کیس" نہیں بننے دیں گے۔ شیخ مجیب کا ٹرائل ہو جاتا تو مشرقی پاکستان الگ نہ ہوتا۔ الطاف حسین کو واپس آتے ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ اگر الطاف حسین کے خلاف مقدمات جھوٹے ہیں تو ان میں سے بیشتر تو نواز شریف دور حکومت میں بنے ہیں۔ جھوٹے مقدمات بنانے کے جرم میں تو نواز شریف پر مقدمہ چلنا چاہیے۔ کراچی میں امن کے قیام میں تعاون کرنے کے بجائے وہ چھ ماہ کا راشن جمع کروانے والوں کے پاس چلے جائیں۔

اعلیٰ سطحی اجلاس

21 مارچ کو ایوان صدر اسلام آباد میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں جس میں صدر لغاری، وزیراعظم بے نظیر، جنرل عبدالوحید، گورنر ہارون اور وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ نے شرکت کی۔ کراچی میں ایک گرینڈ آپریشن کو حتمی شکل دی گئی ہے۔ یہ آپریشن رینجرز کرے گی۔ عبداللہ شاہ نے کہا کراچی میں میں پولیس کی نفری کم ہے۔ اس لیے دہشت گردوں کو پکڑنے میں مشکلات کا سامنا ہے۔ سیاست اور جرائم میں ملوث 1272 پولیس اہلکار برطرف کر دیئے گئے۔ سندھ کے جیلوں میں 311 قیدیوں کا تعلق سیاسی جماعتوں سے ہے۔

جی-ایم سیّد کی رہائی

21 مارچ کو رات بارہ بجے ڈپٹی کمشنر نے جناح اسپتال جا کر اطلاع دی کہ جی-ایم-سیّد کو جو وہاں زیر علاج تھے، ضمانت پر رہا کیا جا رہا ہے- اُن کے کمرہ سے جیل گارڈ ہٹا لیے گئے- اُن کے بیٹے امداد شاہ نے کہا کہ ہم نے ضمانت کی کوئی درخواست نہیں دی- سائیں کوما میں ہیں اور اُنہیں اسپتال سے حیدر منزل منتقل کرنا ممکن نہیں-

22 مارچ کو سیّد امداد شاہ نے اپنے والد کے علاج میں تاخیر کے خلاف وزیراعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ اور ہوم سیکرٹری شاہ حامد کے خلاف اقدام قتل کے مقدمہ کی درخواست دائر کر دی- حکومت نے بغرض علاج بیرون ملک جانے کے لیے نہ تو پاسپورٹ جاری کیا اور نہ ہی میڈیکل بورڈ قائم کیا- نصیر بابر نے کہا کہ جی-ایم-سیّد علاج کے لیے جس ملک بھی جانا چاہتے ہو، جا سکتے ہیں لیکن اہل خانہ نے بتایا کہ اُن کی حالت خطرناک حد تک بگڑ گئی ہے-

سندھ میں ہڑتال

20 اپریل کو جئے سندھ رہبر کمیٹی کی اپیل پر جی-ایم-سیّد کو بیرون ملک علاج کے لیے نہ بھیجنے کے خلاف سندھ کے متعدد شہروں میں ہڑتال ہوئی-

25 اپریل کو جئے سندھ تحریک کے بانی اور ممتاز قوم پرست رہنما جی-ایم-سیّد صبح چار بجے 92 سال کی عمر میں جناح اسپتال کراچی میں انتقال کر گئے- وہ 39 روز سے زندگی اور موت کی کشمکش میں تھے- اُن کی میت کو جئے سندھ کے پرچم میں لپیٹ کا گاڑیوں کے جلوس میں اُن کے آبائی گاؤں "سن" لے جایا گیا- 26 اپریل کو اُن کی وصیت کے مطابق اُنہیں "سن" میں اپنے والد کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا- تیس برس اُنہوں نے قید و بند میں گزارے لیکن کبھی ضمانت پر رہائی کی درخواست نہیں دی، ہمیشہ مقدمہ چلانے پر اصرار کرتے رہے- اُن کے سوگ میں سندھ کے کئی شہروں میں ہڑتال ہوئی اور گھروں پر سیاہ پرچم لہرائے-

30 اپریل کو سن میں ایک تعزیتی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ولی خاں نے کہا کہ جی-ایم-سیّد کی وفات سے مظلوم قوموں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے- اس موقع پر اجمل خٹک نے کہا- پختون سندھی قوم کے ساتھ ساتھ ہیں-